سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

ہفتہ' 18۔ دسمبر 1993ء
(شنبہ' 4۔ رجب المرجب 1414ھ)
جلد' 5 شمارہ' 1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 6)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
نومنتخب اراکین کا حلف	2
صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل	2
نومنتخب اراکین کا حلف	13
مسئلہ استحقاق: وزیر تعلیم کا اخباری بیان کہ محکمہ تعلیم میں تبادلے حزب اقتدار کے اراکین کی سفارش پر ہوں گے	15
وزیر قانون کی طرف سے قواعد انضباط کار کی غلط تشریح	18
مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	37
امن عامہ کی صورت حال پر بحث	38

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

ہفتہ' 18 دسمبر 1993ء

(شنبہ' 4۔ رجب المرجب 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ اِنْ
تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾
يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ
سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ
نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾

سورۃ آلِ عمران آیات 29، 30

(اے پیغمبر لوگوں) سے کہہ دو کہ کوئی بات تم اپنے دلوں میں مخفی رکھو یا اسے ظاہر کرو خدا اس کو جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو سب کی خبر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے o جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پائے گا اور ان کی برائی کو بھی (دیکھ لے گا) تو آرزو کرے گا کہ اسے کاش اس میں اور اس برائی میں دور کی مسافت ہو جاتی۔ اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے۔ اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے o (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمھیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے o

وما علینا الا البلاغ o

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبران جناب نصراللہ بٹ صاحب کی والدہ محترمہ فوت ہوئی ہیں اور جناب ظفر علی شاہ صاحب کے برادر صغیر فوت ہوئے ہیں۔ تو میں جناب سے گزارش کروں گا کہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کروائی جائے۔

جناب سپیکر: ضرور۔

شیخ محمد انور سعید: میاں مجید جو لاہور کے لارڈ میئر تھے ان کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

نو منتخب اراکین کا حلف

جناب سپیکر: سب سے پہلے نو منتخب اراکین کا حلف ہو گا جو ضمنی انتخابات میں منتخب ہوئے ہیں اور ان کا نوٹیفکیشن بھی ہو چکا ہے۔ حلف نامے ان کی نشستوں پر رکھ دیے گئے ہیں۔ سیکرٹری صاحب ان کے نام پکاریں گے۔ نو منتخب اراکین براہ کرم اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر میرے پیچھے پیچھے حلف نامے کی عبارت پڑھیں گے۔

سیکرٹری اسمبلی:

1-	جناب محمد اسماعیل پی پی	59	فیصل آباد
2-	شیخ حاکم علی پی پی	65	جھنگ
3-	جناب محمد عارف چٹھہ پی پی	78	گوجرانوالہ
4-	جناب ارمغان سبحانی پی پی	108	سیالکوٹ
5-	سردار رفیق احمد خان لغاری پی پی	203	ڈیرہ غازی خان
6-	چودھری نذر عباس بھٹی پی پی	80	حافظ آباد
7-	ملک بلال مصطفیٰ کھر پی پی	213	مظفر گڑھ

(اس مرحلے پر جناب سردار رفیق احمد خان لغاری نے حلف اٹھایا)

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب سپیکر: اب پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جاتا ہے۔

سیکرٹری اسمبلی: قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب

سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحیثیت ترتیب و تقدیم مندرجہ ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ سردار غلام عباس پی پی 18

2۔ سید ظفر علی شاہ پی پی 1

3۔ مہر سعید احمد ظفر پی پی 145

4۔ حاجی محمد اسلم خان کھچی پی پی 193

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جب یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی اور آپ سپیکر کی کرسی پر تشریف فرما ہوئے تو اس اسمبلی کی اور اس proceedings کی سب سے پہلے میری تحریک استحقاق تھی۔ جس کے بارے میں اب تک کچھ پتا نہیں چل رہا کہ اس کا کیا بنا ہے اور اس کے بعد جتنی تحاریک استحقاق آئی ہیں خواہ حکومتی بنچوں کی طرف سے آئی ہیں ان پر نہ صرف کارروائی کی گئی بلکہ کارروائی شروع ہونے سے پہلے ان کے بارے میں عمل بھی ہوتا رہا۔ جناب والا! میں یہاں پر یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک معزز رکن جو کہ حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے تھے انھوں نے جب ایس پی فیصل آباد کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی تو اس کے پیش کرنے کے فوری بعد ایک کمیٹی بنا دی گئی اور کمیٹی کا ابھی باقاعدہ کوئی اجلاس بھی نہ ہوا کہ اس ایس پی کو تبدیل بھی کر دیا گیا۔ تو جناب والا! میری تحریک استحقاق جو میں نے اس اسمبلی کے پہلے اجلاس میں پیش کی اور جس کے بارے میں میں نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا کہ چونکہ وہاں پر ایک وفاقی وزیر نے سراسر قانون کو ہاتھ میں لیتے ہوئے زیادتی کی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد مسلسل وہاں زیادتیاں ہوتی چلی آئی ہیں اور ہمارے جتنے بھی وہاں پر ضلع کونسل کے ممبرز تھے ان کے خلاف جھوٹے کیسز بنے ان پر حملے ہوتے رہے اور آج بھی یہاں میو ہسپتال میں دو ممبرز زخمی حالت میں ہیں اور ان کا کچھ بھی نہیں بن رہا ان کا کچھ بھی نہیں ہو رہا اور جب کیس رجسٹر ہوا تو ان ملزموں کو گرفتار ہی نہیں کیا گیا۔۔۔۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر ہی کرنے لگ گئے ہیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تو صرف اتنا ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق کے بارے میں فیصلہ نہیں ہوا۔ لہذا اس

سیشن میں اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! یہ تحریک استحقاق اتنی دیر سے پڑی ہے لہذا میں یہ ضروری سمجھتا تھا کہ میں آپ کے ذہن نشین کر دوں کہ اس کے بعد بھی وہاں پر کچھ اثرات ہوئے ہیں۔ اگر آپ اس کا موقع پر فیصلہ کر دیتے اور انصاف کر دیتے تو اس کے بعد جو واقعات ہوئے ہیں وہ نہ ہوتے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! بات یہ ہے کہ آخری دن میں اس کا اعلان کرنے والا تھا لیکن اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب بھی بیٹھے تھے اور انھوں نے یہ مناسب سمجھا کہ چونکہ میں نے وعدہ کیا ہے لہذا میں ہی اس کا جواب دوں گا۔ اس سیشن میں میں نے اس بارے میں جو اپنی رولنگ ملتوی کی ہوئی ہے وہ میں ایوان کے سامنے رکھ دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ قواعد انضباط کار کو معطل کر کے مجھے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(آوازیں، منظور ہے)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ ----

جناب سپیکر، نہیں۔ میں نے اس پر ابھی کچھ نہیں کہا۔

(آوازیں، خاموشی نیم رضامندی ہے)

جناب سپیکر، قرار داد کے بارے میں مجھے پتا تو ہو کہ وہ کیسی قرار داد ہے۔ آپ اپنی قرار داد پڑھیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ "قواعد ضوابط کو معطل کرتے ہوئے حالیہ ضمنی انتخابات بتاریخ 2 دسمبر 1993ء کو سابق وزیر اعظم پاکستان اور صدر پاکستان مسلم لیگ (ن) اور قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی پر جو بزدلانہ و قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے یہ ایوان اس بزدلانہ واقعہ پر پرزور مذمت کرتا ہے اور حکومت پنجاب کی طرف سے دانستہ طور پر دھاندلی اور عدم استحکام کی صورت حال پیدا کرنے پر اظہار افسوس کرتا ہے۔"

جناب سپیکر، یہ مسئلہ subjudice ہے اس پر ٹریبونل بنا ہے۔ اس کی تحقیقات ہو رہی ہے اس لیے ایوان میں اس پر کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ یہ صرف قرارداد ہے اس

پر کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے یہ تو صرف اس ایوان کی رائے ہے اور اس پر آپ ایوان کی رائے لے لیجیے۔

(آوازیں ، آپ گنتی کروالیں جی۔)

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جیسے آپ نے بھی اس کا بڑا نوٹس لیا ہے اس معاملے پر ہائی کورٹ کے ایک جج پر مشتمل ایک انکوائری کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ لہذا اس پر کسی قسم کا اظہار خیال کرنا تو بڑی دور کی بات ہے اس پر کوئی قرارداد پیش نہیں ہو سکتی اور یہ قرارداد اس کارروائی پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔جناب والا! یہ جواب جو میں یہاں پر عرض کر رہا ہوں یہ میرے علم میں بھی نہیں تھا لیکن جب میں میاں شہباز صاحب کی سیٹ سے کوئی بات کرنے کی کوشش کرتا تھا تو اسی طرح پر زور آواز میں مجھے سمجھایا جاتا تھا کہ بھائی جس معاملے پر عدالت کے جج صاحب غور فرما رہے ہوں اس پر اظہار خیال کرنا نہ صرف ضابطے کے خلاف ہے بلکہ یہ اس جج کی رائے پر اثر انداز ہو سکتے ہے۔ لہذا میں اس لحاظ سے سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو اس سٹیج پر زیر بحث نہ لایا جائے۔

جناب سپیکر، اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! آپ ایوان کی رائے لے لیں۔

جناب سپیکر، میں نے رولنگ دے دی ہے کہ اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، لیکن آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر میری رولنگ کے الٹ نہیں ہو گا۔ کیونکہ میں نے اس بارے میں اپنی رولنگ دے دی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں فاضل وزیر صاحب کے ریمارکس کے بارے میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ فرما رہے ہیں کہ ایک معاملہ جو subjudice ہے اسے یہاں ایوان میں نہیں لیا جا سکتا۔ ہم اسے یہاں اس ایوان میں نہیں لے رہے بلکہ انتخاب میں جو دھاندلی ہوئی ہے وہ اسمبلی کے ایجنڈے پر آ چکی ہے۔ ہم کوئی نئی بات نہیں کر رہے یہ ایوان کی رائے ہے اور آپ اس وقت ایوان کی رائے لے سکتے ہیں قواعد و ضوابط معطل کر کے اس قرارداد کو لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ ایجنڈے والی جو بات کر رہے ہیں۔ جو چیز ایجنڈے پر آئی ہوئی ہے اور جو چیز ایجنڈے پر موجود ہے اس میں بھی بحث اس بات پر ہو سکتی ہے جو subjudice نہیں ہو گی۔ اس لیے جس مسئلے پر عدالتی کارروائی ہو رہی ہے اسے اسمبلی میں take up نہیں کیا جا سکتا اور میں نے اس پر اپنی رولنگ دی ہے اس کے بعد اس پر بحث نہیں ہو گی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! جو ہائی کورٹ نے حکم جاری کیا ہے وہ صرف انکوائری کا کیا ہے۔ ابھی تک وہ subjudice نہیں ہے کیونکہ یہ کیس ابھی تک عدالت میں نہیں گیا۔ ابھی تو یہ انکوائری کی سٹیج پر ہے لہذا اسے subjudice نہیں کہا جا سکتا۔

جناب سپیکر، subjudice تو وہی ہوتا ہے جب وہ عدالت کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

میاں معراج دین، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ وہ کیس ابھی تو انکوائری کمیٹی کے سپرد ہے اور وہ ابھی عدالت میں پیش نہیں ہوا۔ ابھی تو انھوں نے اپنی رپورٹ پیش کرنی ہے۔ جس وقت یہ عدالت میں چلا جائے گا تو اس وقت یہ subjudice ہو گا۔ ابھی تو اس بارے میں انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، عدالت کے ایک جج کے سپرد یہ معاملہ ہوا ہے اور جج، جج ہی ہوتا ہے اور اس مسئلے پر میری رولنگ دی جا چکی ہے لہذا یہ مسئلہ اب زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ٹریبونل بنایا گیا ہے اس کا کام تو صرف حقائق کو اکٹھا کرنا ہے اور یہ معلوم کرنا ہے کہ اصل واقعات کیا تھے۔ اور اگر اس کے بعد ٹریبونل اس بات پر رضامند ہوتا ہے اور تحقیق کرتا ہے کہ یہ جو واقعی کوئی جرم ہوا ہے یا کوئی ایسے واقعات ہوئے ہیں تو پھر وہ اس بات پر زور دے سکتا ہے کہ اس کا مقدمہ عدالت میں پیش کیا جائے۔ لہذا جس وقت وہ مقدمہ عدالت میں جائے گا تو وہ وہاں پر subjudice ہو گا اس سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف ان کی طرف سے suggestions ہیں جو انکوائری کمیٹی کے طور پر کام کر رہا ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ یہ معاملہ subjudice نہیں ہے اور اس پر اسمبلی میں بحث ہو سکتی ہے۔

وزیر صحت، (نکتہ وضاحت) جناب والا! میاں ستار صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ میں نے اعتراض

کیا ہے تو جناب والا میں ایک specific واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے دوستوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ گورنر ہاؤس کے سامنے پولیس کی فائرنگ سے ایک شخص ہلاک ہو گیا تھا تو اس وقت جناب سپیکر ہم اس معاملے کو ایوان میں زیر بحث لانا چاہتے تھے اس کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا تھا اور اس وقت اس کی تحقیقات ایک مجسٹریٹ صاحب کر رہے تھے اور عدالت عالیہ کے جج نہیں کر رہے تھے۔ لیکن ہمیں یہ کہہ کر اس پر بحث کرنے سے روک دیا گیا تھا کہ اس پر عدالتی تحقیقات ہو رہی ہیں اس لیے آپ اسے ایوان میں زیر بحث نہیں لا سکتے۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، ہائی کورٹ کے جج اگر تحقیق کر رہے ہیں تو انھوں نے کوئی فیصلہ نہیں دینا۔ جناب والا! اگر ہم اسی طرح اہم واقعات کو پس پشت ڈالتے رہے تو آپ دیکھیں گے کہ حمود الرحمن کمشن کی رپورٹ کو منظر عام پر نہیں آنے دیا گیا اور نہ ہی کسی ایوان کو اس پر بحث کرنے کی اجازت دی گئی ہے جس سے پاکستان ٹوٹا تھا اور وہی عوامل آج سامنے آ رہے ہیں۔ یہ اتنا اہم واقعہ ہے اور ایوان کی ایک اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ اس قرارداد مذمت کو منظور کیا جائے تو اس میں عدالتوں کا سہارا نہیں لینا چاہیے اور حقائق کا سامنا کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، حقائق یہی ہیں کہ ہائی کورٹ کے جج کے پاس یہ معاملہ زیر غور ہے اس لیے میں نے اسے subjudice قرار دیا ہے اور جتنی بھی بحث ہوئی ہے یہ فالتو ہے۔ میری رولنگ کے بعد اس پر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ جناب قائد حزب اختلاف!

میاں محمد شہباز شریف (قائد حزب اختلاف)، جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ آج تک اس ایوان کی کارروائی جو آپ کی سپیکر شپ کے تحت ہوئی میں نے بسا اوقات یہ نوٹ کیا کہ آپ نے جانبداری سے کام لیا ہے۔ ہم نے بڑے صبر اور تحمل سے کام لیا اور آپ کو سپورٹ کرنا چاہا' ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ ایوان چلے' ہم یہ چاہتے ہیں کہ جمہوریت پھلے پھولے اور یہ پاکستان کے لیے اشد ضروری ہے' جمہوریت کے پودے کو پانی ملنا چاہیے اور اس کو تناور ہونا چاہیے۔ مگر میں نے بسا اوقات نوٹ کیا لیکن میں نے ضبط اور تحمل سے کام لیا۔ لیکن آج میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ جانبداری سے کام لیتے ہیں اور آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنی پڑے گی کہ پھر ایوان کی کارروائی چلنا ممکن نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب بدرالدین چودھری، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کا یہ رویہ ایوان کی توہین کے مترادف

ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف کا یہ رویہ جمہوری روایات کے خلاف ہے۔ یہ آمریت کی پیداوار ہیں اور آمریت پر ان کا یقین ہے اس لیے یہ جمہوری اداروں میں جمہوری رویہ اختیار نہیں کر سکتے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کر رہا ہوں۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ سپیکر کے رویے کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ اجلاس آپ نے requistion پہ بلایا ہے۔ آپ کے مطالبے کے مطابق یہ اجلاس بلایا گیا ہے۔ آپ نے ایجنڈا دیا ہے اور آپ کے ایجنڈے کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود یہ کہنا کہ میرا رویہ جانبدارانہ ہے۔ یہ آپ کی اپنی صوابدید ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا اور نہ حالات اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ چودھری صاحب فرمائیے!

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! آپ کی عزت ہم دل و جان سے کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں۔ انصاف سب کے لیے ایک جیسا نہ صرف ہونا چاہیے بلکہ نظر بھی آنا چاہیے۔ جیسا کہ میں نے پہلے اپنی تحریک استحقاق کا ذکر کیا اس کو ہی لے لیں اور جو آپ نے قائد حزب اختلاف کی تقریر کے بعد آپ نے فرمایا ہے اس میں بھی بہت بڑا تضاد نظر آتا ہے۔ انصاف کے ساتھ چلیں گے تو کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہو گی اور آپ کی عزت میں بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا' اگر انصاف کے ساتھ چلیں گے تو آپ کی عزت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ جناب والا! ہم تعاون کرتے رہے ہیں اور تعاون کرنے کو تیار ہیں لیکن آپ کو اس کے لیے انصاف کرنا ہو گا اور اس انصاف کا اس ایوان کے لیے اور خاص طور پر اپوزیشن کے لیے نظر آنا بھی ضروری ہے اور پریس بھی یہاں موجود ہے کہ آپ اب تک کتنا انصاف کرتے چلے آئے ہیں۔

جناب سپیکر، انصاف نظر آتا ہے۔ میں انصاف کرتا بھی ہوں اور انصاف کروں گا بھی۔ آپ دیکھیے کہ آپ دوست بھی یہاں تشریف رکھتے تھے اور حزب اقتدار کی سیٹوں پر کتنے لوگ بیٹھے تھے' میں ایوان میں آیا ہوں اور کارروائی شروع کی ہے لیکن چودھری شوکت داؤد اور چودھری اسد یار گوندل صاحب کی طرف سے کی ہے۔

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی طرف سے یہ واضح احکامات ہیں کہ کوئی بھی غیر

سرکاری آدمی سرکاری گاڑی استعمال نہیں کر سکتا۔ پرسوں فرنٹیئر پوسٹ میں ایک تصویر چھپی جو کہ پہلے صفحے پر تھی جس میں خوش اختر سبحانی صاحب-----

جناب سپیکر، اس پوائنٹ آف آرڈر کا کارروائی سے کیا تعلق ہے؟ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس گاڑی کو الیکشن میں استعمال کیا گیا اور فرنٹیئر پوسٹ پر اس کی تصویر چھپی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا پرائیویٹ آدمی سرکاری گاڑی استعمال کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ اس کے لیے کوئی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار لائیں۔ اس وقت اس پہ بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! ایک اہم مسئلہ پر اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا ہے لیکن ایسے محسوس ہوتا ہے کہ چند وزراء اور دو تین ساتھیوں کے علاوہ حکومتی ارکان نے آج کے اجلاس میں شرکت مناسب نہیں سمجھی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج حکومتی ارکان ایوان سے واک آوٹ کر گئے ہیں یا اپوزیشن کو دیکھ کے ناک آوٹ ہو گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ایس اے حمید صاحب کے ریمارکس کا شکریہ، ہم نے اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ کو یہاں اسمبلی میں ہی بلانے کا فیصلہ کیا تھا۔ آپ کی طرف سے مجھے یہ بتایا گیا کہ جناب لیڈر آف اپوزیشن کی طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ اسمبلی کیفے ٹیریا میں پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کے اس فرمانے پہ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ اسمبلی کے باہر کسی دوسری جگہ کر لیتے ہیں تاکہ اپوزیشن کے ممبران کو اسمبلی کیفے ٹیریا استعمال کرنے کا موقع دیں۔ ابھی ہماری پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ جاری تھی لیکن ہم اجلاس کے وقت کی وجہ سے یہاں آ گئے ہیں۔ باقی ممبران اسمبلی تشریف لانے والے ہیں۔ ہم نے تو اپوزیشن کے لیے اچھے جذبات کا اظہار کیا لیکن اس کے جواب میں ایس اے حمید صاحب نے جو کچھ فرمایا ان کا شکریہ۔

جناب سپیکر، ان شاء اللہ وہ بھی اچھے جذبات رکھیں گے۔ جناب تاج محمد غازادہ صاحب آپ کیا

فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید، کیفے ٹیریا کی کوئی بات نہیں ہے۔ پھر بھی حکومتی ارکان کی یہ ذمہ داری ہے کہ یہ ایوان میں آئیں اور اسمبلی کو چلائیں۔

جناب سپیکر، ایسا نہیں ہے۔ لیڈر آف اپوزیشن کی طرف سے مجھے باقاعدہ پیغام ملا کہ ہم کیفے ٹیریا میں میٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کہیں اور کر لیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! اس سے اس بات کا تعلق ہی کوئی نہیں بنتا۔ ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ یہ وقت پہ آئیں۔ جہاں بھی یہ میٹنگ کریں، یہ ان کی ذمہ داری بنتی ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے اس کی وضاحت کی ہے۔

میاں محمد شہباز شریف، چودھری صاحب نے درست فرمایا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ کمیٹی روم میں ہمارا اجلاس ہو گا اور چونکہ اس وقت کھانے کا وقت تھا تو ہم نے جناب سے اجازت مانگی کہ ہم کیفے ٹیریا میں کھانا کھا لیں گے۔ آج صبح دس بجے خبر ملی کہ ہمیں کیفے ٹیریا میں کھانا کھانے کی اجازت ہے لیکن اس میں اتنی تاخیر ہو گئی کہ ہم انتظام نہ کر سکے اور ہمیں باہر لان میں انتظام کرنا پڑا۔ آپ کی طرف سے دس بجے اطلاع ملی کہ کیفے ٹیریا میں ہم کھانے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اب دس اور ایک بجے کے درمیان تین گھنٹے میں ہم کس طرح کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر، بہر حال مجھے تو پرسوں معلوم ہوا اور میں نے اسی وقت احکام دیے ہو سکتا ہے کل جمعہ کی چھٹی کی وجہ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو لیکن میری طرف سے ان سے بات کرنے کے بعد فوری طور پر یہ حکم جاری کر دیا گیا تھا کہ آپ کو convey کر دیا جائے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir, I would like to say something regarding coordination between the Opposition and the Treasury Benches. I would like to make only one submission to your honour, and that is, when the requisition came on this matter and on this specific subject which according to your thinking is subjudice. Do not you think it is advisable that the Leader of the Opposition should have been called to the Chamber to

disuess and thrash out this matter with him so that he should have been in full knowledge of the fact that the matter subjudice will not be allowed by the Speaker. We need not have created all this bad blood between us. The matter could have been decided in the Chamber. The Leader of the Opposition should have taken his side into confidence that this is not going to be allowed by the Speaker, therefore, let us go on to the other business. I think that would have been advisable. We are all brothers here in the Assembly. We are not in confrontation with any body. We are here to look after the best interests of the country, and if some thing is done wrong by the Treasury Benches it should have been admitted and the wrong on our part should have been admitted by us Let us run this House according to the laws of the country and according to the proper moral values.

جناب سپیکر، خانزادہ تاج صاحب! شکریہ۔ تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ چودھری غلام احمد خان، چودھری شوکت داؤد اور چودھری احمد یار گوندل کی طرف سے ہے۔ کون صاحب اسے پیش کریں گے؟

چودھری غلام احمد خان، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کون صاحب بول رہے ہیں؟ اور میری گزارش ہے کہ پریس کی سہولت کی خاطر آپ اپنا اسم گرامی بیان کر دیا کریں۔

چودھری غلام احمد خان، جناب سپیکر! میرا نام چودھری غلام احمد خان ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اجازت دیں تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی وزیر قانون صاحب آپ ارشاد فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایوان میں ایک نو منتخب رکن اسمبلی موجود ہیں۔ میرے علم میں آیا ہے

کہ پہلے بھی ایک صاحب حلف اٹھا چکے ہیں لیکن عرض یہ ہے کہ کوئی بھی stranger حلف کے بغیر یہاں ایوان میں نہیں بیٹھ سکتا۔ لہذا جو منتخب ممبران ایوان میں تشریف لائے ہیں پہلے ان کا حلف ہونا چاہیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! وزیر قانون کی یہ وضاحت کہ کوئی بھی stranger اس ہاؤس میں بیٹھ نہیں سکتا صحیح نہیں ہے۔ وہ ایم پی اے elect ہیں بیٹھ سکتے ہیں صرف یہ ہے کہ وہ ایم پی اے کے طور پر function نہیں کر سکتے جب تک وہ حلف نہ اٹھائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جب ایسا ممبر ایوان میں تشریف لائے تو پہلے اس کا حلف ہوتا ہے یہی روایت ہے اور پھر اس کے بعد کارروائی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، حلف کے لیے شروع میں کال کیا گیا تھا اگر اس کے بعد کوئی صاحب تشریف لائے ہیں تو بتائیں۔ اگر ہاؤس اجازت دے تو پہلے نئے اصحاب سے حلف لے لیا جائے۔

(قطع کلامیاں)

(اپوزیشن کی طرف سے اجازت نہیں ہے کی یک لخت بہت سی آوازیں آنے لگیں)

جناب سپیکر، چلیے پہلے حلف لے لیتے ہیں۔

چودھری محمد ریاض، جناب سپیکر! آپ نے پہلے ہاؤس سے اجازت مانگی تھی جو کہ نہیں ملی۔ اور اب آپ پھر حلف کے لیے کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔میں عرض کرتا ہوں کہ حلف کے سلسلہ میں جو رولز ہیں وہ یہ ہیں کہ سپیکر کی اجازت سے کسی وقت بھی حلف لیا جا سکتا ہے۔ اور میں اجازت دیتا ہوں کہ حلف لے لیا جائے۔

چودھری محمد ریاض، جناب والا! آپ نے پہلے اجازت مانگی تھی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے کہ میں نے پوچھا تھا لیکن اب میں اجازت دے رہا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے سردار صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ کو تو اختیار ہے آپ اجازت دے سکتے ہیں لیکن وزیر قانون صاحب ' وزیر قانون ہوتے ہوئے tradition of the assembly کو غلط quote کر رہے ہیں۔ ان کو تو کچھ سوچنا چاہیے۔

نو منتخب اراکین کا حلف

جناب سپیکر، کتنے نئے صاحبان تشریف لائے ہیں؟ جو صاحبان تشریف لائے ہیں وہ حلف کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ I call the House to be in order.

(اس مرحلے پر چار نو منتخب ممبران اسمبلی نے حلف اٹھایا اور حلف اٹھانے والے ممبران اسمبلی نے حلف وفاداری کے رجسٹر پر اپنے اپنے دستخط ثبت کیے)

جناب سپیکر، میں اپنی ' اراکین اسمبلی اور پریس کی سہولت کی خاطر نو منتخب اراکین سے درخواست کروں گا کہ جنھوں نے آج حلف اٹھایا ہے از راہ کرم ایک ایک کر کے کھڑے ہو کر اپنے اسم گرامی اور حلقہ سے ہمیں آگاہ کریں۔ (قطع کلامیاں) I call the House to be in order. تمام ممبر ایک دوسرے کی عزت کے مستحق ہیں۔ یہ ہاؤس کا احترام بھی ہے اور آپ کے اپنے ساتھیوں کا احترام بھی ہے۔

محمد عارف چٹھہ، جناب والا! میرا نام محمد عارف چٹھہ حلقہ پی پی 78 ہے۔

جناب سپیکر، مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد اسماعیل، جناب والا! میرا نام حاجی محمد اسماعیل حلقہ پی پی 59 ہے۔

سردار رفیق احمد خان لغاری، پی پی 203 ڈیرہ غازی خان

شیخ حاکم علی، سپاہ صحابہ پاکستان پی پی 65 جھنگ ۔ جناب والا! میرا تعلق جھنگ سے ہے اور میری کوشش ہو گی کہ میں دوستوں کے ساتھ مل کر ایوان کی جو بھی روایات ہیں ان کو برقرار رکھوں۔

سردار حسن اختر موکل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سیکرٹری اسمبلی کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک دوست نظر آ رہے ہیں۔ کیا ان کا نوٹیفکیشن ہوا ہے یا اس اجلاس کے لیے ان کو یہ عزت بخشی گئی ہے۔ اگر نوٹیفکیشن ہو گیا ہے تو میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ مبارک باد دیجیے۔ قانون کے آدمی ہیں نوٹیفکیشن کے بغیر نہیں بیٹھنے والے۔ بیوروکریٹ ہیں ان کو ان باتوں کا بہت زیادہ خیال ہوتا ہے ہم اور آپ تو اس طرح کی غلطیاں کر سکتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں کرتے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نہ لی جائے۔

چودھری محمد حنیف خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ایک وقت میں ایک صاحب ہی کھڑے ہو سکتے ہیں۔

چودھری محمد حنیف خان، جناب والا! میں تو پہلی دفعہ کھڑا ہوا ہوں۔

جناب سپیکر، چلیے انھیں بٹھا لیجیے۔

چودھری محمد حنیف خان، جناب والا! آج ابھی تین آدمیوں کے حلف ہوئے ہیں اور ایک پہلے ہوا ہے آج سے پہلے ہاؤس میں کسی ممبر کا تعارف نہیں ہوا ان تین کا تعارف ہوا ہے۔ نہ تو یہ صنف نازک میں سے ہیں کہ خصوصی طور پر تعارف کرایا جائے۔

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

چودھری محمد حنیف خان، **********

جناب سپیکر، یہ ساری کارروائی حذف ہو گی۔ اب تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں آپ کی اور ہاؤس کی توجہ وزیر اعلیٰ کے اس ڈائریکٹو کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میرے علاقے میرے حلقہ انتخاب پی پی 127 سے علامہ اقبال ٹاؤن کے گلشن اقبال سے عائشہ نامی بچی جو کہ چھٹی کلاس میں پڑھتی تھی وہ اغوا ہو گئی اور اغوا کنندگان نے 20 لاکھ روپیہ تاوان طلب کیا۔ میرے علاقے سے ایک سو آدمیوں پر مشتمل وفد وزیر اعلیٰ کے گھر گیا تو وزیر اعلیٰ نے 16 تاریخ کو یہ ڈائریکٹو دیا کہ آج شام تک اس ملزم کو گرفتار کر کے اور بچی برآمد کر کے

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

مجھے رپورٹ دی جائے۔ آج 18 تاریخ ہے تو میں گورنمنٹ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس پر کیا عمل ہوا؟

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ اسے تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کے طور پر لائیے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اب تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

وزیر تعلیم کا اخباری بیان کہ محکمہ تعلیم میں تبادلے حزب اقتدار کے اراکین کی سفارش پر ہوں گے

چودھری غلام احمد خان، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبائی حکومت کے مشیر تعلیم جناب ریاض فتیانہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ صوبہ کے شعبہ تعلیم کے حکام آئندہ صرف پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (چٹھہ گروپ) کے اراکین اسمبلی کی سفارش پر تبادلے اور تقرریاں عمل میں لائیں۔ روز نامہ "جنگ" مورخہ 14 نومبر 1993ء میں بھی اسی مضمون کی خبر شائع ہوئی ہے۔ جس سے متذکرہ ہدایات کی تصدیق ہوتی ہے۔

مشیر تعلیم کے اس حکم سے نہ صرف میرٹ، غیر جانبداری اور انصاف کے دعوؤں کی قلعی کھل گئی ہے بلکہ اراکین اسمبلی کے درمیان امتیاز و تفریق اور سرکاری حیثیت کے غلط استعمال سے صوبائی اسمبلی کے اراکین کا انفرادی و اجتماعی آئینی استحقاق بھی پامال ہوا ہے۔ جسے فوری طور پر زیر غور لایا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر، کیا یہ آپ کی short statement ہے؟

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! آئین میں جو درج ہے اور ہم نے جس کا حلف دیا ہے یہ statement اس کے بھی خلاف ہے۔ اس میں لکھا ہوتا ہے کہ پاکستان کے شہریوں کے لیے، پاکستان کی بقا کے لیے بلا امتیاز بغیر کسی تمیز کے ایمانداری سے اپنے فرائض بروئے کار لائیں گے۔

جناب سپیکر، اس تحریک استحقاق میں چودھری شوکت داؤد اور احمد یار گوندل بھی شامل تھے اگر کوئی بات کرنا چاہیں تو؟

چودھری غلام احمد خان، بات ہو گئی ہے جی۔

جناب سپیکر، جناب لاء منسٹر صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر، جی آپ کا کیا مسئلہ ہے؟ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ابھی ایک تحریک استحقاق سیکرٹری صاحب کے پاس جمع کرائی ہے۔ جناب والا! یہ مسئلہ میرے لیے نہایت ہی اہم ہے۔ مہربانی فرما کر اسے out of turn لیا جائے اور بے شک ہاؤس کی رائے بھی لے لی جائے۔

جناب سپیکر، ایک تحریک جو جاری ہے اس پر بات مکمل ہو جائے تو اس کے بعد اس کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ٹھیک ہے جناب والا!

جناب سپیکر، جناب لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! چودھری غلام احمد صاحب نے اراکین اسمبلی کے حوالے سے ٹرانسفر، پوسٹنگ کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ کوئی اخباری خبر تحریک استحقاق نہیں بن سکتی اور محض اخباری خبر کے لحاظ سے یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں ہے۔ جہاں تک کسی رکن اسمبلی کی سفارش پر ٹرانسفر اور پوسٹنگ کا تعلق ہے خواہ وہ حکومتی اراکین اسمبلی ہوں یا حزب اختلاف کے اراکین ہوں قطعی طور پر ان کا کوئی استحقاق نہیں ہے کہ سفارش کے ذریعے وہ کسی افسر کو ٹرانسفر کرائیں یا اس کی تقرری کرائیں۔ جناب والا! ہماری حکومت مفاد عامہ کے لحاظ سے تو کسی سرکاری افسر کا ٹرانسفر کرنے کی پالیسی رکھتی ہے لیکن بالخصوص محض اراکین اسمبلی کے حوالے سے ٹرانسفر کی کوئی پالیسی نہیں رکھتے۔ اس لیے معزز رکن نے جو ریاض فتیانہ کے متعلق تحریک استحقاق پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قابل پذیرائی نہیں ہے اور نا ہی کسی لحاظ سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لیے اسے rule out کیا جانا چاہیے۔

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! ایسا نہیں ہے جیسے وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ تحریک استحقاق بنتی بھی نہیں ہے۔ متعلقہ مشیر نے اس خبر کی تردید کیوں نہیں کی اس سے امتیاز تو پیدا

ہوتا ہے جب ایک بات پریس میں آئی ہے کہ امتیازی سلوک ہو گا تو متعلقہ کوارٹر تو وہ شخص ہو گا جس نے یہ statement دی ہے ۔ جس کے حوالے سے statement آئی ہے۔ اگر ان کی طرف سے تردید آ گئی ہوتی تو میں سمجھتا کہ بات آگے نہیں چلنی چاہیے ۔ وزیر قانون تو فنی وجوہات کی بنیاد پہ یہ کہہ رہے ہیں میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ مفروضے پہ انحصار کر رہے ہیں ۔ کوئی فنی وجوہات نہیں ہیں یہ صوبہ گیر معاملہ ہے صوبہ کی انتظامیہ کو ہدایات سے متعلقہ ہے۔ جناب والا! اگر وہ چاہیں تو یہ بات ثابت ہو سکتی ہے۔ انکوائری کمیٹی بٹھائی جائے ' کیا یہ بات درست ہے یا نہیں اور ان احکامات کی تعمیل ہو رہی ہے یا نہیں؟ میری استدعا یہ ہے کہ میری تحریک استحقاق کو فنی وجوہات کی بجائے انسانی اور صوبے کے مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے زیر غور لایا جائے اور اس سلسلے میں ہاؤس کی رائے لے لی جائے کہ کیا یہ صوبے کے مفاد میں ہے؟ پنجاب کے مفاد میں ہے' لوگوں کے مفاد میں ہے؟

جناب سپیکر، کیا حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی آرڈر کیے گئے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! کوئی آرڈر کی بات نہیں ہے ۔ ایک اخباری خبر کی بنیاد پر یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور مجھے فنی لحاظ سے ہی ' رولز کے حوالے ہی سے کسی تحریک کی حمایت یا مخالفت کرنی ہے۔ کیونکہ ہم اس ایوان کو رولز آف پروسیجر کے مطابق ہی چلاتے ہیں۔ اگر معزز رکن کو اس بات پر اعتراض ہے کہ وزیر قانون فنی لحاظ سے جو اعتراض کر رہے ہیں نہ کریں تو میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک تبادلوں کا تعلق ہے حکومت کی پالیسی مفاد عامہ کے لحاظ سے تبادلے کرنے کی ہے۔ تقرریوں کے لحاظ سے بھی اور مفاد عامہ کے لحاظ سے بھی اور کوالیفکیشن کے لحاظ سے حکومت اگر کسی محکمے میں بھرتی کرے تو وہ کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ استحقاق نہ حکومتی اراکین اسمبلی کا ہے کہ وہ سفارش کریں تو تب ٹرانسفر ہو گی اور اگر وہ سفارش نہیں کرتے تو ٹرانسفر نہیں ہو گی۔ اس لیے جناب سپیکر یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک رول آوٹ کی جاتی ہے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میری رولنگ آ چکی ہے اور کوئی بات کریں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میری طرف سے بھی یہ تحریک استحقاق ہے ----

جناب سپیکر، میں نے آپ کا نام لیا تھا مگر آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اب رولنگ آچکی ہے آپ تشریف رکھیں۔ سید ظفر علی شاہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ آپ کی نمبر 2 بھی اور نمبر 3 بھی ہے۔ آپ ایک تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔ نمبر 2 لے لیجیے بہتر ہے ترتیب سے چلیں۔

سید ظفر علی شاہ، ویسے دو تو میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں ایک ہی کر سکتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، ویسے یہ دونوں inter connected ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں ایک ہی پیش کر سکتے ہیں اور جو آپ پسند کریں پیش کر لیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں پھر ایک منٹ لوں گا ذرا دیکھ لوں۔

چودھری غلام احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری تحریک کا کیا بنا؟

جناب سپیکر، میں نے اسے رول آؤٹ کر دیا ہے۔

جناب امان اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ حکومتی اراکین اگر دس روپے کی قرار داد پیش کریں تو آپ اس ہاؤس میں پیش کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس کا جواب ہاں میں ہے یا ناں میں اور جب ہمارے استحقاق کا سوال پیش ہوتا ہے تو آپ نے کبھی یہ گوارا نہیں کیا کہ ہاؤس سے پوچھ لیں کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ ہاں کہتے ہیں یا ناں کہتے ہیں؟ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ یہ قرارداد جو آپ نے ویسے ہی ڈسمس کر دی ہے اس پر ہاؤس کی رائے لیں۔

جناب سپیکر، جب اس پر رولنگ آچکی ہے تو اس پر رائے نہیں لی جا سکتی۔

جناب امان اللہ خان، جناب والا! ہماری بات سننے سے پہلے آپ رولنگ دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب امان اللہ خان، وہ تو میں نے رکھ دی ہے۔

وزیر قانون کی طرف سے قواعد انضباط کار کی غلط تشریح

سید ظفر علی شاہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ

میں نے اسمبلی کے اجلاس منعقدہ 15-11-93 کو ایوان میں بجٹ اجلاس کی کارروائی کے دوران جس وقت ایجنڈا میں اور بعد ازاں ایوان میں قانون سازی کی کارروائی کے بارے میں یہ اعتراض اٹھایا کہ آج قانون سازی کے بارے میں کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی یہ قواعد انضباط کار کے ہر دو چیپٹر XI اور XVI کی صریحاً خلاف ورزی ہو رہی ہے اور اس طرح law making کے بل کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر سپیکر صاحب (ڈپٹی سپیکر) نے میرے پوائنٹ کو وزیر قانون صاحب کے اس بیان پر کہ چونکہ بجٹ اجلاس مطالبات زر کی منظوری کے بعد ختم ہو گیا ہے لہذا قانون سازی کا بل اب پیش کیا جا سکتا ہے۔ مگر نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس ایوان میں قانون سازی کے بل کے بعد پھر 1993-94ء کے بجٹ کا شیڈول پیش کیا گیا جو کہ ایجنڈا کے سیریل نمبر III پر درج تھا۔ اسی طرح ضمنی بجٹ 1992-93ء کا شیڈول بھی پیش کیا گیا جو سیریل نمبر IV پر درج تھا جو کہ بجٹ اجلاس کا حصہ اور تسلسل تھے۔ اس طرح قانون سازی کے بل کو ایوان کی بجٹ کارروائی کے درمیانی حصہ میں پیش کیا گیا جو نہ صرف قواعد انضباط کار کی خلاف ورزی ہے بلکہ وزیر قانون نے ایوان کی کارروائی کو غلط بیان دے کر غلط ڈگر پر ریکارڈ مرتب کرایا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں جناب کی اجازت سے short statement پر عرض کروں گا کہ 15-11-93 کا ایجنڈا اگر سامنے رکھ لیا جائے تو وہ ایجنڈا بذات خود یہ بتائے گا کہ اس میں کس کس سیریل نمبر پر کیا کیا کارروائی ہو رہی تھی اور کس آئٹم پر جا کر وزیر قانون صاحب نے بغیر ہاؤس کو نوٹس دیے ہوئے انھوں نے اچانک ایک آرڈیننس بلکہ تین آرڈیننس ایوان میں بیک وقت پیش کر دیے۔ ان آرڈیننسوں کو رولز کے مطابق پیش نہیں کیا' ہر آرڈیننس نے متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جانا تھا۔ لیکن ایک غیر قانونی اور بغیر ضابطے کے سپیشل کمیٹی بنائی گئی۔ سپیشل کمیٹی کا قانون سازی سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس سلسلے میں متعلقہ رولز کی بھی توجہ دلاؤں گا ایک طرف تو اس کی خلاف ورزی کی گئی دوسرا بجٹ اجلاس کے درمیان میں یہ آرڈیننس پیش کیے گئے اور تاثر یہ دیا گیا کہ بجٹ ختم ہو چکا ہے۔ اگر آپ سیکرٹری صاحب سے ریکارڈ منگوا لیں تو ساری بات واضح ہو جائے گی۔ اس طرح سے دو خلاف ورزیاں کی گئیں ایک تو بغیر کسی ضابطے کے لا میکنگ کے لیے آرڈیننس ٹیبل کیے گئے۔ نمبر 2 یہ معاملہ جو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جانا تھا

اس کو سپیشل کمیٹی کے پاس بھیج دیا گیا۔ سپیشل کمیٹی کی ایک الگ پروویژن ہے ' سٹینڈنگ کمیٹی کے علاوہ سلیکٹ کمیٹی کے پاس جانا ہے۔ اس لیے ایک ہی کمیٹی کو تینوں سبجیکٹ پر اختیار دے دیا گیا ہے۔ اس لیے میں جناب کی وساطت سے اس سلسلے میں ہاؤس کی مداخلت چاہوں گا اور اس پر کسی استحقاق کمیٹی کے بنانے کی ضرورت بھی نہیں ہے اور یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے نئے سیکرٹری صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا تھا کہ ہاؤس میں ایڈوکیٹ جنرل کو بھی بلایا جائے کیونکہ وہ بھی اس ہاؤس کا حصہ ہیں۔ کیونکہ ہمارا ادارہ law making کا ادارہ ہے۔ اگر law making والے ہی بسم اللہ law violation سے کریں گے تو ان قوانین کا احترام بھی آگے نہیں ہو گا۔ پھر جب قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو ہم چیخ و پکار کرتے ہیں اور جلسوں میں کہتے ہیں کہ فلاں طبقہ قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہے' حکومتی بنچز قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں یا فلاں محکمہ خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اس لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ اس کی ابتداء چونکہ ہم لوگ ہیں سب سے پہلے ہم قانون پر عمل کریں۔ اگر ہماری ابتداء ہی غیر آئینی طریقے سے ہو گی تو پھر ان قوانین میں کوئی تقدس نہیں ہو گا' ان کا کوئی احترام نہیں ہو گا۔ یہ جناب والا! میری مختصراً استدعا ہے اور اسی تحریک سے متعلقہ چار نمبر بھی ہے جناب کی اجازت سے یہ بھی پڑھ دیتا ہوں ۔ یہ بھی نہایت اہم ہے۔

حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے میں یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ صوبائی اسمبلی کے بجٹ اجلاس میں۔۔۔۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک ہی سانس میں ایک ہی بیان میں دو تحاریک استحقاق پیش نہیں کی جا سکتیں۔

جناب سپیکر، آپ نے کتنی تحریکیں پیش کی ہیں؟

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں نے آپ سے اجازت مانگ کر دوسری پڑھی ہے۔

جناب سپیکر، میں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ دونوں تحاریک میں سے جو آپ چاہتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اگر آپ اپنی اجازت واپس لیتے ہیں تو یہ تو پھر وہی بات ہے کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں میں تو سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ نے ایک law quote کیا ہے اور شاید اب وہ پڑھنے لگے ہیں۔ لیکن اگر آپ دوسری تحریک استحقاق لے رہے ہیں تو وہ نہیں تھی۔ آپ کی ایک ہی تحریک استحقاق آ سکتی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، میں عرض کرتا ہوں کہ جو تحریک میں نے پیش کی ہے اس کا تو جواب وہ دیں گے۔

جناب سپیکر، جی

وزیر قانون، جناب والا! رولز آف پروسیجر کے حوالے سے یہاں پر بات تو میرے خلاف ہو رہی ہے لیکن عجیب اتفاق کی بات ہے کہ محرک خود ----

MR SPEAKER: I call the House to be in order please.

وزیر قانون، رولز آف پروسیجر کے حوالے سے اس کی خلاف ورزی کے حوالے سے جناب معزز محرک میرے بارے میں بات کر رہے تھے لیکن عجیب اتفاق کی بات ہے کہ خود رولز آف پروسیجر کی کتاب کو بند کیے ' اس کی پرواہ کیے بغیر معزز رکن اس طریقے سے چلتے جا رہے ہیں کہ انھیں یہ بھی خبر نہیں کہ ایک تحریک استحقاق جس کو وہ پہلے چھوڑ چکے ہیں اس کے بعد اگلے نمبر کی جو انھوں نے تحریک استحقاق پڑھی ہے پہلے وہ اس کا مجھ سے جواب لے لیں پھر وہ اس کے بارے میں بات کر سکتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! معزز رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ جناب والا! ایجنڈے کے حوالے سے استحقاق مجروح ہونے کی جو بات جناب ظفر علی شاہ صاحب نے کی ہے اور انھوں نے اپنی تحریک چیپٹر 10 اور چیپٹر 12 کا حوالہ دیا ہے۔ اگر آپ ان دونوں چیپٹرز کو پڑھیں تو ان میں کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ جس روز مطالبات زر پیش ہو رہے ہوں اس روز کوئی دوسری تحریک پیش نہیں کی جا سکتی یا آرڈیننس پیش نہیں کیے جا سکتے یا بل پیش نہیں کیے جا سکتے۔ جناب سپیکر! باب 12 جس کا انھوں نے حوالہ دیا ہے اس میں قاعدہ نمبر 109 کے مطابق جس دن بجٹ پیش کیا جائے اس روز کوئی دوسری تحریک پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے جناب سپیکر اس روز قطعی طور پر قواعد و ضوابط کی نہ خلاف ورزی کی گئی اور نہ ہی قواعد انضباط کار سے ہٹ کر ہم نے کوئی کارروائی کی۔ جہاں تک violation of procedure کا تعلق ہے بے شک اس پر پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتے ہیں اور اس روز جناب ظفر علی شاہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جسے سپیکر نے رول آوٹ کر دیا تھا اور وہ مقصد

جو انھیں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے حاصل نہیں ہو سکا تھا وہ کارروائی گزر گئی ۔ اس کے بعد اب وہ مقصد تحریک استحقاق کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔لیکن جس معاملے پر ایوان کے اندر خواہ وہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا اور وہ رول آوٹ کر دیا گیا اب وہ اس پر تحریک استحقاق کے ذریعے اپنا مقصد دوبارہ پیش نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کو حاصل کرنے کے لیے دوبارہ بات کر سکتے ہیں۔ جہاں تک بات کرنے کا تعلق ہے وہ بات تو کر سکتے ہیں لیکن وہ قواعد انضباط کار کے مطابق نہیں ہو گی۔ پھر انھوں نے اس میں یہ کہا۔ جناب والا! یہ کہتے ہیں اور اس روز انھوں نے یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ آج قانون سازی کے بارے میں کوئی کارورائی نہیں ہو سکتی یہ قواعد انضباط کار کے ہر دو چیپٹرز کے خلاف ہے۔ پھر جناب سپیکر! جب آپ نے ان کے پوائنٹ آف آرڈرکو رول آوٹ کیا تو اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ میں نے یعنی وزیر قانون نے اپنے طور پر کمیٹی بنوا کر اس کے حوالے کر دیا جبکہ یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے ہونا تھا۔ پورا ایوان جانتا ہے کہ ابھی تک تو سٹینڈنگ کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی اس لیے یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس نہیں جانا تھا۔ پھر کمیٹی میں نے نہیں بنائی اور نہ ہی میں نے بنوائی۔ جناب والا! میں نے قواعد انضباط کار کے مطابق اراکین کے نام جو اس کی یعنی رولز کی requirment تھی اس کی مطابق میں نے ان کے نام تجویز کیے۔ اس ایوان نے وہ کمیٹی بنائی اور ایوان کی اکثریت جس کمیٹی کو بناتی ہے اس کمیٹی کو جناب والا! قاعدے کی خلاف ورزی نہیں کہا جا سکتا۔اور پھر اس کمیٹی میں اپوزیشن کے معزز اراکین بھی شامل تھے وہ اراکین اس کمیٹی کی کارروائی میں بیٹھے ہیں۔ وہ آرڈیننس اس کمیٹی میں پیش ہوئے ہیں۔ اس کمیٹی میں انھیں باقاعدہ discuss کیا گیا ہے اور پھر discussion کے بعد جو بھی صورت حال سامنے آئی ہے ۔ جناب والا! جب اپوزیشن کے اراکین اس کمیٹی میں بھی چلے جاتے ہیں اس میں بیٹھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایوان نے اس روز جو کمیٹی بنائی تو اس ایوان میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں نے اس سے agree کر لیا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی کی تشکیل کے معاملے میں میں نے قطعی طور پر اس روز کوئی خلاف ورزی نہیں کی تھی۔پھر جناب والا! یہ ایوان جس امر کے بارے میں فیصلہ کرتا ہے اس کے خلاف کبھی کوئی تحریک استحقاق نہیں آئی۔ ایوان جب کمیٹی بناتا ہے ' میں نے ایوان کے سامنے یہ معاملہ رکھا ' آپ نے مجھے آرڈیننس پیش کرنے کی اجازت دی اور سپیکر کی اجازت کے بعد جو آرڈیننس میں ایوان میں پیش کرتا ہوں وہ اسمبلی کی اجازت سے سارا معاملہ طے پایا اور مکمل ہوا۔ اس

لیے اس روز کی وہ کارروائی جو میں نے ایوان کی اجازت سے کی اس کے بارے میں اگر آج کوئی فاضل ممبر یہ کہے کہ اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو پھر جناب والا! یہ تو پورے ایوان نے استحقاق مجروح کیا۔ کس نے استحقاق مجروح کیا؟ پورے ایوان نے اگر استحقاق مجروح کیا تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایوان جو فیصلہ کرتا ہے اس کے بارے میں کوئی کارروائی نہ کسی عدالت میں چیلنج کی جا سکتی ہے نہ کسی اتھارٹی میں چیلنج کی جا سکتی ہے۔ لہذا یہ سارا سلسلہ ایوان کے حوالے سے ہوا اور اس ایوان نے کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور یہ تحریک استحقاق قطعی طور پر قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اور پھر جناب سپیکر! اگر آپ رول نمبر 203 کے حوالے سے بھی اسے دیکھیں تو یہ قطعی طور پر questionable نہیں ہے۔ شکریہ جناب۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا!

جناب سپیکر: جی

سید ظفر علی شاہ: یہ اتنی آسان بات نہیں ہے۔ جناب والا! میں پہلے عرض کر چکا ہوں یہ کوئی ذات کے مسئلے کی بات نہ ہے۔ پہلے تو میں وزیر قانون کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات ہوئی تھی اور اسے رول آوٹ کر دیا گیا تھا اس لیے اس پر بات نہیں ہوسکتی۔ میں ان کی اطلاع کے لیے جناب کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر کی رولنگ کے بعد بھی تحریک کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ تحریک ہے اور یہ بات میں پوائنٹ آف آرڈر پہ نہیں کر رہا اور میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ وہ ٹھیک کہتے ہیں کہ ہاؤس کی کارروائی جو ہے وہ تابع ہے ان رولز کے، ان رولز کی خلاف ورزی میں تو کیا نہ وہ دوسری پارٹی اور نہ یہ پارٹی کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ اب وزیر قانون نے ایک لمبی الف لیلہ کی داستان سنا کر confuse کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کہتے ہیں جناب بجٹ کے اجلاس میں ہم پر کوئی پابندی نہیں کوئی اور تحریک پیش کرنے کی، جناب والا! یہ رولز میں جناب وزیر قانون کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کروں گا کہ یہ پہلے اپنا بجٹ والا چیپٹر نکال لیں، پھر قانون سازی والا چیپٹر نکال لیں۔ کس کس جگہ پہ لکھا ہوا کہ وہ سپیشل کمیٹی کو پیش کیا جائے گا؟ اس میں اس معزز ایوان کا وقت ضائع ہو گا لیکن میں پہلے عرض کر چکا ہوں یہ نہایت ضروری باتیں ہیں ورنہ یہاں پر تو روزانہ violation ہو گی۔ جناب والا! آپ کی توجہ کہ پہلے باب نمبر گیارہ ہے یہ باب نمبر گیارہ قانون سازی کو deal کرتا ہے۔ جناب کی اجازت سے کہ فیصلہ

جناب نے کرنا ہے اور اس ہاؤس نے کرنا ہے لیکن کم از کم it must come on the record کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، اس interest میں آپ کو اجازت دے رہا ہوں کہ آپ ہاؤس کی کارروائی کو بہتر بنانے کے لیے قواعد و ضوابط کے آپ ایک اہم وضاحت کر رہے ہیں تو آپ کو وقت دیا جاتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جی مہربانی۔ جناب والا! باب گیارہ جو ہے وہ کرتا ہے introduction of Bills اور بل دو طرح کے ہیں ایک پرائیویٹ اور گورنمنٹ کا۔ میں وقت ضائع نہیں کرتا میں سیدھا گورنمنٹ کی طرف آتا ہوں جو انھوں نے پیش کیا تھا۔ سیکشن "ڈی" گورنمنٹ بل کو deal کرتا ہے۔ نوٹس آف گورنمنٹ بل۔

A minister may introduce a bill after giving to the secretary a written notice....

جناب شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب شاہ نواز چیمہ، جناب والا! ********** (قطع کلامیاں)

چودھری محمد ریاض، **********

جناب سپیکر، یہ ساری کارروائی جو شاہنواز چیمہ صاحب کی گفتگو سے شروع ہوئی اور اس آخری بات پر ختم ہوئی میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری شاہنواز چیمہ، میرا سوال یہ ہے کہ یہ بات کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جہاں تک معزز ہاؤس کا تعلق ہے یہ ہمیشہ روایت رہی ہے کہ ایک رکن اٹھ کر کسی دوسرے رکن کے پاس جا کے اس طرح سے بات کر سکتا ہے جو ہاؤس کو disturb نہ کرے۔ اگر اس سے ہاؤس کی کارروائی disturb ہوتی ہے تو وہ خلاف ضابطہ ہو گی۔ لیکن یہ ہمیشہ سے روایت رہی ہے کہ وزراء کے پاس جا کر اور اراکین ایک دوسرے کے ساتھ بات کر لیتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! اس کے علاوہ یہ ہاؤس کی روایت بھی ہے اور ہمارے رولز بھی ہیں کہ کوئی ایسے کلمات یا بات جو کسی کی دل آزاری کے لیے کہی جائے اور خاص طور پر چیئر صاحب نے جو الفاظ کہے ہیں، اشارہ کر کے اور واضح طور پر اپوزیشن لیڈر کے متعلق کہے ہیں ہم اس کی مذمت کرتے ہیں-----

جناب سپیکر، شوکت داؤد صاحب جب وہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے تو آپ کیوں اس کی مذمت کرتے ہیں؟ جناب ظفر علی شاہ صاحب ----- جی میاں عبدالستار صاحب

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دراصل چیئر صاحب بہت ہوشیار آدمی ہیں۔ لاء منسٹر صاحب پھنسے ہوئے تھے وہ جواب نہیں دے پا رہے تھے۔ انھوں نے انھیں سپورٹ دینے کے لیے یہ بات کہی ہے۔ otherwise چیئر صاحب ایسی بات نہیں کرتے۔

MR. SPEAKER: I rule it out of order It is no point of order Syed Zafar Ali Shah.

سید ظفر علی شاہ، رول 75 میں ہے کہ

75 (1) A Minister may introduce a Bill after giving to the Secretary a written notice of his intention to do so.

(2) The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons, and if the Bill is one that requires the sanction of the President under Article 268 of the Constitution, the notice shall also be accompanied by such consent, sanction or recommendation:

Provided that no statement of objects and reasons shall be required for a Bill which stands introduced under Clause (3) of Article 128 of the Constitution

یہ جو اس دن پیش کیا گیا تھا وہ یہ تھا۔

Provided further that the requisite previous consent, sanction or recommendation of the President shall be furnished to the Secretary before any motion under rule 79 is made.

(3) If a question arises whether a Bill or an amendment of a Bill does or does not require the previous consent, sanction or recommendation of the President, the decision of the Speaker thereon shall be final(4) The introduction of the Bill other than a Bill which stands introduced under clause (3) of Article 128 of the Constitution, shall be included in the list of Business for a day meant for Government business.

جناب سپیکر! اس دن جو بل پیش کیا گیا وہ ہے آئین کا 128(3) کا۔ وہ آرڈیننس بنایا تھا جناب گورنر صاحب نے مدت ختم ہونے سے پہلے پہلے وہ پیش کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی ہے تو وہ ' نہیں۔ 128(3) والا اس طریقے سے پیش نہیں کر سکتے جس طریقے سے انھوں نے پیش کیا ہے۔یہ 4 جو ہے،

The introduction of the Bill other than a Bill which stands introduced under clause (3) of Article 128 of the Constitution shall be included in the list of Business for a day meant for Government business.

جناب اس کے آگے ہے۔

(6) When an Ordinance is laid before the Assembly under Clause (2) of Article 128 the Constitution, it shall be deemed to be a Bill introduced in the Assembly and the

Secretary shall make such adaptations in it as are necessary to convert it into a Bill.

وہ یہ ہے کہ وہ ہرصورت میں پیش کرنا پڑتا ہے۔ میرج جو دو پوائنٹ ہیں جن کو وزیرقانون نے آئین اور رولز کی روشنی میں ادھر ادھر ہینکی پھینکی کی روشنی میں نہیں جاب سپیکر۔ اب جناب 77 بڑا relevant ہے۔ میں serial wise جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ ہے جی Consideration of Bills۔ کون سے بل؟ وہ جو گورنمنٹ پیش کر رہی ہے۔

77. Upon introduction, a Bill other than the Finance Bill shall be referred by the Speaker to the appropriate Standing Committee with directions to submit its report by a date fixed by him in this behalf:

Provided that the member-in-charge may move that the requirement of this rule may be dispensed with, and if the motion is carried, the provisions of rule 78 shall apply to the Bill as if the report of the Standing Committee on the Bill were presented on the day on which the motion is carried. But it shall not be necessary to re-supply copies of such Bils to the members.

ماسوائے اس کو چھوڑ کر سر۔

Upon introduction, a Bill other than the Finance Bill shall be referred by the Speaker to the appropriate Standing Committee with directions to submit its report by a date fixed by him in this behalf:

جناب والا! اس کی بھی خلاف ورزی ہوئی۔ اب جناب وہ کہتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی بنی نہیں ہے۔ ہمیں بھی پتا ہے نہیں بنی۔ اب نہیں بنائی تو کیا ہمارا قصور ہے؟ اس کا پروسیجر ہے کہ وہ

بھی ہاؤس نے بنائی تھی۔ سر'

"119. (1) There shall be elected by the Assemby after a general election the following Standing Committees for the duration of the Assembly which shall deal with legislation relating to the departments noted against each Committee "

انھوں نے تین مختلف سبجیکٹس پہ آرڈیننس lay down کر دیے' ایک سپیشل کمیٹی ہیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھی چھوڑ گئے۔ سلیکٹ کمیٹی کو بھی چھوڑ گئے۔ سپیشل کمیٹی جس کا دور دور بھی لا میکنگ سے واسطہ نہیں ہے۔ وہ اور purposes کے لیے ہوتی ہے جو سپیشل کمیٹی کے لیے رکھے گئے ہیں۔ تو جناب' یہ بھی ہوا۔ اب آخری جواب یہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کر سکتے ہیں۔ بجٹ کا چیپٹر 16۔ یہ ہے سر 107،

107 (1) The Budget shall be presented to the Assembly on such day or days as the Governor may appoint

(2) The Budget shall not be referred to a Standing Committee or to a Select Committee and no other motion shall be made with reference to it except as provided in the rules contained in this Chapter.

وہ انھوں نے بیچ میں کر دیا تھا۔

. . . no other motion shall be made with reference to it except as provided in the rules contained in this Chapter

وہ بتا دیں کہ وہ کس حوالے سے کیا کیا تھا۔ پھر جناب اگر اس چیپٹر کو دیکھیں جس میں آپ نے بزنس کو ترتیب دینا ہے اور اس کو dispose of کرنا ہے اس میں بھی یہ کسی جگہ نہیں جب تک کہ آپ اس کو defer کر کے اور اس کی بھی رولز اگر اجازت دیتے ہوں۔ کیونکہ اس دن جو ایجنڈا ہمیں پیش کیا گیا تھا 1-2-3-4-5 کر کے اس میں سنٹر میں یہ ٹیبل کر دیا گیا اور بعد میں بجٹ کا بھی۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس تمام سابقہ کارروائی کو کالعدم قرار دیا جائے۔ ہم کوئی بھاگ

تو نہیں رہے ہیں؛ انھوں نے جو آرڈیننس پیش کیے ہیں وہ ہمیں پھانسی لگانے کے لیے تو نہیں ہیں؛ لیکن legislation کے لیے proper طریقہ اس ہاؤس کا استحقاق ہے اور عوام کا بھی جنھوں نے ہمیں منتخب کیا ہے۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اگر ہماری بسم اللہ غیر آئینی اور غیر قانونی طریقے سے ہو گی تو اس کا انجام بھی اچھا نہیں ہو گا۔ اتنی میری استدعا ہے۔

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر صاحب

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اسمبلی کے اندر جو ایوان میں کارروائی ہو جائے آیا اس کو کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے یا اسمبلی کی کارروائی پہ کوئی تحریک دی جا سکتی ہے؟(مداخلت) جناب والا! میرا تو ایک علیحدہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں نے تو ان کے سبجیکٹ کو چھیڑا ہی نہیں۔ ان کے بارے میں کوئی ذکر میں نہیں کر رہا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر بالکل legitimate اور لیگل ہے۔ اس میں ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں۔ اسمبلی میں جو کارروائی ایوان منظور یا نامنظور کردے اس پر کوئی تحریک دی جا سکتی ہے؟ جناب والا! اتنا سا سوال ہے اور پوائنٹ آف آرڈر ہے اور آیا اس کو کسی تحریر کے ذریعے، تحریک کے ذریعے کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے؟ میرا تو یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے جناب۔ میں نے تو انھیں کچھ کہا ہی نہیں۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بجا ہے۔ہاؤس کی اجازت سے اور ہاؤس کی cooperation سے اگر ایک قدم آگے بڑھ گیا ہے تو اس کو تو سمجھا جائے کہ وہ مکمل ہو گیا ہے۔ اور اس کو واپس نہیں لیا جا سکتا۔ لیکن جو انھوں نے قانونی نکتے اٹھائے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ حکومت اور خاص طور پر وزیر قانون، قانون سازی میں ان نکات کو آئندہ کے لیے ہمیشہ پیش نظر رکھیں گے۔

وزیر قانون(چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! پہلے بھی ان قوانین کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے اور جس motion کے بارے میں انھوں نے ذکر کیا ہے کہ بجٹ پر بحث کے دوران کوئی دوسری motion پیش نہیں کی جا سکتی۔ جناب سپیکر! اگر ہم سب تھوڑا سا ماضی کے حوالے سے اپنے حافظے پر زور دیں تو یہ بات سامنے آئے گی کہ بجٹ پر بحث کے اس روز بھی تحریک استحقاق جو کہ motion ہوتی ہے پیش ہوئی ہے۔ تحاریک التوائے کار بھی اس روز پیش ہوتی ہیں۔ انھیں بھی motion کہا جاتا ہے۔ یہاں یہ جو الفاظ پڑھ رہے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ بجٹ کے حوالے سے کوئی دوسری موشن اس روز پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے اگر میں نے اس روز کوئی ایسی موشن

پیش کی، رولز معطل کیا یا یہ سارا سلسلہ اگر اسمبلی کرتی ہے تو جناب سپیکر! ایوان رولز کو معطل کر سکتا ہے۔ رولز میں جو چیز دی ہوئی ہے اس سے ہٹ کر اگر کوئی کارروائی عمل میں لانا ضروری ہے تو ایوان کی اکثریت رولز کو معطل کرتی ہے۔ تو اس روز ایوان کی اکثریت نے اس ساری کارروائی میں حصہ لیا اور سارے سلسلے کو جائز قرار دیا اور یہ قواعد و ضوابط کے عین مطابق اس روز آرڈیننس lay کیے گئے اور ساری کارروائی مکمل ہوئی اور جہاں تک یہ سلیکٹ کمیٹی کا ذکر کرتے ہیں کبھی بھی ایوان میں جو آرڈیننس پیش کیے جاتے ہیں یا بل پیش کیے جاتے ہیں وہ سلیکٹ کمیٹی کو نہیں بھیجے جاتے بلکہ یہاں سے وہ اگر سٹینڈنگ کمیٹیاں موجود ہیں تو ان کے پاس، بصورت دیگر سپیشل کمیٹی جو ایوان بناتا ہے ان کے پاس بھیجے جاتے ہیں اور وہاں سے جب ایوان میں واپس آرڈیننس پیش کیے جائیں گے تو پھر کوئی رکن ان سے اختلاف کرتا ہو وہ یہ بات کہہ سکتا ہے کہ اس قانون سازی کے معاملے کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے یا مشتہری کے لیے عوام کے پاس اسے بھیجا جائے۔ اس لیے سلیکٹ کمیٹیوں کو کبھی بھی آرڈیننس اس وقت نہیں بھیجے گئے لہذا جناب سپیکر! اس روز جو کارروائی ہوئی وہ ایوان کی اکثریت کے ذریعے سے مکمل کی گئی وہ ساری کارروائی اب questionable نہیں ہے۔ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو rule out کیا جائے شکریہ۔

جناب سپیکر، متعلقہ کارروائی ہاؤس کی اجازت سے اور اپوزیشن کی participation سے ہوئی ہے اور وہ ہو چکی ہے۔ اس لیے میں اس (قطع کلامیاں) میں بات کر رہا ہوں۔ آپ بعد میں بات کر لیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ کی رولنگ کے بعد میں بات نہیں کر سکوں گا۔ اس لیے میں جناب کی اجازت سے عرض کرتا ہوں Sorry for interruption Sir.

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ، ابھی جناب سپیکر نے رولنگ نہیں دی اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ ------

جناب سپیکر، دیکھیے میری آدھی بات ہو چکی ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ جو کارروائی ہاؤس کی پوری participation سے اور اپوزیشن کی participation سے ہوئی ہے اسے درست قرار دیا جاتا ہے۔ البتہ میں اس بات کی تلقین کرتا ہوں کہ آپ نے جو وضاحتیں کی ہیں آئندہ مزید احتیاط کی جائے کہ کوئی کارروائی بھی قواعد و ضوابط سے باہر کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور اگر آپ کہتے ہیں

کہ یہ سارا کچھ قواعد و ضوابط کے مطابق ہوا تو میں اس بات پر بھی اصرار کرتا ہوں کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ جب آپ قواعد و ضوابط کے مطابق ہی چل رہے ہیں تو جہاں اور بہت سے معاملات میں اپوزیشن کے ساتھ آپ اشتراک عمل کرتے ہیں، افہام و تفہیم کرتے ہیں تو اس معاملے میں بھی یہ بات بھی اس افہام وتفہیم میں شامل کر کے آگے بڑھائی جا سکتی ہے تا کہ ہاؤس کی کارروائی میں رکاوٹ نہ پڑے اور ہاؤس بہتر طریقے سے چلے۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ وزیر قانون صاحب اتنی naked violation کریں گے۔ میں سخت الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا ہے کہ رولز کو معطل کر کے کارروائی کی گئی تھی۔ جناب والا! "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا" 15 نومبر کی کارروائی ابھی منگوا لیں کہ کس موقع پر جناب سپیکر یا اس ہاؤس نے رولز معطل کیے تھے اور وہ کارروائی ہوئی تھی اگر ایسا ہے تو میں اپنے تمام الفاظ واپس لے لوں گا۔

جناب سپیکر، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ mis-interpretation کی جا رہی ہے میں نے واضح طور پر یہ بات کی ہے کہ رولز کو ایوان کی اکثریت معطل نہیں کر سکتی میں نے یہ کہا ہے کہ ایوان کی اکثریت نے کارروائی میں حصہ لیا اور یہ سارے آرڈیننس اور جتنی یہ ساری کارروائی عمل میں لائی گئی اس وقت ایوان کی اکثریت نے اس میں حصہ لیا اور انھوں نے اس کی تکمیل میں پورا پورا حصہ لیا۔ لہذا موجودہ ایوان کی اکثریت سے جو کارروائی مکمل کی جائے وہ دوبارہ questionable نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جناب ریکارڈ منگوا لیں بجٹ ختم ہو چکا تھا۔ extended time میں یہ بل پیش کیے گئے ہیں۔ فاضل دوست شاید موجود نہیں تھے۔ جس دن بجٹ پاس ہو گیا بجٹ سیشن ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر: میں نے کارروائی دیکھی ہے یہ extended time ہی میں ہوا ہے۔(قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ اب اگلی تحریک استحقاق ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وقت بہت ہو گیا ہے اب تحریک التوائے کار لے لی جائے تو بہتر ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! ہم نے آج انتہائی اہم موضوع پر بحث کرنی ہے اور تحریک استحقاق کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے لہذا میرا خیال ہے کہ ہمیں تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! ہم نے جس کے لیے requisition دی تھی اس موضوع پر ہمیں بات کرنے کا موقع دیا جائے کیونکہ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جناب اس کے بعد تحریک التوائے آپ ہی کی ہے۔ اس کے لیے بھی آدھا گھنٹہ ہے۔ آدھے گھنٹے میں اسے بھی دیکھ لیتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔ I call the House to order.

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! سابقہ اسمبلیاں جب بھی چلتی رہیں تو تحریک استحقاق کے لیے ایک وقت جناب سپیکر ہاؤس کے concensus سے خود مقرر فرما دیا کرتے تھے اور پہلے آدھا گھنٹہ ہوا کرتا تھا۔

جناب سپیکر: آج تو پونے گھنٹے سے بھی زیادہ ہو گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب۔ وہ مقرر فرما گئے ہیں۔ اس کے بعد پھر کوئی بھی تحریک استحقاق ہاؤس کے concensus سے کسی بھی وقت کسی بھی دن پیش نہ ہو۔

جناب سپیکر: ہاؤس آمادہ ہے کہ اب آگے کارروائی کی جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں ہمیشہ کے لیے بھی اور آئندہ کے لیے بھی بات کر رہا ہوں۔ کل اور

پرسوں کے لیے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، اگر قائد حزب اختلاف یہی بات کہہ دیں تو میں کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! تحریک التوائے کار کو کل پر ڈال دیں اور آج کے ایجنڈے پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، جی؟

میاں محمد شہباز شریف(قائد حزب اختلاف)، جناب والا! تحاریک التوائے کار کل پر ڈال دی جائیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ایک اور ممبر صاحب تشریف لے آئے ہیں(قطع کلامیاں) کوئی بات نہیں ہے۔ حلف اٹھانے میں ایک منٹ لگتا ہے ۔ انھیں بھی ذرا عزت افزائی دیجیے ۔ ان سے تعارف کر لیجیے آپ کی برادری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ملک کی population بھی بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اسمبلی کی population بھی بڑھتی چلی جا رہی ہے ۔

(اس مرحلے پر معزز رکن جناب نذر عباس بھٹی نے حلف اٹھایا)

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! توجہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، جناب میں پوری توجہ فرما رہا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ میرا ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے جس پر مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کو آؤٹ آف ٹرن لے آئیں۔ اس کو منظور کیا جائے۔ اگر آپ چاہیں تو اس پر ہاؤس سے رائے بھی لے لی جائے اور مجھے اس کی اجازت دی جائے کیونکہ یہ مسئلہ میرے لیے بہت ہی زیادہ اہم ہے۔

جناب سپیکر، میری رائے یہ ہے کہ کل سب سے پہلے آپ کی تحریک لے لیں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب اگر کل تک بات گئی تو اس سے میرے علاقے میں جو خوف و ہراس پھیلایا جا رہا ہے ۔ میرے ملازمین اور ورکروں کو پکڑا جا رہا ہے اس کے بارے میں کسی کو تو لگام ڈالنے کی آپ اجازت دیں گے۔ کسی کو تو کہا جائے گا۔ میرے چھوٹے بھائی پر اونٹ چوری کرنے کا مقدمہ دیا گیا ہے۔(شیم شیم کی آوازیں) پلیز مجھے بتایا جائے یہاں پر وزیر موصوف موجود ہیں(قطع کلامیاں) جناب سپیکر! مجھے تھوڑی سی توجہ دیں۔

جناب سپیکر، جی

جناب انعام اللہ خان نیازی، **********

جناب سپیکر، یہ لب و لہجہ مناسب نہیں ہے ۔ آپ ذرا نرمی سے بات کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، **********

جناب سپیکر، دیکھیے بات سنیے ۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر یہ گزارش کر رہا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تقریر نہ کیجیے نا۔ دیکھیے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر رہیے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ۔۔۔۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کی جا سکتی۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور آوٹ آف ٹرن منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق کا وقت گزر گیا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میری جان پر بنی ہوئی ہے اور آپ کے ٹائم کا میں کہاں تک مسئلہ سنوں گا۔ وہاں پر میرے ورکروں کو مارا جا رہا ہے ۔ اٹھا کر لے گئے ہیں اور پولیس کہتی ہے کہ ہمارے پاس بندے نہیں ہیں۔ اس کا کوئی تو سدباب ہو؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میرا مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہے ۔ آپ مجھے اجازت دیں۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میرے دوست نے بڑی دھوم دھام سے یہ تقریر کی اور میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جس وقوعے کی یہ بات کر رہے ہیں جہاں سے ان کی مرضی ہے ' فرنٹیئر سے اگر افسر منگوا کر اس کی انکوائری کروا دیں۔ اگر وہ وقوعہ غلط ہو تو میں یہاں اسمبلی کے فلور پر کہہ رہا ہوں کہ میں اسمبلی سے resign کر دوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

****

جناب انعام اللہ خان نیازی، **********

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ غلط بات کر رہے ہیں۔ آپ کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، **********

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، اس کا نتیجہ ہے کہ میں 24 ہزار کی اکثریت سے جیتا ہوں۔ یہ اس کا نتیجہ ہے کہ رشید اکبر خان 20 ہزار کی اکثریت سے جیتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس تحریک کی طرف دلاؤں گا۔

جناب سپیکر، میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے رہا۔ آپ غلط رویہ اختیار کر رہے ہیں۔ آپ غیر پارلیمانی زبان استعمال کر رہے ہیں۔ آپ جس طریقے سے بات کر رہے ہیں یہ اس ہاؤس کے منافی ہے۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں میں قائد حزب اختلاف سے بھی یہ کہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ یہ رویہ کیا ہے؟ کیا اس طریقے سے گفتگو کی جاتی ہے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی: **********

جناب سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔یہ کوئی رویہ نہیں ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب مجھے تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: تحریک کی اجازت جب دی جائے گی تو تب آپ اس پر تقریر فرمائیے ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر اس طرح کی آپ نے جو غیر پارلیمانی زبان استعمال کی ہے میں اس ساری کارروائی کو آج حذف کرتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: آج کی پارلیمانی زبان ساری حذف ہو گئی ہے۔(قہقہے)

جناب سپیکر: جی آپ نے جو غیر پارلیمانی زبان استعمال کی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: آپ نے کہا ہے کہ پارلیمانی زبان حذف کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر: میں نے یہ نہیں کہا۔(قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔یہ جو انعام اللہ خان نیازی صاحب نے ایک تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت چاہی ہے میں اس پر یہ اجازت دیتا ہوں کہ یہ تحریک کل سب سے پہلے تحریک استحقاق کے طور پر پیش کر لی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں امتیاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب اس کے بارے میں بات نہیں ہو گی۔

میاں امتیاز احمد: اس بارے میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اور اس لہجے میں بھی نہیں ہو گی۔

میاں امتیاز احمد: بالکل اس لہجے میں بھی نہیں ہو گی۔ جناب سپیکر! اس قسم کی میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے ۔ میری گزارش ہے کہ اسے بھی آوٹ آف ٹرن کل شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: جو ابھی آپ نے لکھی بھی نہیں ہے۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

میاں امتیاز احمد، میں نے بھیج دی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اب وقت گزر گیا ہے۔ کل اس کو دیکھیں گے۔

میاں امتیاز احمد، تو اس کو کل شامل کر لیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میں کیسے بغیر دیکھے کر لوں گا۔

میاں امتیاز احمد، تو پھر میں بھی وہی رویہ اختیار کروں گا۔(قہقہے)

جناب سپیکر، جی کیجیے۔ کیجیے اگر آپ نے یہی ٹھان لی ہے تو یہ بھی کر کے دیکھ لیجیے۔ جناب میاں افضل حیات صاحب۔

مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں محمد افضل حیات، جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کردہ راجہ ریاض احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی۔ جناب افضل سندھو صاحب۔

چودھری محمد افضل سندھو، میں یہ مسودہ پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری محمد افضل سندھو، جناب والا! میں "مسودہ قانون ترمیم منڈی ہائے زرعی پیداوار پنجاب مصدرہ 1993ء مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1993ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں"۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی۔

حاجی عبدالرزاق، جناب والا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب میں آپ کی بات سنتا ہوں یہ بات مکمل ہو جائے۔

چودھری محمد افضل سندھو، جناب والا! میں دوسری رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ میں مسودہ قانون ترمیم کنٹرول ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1993ء مسودہ قانون نمبر 4 بابت 1993ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی۔

چودھری محمد افضل سندھو، جناب سپیکر! میں تیسری رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ میں مسودہ قانون ترمیم سوشل سروسز بورڈ پنجاب مصدرہ 1993ء مسودہ قانون نمبر 5 بابت 1993ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی۔

چودھری محمد افضل سندھو، مہربانی۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، جی عبدالرزاق صاحب۔

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! میں نے صرف یہ عرض کرنی تھی کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، نماز کے لیے آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ اب اجلاس ساڑھے پانچ بجے دوبارہ شروع ہو گا۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی پانچ بج کر دو منٹ پر ساڑھے پانچ بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 50 منٹ پر دوبارہ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، اب سرکاری کارروائی کا آغاز ہوتا ہے۔ مورخہ 2 دسمبر 1993ء کو منعقدہ ضمنی انتخابات کے پر امن انعقاد کے لیے مناسب انتظامات کرنے اور اس موقع پر امن و امان برقرار رکھنے کے لیے حکومت کی ذمہ داری پر بحث کا آغاز کیا جاتا ہے۔ میں سب سے پہلے سید تابش الوری صاحب کو بحث کا آغاز کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! مجھے اجازت دیجیے کہ میں قائد حزب اختلاف کی جانب سے آج کی اس عام بحث کا آغاز کروں جو 2 دسمبر 1993ء کو ہونے والے انتخابات میں موثر انتظامات کے حوالے سے صوبائی حکومت کی ناکامی سے متعلق ہے۔ جناب والا! جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ انتخابات کے آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انعقاد کی آئینی ذمہ داری مشترکہ طور پر الیکشن کمیشن اور حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ الیکشن کمیشن کا یہ بنیادی فرض ہے کہ وہ آئین کے مطابق انتخابات کو منصفانہ، غیر جانبدارانہ اور دیانتدارانہ بنانے کے لیے foolproof انتظامات کرے اور حکومت کا یہ بنیادی فریضہ ہے کہ وہ ایسے

موثر ترین اقدامات عمل میں لائے جن سے انتخابات کے موقع پر امن عامہ کو برقرار رکھا جا سکے۔ پولنگ اسٹیشن محفوظ ہوں اور ہر ووٹر کو آزادی کے ساتھ اپنی رائے دہی کے حق کو استعمال کرنے کا موقع مل سکے اور وہ ترغیب اور تحریص سے آزاد اپنا قومی فریضہ ادا کر سکے۔

جناب والا! مجھے نہایت افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پنجاب کے ضمنی انتخابات کے سلسلے میں نہ الیکشن کمیشن نے اپنی آئینی ذمہ داری کی کماحقہ تکمیل کی اور نہ صوبائی حکومت نے اپنی قانونی ذمہ داریوں اور موثر انتظامات کے سلسلے میں اپنے کار منصبی سے انصاف کیا۔ بلکہ اس کے برعکس-----

وزیر صحت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ تابش الوری صاحب نے بحث کے آغاز میں یہ فرمایا ہے کہ میں قائد حزب اختلاف کی جانب سے ـــــ جناب سپیکر! اس سے میرا تاثر کم از کم یہ تھا کہ شاید کسی وجہ سے آج قائد حزب اختلاف تشریف نہیں لا سکتے۔ اب جب کہ وہ تشریف لے آئے ہیں وہ بات نہیں کر رہے اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی indication ہے۔ اب یہ کہا جائے اور کارروائی میں لکھا جائے کہ اس پر بحث کا آغاز تابش الوری نے کیا۔ شکریہ جناب والا۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: **********

MR SPEAKER: That is expunged from the proceedings

سید تابش الوری: جناب سپیکر! آپ نے ان ریمارکس پر غور فرمایا جو اس طرف سے ابھی ابھی سنے ہیں؟ جناب سپیکر! صوبائی حکومت نہ صرف اپنے فرائض ادا کرنے میں ناکام رہی بلکہ اس نے ایک انتخابی فریق بن کر تاریخ کے بدترین قومی جرم کا ارتکاب کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)جس پر پورے صوبے میں ایک کہرام سا مچا ہوا ہے۔حالیہ ضمنی انتخابات میں پورا پنجاب حکم ران پارٹی اور حکم رانوں کی دھاندلی' غنڈہ گردی ' لاقانونیت اور دہشت گردی کے اندھے سیلاب کی زد میں تھا۔ الیکشن جیتنے کے جتنے انتخابی ہتھکنڈے ' جتنی بدعنوانیاں اور جتنے گھناؤنے طریقے ہو سکتے تھے وہ سب استعمال کیے گئے یہاں تک کہ سرکاری مشینری اور پولیس کو پوری طرح آلہ کار بنا کر حسب منشا نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن لاہور شہر میں جو تشدد ' دہشت گردی ' جھرلو ازم اور دھن دھونس اور دھاندلی کے عریاں مظاہرے ہوئے۔ اس سے ہر جمہوریت پسند کی آنکھ شرم سے جھک گئی۔ جناب والا! پیپلز پارٹی نے

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

1977ء میں بھی دھاندلی کا شرم ناک مظاہرہ کیا تھا جس کے خلاف پوری قوم نظام مصطفیٰ کی تحریک کی صورت میں اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور آپ نے دیکھا تھا کہ اس سیلاب نے پیپلز پارٹی کو خس و خاشاک کی طرح بہا دیا تھا۔ لیکن ان ضمنی انتخابات میں۔۔۔۔۔

ایک معزز نو منتخب ممبر، جناب سپیکر! آج کا اجلاس حالیہ انتخابات کے بارے میں جو ان کے اعتراضات ہیں اس کے لیے طلب کیا گیا ہے۔ اگر یہ ماضی کے واقعات کو اور ان حقائق کو غلط انداز میں بیان کرنا چاہیں گے تو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ان کو ایجنڈے پر محدود کیا جائے۔ اگر یہ ایجنڈے سے باہر جائیں گے تو یہ بات مناسب نہیں ہو گی۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں ان کی خواہش کے مطابق یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ان ضمنی انتخابات میں پیپلز پارٹی نے دھاندلی کا اپنا سابقہ ریکارڈ بھی توڑ دیا۔(نعرہ ہائے تحسین) سابقہ ریکارڈ ہی نہیں توڑے بلکہ نئے ریکارڈ قائم کیے ہیں اور انتخابی بدعنوانیوں کی ایک نئی سیاہ تاریخ مرتب کی۔ جناب والا اصل میں پیپلز پارٹی خود ہمہ جہتی دھاندلی پر یقین رکھتی ہے۔ اور دھاندلی کے بغیر تاریخ گواہ ہے کہ اسے کبھی اقتدار نہیں ملا۔ 1970ء کے انتخابات آپ کے سامنے ہیں جب مجیب الرحمن کی عوامی لیگ کو اکثریتی پارٹی کی حیثیت حاصل ہوئی تھی لیکن پیپلز پارٹی نے عوامی مینڈیٹ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ان نتائج کو بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا جو قوم نے مرتب کیے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ پیپلز پارٹی کے سابق سربراہ نے اسی لاہور میں اعلان کیا کہ جو قومی اسمبلی کے اجلاس میں ڈھاکہ جائے گا اس کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی(شیم شیم)۔ انھوں نے کہا تھا کہ "There are two majority parties in the country" ملک میں دو اکثریتی پارٹیاں موجود ہیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ ایک ملک نہیں رہا، دو ملک بن گئے۔ انھوں نے کہا تھا کہ ہم مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان پر دستور تھوپنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ آپ نے دیکھا کہ اس وقت کے غاصب حکمران نے ان کی خواہش اور منشاء کے مطابق قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کیا اور قومی اسمبلی توڑ دی گئی تو آپ نے دیکھا کہ ملک بھی ٹوٹ گیا اور بنگلہ دیش کا قیام عمل میں آیا۔ جناب والا! دھاندلی پیپلز پارٹی کا ایک مسلسل عمل ہے۔ 1988ء میں دھاندلی کے ذریعے برسراقتدار آنے کے بعد غلام اسحق خان کی سازش سے انھیں وزارت عظمیٰ کی پیش کش کی گئی۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کی اکثریت نہیں تھی لیکن غلام اسحق خان نے انھیں دعوت دے کر پرائم منسٹر کی حیثیت سے اکثریت قائم کرنے کا موقع دیا اور اس طرح

سے دھاندلی کے ذریعے سے اقتدار میں آنے کا یہ دوسرا موقع تھا۔ جناب والا! اب 1993ء میں بھی برسر اقتدار آنے کے بعد پیپلز پارٹی اپنی انہی روایتوں کو دہرانا چاہتی ہے اور ضمنی انتخابات میں ان روایتوں کو اس نے ایک دفعہ پھر زندہ کر دیا۔ جناب والا! پاکستان مسلم لیگ ان دھاندلیوں اور بدعنوانیوں پر جو پورے پنجاب میں کی گئی ہیں ایک وائٹ پیپر مرتب کر رہی ہے جو عنقریب شائع کیا جائے گا۔ جس سے سارے ملک کو پتا چل سکے گا کہ پیپلز پارٹی کے قول اور عمل میں کتنا تضاد موجود ہے اور وہ کتنی جمہوریت پسند ہے یا کتنی جمہوریت دشمن ۔ جناب والا! پنجاب میں جہاں جہاں بھی ضمنی انتخابات ہوئے ہیں وہاں شکایتوں کے دفتر کے دفتر موجود ہیں۔ میاں چنوں ہو' فیصل آباد ہو' اوکاڑہ ہو' ٹوبہ ٹیک سنگھ ہو' گوجر خان ہو' مظفر گڑھ ہو' جھنگ ہو ان تمام شہروں کی فضاؤں میں دھاندلی کی کہانیاں پھیلی ہوئی ہیں۔

یہ اعجاز ہے ان کی ہر دھاندلی کا
جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! لاہور شہر خصوصی طور پر اقتدار و اختیار کی اندھی طاقتوں کے طوفانوں کی زد میں تھا اور پوری حکومتی مشینری اور پولیس اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ پنجاب کے انتخابات میں میدان کارزار میں اتری ہوئی تھی۔

جڑیں پہاڑوں کی ٹوٹ جاتیں زمیں تو کیا عرش کانپ اٹھتا
اگر میں دل پر نہ روک لیتا تمام زور شباب تیرا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! 2 دسمبر کو ضمنی انتخابات کے سلسلے میں حلقہ 95,92 اور 96 میں حکم ران پارٹی انتخاب نہیں لڑ رہی تھی جنگ کر رہی تھی اور پورے شہر پر کلاشنکوف کی حکومت قائم تھی۔ گولیوں سے کوچہ و بازار اور پولنگ سٹیشن لرز رہے تھے اور چاروں طرف شہر میں خوف و ہراس کی ایک خوف ناک چادر تنی ہوئی تھی۔ پروگرام یہ تھا کہ شہر میں ایسا خوف' ایسا ہراس' ایسی دہشت پیدا کر دی جائے کہ کوئی ووٹر اپنے گھر سے باہر نہ نکل سکے۔ کوئی خاتون اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھ سکے۔ چنانچہ اس کے لیے شہر میں فرشتوں اور اجنبی خواتین و حضرات کی ایک فوج اتاری گئی۔ وہ فورس ویگنوں اور گاڑیوں

میں مختلف پولنگ سٹیشنوں پر اپنی فن کاری کے مظاہرے کرتی رہی۔ مقصود یہ تھا کہ ایسی فضا پیدا کر دی جائے کہ شہر کے لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور اپنا قومی فرض ادا نہ کر سکیں۔ آپ نے دیکھا کہ ہر حلقے میں ایک اندازے کے مطابق پچیس پچیس ہزار جعلی شناختی کارڈ تیار کرائے گئے اور انھیں ہر جگہ بے دریغ استعمال کیا گیا۔ (شیم شیم) (قطع کلامیاں) با اثر مسلم لیگی کارکنوں کو پولیس کے ذریعے زبردستی اغوا کرا لیا گیا۔۔۔۔

حاجی محمد اسماعیل سیلا، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اپنے فاضل دوست کا نام تو نہیں جانتا۔ یہ بعد میں کہیں گے تو میں انھیں اپنا تعارف کرا دوں۔ حاجی اسماعیل سیلا میرا نام ہے۔ میں ضمنی الیکشن میں کامیاب ہو کے آیا ہوں۔ میں انھیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ انھوں نے یہ جو دھاندلی کی رٹ لگا رکھی ہے یہ ان کا آج کا شیوہ نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) یہ ان لوگوں کا ایک شیوہ بن چکا ہے کہ 1993ء کے الیکشن میں ان لوگوں نے جس طریقے سے شناختی کارڈ خرید کیے، جس طریقے سے ان لوگوں نے فاضل ووٹ بنوائے۔۔۔۔

جناب سپیکر، سیلا صاحب! میری بات سنیے۔ آپ اپنا نام سپیکرز کی فہرست میں دے دیں۔ آپ کو تقریر کا موقع دیا جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد اسماعیل سیلا، مہربانی، شکریہ۔

جناب سپیکر، تابش الوری صاحب پندرہ منٹ ہو چکے ہیں۔ آپ پانچ منٹ اور لے لیجیے۔ چھبیس آدمیوں کو تقریر کرنی ہے اور دو گھنٹے بھی وقت نہیں ہے۔

سید تابش الوری، میں کوشش کروں گا کہ آپ کی ہدایت کے مطابق نہایت اختصار کے ساتھ اپنی گزارشات پیش کروں۔

MR. SPEAKER. I call the House to order.

سید تابش الوری، جناب والا! میں کہہ رہا تھا کہ لاہور میں با اثر مسلم لیگی کارکنوں کو الیکشن سے پہلے ہی پولیس کے ذریعے اغوا کرا لیا گیا اور تشدد کے ذریعے انھیں اس بات پر مجبور کیا گیا کہ وہ حکمران پارٹی کے امیدواروں کی حمایت کریں ورنہ انھیں غیر قانونی حراست سے رہا نہیں کیا جائے گا اور جناب والا! ایسا ہی ہوا۔ خود انتخابی عمل بھی زور کوب سے نہ بچ سکا۔ خواتین ہر پولنگ سٹیشن پر تشدد کا نشانہ

بنتی رہیں اور بیلٹ پیپر زبردستی چھین کر پیپلز پارٹی کے کارکن خود مہریں لگاتے رہے۔ پی پی پی اور پی ایس ایف کے جیالے کھلم کھلا آتشیں اسلحہ لے کر پولنگ سٹیشنوں پر گھومتے رہے ' فائرنگ کرتے رہے ' تشدد کا نشانہ بناتے رہے اور پولنگ سٹیشنوں کے اندر گھس کر پرچیاں چھینتے رہے ' بیلٹ پیپر کی کاپیاں اپنی تحویل میں لیتے رہے اور خود مہریں لگاتے رہے ۔ اس کے شاہد ہمارے پولنگ ایجنٹ ہی نہیں' خود سرکاری عملے کے ارکان بھی ہیں۔ جناب والا! خو حکم ران پارٹی کے ارکان اسمبلی بنفس نفیس پولنگ سٹیشنوں پر اپنے ہاتھوں سے رائفل اور کلاشنکوف اٹھا کر فائرنگ کرتے رہے اور پولیس کھڑی خاموش تماشائی بنی رہی----

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چودھری محمد وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ تابش الوری صاحب جو فرما رہے ہیں اس سلسلے میں Tirbunal کے سامنے election petition کر دیں گے۔ حلقہ 95 کا معاملہ subjudice ہے۔ مہریں لگانے کی بات اس وقت ایوان میں نہیں کر سکتے ' تین election petition ہائی کورٹ میں ہیں اور writ pending ہے' سپریم کورٹ میں بھی matter pending ہے۔ اخبارات میں بھی آیا ہے اور اس کا سب کو علم ہے کہ حلقہ 95 اور دو دوسرے حلقوں کی writ pending ہے ' الیکشن میں دھاندلی اور مہریں لگی ہیں اور ایجنٹوں نے یہ کیا ہے ' یہ matter subjudice ہے۔ اس پر یہ بات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ ایجنڈے سے بھی expected ہے۔ یا تو یہ کہیں کہ اسحاق ڈار اور شاہد نبی کی election petitions pending نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے اجازت نہیں لی۔ آپ کو ابھی اجازت لینی چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! شاہد نبی صاحب اور اسحاق ڈار صاحب کی election petitions انھیں نکات پر الیکشن ٹریبونل میں بھی اور ہائی کورٹ میں بھی pending ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ وہ بات کر رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ معاملہ subjudice ہے۔ یہ باتیں نہیں ہو سکتیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ تمام اراکین سے درخواست ہے کہ جو معاملات زیر عدالت ہیں اور عدالت میں زیر تحقیق ہیں ان پر بات کرتے وقت احتیاط رکھیں۔ بے شک لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ایجنڈے پر ہے' لاء اینڈ آرڈر کی جنرل صورت حال پر بات کریں لیکن جو باتیں subjudice ہیں ان پر بات کرنے سے گریز کریں۔ جی تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری، جناب والا! ریکارڈ کو درست کرنے کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ----(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ نے میری بات سنی ہوتی تو کھڑے نہ ہوتے۔ تشریف رکھیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! محترم وصی ظفر صاحب نے جو اسحاق ڈار صاحب کی بات کی ہے وہ اس نکتے پر تھی کہ آیا وہ الیکشن لڑ سکتے ہیں یا نہیں۔ یہاں یہ نکتہ زیر بحث نہیں ہے یہاں تو اس الیکشن پر بات ہو رہی ہے' جو الیکشن گزرا ہے اس پر بات ہو سکتی ہے اور اسی مقصد کے لیے آپ نے اجلاس بلایا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! شاید ان کو اطلاع نہیں ہے کہ شاہد نبی نے اپنی petition amend کر کے داخل کر دی ہے۔

جناب سپیکر، جی' قائد حزب اختلاف!

میاں محمد شہباز شریف(قائد حزب اختلاف)، جناب سپیکر! محترم وصی ظفر صاحب نے یہ بات فرمائی اور خاکوانی صاحب نے ٹھیک فرمایا کہ وہ purely technical nature کی بات ہے کہ آیا وہ الیکشن لڑنے کے اہل تھے یا نہ تھے۔ اس بارے میں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں معاملات چل رہے ہیں۔ کچھ پوائنٹس پر فیصلے ہوئے ہیں اور آگے تواریخ پڑی ہوئی ہیں کیس چلے گا۔ لیکن آج ایجنڈے پر ہم نے جو بات کی ہے جسے آپ نے بڑی کمال مہربانی سے منظور فرمایا کہ اس جنرل انتخابات میں صرف ایک حلقہ 95 کی بات نہیں ہو رہی بلکہ اس میں حلقہ 92 بھی ہے' اس میں حلقہ 96 بھی ہے اس میں حلقہ 37

بھی ہے' اس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ بھی ہے ' اس میں اوکاڑہ بھی ہے۔ ہم کسی specific حلقے کی بات نہیں کر رہے۔ specific نام لے کر بات نہیں کر رہے ہم تو generally جہاں پر سیٹیں جیتی گئی ہیں یا ہاری گئی ہیں ان کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میں اس میں یہ عرض کر دوں کہ شاہد نبی ملک نے ترمیم شدہ پٹیشن داخل کر دی ہوئی ہے اور دیگر دو امیدواروں نے بھی پٹیشن الیکشن ٹربیونل میں داخل کر دی ہوئی ہے۔یہ اس کو عدالت میں refute یا rebut کریں۔

جناب سپیکر، میں پھر یہ کہتا ہوں کہ general terms میں بات کی جائے کوئی چیز جو عدالت میں زیر بحث ہے اس کو particularly زیر بحث نہ لایا جائے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہے کہ میں نے ابھی تک جتنی باتیں کی ہیں وہ جنرل ہیں اور مجھے احساس ہے کہ عدالت کا مقام کہاں سے شروع ہوتا ہے اور اسمبلی کا مقام کہاں ختم ہوتا ہے۔ جناب والا میں کہہ رہا تھا کہ یہ انتخابات کے دوران لاقانونیت اور تشدد کی طاقتیں اتنی بے زنجیر تھیں اتنی بے قابو تھیں کہ ایک پولنگ اسٹیشن پر سابق وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف بھی محفوظ نہ رہے اور ان پر کھلم کھلا قاتلانہ حملہ کیا گیا۔

میاں محمد افضل حیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میاں محمد افضل حیات صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات، جناب والا! یہ مسئلہ subjudice ہے۔

جناب سپیکر، یہ مسئلہ آج بھی اجلاس میں زیر بحث آیا اور اس وقت بھی یہی طے پایا تھا ' میں نے رولنگ دی تھی کہ یہ ایک جج صاحب جو ہائی کورٹ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے زیر تفتیش ہے اور اسی لیے اس پر قرارداد کی بھی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ تابش صاحب! آپ احتیاط کریں اور subjudice معاملات کو زیر بحث نہ لائیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں نے صرف اس واقعہ کا حوالہ دیا ہے جو ایک حقیقت ہے اور حوالہ دینے سے contempt of court ہوتی ہے نہ matter subjudice ہوتا ہے۔ میں آگے چل رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آگے چلیے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں کہہ رہا تھا کہ حکومت اس حد تک ضمنی انتخابات کے دوران فریق بن گئی تھی کہ ہمارے کارکنوں نے اسلحہ سمیت حکم ران پارٹی کے کارکنوں کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا لیکن انھیں چھوڑ دیا گیا۔ جعلی ووٹروں کو سرکاری حکام کے سپرد کیا گیا اور انھیں انھوں نے گرفتار کرنے سے انکار کر دیا۔ جعلی شناختی کارڈ قبضے میں لے کر سرکاری حکام کے حوالے کیے گئے اور ان لوگوں کی نشان دہی کی گئی جو جعلی شناختی کارڈ موقع پر تقسیم کر رہے تھے لیکن سرکاری مشینری اندھے اور بہرے کا کردار ادا کرتی رہی۔ جناب والا! یہی نہیں ہوا ایک ایڈوکیٹ نے ساتھ جعلی شناختی کارڈ پکڑنے سے متعلق تھانہ مزنگ میں زبردستی پرچہ درج کرایا لیکن اس کے باوجود بھی کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ انتہا یہ ہے کہ خود سرکاری افسروں نے 'پریذائڈنگ افسروں نے پولیس میں پرچے درج کروائے کہ پیپلز پارٹی کے کارکن زبردستی بیلٹ پیپر کی کاپیاں اٹھا کر لے گئے اور خود ان کے سامنے انھیں مفلوج اور بے بس کر کے اپنی مرضی سے مہریں لگاتے رہے۔ جناب والا! یہ ایک بات نہیں ہے ' ایک پرچہ نہیں ہے' یہ آٹھ ایف آئی آر ہیں جو پریذائیڈنگ افسروں نے ' سرکاری ملازموں نے ' پولنگ سٹاف نے حکم ران پارٹی کے کارکنوں کے خلاف درج کرائیں۔(قطع کلامیاں) میں یہ زبانی باتیں نہیں کر رہا' میں دستاویزی ثبوت پیش کر رہا ہوں کہ پریذائڈنگ افسروں نے خود یہ ایف آئی آر درج کرائیں' ریٹرننگ افسروں نے خود یہ ایف آئی آر درج کرائیں لیکن ان پر کوئی موثر کارروائی نہیں ہوئی اور اس سے زیادہ دھاندلی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خود سرکاری افسر ' خود پولنگ سٹاف اس دھاندلی کو الم نشرح کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اب آپ wind up کیجیے۔ آپ کو آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! ایک پریذائیڈنگ افسر نے یہ الزام بھی لگایا ہے کہ گن پوائنٹ پر ان سے دستاویز لے لی گئیں' بیلٹ پیپر چھین لیے گئے اور انھیں مقید کر دیا گیا۔ انھوں نے درخواست کی کہ ہمیں اس قید سے چھڑایا جائے اور اس کے بعد ان کو آزادی میسر آئی اور اس دوران جو کچھ کارروائی ہوئی وہ پیپلز پارٹی اپنی مرضی سے کرتی رہی۔ یہ بات زبانی نہیں ہے یہ انھوں نے تحریراً لکھ کر دی ہے اور آپ جب چاہیں میں خود آپ کو وہ تحریر دکھا سکتا ہوں۔ میں جناب سپیکر کی خدمت میں یہ ریکارڈ پیش کر رہا ہوں تا کہ وہ خود اندازہ لگا لیں کہ لاقانونیت کی انتہا کس مقام پر تھی (اس مقام پر جناب سپیکر کو ریکارڈ پیش کیا گیا) میں اختصار کے ساتھ دو باتیں اور کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، میں معزز اراکین سے گزارش کرتا ہوں کہ ایک دوسرے پر پھبتیاں نہ کسی جائیں اور اس سلسلے میں کسی صاحب نے جو کچھ بھی کہا ہے اسے کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ جناب آفریدی صاحب آپ بھی مہربانی رکھیے' نیازی صاحب آپ بھی۔ اس لیے کہ اگر آپ یہ رسم ڈالیں گے تو پھر جواب بھی آئے گا اور غلط ہو گا۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! آپ ان پر بھی کنٹرول کریں۔

جناب سپیکر، میں ان پر بھی بہت کنٹرول کرتا ہوں لیکن آپ بھی کنٹرول میں رہیے۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں' نیازی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! آپ ہمارے لیے نہایت قابل احترام شخصیت ہیں۔ ہم آپ کی ہر بات کو سر آنکھوں پر رکھیں گے۔

جناب سپیکر، جب آپ چاہتے ہیں اور جب آپ نہیں چاہتے تو کوئی بات سنتے نہیں ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ہم سنیں گے۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ واقعی میں صحیح بات کر رہا ہوں کہ ہم آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ ********** (قہقہے)

جناب سپیکر، دیکھیے آپ غلط بات مت کیجیے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جناب تابش صاحب آپ wind up کیجیے۔ آپ کو دو منٹ اور دیے جاتے ہیں۔ پلیز دو منٹ میں wind up کیجیے۔

سید تابش الوری، جناب مجھے احساس ہے۔ وقت کے اختصار کے پیش نظر میں آخری دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، کر دیں۔

جناب سپیکر، I call the House to order.

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب اب آپ نے ان کے ریمارکس سن لیے ہیں؟

جناب سپیکر، I call the House to order. آپ تشریف رکھیں۔ آپ اشارے مت کیجیے' آپ تشریف رکھیے۔جناب تابش صاحب!

سید تابش الوری، جناب والا! مجھے افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا ہے کہ اس سلسلے میں الیکشن کمیشن نے بھی تغافل اور تجاہل کا مظاہرہ کیا اور اس مقدس عہدے اور حلف کا پاس نہیں کیا جو اس نے اٹھایا ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، شاہ نواز چیمہ صاحب فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! شاہ نواز چیمہ صاحب اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک وہ وزارت کا حلف نہیں اٹھالیں گے اور یہ حادثہ ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر، لگتا ہے کہ شاہ نواز چیمہ صاحب نے آپ کو کوئی کمیشن دے رکھا ہے اور آپ ہر روز ان کی وزارت کی بات کر کے ان کی وزارت پکی کرتے رہتے ہیں۔(قہقہے)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ان کی نیچے سے سیٹ چیک کروائیں۔ یہ سیٹ پر نہیں بیٹھ سکتے۔(قہقہے)

جناب سپیکر، بڑی لابنگ ہے بھئی آپ کی۔ بڑی لابنگ ہے ماشاء اللہ۔ جس شاہ نواز چیمہ صاحب!

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی میں جج صاحبان کے خلاف ہاؤس میں جو بات کر رہے ہیں وہ ان کو ججوں کے خلاف نہیں کرنی چاہیے۔ ان کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ ایک روز اسی کرسی پر ایک جج صاحب بیٹھے ہوئے تھے جنھوں نے یہ فرمایا تھا کہ آپ کو contempt of court لگے گی(قطع کلامیاں) جناب سپیکر! ان کو کہا جائے کہ ججوں کے بارے میں یہاں بات نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر، جناب تابش صاحب! آپ توہین عدالت کے قانون کا خیال رکھیں۔

سردار حسن اختر مؤکل، جناب والا! یہاں میں عرض کروں گا کہ یہ الیکشن کمیشن جو ہے اس کا سیشن

کورٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جج سے ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! جج ضرور ہیں لیکن جج کے اختیارات جو ہیں' وہ کہاں بیٹھتے ہیں ' کیا بات ہے! ہر بات پر جج کو مت لے آئیے ' سننے کا حوصلہ رکھیے۔ جو کچھ ہوا ہے اس کو سنیے' اس سے سبق سیکھیے ' حوصلہ پیدا کیجیے۔(نعرہ ہائے تحسین) ہر بات پر توہین نہیں ہوتی۔ ہم اس بات کو نہیں مانتے کہ on the floor of the House ہر بات پر ہمیں توہین عدالت سے ڈرایا جا رہا ہے۔ہم وہ بھی برداشت کر لیں گے لیکن آپ حوصلہ رکھیے۔ یہ الیکشن کمیشن کی بات ہو رہی ہے کسی عدالت کی نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے ۔ تشریف رکھیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ specific قدغن ہے کہ جج کے conduct پر بحث نہیں ہو سکتی اور آئین میں ہے کہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کا جج ہی الیکشن کمیشن کا چیئرمین یا ممبر appoint ہو سکتا ہے۔ اور under the law جج ہی رہتا ہے اور یہ ان کے conduct کو یہاں پر زیر بحث لایا جا رہا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! پیپلز پارٹی والوں نے ججوں کے خلاف بینر لگائے تھے۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب! آپ بغیر اجازت مت بولیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اللہ نے ان کو ناخن دے دیے ہیں جناب۔

جناب سپیکر، آپ بالکل بے قابو ہوتے جا رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، گنجے کو ناخن مل گئے ہیں جی۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر وصی ظفر صاحب بات کر رہے ہیں اور جب تک وہ بات کر رہے ہیں اور کوئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بولے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری اس میں گزارش ہے کہ

Judge is always a judge and under the Constitution only a judge can be appointed as a Member or Chairman of the Election Commission.

اور وہ جج ہی رہے گا۔ اس کے conduct کو یہاں زیر بحث لانے پر specific قدغن ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی قائد حزب اختلاف!

میاں محمد شہباز شریف(قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ وصی ظفر صاحب lawyer ہیں۔ ہم کی قدر کرتے ہیں' وہ بڑے قابل lawyer ہیں لیکن جس ایجنڈے پر آپ نے آج اس ہاؤس کو discussion کے لیے invite کیا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ بڑے تحمل سے بات سنی جائے' ہم آپ کی بھی بات سنیں گے۔ الیکشن کمیشن ایک ادارہ ہے' یہ آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ وہاں پر آئین میں درج ہے کہ ایک روایت ہے اور ایک جج کی کوالیفکیشن رکھنے والا اس کو ہیڈ کر سکتا ہے۔ یہ آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا ہے لیکن ایک سیکشن آفیسر' ڈپٹی سیکرٹری الیکشن کمیشن کا وہی کارندہ ہے جو کہ باقی محکمہ جات میں ہیں اور اگر ان کی لیڈر جب وہ لیڈر آف دی اپوزیشن تھیں تو وہ غلط' صحیح' ناجائز الزامات لگا چکی ہیں کہ 90 کے الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! آج اگر ہم صحیح بات کر رہے ہیں تو اس کو سننے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ مہربانی۔

جناب امان اللہ خان بابر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب امان اللہ خان بابر: جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں آپ کے توسط سے جناب وصی ظفر صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ان کو آج ایک جج کا احترام یاد آ گیا ہے ورنہ آج سے کچھ دن پہلے پچھلے پیریڈ میں جو سیشن تھا اس میں یہی تھے جو ججوں کے خلاف تقریر کر رہے تھے۔ اگر کہیں پر بھٹو کے فیصلے کا ذکر ہو کہ ان کے کیس کا کیا فیصلہ ہوا تھا تو یہی لوگ ججوں کو انسان ہی نہیں مانتے۔ کہتے ہیں کہ وہ کیا تھے؟ انھوں نے غلط فیصلہ کیا تھا اور آج یہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ان کو جج کا احترام آ گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: ہم مبارک باد قبول کرتے ہیں۔(قہقہے)

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی نیازی صاحب! نیازی صاحب امید ہے کہ آپ اپنا لہجہ پارلیمانی حدود میں رکھیں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، آپ جیسے حکم کریں گے جناب والا۔

جناب سپیکر، جی دیکھتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! بات صرف اتنی ہے کہ یہاں پر عدالت کے احترام کے باتیں ہو رہی ہیں۔ آج سے تین مہینے پہلے مال روڈ پر پیپلز پارٹی کی طرف سے لگائے گئے بینرز کا، وہ کس احترام میں فٹ کریں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ جناب والا! ایک میں چھوٹی سی قانون کی بات آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں -----

جناب سپیکر، اس کا کوئی اس کارروائی سے تعلق نہیں ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب قانون کی بات پوچھنا چاہتا ہوں۔

MR SPEAKER: It is not point of order.

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں ایک قانون کی بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا ایم پی اے ہوتے ہوئے ہائی کورٹ کا جج بننے کی کوشش کی جا سکتی ہے؟ ہمارے فاضل رکن یہ کوشش کر رہے ہیں۔ لہذا ہمیں یہ قانون بتایا جائے کہ آیا ایم پی اے ہوتے ہوئے ایسی بات ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر، اس سوال کا موجودہ کارروائی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اسے آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جاتا ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، نیازی صاحب کو ڈھاکہ میں بھیجا جائے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔جناب تابش الوری صاحب! آپ بات ختم کر چکے ہیں؟

سید تابش الوری، جناب سپیکر! وہ ختم کرنے دیں تو میں ختم کروں ناں۔

جناب سپیکر، پلیز، مہربانی کر کے آپ wind up کریں۔ میں ان حضرات کی خدمت میں جو مسلسل ڈسٹرب کر رہے ہیں اور اپنے لہجے میں کر رہے ہیں ان سے صرف یہ عرض کروں گا کہ،

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کو تو کیا ہے
تمھی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

(واہ واہ)

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں آخری جملے کہہ رہا ہوں---

جناب سپیکر، جناب نیازی صاحب! آپ یہ اشارے بازی بند کر دیں۔ آپ ایسا نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ یہ اشرے بازی نہ کریں۔ جناب تابش الوری صاحب! wind up کیجیے۔

سید تابش الوری، جناب والا! الیکشن کمیشن کو ان کے فرائض سے بر وقت آگاہ کرنے کے لیے میرے قائد' لیڈر آف دی اپوزیشن میاں شہباز شریف نے 31 اکتوبر کو خط لکھا اور ان سے مطالبہ کیا کہ متوقع ضمنی انتخابات میں ہمارے خدشات کے پیش نظر مؤثر انتظامات عمل میں لانے کے لیے آپ اپنے اختیارات استعمال کریں۔ اور الیکشن کمیشن نے ان کے جواب میں یہ یقین دہانی کرائی جس کا فقرہ یہ ہے

> "This is to inform you that the Commission intends to make the same arrangements for the conduct of on-going Elections as were made for the last general elections."

جناب والا! اس یقین دہانی کی روشنی میں جب same arrangements نہ ہوئے تو پھر 23 نومبر اور 25 نومبر کو قائد حزب اختلاف نے الیکشن کمیشن کی توجہ دلائی کہ ان کی ہدایات کے خلاف یہاں اقدامات کیے جا رہے ہیں اور صوبائی حکومت افسروں کے سیاسی مقصاد کے لیے تبادلے کر رہی ہے اور جعلی شناختی کارڈ بنا کر مختلف حلقوں میں تقسیم کروائے جا رہے ہیں۔ لیکن ان تمام یاد داشتوں کا کوئی موثر نتیجہ بر آمد نہیں ہوا' تبادلے نہ رکے اور فوج کو بھی same arrangements کی یقین دہانی کے مطابق پولنگ اسٹیشنوں پر تعینات نہ کیا گیا جس کے نتیجے میں یہ تاریخ کی بد ترین دہشت گردی اور دھاندلی عمل میں آئی۔ جناب والا! میں لاہور کے شہریوں کو خصوصاً اور پنجاب کے شہریوں کو عموماً سلام کرتا ہوں کہ اس کھلی دھاندلی اور دہشت گردی کے باوجود انھوں نے جہاں تک ممکن ہوا اپنا قومی فرض ادا کیا اور الیکشن میں حصہ لے کر خوف و ہراس کی چادروں کو چیرتے ہوئے اپنے ووٹ اور اپنی رائے دہی کا استعمال کر کے یہ ثابت کر دیا کہ چاہے کیسے بھی نامساعد حالات کیوں نہ ہوں چاہے کیسے بھی تشدد کی آندھیاں کیوں نہ ہوں اگر ووٹر فیصلہ کر لے کہ اسنے اپنے حق کا استعمال کرنا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ اور آپ نے دیکھا کہ لاہور میں تمام منصوبوں کے باوجود اور چشم فتح بنانے کے تمام تیاریوں کے باوجود لاہور شہر مسلم لیگ کا شہر رہا اور اس نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ

کسی بھی غنڈہ گردی اور کسی بھی تشدد کا مقابلہ کرنے کے لیے زندہ دلوں کی حیثیت سے اقدامات کر سکتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! میں آخر میں راولپنڈی ' گوجرانوالہ اور دوسرے شہریوں کو بھی ان کی بے جگری سے اپنا حق رائے دہی استعمال کرنے پر سلام کرتا ہوں اور میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس دھاندلی' دہشت گردی اور بدعنوانی کی تحقیقات کے لیے ہائی کورٹ کے دو ججوں پر مشتمل ایک کمیشن بنایا جائے جو ان تمام واقعات کی تحقیقات کر کے قوم اور حکومت کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے تاکہ آئندہ ایسی دھاندلی' ایسے جھرلو اور ایسی دہشت گردی کا ارتکاب ممکن نہ رہے۔ شکریہ۔

ملک نواب شیر وٹیر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا تو پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب الوری صاحب نے پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کو کہا ہے انھوں نے اپنی تمام تقریر میں مسلم لیگ (ن) کی کوئی بات نہیں کی مکمل طور پر مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے خلاف بات کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنی وضاحت کر دیں وہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کی بات کرتے رہے ہیں مسلم لیگ تو ادھر بھی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ زیادہ وضاحت کر دی جائے۔

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، ثاقب خورشید صاحب کبھی کبھی بولتے ہیں لہٰذا ان کی آواز سننی چاہیے۔

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب الوری صاحب نے مسلم لیگ (ن) کی بات نہیں کی بلکہ انھوں نے پی پی (ن) کی بھی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کی بات نہیں سنی۔ آپ دوبارہ کہیے کہ کیا بات ہے؟

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب والا! الوری صاحب نے مسلم لیگ (ن) کی بات نہیں کی بلکہ انھوں نے پی پی(ن) کی بھی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر، یہ بھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب اشفاق سرور راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری گزارش تھی کہ جو تابش الوری صاحب کی تجویز تھی کہ دو ججوں پر کمیشن مقرر کیا جائے۔ اس بارے میں ہم ایوان سے ووٹنگ کرا لیں کہ آیا ایوان اس بات پر متفق ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر، اس بارے میں دیکھتے ہیں کہ ایوان کی کیا صورت حال بنتی ہے۔ جناب غلام عباس

صاحب۔

جناب اشفاق سرور راجہ، جناب والا! آپ مجھے اس بارے میں مطمئن کر دیں۔

جناب سپیکر، اس بات کا فیصلہ تو جب کریں گے جب ایوان کی رائے مل جائے گی۔ میں ابھی رائے نہیں لے رہا۔ میں رائے لوں گا جب ایوان کی رائے بنے گی ' ایوان ابھی رائے بنا رہا ہے ' ابھی رائے شروع ہوئی ہے۔ آپ میں سے ایک صاحب نے رائے دی ہے ابھی دوسرے دوستوں کو بھی رائے دینے دیجیے۔ جی غلام عباس صاحب۔

جناب اشفاق سرور راجہ، جناب والا! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ سپیکر کی جگہ ایک ممبر کا بھی رول ادا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، میں ممبر کا رول ادا نہیں کر رہا۔ میں صرف سپیکر کا رول ادا کر رہا ہوں جو کافی مشکل ہے۔

جناب غلام عباس، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اس ایوان میں پہلے تو جناب قائد حزب اختلاف نے جناب الوری صاحب کو موقع فراہم کیا کہ وہ ان کی جگہ پر لب کشائی کریں۔

سید تابش الوری، جیسے قائد ایوان کی بجائے آپ بول رہے ہیں۔

جناب غلام عباس، آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر، بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف کرتے ہیں اور عام طور پر wind up قائد ایوان کرتے ہیں۔ ابھی وہ مرحلہ نہیں آیا۔ ابھی بات کو چلنے دیجیے۔ غلام عباس صاحب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایوان آج آٹھ بجے تک ہے اور بہت سے لوگوں نے تقریر کرنی ہے۔ سب دوستوں کو دس دس منٹ دیے ہیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! آپ نے اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے میرے دوست کو جتنا وقت دیا ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے ان سے پانچ منٹ کم دے دیے جائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، انھوں نے بھی وزیر بننا ہے۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب! آپ بغیر اجازت مت بولا کریں۔ جناب غلام عباس صاحب۔

سردار حسن اختر موکل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ کیا قائد ایوان

بدل گئے ہیں؟

جناب سپیکر، چونکہ اپنی سیٹ سے قائد حزب اختلاف نہیں بدلے اور وہ بھی نہیں بدلے۔ چلیے۔

جناب غلام عباس، جناب والا! بہت خوشی ہوتی اگر قائد حزب اختلاف سچ سننے کے لیے یہاں پر موجود رہتے مگر وہ ہمیشہ کی طرح سچ سننے سے پہلے آج بھی ایوان سے بھاگ گئے۔

جناب والا! محترم تابش الوری صاحب نے بڑی لفاظی سے اپنی تقریر کی توجناب اس میں بے شمار مسئلے ہیں جن پر بحث ہو سکتی ہے۔ ایک تو محترم نے پاکستان پیپلز پارٹی کی جمہوریت کے ساتھ وابستگی کو چیلنج کیا۔ جناب والا! لاہور کے انتخابات کی بات ہوئی یہاں پر دھاندلیوں کی بات ہوئی میں صرف اتنی بات کہوں گا۔۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گزشتہ اجلاس میں یہ بات پوائنٹ آؤٹ کی گئی تھی کہ کوئی بھی ممبر آ کر آپ کے کان میں کوئی بات نہیں کرے گا اور آپ نے منع بھی کیا تھا تو جناب والا! ان کو کون سا حق حاصل ہے کہ جناب آپ کے سامنے ایسا کیا جائے۔ آپ ہمارے بھی تو سانجھے ہیں ناں۔

جناب سپیکر، آپ آتے ہیں نہیں ہیں۔ بات کرتے ہی نہیں ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، کیا آپ ہمیں اجازت دیں گے کہ ہم بھی آپ کے کان میں آ کر بات کریں۔

جناب سپیکر، آپ کرتے ہی نہیں۔ ہمیں تو گلا رہتا ہے۔

غیروں سے کہا تم نے
غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا
کچھ ہم سے سنا ہوتا

آئیے کریں آپ بھی بات۔ چلیے۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہتا تھا کہ جب ایک سپیکر بول رہا ہو تو کیا کوئی معزز رکن اس کے سامنے سے گزر سکتا ہے۔ اس پر میں جناب کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر، میں نے پہلے بھی رولنگ دی تھی کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جناب غلام عباس صاحب۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir, I have a submission to make for the consideration of the House. Sir, we have been very proud of democracy and we all are very proud of the way the elections were conducted as fair and impartial. These elections are just to every body. I, as a citizen of Pakistan, living in the northern part of the Province which is a backward area, so far was in the impression that there has been no dhandhli. We have been democratically elected in elctions whether it was bye-elections or whether it was a general election. On hearing the speech of my honourable friend, Syed Tabish Alwari, some apprehensions seem to arise in my mind and probably in the minds of other members also as if the elections were not fair Your honour has said that you will not ask for the consensus Quite right That is your privilege But he is a staunch Muslim Leaguer, he is a born Muslim Leaguer. To say all this, I would suggest that in all fairness to the elections and to the democratic traditions you should yourself nominate an impartial person to look into these allegations and let him submit a report to your goodself, which should be acceptable to every body In this way any misgiving whether connected or otherwise will also be clarified. There should be an impartial inquiry by one individual of your choice

MR SPEAKER: No interruption please

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Please keep quiet You are not to interfere with my speech

MR SPEAKER: He is giving a suggestion to the whole House, and I have allowed him.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I am sorry to say this. But I would like to point out that in a parliamentary system it is undesirable and it is unparliamentary. It is not only unparliamentary but it is 'selfish', if you allow me to say so. He is probably hunting for a job which may be forthcoming in a short time. Please don't tell him to make justifications for finding employment on the floor of the House. Come out with rules and regulations. Come out with morality. Don't try to flatter. We have had enough of this flattery in this country where the people are self seekers who may be made minsiter,

MR SPEAKER: Khanzada Sahib please address the Chair.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir, it is not a forum to interfere with a perfect, democratic and moral suggestion put before the House. Sir, I am not speaking as a party to any body but speaking only in the name of fairness and justice to the people and to the traditions of democracy.

چودھری گل نواز خان وڑائچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میری یہ عرض ہے کہ یہ میرے بزرگ ہیں۔ مجھے ان کا بڑا احترام ہے۔ میرے آباؤ اجداد کے یہ بزرگ ہیں' ان سے ان کا تعلق ہے۔ لیکن ایک آدمی پوائنٹ آف آرڈر پہ اتنا لمبا بول جائے اور پھر شور بھی کرے کہ ہمیں بولنے نہیں دیا جاتا۔ میں عرض کروں کہ نیازی صاحب کی سیٹ کے نیچے کوئی چیز تو نہیں ہے کہ جو ان کو کھڑا کر دیتی ہو۔ وہ بیٹھ ہی نہیں سکتے۔ ایک منٹ تو بیٹھیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کوئی آدمی بھی اتنی لمبی تقریر کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میری اجازت سے کر سکتا ہے۔ہاں' کر سکتا ہے۔جناب غلام عباس صاحب ' آپ ذرا تشریف رکھیں' میں انھیں اجازت دیتا ہوں۔ یہ بڑی دیر سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ انھیں موقع دینا چاہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ یہ پارلیمانی ہے یا غیر

پارلیمانی ہے؟

جناب سپیکر: کیا؟

جناب انعام اللہ خان نیازی: یہ " گلا ٹینکی " کا شور کیوں مچ رہا ہے؟

جناب سپیکر: یہ آپ آپس میں ہی کھسر پھسر کر رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: اس کی میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ ہمارے شیر جیسے نوجوان کو انھوں نے بزرگ کہا ہے ۔ ان سے ان کی اپنی عمر تو پوچھیں۔ اور دوسری جو " گلا ٹینکی " کی آپ نے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔جناب غلام عباس صاحب۔ میں اپنے دونوں معزز اراکین اسمبلی کو نا صرف نوجوان بلکہ نوخیز نوجوان قرار دیتا ہوں۔ جناب غلام عباس صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: فاضل ممبر میرے بارے میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ان کو حذف کیا جائے۔ کسی فاضل ممبر کے بارے میں اس قسم کے الفاظ نہیں کہنے چاہییں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: یہ " گلا ٹینکی " کہہ کر کسی کا نام نہیں لیا گیا۔ یہ کسی کا نام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کہیں یہ آپ نے اپنے بارے میں تو استعمال نہیں کیے۔ خیال کیجیے گا کہ کبھی ہوا میں پھینکی ہوئی چیز اپنے اوپر آ گرتی ہے۔ جی' جناب ناظم حسین شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنے حسن ظن کا اظہار کیا کہ ہمیں نوخیز قرار دیا۔ ہمیں یہ خوشی ہے کہ ہمارے سپیکر چاند کی طرح جوان ہیں' بہار کی طرح رنگین اور پھولوں کی طرح حسین ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جناب بادشاہ میر خان آفریدی صاحب!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: وزیر قانون نے کہا ہے کہ "گلا ٹینکی" الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کو اس پہ اعتراض کیا ہے؟

جناب سپیکر: اس کی آواز اچھی نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیے۔ جی' جناب ظہیر الدین!

جناب محمد ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہ بزرگی کا لفظ استعمال کرتے ہوئے کہا ہے ۔ بقول شیخ

سعدی

"بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال است"

جناب سپیکر، چلیے اب آپ نے بہت سی جھلکیاں بنوا لیں۔ اب کچھ تھوڑی سی سنجیدہ کارروائی بھی ہو جائے۔ جناب غلام عباس صاحب!

جناب غلام عباس، میرے محترم بزرگ دوست جناب تابش الوری صاحب نے یہ فرمایا کہ پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ دھاندلی کے ذریعے آئی۔ پاکستان پیپلز پارٹی جمہوریت پر یقین نہیں رکھتی۔۔۔

جناب محمد سعید انور، آپ نے ہمارے معزز رکن کو نوخیز قرار دیا تھا اور تابش الوری صاحب کو تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت جوان ہیں۔ ان کو انھوں نے بزرگ بنا دیا ہے۔ وہ بھی نوجوان ہیں' آپ ان کی تقریر نہیں سنتے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ No point of order. I rule it out جناب غلام عباس صاحب!

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میرے لیے تو تابش صاحب بزرگ ہیں کیونکہ مجھے یاد ہے کہ 1970ء میں قاف حزب اختلاف کے طور پر یہاں تھے پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔اور پیپلز پارٹی کی حکومت کے دور میں یہ رات کو چھپ چھپ کر پیپلز پارٹی کے ساتھ معاہدے کیا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ مسلم لیگ میں تھے اس لیے میرے لیے تو یہ بزرگ ہیں کیونکہ اس وقت میں بچہ تھا۔

جناب سپیکر، سنیے I call the House to be in order. جی غلام عباس صاحب آپ جاری رکھیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میں بات کروں گا دھاندلی کے حوالے سے ۔۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، سنیے I call the House to be in order. آپ نے خاص طور پر یہ اجلاس بلوایا ہے اور خاص طور پر جن دوستوں نے اس اجلاس کی خواہش کی ہے کم از کم انھیں اس کارروائی کو سنجیدگی سے آگے بڑھانا چاہیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! محترم غلام عباس صاحب نے میرے متعلق دو باتیں کہی ہیں ایک یہ کہ میں یہاں اسمبلی میں قاف حزب اختلاف تھا اور پیپلز پارٹی کے ساتھ کوئی سمجھوتے کیا کرتا تھا۔ تو میں

یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم 1970ء کی اسمبلی میں داخل ہوئے تھے تو ہم اپوزیشن کے 55 آدمی تھے اور جب اسمبلی ختم ہوئی تو اپوزیشن میں جو تین آدمی رہ گئے ان میں سے ایک میں بھی تھا۔ چونکہ میں استقامت کے ساتھ اپنا فریضہ ادا کرتا ہوں لہذا میری استقامت اسی طرح سے برقرار رہے گی۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی غلام عباس صاحب آپ ارشاد فرمائیے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! ابھی بھی اپوزیشن میں جو تین آدمی بچیں گے ان شاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ الوری صاحب کو ان میں رکھیں اور پہلے بھی انھیں رکھا گیا تھا یہ تھے نہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' چودھری صاحب فرمائیے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! غلام عباس صاحب صحیح بات نہیں کر رہے اصل یہ ہو گا کہ وہلوگ اقتدار میں بیٹھے ہیں وہ ان شاء اللہ اپوزیشن میں بیٹھیں گے اور جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں وہ ان شاء اللہ اقتدار میں بیٹھیں گے۔ اور یہ جلد ثابت ہو گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نیازی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! مسلم لیگ ہی کی بدولت آج یہ اس مقام پر بیٹھے ہیں کہ 16 سال اس عذاب میں رہنے کے بعد یہ اپنے آپ کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم حکومت میں بیٹھے ہیں۔ اور دوسرا یہ جو غلام عباس صاحب کوششیں کر رہے ہیں----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور اپنی بات کی وضاحت کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ براہ کرم اپنے نشست پر تشریف رکھیں۔ جی غلام عباس صاحب آپ بات کریں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آفریدی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔لیکن میں ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم سنجیدگی کا مظاہرہ کریں۔ جی آفریدی صاحب فرمائیے۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میرے معزز دوست نے فرمایا ہے کہ اس دفعہ بھی اپوزیشن میں تین ممبر رہ جائیں گے ۔ تو میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس وقت تو انھوں نے کوئی کمال دکھایا تھا لیکن اب ----

جناب ڈپٹی سپیکر، آفریدی صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔ جی غلام عباس صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب غلام عباس، ********** (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب غلام عباس، جناب والا! آپ ہاؤس کو آرڈر میں کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اپوزیشن کے ممبران سے درخواست کروں گا کہ آپ غلام عباس صاحب کو تقریر کرنے دیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ارشد عمران صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ شوکت داؤد صاحب آپ تو سینئر آدمی ہیں آپ بھی ایسا کر رہے ہیں۔ آپ براہ کرم تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ کیا آپ اس ہاؤس کو اس انداز سے چلانا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میں اسمبلی کے رولز اور قانون کے مطابق پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ فرمائیے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! ہمارے رولز یہ کہتے ہیں کہ جب کوئی معزز ممبر اس ہاؤس میں موجود نہیں ہوتا تو اس سے متعلق ریمارکس پاس نہیں کیے جا سکتے اور جناب غلام عباس نے جو کہا ہے یہ

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

نہیں کہہ سکتے یہ ان کی غیر موجودگی میں ان پر تنقید نہیں کر سکتے۔ اور یہ رولز میں ہے کہ کسی ممبر کی غیر موجودگی میں آپ اس کے متعلق بات نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سلہری صاحب فرمائیے!

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اپنے فاضل دوست کے ان الفاظ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میرے فاضل دوست نے اس سے پہلے بھی ہمارے قائد سے متعلق اور اس مرتبہ جناب تابش الوری صاحب سے متعلق یہ الفاظ کہے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں حضرات کسی بھی کام کی وجہ سے ہاؤس سے باہر جا سکتے ہیں لیکن میرے فاضل دوست جو الفاظ بار بار استعمال کر رہے ہیں کہ وہ "بھاگ گئے" کیا یہ الفاظ غیر پارلیمانی نہیں ہیں؟ اور اگر یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں تو ان کو پابند کیا جائے کہ وہ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں۔ اور یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔جی غلام عباس صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس طرف سے جو بات بھی کہی جاتی ہے آپ اس کو مانتے ہیں۔یہ غلط بات ہے۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر سید تابش الوری صاحب ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نقطہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ارشد عمران سلہری صاحب، غلام عباس صاحب آپ تشریف رکھیں۔ تابش الوری صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔جی تابش صاحب فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب والا! آپ تو گواہ ہیں کہ میں اس ہاؤس میں سب سے زیادہ، مسلسل استقامت کے ساتھ بیٹھ کر سننے والوں میں سے ہوں اور اگر ایسے شخص سے متعلق بھاگ گئے، جانے اور چھوڑ جانے کے الفاظ استعمال کیے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے آپ کو بھی محسوس کرنا چاہیے تھا اور انھیں روکنا چاہیے تھا کہ ایسے الفاظ وہ استعمال نہ کریں۔ جناب میں تو پانی پینے گیا تھا اور اب میں حاضر ہو گیا

ہوں۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ فاضل ارکان کو اس قسم کے دل آزارانہ ' اور غیر پارلیمانی ریمارکس سے روکا جائے اور آپ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف فرمائیں۔ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرنے کا حکم دیں۔ **********

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب آپ تشریف رکھیں میں عرض کرتا ہوں۔میں تو ابھی ابھی چیئر پر آیا ہوں اور میرے آنے سے پہلے جو ماحول آپ نے پیدا کیا ہوا ہے دونوں اطراف سے میرے خیال میں یہ قابل ستائش نہیں ہے۔ کسی لمحے ' تھوڑے وقت کے لیے ' چند لمحوں کے لیے تو ایسا ہاؤس میں ہوسکتا ہے لیکن جس طرح کی اس وقت ہاؤس میں صورت حال ہے یہ مناسب نہیں ہے اور غلام عباس صاحب نے کوئی ایسی بات نہیں کی بلکہ جس طرح کا ماحول تھا اسی طرح انھوں نے بات کی ہے اور وہ دل سے یہ نہیں کہہ رہے تھے کہ آپ بھاگ گئے چونکہ ہاؤس اس وقت ایک ایسا ماحول تھا اور انھوں نے اس ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کہا ہے اور پھر بھی اگر آپ اپنی بات پر اصرار کرتے ہیں تو میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی غلام عباس صاحب آپ اپنی بات مکمل کریں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! شکریہ ۔ میں بحث کا آغاز کر رہا تھا کہ محترم جناب تابش الوری صاحب نے بہت خوبصورت الفاظ میں ' بہت خوبصورتی سے جھوٹ کو آراستہ کر کے اس ایوان میں پیش کیا جو کہ حقائق کے برعکس ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! " جھوٹ " کا لفظ غیر پارلیمانی ہے۔(قطع کلامیاں) جناب والا! " جھوٹ " کے لفظ کے بارے میں متعدد بار رولنگ آچکی ہے کہ یہ غیر پارلیمانی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب ! آپ تو منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ کچھ خیال کریں کیونکہ جس sense سے غلام عباس صاحب نے بات کی ہے وہ ایسی نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے حزب اختلاف کے اراکین جس سنجیدگی کا یہاں یہ مظاہرہ کر رہے ہیں اور ہمارے کسی بھی ممبر کو تقریر کرنے کا موقع فراہم نہیں کرتے اور اگر اس طرف سے بات ہو گی تو پھر ان کو بہت زیادہ تکلیف ہو گی اور کہیں گے کہ ہمیں تقاریر نہیں کرنے دی جا رہیں۔تو اس لیے میں آپ کی وساطت سے ان سے گزارش کرتا ہوں کہ انھوں نے جس مقصد کے لیے ہاؤس بلایا ہے وہ اپنا نقطۂ نظر

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

بھی بیان کریں، ہمیں بھی حق ہے ہم بھی اپنا نقطہ نظر بیان کر سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے شاید ہماری باتیں ان کو پسند نہ آئیں لیکن ان کی بھی بہت ساری باتیں جو حقائق سے ہٹ کر یہاں بیان کی جاتی ہیں۔ہم بھی قوت برداشت رکھتے ہیں وہ بھی قوت برداشت رکھیں۔ میری یہی استدعا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب شاہ صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ آج کے سیشن میں اس بحث پہ پہلے سپیکر جناب سید تابش الوری صاحب تھے۔ جناب الوری صاحب کی تقریر کے دوران جو رویہ حکومتی ارکان کا رہا اس کے آپ بھی گواہ ہیں اور شاہ صاحب بھی گواہ ہیں۔ ابھی یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ابتدا کی، پہلے سپیکر ہی ہمارے تھے تو اس چیز کی ابتدا کہاں سے ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ میں دونوں طرف کے اراکین کو یہی کہوں گا کہ اس پروسیڈنگ کو جاری رکھیں اور مدارت کا ثبوت دیں۔جی غلام عباس صاحب!

ایک فاضل رکن، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر جھوٹ کو جھوٹ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔میں آپ سے عرض کروں گا کہ یہ گیلری، پریس اور کل صبح کو ساری دنیا دیکھے گی کہ یہاں کیا ہوا۔ اس لیے میری یہی مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ سنجیدگی پیدا کریں اور اس ماحول کو صوبائی اسمبلی کے معیار کے مطابق ٹھیک کریں۔ جی غلام عباس صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں اپنی طرف سے اور حزب اختلاف کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ اس طرف سے کاملاً خاموشی ہو گی، نہایت متانت اور سنجیدگی سے سنا جائے گا لیکن اس طرف بھی معزز سپیکر سے کہیں کہ وہ آداب تقریر ملحوظ رکھیں اور دوسرے حضرات بھی خاموشی اور متانت کے ساتھ سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی غلام عباس صاحب!

جناب غلام عباس، شکریہ۔ جناب سپیکر! میری پارٹی پر جو پہلا الزام لگایا گیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ جمہوریت مخالف رہی ہے۔ جناب والا! میں اپنے معزز رکن کا ریکارڈ درست کرانے کے لیے بتانا

چاہتا ہوں کہ 1968ء کی تحریک بحالی جمہوریت پاکستان پیپلز پارٹی کے شہید قائد ذوالفقار علی بھٹو نے اس وقت کے آمر وقت کے خلاف شروع کی اور آپ کو یاد ہو گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے جس تحریک کا آغاز کیا جو 1968ء میں شروع ہوئی اور پیپلز پارٹی نے جمہوریت کی بحالی کے لیے ان تھک جدوجہد کی۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو متعدد بار جیلوں میں بھیجا گیا' سیاسی کارکنوں پر گولیاں چلیں۔۔۔۔۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں پچھلی اسمبلی میں بھی آپ اس ہاؤس میں موجود تھے اس وقت بھی آپ ethics کی بات کا سبق دیا کرتے تھے اور آج آپ بطور ڈپٹی سپیکر اور اس وقت بطور سپیکر تشریف رکھتے ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ ان کو یہ بتایا جائے کہ شہید کا لفظ کن لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کن لوگوں کے لیے نہیں۔ آیا وہ لوگ جنھیں عدالت نے سزا دی ہو یا اسلامی فوجوں کی طرف سے بارڈر پر لڑتا ہوا شہید ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ یہ ہر ایک کا اپنا اپنا خیال ہے' آپ کسی کو پابند نہیں کر سکتے' آپ کسی کو روک نہیں سکتے۔ جی غلام عباس صاحب۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے شہادت کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں اپنے معزز دوست کو۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! یہ میری تقریر کا حصہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ غلام عباس صاحب یہی تو بات ہے۔ انھوں نے اپنا ایک خیال بیان کیا میں نے اس کو reject کر دیا۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! یہ میری تقریر کا حصہ ہے۔ میرا محترم قائد جمہوریت کے لیے شہید ہوا۔۔۔

جناب راجہ اشفاق سرور خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ سے پہلے جناب سپیکر تشریف رکھتے تھے' تابش الوری صاحب تقریر کر رہے تھے انھوں نے موضوع سے ہٹ کر کوئی بات کی تو سپیکر صاحب نے تابش صاحب سے کہا کہ آپ ضمنی انتخابات کے حوالے سے بات کریں۔ لیکن معزز رکن بار بار شہید کی بات کرتے ہیں۔ براہ کرم انھیں کہیں کہ ضمنی انتخابات کے حوالے سے بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی راجہ صاحب۔

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آ رہی ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تابش الوری صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم بڑے تحمل سے تقریر سنیں گے اور انھوں نے اس ایوان میں پوری اپوزیشن کی طرف سے وعدہ کیا تھا لیکن ابھی دو منٹ بھی نہیں گزرے اور وعدہ خلافیاں شروع کر دی ہیں۔

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید نے پیپلز پارٹی بنائی ' مظلوموں کے لیے ' مجبوروں کے لیے' محکموں کے لیے ' بے یار و مدد گار لوگوں کے لیے ' مارشل لاء کی اولادوں سے لڑنے کے لیے ' مارشل لاء کی پیداوار کو دفن کرنے کے لیے' مارشل لاء کے پروردوں کو ختم کرنے کے لیے ' مارشل لاء کی چھتری میں جنم لینے والوں کے خلاف' مارشل لاء کی گود میں پلنے والوں کے خلاف ' مجلس شوریٰ میں بیٹھ کر پو کی طرح فیڈر پینے والوں کے خلاف' مارشل لاء کی پولٹری فارم میں پیدا ہونے والوں کے خلاف۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آفریدی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ جہاں مارشل لاء کا حوالے دے رہے ہیں ساتھ ہی سول مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بننے کا حوالہ بھی دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سارے ہاؤس سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک آدمی اپنا موقف بیان کرتا ہے اور آپ کو پسند نہیں آتا تو کیا آپ پوائنٹ آف رآڈر پکھڑے ہو کر کہہ دیں گے کہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کچھ تو سوچیں۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نیازی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ شوکت داؤد صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)غلام عباس صاحب آپ جاری رکھیں اور میری طرف مخاطب ہوا کریں۔ آپ زیادہ اس طرف دیکھتے ہیں تو وہ رنج پکڑ جاتے ہیں' آپ سپیکر کو مخاطب ہوں۔

جناب غلام عباس، جناب والا! اگر میرے معزز اراکین کو اس بات سے اختلاف ہے کہ ان کا مارشل لاء اور مارشل لاء کے حکم رانوں سے کوئی سروکار نہیں رہا ان کا آمریت سے کوئی تعلق نہیں ہے تو آج

آپ کی وساطت سے میں اس ہاؤس میں ایک قرار داد پیش کروں گا کہ وہ شخص جس نے اس ملک کا آئین توڑا' وہ شخص جس نے اس ملک کے آئین کی دھجیاں اڑائیں' وہ شخص جس نے اس قانون کو توڑا' وہ شخص جس نے عدلیہ کے اوپر مارشل لاء کی عدالتیں بٹھائیں' وہ شخص جس نے قوم کی بیٹیوں کو مال روڈ پر گھسیٹا' وہ شخص جو قوم کے بچوں کو شاہی قلعے میں لے جاتا رہا' وہ شخص جو انتخابات کے نام پر ہمیشہ جھوٹ بولتا رہا' وہ شخص جس نے ہمیشہ قرآن کا سہارا لے کر جھوٹ بولا' وہ شخص جو گیارہ سال تک اسلام کا نام لے کر اس ملک پر مسلط رہا' وہ شخص جو ہمیشہ جمہوریت کا قاتل رہا' تو آج کے اس معزز ایوان کی میری طرف سے یہ گزارش ہو گی کہ اس آمر اور غاصب شخص کی تصویر پنجاب اسمبلی سے باہر نکالنے کی قرار داد منظور کی جائے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، اس تصویر کی طرف جو ہاتھ بڑھے گا اس ہاتھ کو کاٹ دیا جائے گا۔ آپ اپنے آپ کو قابو میں رکھیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، ریاض حشمت جنجوعہ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جی میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ریاض حشمت جنجوعہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ہم بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ ہمیں اجازت نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نیازی صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں کریں بات۔ آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایجنڈے سے ہٹ کر تقریروں کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان کو بات کرنے دیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جس ایجنڈے کی ہم نے بات کی ہے اس پر بات نہیں کرتے۔۔۔

(قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر بہت سے معزز اراکین اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے
اور پوائنٹ آف آرڈر ' پوائنٹ آف آرڈر کہتے رہے)۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات کرنے کا طریقہ ہے؟

آوازیں، ہم ایجنڈے سے ہٹ کر بات نہیں ہونے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب! دیکھیں' ایک دو تین چار پانچ چھ سات ' سات آدمی ایک وقت میں کھڑے ہیں۔ کیا یہ طریقہ ہے؟ بیک وقت سات آدمی کھڑے ہیں۔ تمام معزز اراکین تشریف رکھیں۔ جنجوعہ صاحب تشریف رکھیں ' میں نے کھوسہ صاحب کو فلور دیا ہے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ اگر آپ نسی طرح سے ہاؤس میں کریں گے یعنی چھ سات آدمی بیک وقت کھڑے ہو جائیں -----

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! اگر آپ نے چھ سات آدمیوں کا بیک وقت بولنے پر اعتراض کیا ہے۔ یہ آپ کا اعتراض بجا ہے اور میں اپنے ساتھیوں سے درخواست کروں گا کہ بیک وقت چھ سات آدمی کھڑے ہو کر اپنی توجہ نہ چاہیں۔ لیکن وہ آپ کے اس فقرے پر کھڑے ہو گئے۔ جب ایک پوائنٹ آف آرڈر پر اعتراض ہو رہا ہے کہ یہ بالکل غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں' اس ہاؤس میں جو ایجنڈا پیش ہوا ہے بالکل اس سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ کرنے دیں۔ جب کہ آپ کے predecessor سپیکر صاحب نے کہا ہے کہ آپ ایجنڈے کے اندر رہیں۔ اجلاس جس ایجنڈے پر بلایا گیا ہے آپ اسی پر بات کریں۔ لیکن آپ اس بات کی بالکل نفی کر رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ان کو بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا مقصد یہ ہے کہ آپ نے ایجنڈے میں اپنا ایک نقطہ نظر بیان کیا ' ایک تحریک پیش کی ' آپ نے اجلاس کے لیے ریکوزیشن دی 'اس پر سپیکر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا وہ آپ کا wider aspect تھا' جب وہ کہیں باہر نکلتے تھے یا جو subjudice تھا' خاص طور پر سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ subjudice جو کورٹ میں مسئلہ زیر غور ہے اس سے ذرا avoid کریں۔ اب وہ اس پر تقریر کرنا چاہتے ہیں' وہ کچھ بیان کرنا چاہتے ہیں ' ابھی وہ بات شروع کرتے ہیں تو یہاں سے شور و غوغا شروع ہو جاتا ہے۔ ان کو کچھ بات کرنے دیں آگے نکلنے تو دیں' بات آگے نکلنے دیں۔ ذرا آپ تحمل کریں' صبر کریں تو میرے خیال میں میں ان کو خود کہنا چاہتا ہوں ' جس طرح میں نے ان سے کہا ہے کہ ادھر نہ دیکھیں' سپیکر کی طرف دیکھیں ' میں خود بھی یہ محسوس کر رہا ہوں لیکن مجھے تو

آپ بولنے ہی نہیں دیتے۔ چھ سات آدمی کھڑے ہو جاتے ہیں اور شور شروع کر دیتے ہیں۔۔۔۔

سید تابش الوری، جناب وہ تو بھائی گیٹ سمجھ کر تقریر کر رہے ہیں لیکن یہ اسمبلی ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ پہلی دفعہ آئے ہیں ان کو طریقہ آجائے گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! ایک طرف آپ فرماتے ہیں کہ آپ پہلی دفعہ آئے ہیں دوسری طرف وہ خود اپنی تقریر میں فرماتے ہیں کہ 1970ء سے وہ اسمبلی کے حالات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ ان کو اسمبلی کے حالات سے آگاہی ہونی چاہیے۔ اس طرح کی بات کرنے سے اس طرف دل آزاری ہو گی۔ اس لیے میں آپ سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ ان کی تقریر کا جو آخری حصہ ہے وہ اسمبلی کے ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ریاض حشمت جنجوعہ!

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میرا نکتہ اعتراض آئینی نکات اور قواعد انضباط کار سے متعلق ہے۔ آج کا اجلاس اس لحاظ سے انتہائی اہم تھا کہ ہمارے کچھ فاضل اراکین منتخب ہو کر آئے تھے۔ آج تو ہمیں ایسا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا' آج ہمیں اس ایوان کو اس انداز میں چلانا چاہیے تھا کہ ہمارے ان نو آموز ساتھیوں کی تربیت ہوتی لیکن جس وقت سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے اس وقت سے لے کر اب تک دونوں طرف کے اراکین نے جو نکتہ ہائے اعتراض پیش کیے ہیں اور جس طریقے سے قواعد و انضباط کار کی دھجیاں بکھیری گئی ہیں' جن پر عمل پیرا ہونے اور کاربند رہنے کا ہم نے حلف لے رکھا ہے' جناب سپیکر! قواعد انضباط کار اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ جب کوئی مقرر تقریر کر رہا ہو اور دوسرا فاضل رکن اس پر رواں تبصرہ کر رہا ہو۔ اس طرح آج انتہائی ذلت آمیز اور انتہائی غیر پارلیمانی الفاظ اس ایوان میں ادا کیے گئے ہیں۔ جناب والا! وہ لوگ جنھوں نے اپنی امنگوں کا ترجمان بنا کر ہمیں بھیجا ہے اور ان میں سے کچھ لوگ اس ایوان کی گیلریوں میں بھی بیٹھے ہوئے ہمارے اس کردار کا جائزہ لے رہے ہیں اور یقیناً وہ لوگ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ لوگ کون ہیں؟ کیا ہیں؟

یہ لوگ کون ہیں کیا ہیں کوئی تو ان کو بتلائے
نہ ان کے کوئی مقاصد نہ ان کے کوئی اصول
میں سوچتا ہوں اس انبوہ خود پسنداں میں
میری نوا بھی اکارت میرا لہو بھی فضول

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میں آئین اور قواعد انضباط کار کی بات کر رہا ہوں یہاں آئین پاکستان کی دھجیاں بکھیری گئیں یہ لوگ ایسی باتیں کر رہے ہیں جو ان کو زیب نہیں دیتیں۔جناب سپیکر! میرے فاضل اراکین نے جس قسم کا رویہ آج اپنایا ہے ' حالانکہ انھوں نے خود اپنے مطالبے پر یہ ہاؤس بلایا ہے' آج کا اجلاس ان فاضل اراکین کی درخواست پر ہو رہا ہے لیکن یہ انتہائی غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں' جس بازاری پن کا یہ مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میرے جیسا انسان جو قواعد انضباط کار پر یقین رکھتا ہے جو ایمان کی حد تک اسمبلی کے قواعد انضباط کار پر یقین رکھتا ہے' جناب والا! اس ایوان میں بیٹھنے سے قاصر ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ لوگوں نے بھی اسی طرح خاموشی اختیار کیے رکھی تو پھر اس ہاؤس کو چلانا مشکل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب تشریف رکھیں۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے وہ اتنا لمبا کر دیا ہے کہ وہ اپنی اہمیت کھو بیٹھا ہے۔ بات آپ کی بالکل ٹھیک تھی لیکن جس بات کی آپ انھیں تلقین کر رہے تھے ' خود بھی اسی سمت بہہ گئے ۔ اس لیے میں یہی گزارش کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر بڑا ہی مختصر ہوتا ہے اور وہ ایک ہی پوائنٹ پر ہوتا ہے اس پر تقریر کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے میں اس ہاؤس کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب پہلے بھی ایک آدھ دفعہ اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں اور وہ جانتے ہیں بلکہ اس ہاؤس میں پوائنٹ آؤٹ کرتے رہے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوتا ہے؟ اور آج وہ صرف گیلریوں کو impress کرنے کے لیے اتنی لمبی چوڑی تقریر کر گئے ہیں۔ پھر میں آپ کی observation پر عرض کروں گا کہ وہ ہمیں سمجھا رہے تھے ' میں نے پہلے بھی جناب شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کیا ہے کہ ہمارا تو اب تک ایک ہی سپیکر بولا ہے اور وہ جناب سید تابش الوری صاحب بولے ہیں اور اس تمام ہاؤس میں سے میرے خیال میں کوئی شخص بھی ان کی سنجیدگی پر اور ہاؤس کے رولز اور ریگولیشن کو observe کرنے پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ ان کو بھی نہیں بولنے دیا گیا-----

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ سردار صاحب تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! انھوں نے غلط الفاظ استعمال کیے تھے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے نوٹ کر لیا ہے۔ مہربانی، شکریہ۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید ناظم حسین شاہ صاحب اگر آپ تشریف رکھ لیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! ہمیں بھی بات کرنے دی جائے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسے تو بات نہیں بنے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب سپیکر کو واک آؤٹ کر جانا چاہیے۔(قہقہے) اگر یہ صورت حال ہے تو پھر سپیکر کو واک آؤٹ کر جانا چاہیے۔ جناب غلام عباس صاحب۔جناب غلام عباس صاحب۔ میاں معراج دین صاحب!

میاں معراج دین، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

جناب غلام عباس، جناب والا! میں تو ابھی تقریر کر رہا تھا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے میاں معراج دین صاحب کو ہاؤس دے دیا ہے۔میں نے آپ کا دو مرتبہ نام پکارا لیکن آپ محو گفتگو تھے۔ آپ گفتگو میں مصروف تھے اس لیے میں نے میاں معراج دین صاحب کو فلور دے دیا۔ آپ کو پھر موقع دے دیں گے۔

میں معراج دین، جناب والا! میں 2 دسمبر 1993ء کے ضمنی انتخابات کے بارے میں عرض کروں گا کہ۔۔۔۔۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! یہ نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ موچی دروازہ نہیں ہے۔ غلام عباس صاحب آپ تشریف رکھیں۔میں نے میاں معراج دین صاحب کا نام پکار دیا ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کا یہ طریقہ واردات ہاؤس کو نہیں چلنے دے گا۔ اس لیے میں نے میاں معراج دین صاحب کو فلور دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں، اگلا سپیکر آپ کا آئے گا۔ چلیں جی میاں معراج دین صاحب!

جناب غلام عباس، ایسے نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسے ہو گا اور آپ کو سپیکر کی بات ماننی پڑے گی۔ یہ آپ غلط کہہ رہے ہیں' آپ کا انداز تخاطب ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نے سارے ہاؤس میں شور ڈالا ہوا ہے۔چلیں جی میاں معراج دین صاحب!

میاں معراج دین، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو 2 دسمبر 1993ء کے ضمنی انتخابات ہو رہے تھے۔ اس روز میں مختلف جگہوں پر جاتا رہا بالخصوص میں حلقہ 92 میں بھی انتخابات دیکھتا رہا۔ حلقہ 92 کے بارے میں چند گزارشات عرض کروں گا جو کہ دھاندلی کے متعلق ہیں اور اس قسم کی دھاندلی جو کہ میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ وہ لوگ مارشل لاء کی پیداوار یا جن لوگوں نے دھاندلی کی ہے اور جو مارشل لاء کا ذکر کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ 1977ء میں جب پیپلز پارٹی دھاندلی کے ذریعے برسراقتدار آئی تو قومی اتحاد نے ایک ایجی ٹیشن شروع کی اور اس ایجی ٹیشن میں مال روڈ پر ناقابل برداشت عورتوں نے پولیس کی یونیفارم پہن کر ان شرفاء عورتوں اور ان شرفاء بیٹیوں کی بے حرمتی کی جو کہ ناقابل برداشت تھی۔ اس وقت اسے نتھ فورس کہا گیا بہرحال وہ ناقابل برداشت عورتیں تھیں اور اس کے لیے میں مختصر عرض کروں گا میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ جناب والا! یہ وہ دھاندلی ہے جسے یہ خود مانتے ہیں' اس کے بعد میرے واجب الاحترام بھائی نے جو ذکر کیا میں اس کو نہیں دہراؤں گا۔ میں پھر حلقہ 92 کی طرف آتا ہوں میں نے وہاں پر جو کچھ دیکھا اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ میں اپنی زندگی میں موبائل ورکشاپیں تو ضرور دیکھتا رہا ہوں' ان ورکشاپوں پر مختلف قسم کے ٹریکٹرز اور پرزہ جات ہوتے ہیں۔ لیکن شناختی کارڈوں کی موبائل ورکشاپ میں نے نہیں دیکھی تھی۔ مگر میں نے وہ ورکشاپ بھاں جھگیاں کا گاؤں ہے میں جب وہاں پولیس اسٹیشن پر پہنچا تو تحصیل دار صاحب وہاں پر تشریف فرما تھے۔ میں نے کہا کہ بھئی یہ جو معاملہ ہو رہا یہ آپ نے ایک ویگن کو اندر رکھ لیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ویگن کی دیکھ بھال کریں۔ اس میں شناختی کارڈوں کی مشین لگی ہوئی ہے۔ تحصیل دار صاحب نے کہا کہ یہ تو ہم نہیں کر سکتے۔ ہم آپ کو اجازت نہیں دیتے کہ آپ اندر جائیں۔ پھر اس تحصیل دار نے وائرلیس کی تو اس وقت پولیس پہنچ گئی۔ جب پولیس فورس پہنچی تو ساتھ ایک مجسٹریٹ تھا اور ایک ڈی ایس پی تھا جس کا نام چودھری منیر حسین تھا۔ وہ بھی پہنچ گئے انھوں نے مجھے کہا کہ بھئی آپ نے یہاں یہ کیا سلسلہ کیا۔ میں نے کہا کہ میں نے آپ کے آنے سے پیشتر ریٹرننگ آفیسر لطیف صاحب کو فون کیا ہے انھوں نے

ریٹرننگ افسر سے بھی بات کی ہے اور اس مجسٹریٹ سے بھی بات کی ہے۔ انھوں نے ان سے کہا کہ بھئی دیکھو اگر جعلی ووٹ ڈالے جا رہے ہیں اگر یہ ان کی نشان دہی کرتے ہیں تو ان کے خلاف کارروائی کرو۔ اس وقت انھوں نے کہا کہ ہم کریں گے بلکہ جو ریٹرننگ افسر تھا اس نے اس بات کو مجسٹریٹ کے سامنے مانا' تحصیل دار اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے سامنے یہ تسلیم کیا کہ میں نے یہاں پر دو آدمی بٹھائے تھے۔ اور ان کو ان جعلی ووٹوں کی وجہ سے ہی بٹھایا تھا لیکن احمد مختار صاحب آئے اور ان کو چھڑا کر لے گئے۔ لیکن اس کے بعد جب معاملہ وہاں طے نہ ہو سکا تو میں نے کہا کہ اچھا اب چلتے ہیں آپ نے دھاندلی کرنی ہے کرتے رہیں۔ تو فوراً پولیس نے مجھے روک لیا' انھوں نے مجھے کہا کہ آپ آگے نہیں جا سکتے ' میں نے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے کہا کہ آپ گاڑی کو چیز کریں گے' میں نے کہا کہ وہ گاڑی پولیس کی نہیں ہے یا سرکاری گاڑی نہیں ہے وہ تو پرائیویٹ گاڑی ہے۔ اور اس میں شناختی کارڈوں کی مشین پڑی ہوئی ہے اور یہاں پر جو مستورات آ رہی ہیں آپ ان کے لیے ووٹ بنا رہے ہیں میں تو اس کو دیکھنے جا رہا ہوں۔ تو وہاں پر جو رانا منیر تھا ایس ایچ او شاد باغ ' اس نے میری گاڑی کو روکا اور بانی فورس روکا' اور میری گاڑی کا ایک سائیڈ کا شیشہ بھی توڑ دیا۔ پھر چودھری منیر ڈی ایس پی واپس آیا۔ اس نے ان کو کہا اب ان کو جانے دو گاڑی دور جا چکی ہے۔ بہر حال میں اس گاڑی کے پیچھے گیا لیکن مجھے گاڑی نہ مل سکی۔اور اس اثنا میں میں نے ڈپٹی کمشنر لاہور کو ٹیلی فون پر بتایا کہ فلاں جگہ پر شناختی کارڈ بن رہے ہیں۔ انھوں نے مجھے بعد میں جواب دیا کہ ہم نے دیکھ بھال کی ہے ہمیں کوئی ایسی بات نہیں مل سکی۔ میں نے کہا کہ اب تو وہ غائب ہو گئے ہیں بہر حال میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ میں انھیں سلام پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے میرے ٹیلی فون کا جواب دیا۔ اس کے علاوہ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ایک چھڑا منڈی کا پولنگ اسٹیشن تھا وہاں پر ایک سابقہ کونسلر تنویر عرف بھولا کو اس پولنگ اسٹیشن کا انچارج بنایا ہوا تھا۔ میں وہاں پر پہنچا اور میں نے اسے کہا کہ یہ جو شناختی کارڈوں کا جھنجھٹ چل رہا ہے اس کے لیے آپ دیکھ بھال کریں۔تو اس وقت وہاں پر ڈیوٹی پر جو مجسٹریٹ تھا وہ بھی پہنچ گیا اور میرے قائد میاں شہباز شریف صاحب بھی وہاں پہنچے ان کے سامنے باتیں ہوئی۔اور وہ ڈی ایس پی رائے حمید صاحب جو تھے انھوں نے یقین دہانی کروائی کہ یہاں پر کوئی ایسا ووٹ نہیں ڈالا جائے گا۔اس جگہ کو چھوڑ کر جب ہم لال کوٹھی پہنچے تو وہاں پر ایک شخص رائفل کے ساتھ فائرنگ کر رہا تھا ووٹروں کو ہراساں کرنے کے لیے ،جس وقت ہم نے متعلقہ حکام کو اطلاع دی تو وہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد جب ہمیں رات کو پتا چلا کہ اس رائفل پر ایک ڈاکے کا پرچہ ڈالا گیا ہے اور

کہا گیا کہ وہ بعد میں ڈالا گیا ہے اور وہ رائفل پتا نہیں کس طرح برآمد کی ' ایس ایچ او نے پرچہ دیا جس نے مجھے بھاں پولنگ اسٹیشن پر روکا تھا۔ کیونکہ اس کی میری وہاں پر تلخی بھی ہوئی تھی ' وہ مجھے پکڑنے کی کوشش بھی کرتا رہا ' میں نے چودھری منیر کو کہا ' چودھری منیر نے مجھے وہاں سے چھڑایا ' اس رنجش کی بنا پر اس نے وہاں پرچہ دیا اور مجھے اس میں ملوث کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کی شہادتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ میں ملوث نہیں ہو سکا۔ وہ آج تک کوشش کر رہا ہے مجھے اس میں ملوث کرنے کی۔اس کے بعد جناب والا! میں ایک اور جگہ کے بارے میں عرض کروں کہ نیو فاطمہ گرلز سکول کا پولنگ اسٹیشن ہے وہاں سے صبح سے ہی دونوں طرف سے راستہ بند کیا ہوا تھا۔ جس وقت ہم صبح کو وہاں سے گزرنے لگے تو پولیس نے مجھے کہا اور وہاں مجسٹریٹ بھی کھڑا تھا' اس نے کہا کہ یہ راستہ بند کیا ہوا ہے تو میں نے ان کی بات مان لی۔اس کے بعد میرے قائد میاں شہباز شریف صاحب تشریف لائے ان کو بھی کہا گیا کہ یہ راستہ بند ہے ' میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم پھر واپس چلے گئے لیکن شام پانچ بجے قومی اسمبلی کا امیدوار عزیز الرحمن چن گاڑی چلا رہا تھا وہ اس راستے سے گزرنے لگا تو میں نے کہا کہ چونکہ یہ راستہ صبح سے بند ہے یہ گاڑی اب نہیں گزرے گی۔ اس کے بعد اس نے زبردستی کی اور وہ گاڑی گزارنے کے لیے حکم دیا کہ یہاں سے گاڑی کو گزرنے دو۔ میں نے انکار کیا تو اس کے بعد اس نے گاڑی مجھے ماری۔ مجھے اتنی زیادہ چوٹیں آئیں لیکن اللہ کا کرم ہے کہ اب میں قدرے بہتر ہوں۔ اور اس میں یہ کہا گیا کہ فلاں فلاں کے پاس کلاشنکوف ہے' فلاں کے پاس رائفل ہے' فلاں کے پاس موذر ہے۔جناب والا! جو تصویر اخبارات میں شائع ہوئی اس میں کسی قسم کی کوئی چیز نہ کوئی کلاشنکوف' نہ کوئی موذر' اور نہ کوئی اور اسلحہ دکھایا گیا۔ لیکن اس لیے ہمیں ملوث کرنے کی کوشش کی گئی کہ اس وقت ہمیں نہیں پتا تھا کہ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کے اوپر حملہ ہو چکا تھا اور اس کیس کو جھٹلانے کے لیے ہم پر یہ کیس بنایا گیا کہ ہم نے ان پر حملہ کیا۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے اور ہر لحاظ سے یہ جھوٹ پر مبنی ہے (وقت ختم ہونے کی گھنٹی) جناب والا! آپ گھنٹی دے رہے ہیں۔ اس کی اتنی باتیں سنیں میری بھی ایک سن لیں۔مجھے وقت نکس کر کے آپ نے نہیں دیا تھا۔ جناب والا! میرے فاضل دوست ظفر صاحب نے ہائی کورٹ کے متعلق فرمایا ہے۔ ہم ہائی کورٹ کا ہمیشہ احترام کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ لیکن اس وقت انھیں احترام یاد نہ آیا اور اس وقت انھوں نے احترام نہ کیا جب سپریم کورٹ میں اسمبلیوں کے بحال ہونے کا فیصلہ ہوا تھا اور اس کے بعد جب لاہور ہائی کورٹ میں کیس چل رہا تھا تو اس وقت انھوں نے وہاں ہنگامے کیے اور جیالوں نے جلوس

نکالے اس وقت ہائی کورٹ کا انھیں کوئی احترام نہ تھا اور فیصلے کے فوراً بعد سات منٹ کے بعد اسمبلی توڑی گئی۔ کیا اس وقت انھیں ہائی کورٹ کا احترام نہیں تھا تو اس سلسلے میں وہ ہمیشہ دوسروں کی باتیں یاد رکھتے ہیں لیکن اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے۔ جناب والا! ایک اور عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ دس منٹ ہو گئے ہیں۔

میاں معراج دین، ایک عرض اور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا۔

میاں معراج دین، جناب والا! اس کے بعد میں صرف یہ عرض کروں گا کہ جیسے میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ یہاں ایک کمشن مقرر کیا جائے تو میری بھی گزارش ہے کہ ایک کمشن مقرر کیا جائے تا کہ یہ پتا چل سکے کہ اس قسم کی دھاندلی کہ ایک ایک آدمی کے چار چار شناختی کارڈ بنے ہوئے ہیں۔ تصویر ایک ہے اور اس کے شناختی کارڈ چار ہے جو کہ میرے پاس بطور ثبوت ہیں اور میں وہ آپ کو پیش کر سکتا ہوں۔ اس کے بعد یہ عرض کروں گا کہ یہ جو جمہوریت کے دعوے دار بنتے ہیں انھوں نے لاہور میں جمہوریت کا جنازہ نکال دیا ہے اور جہاں بھی ضمنی انتخابات ہوئے ہیں گوجر خان میں جہاں چودھری ریاض صاحب کی سیٹ تھی وہاں بھی انھوں نے اتنی دھاندلی کی جو ناقابل برداشت ہے۔ اسی طرح ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اور دوسرے اضلاع میں۔ خاص طور پر بیگم وائیں کے حلقہ میں۔ وہاں کل ووٹ کاسٹ ہوئے ہیں اسی ہزار اور وہاں بن گئے ہیں ایک لاکھ بیس ہزار۔ یہ پتا نہیں انھوں نے کس طریقے سے کیا جو کہ سراسر دھاندلی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ جناب والا! یہ اپوزیشن نے ایک اجلاس بلایا ہے اور اس کا ایجنڈا آپ ملاحظہ فرمائیں۔ انھوں نے چار نکات دیے ہیں۔ان چار نکات میں پہلے تین نکات تحریک التوائے کار تھی وہ اجلاس کا ایجنڈا کسی صورت میں تھا ہی نہیں۔اور جو چوتھا نکتہ تھا ابھی ایجنڈا منگوا کر ملاحظہ فرمالیں ۔ میں بالکل درست بات کر رہا ہوں ریکارڈ پر لانے کے لیے ۔ اور چوتھا جو تھا اس کی legal remedy بصورت الیکشن ٹریبونل جو کہ ہائی کورٹ کے ججوں پر مشتمل ہوتا ہے موجود تھی۔ انھوں نے صرف اس بل بوتے پہ کہ چونکہ ہمارے پاس strength موجود ہے اور ہم اجلاس بلا سکتے ہیں تو دستخط کر کے انھوں نے اجلاس بلا لیا۔ ان کے

پاس نہ کچھ کہنے کے لیے ہے ' نہ کچھ کرنے کے لیے ہے اور نہ ان کو کوئی اتنی اہلیت حاصل ہے کہ یہ اسمبلی کے معیار کے مطابق کچھ کر سکیں۔ جناب والا! ان کے لیے الیکشن منصفانہ تب ہو گا کہ ان کی مرضی کے مطابق اس کے نتائج آئیں۔ جیسا کہ ضیاء الحق کا ریفرنڈم تھا یا 1990ء کا الیکشن تھا۔ یہ چاہتے ہیں کہ یہی ہو۔ ہماری مرضی کا ایس ایچ او لگا ہو۔ ہماری مرضی کا جو ہم چار ایم پی ایز نے کہا ہے وہ پولنگ آفیسر لگا ہو۔ ہماری مرضی کا اے سی لگا ہوا۔ ہماری مرضی کے ہیڈ ماسٹر لگے ہوں۔ ہماری مرضی کے تمام ہیلتھ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں اور بنکوں میں ملازم لگے ہوں۔ وہ پولنگ سٹاف بن کے آئیں۔ ہماری dictation پہ ایس ایچ او آدمی پکڑے۔ ہماری dictation پہ ایس ایچ او آدمی چھوڑ دے۔ ہمارے کہنے پہ مجسٹریٹ آدمی باندھ دے ۔ ہمارے کہنے پہ اے سی آدمی چھوڑ دے۔ ہماری وہاں پر جھوٹی اور جعلی چودھراہٹ اور معتبری قائم ہو۔ اس کے اوپر ہم لوگوں کو دبا کے ' جوتے سے' زور سے ووٹ لیں۔ اندر بیلٹ بکس میں سے اپنی مرضی کے ووٹ نکالیں۔ سٹیریو ٹائپ نتیجے نکالیں۔ قوم کو بے وقوف بنائیں۔ اور کہیں کہ ہم نے تو نوے فی صد ووٹ حاصل کر لیے ہیں۔ اور الیکشن کا نتیجہ ان کے لیے تب منصفانہ ہو گا اس سے کم ان کے لیے منصفانہ الیکشن نہیں ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ میں بیان حلفی کے لیے تیار ہوں جس فورم میں بھی کہیں۔ پورے ہاؤس میں کہیں یا اسمبلی میں۔ میں ' ریاض کاٹھیا صاحب اور شاہ نواز چیمہ صاحب ہم بھی الیکشن ٹور پر نکلے۔ حلقہ 95 کے ۔ ہم لیڈی میکلیگن سکول' لیڈیز پولنگ بوتھ پہ صبح صبح گئے۔ ساڑھے آٹھ بجے کا وقت ہو گا۔ ادھر پہنچتے ہی پہلی اطلاع یہ ملی کہ مسلم لیگ والوں نے ہماری جو خواتین سٹرکوں پر ٹینٹ لگا کر پرچیاں کاٹنے کے لیے بیٹھی تھیں انتظامیہ کے ساتھ مل کر --- جناب یہ قابل غور بات دیکھیں۔ ان کے اثرات جو ہیں ' وہ انھوں نے اپنے patornise کیے ہوئے جو غنڈے بھرتی کیے تھے' جو بدمعاش بھرتی کیے تھے ۔ جن پہ ڈکیتیوں کے پرچے تھے ان کو بھی انسپکٹر لگا دیا تھا اور وہ ابھی تک قائم ہیں۔ انھوں نے انتظامیہ کے ساتھ مل کے ان خواتین کی بے حرمتی کی ' ان کو مارا پیٹا' تمبو اکھاڑ دیے ۔ میں حلف سے کہتا ہوں کہ اٹھا کے پھینک دیے ہوئے تھے ۔ کرسیاں اٹھا کے پھینک دی ہوئی تھیں۔ اور ان کو وہاں پہ بیٹھنے کی اجازت نہیں دی اور پھر یہ کہتے ہیں کہ دھاندلی ہم نے کی ہے۔ ادھر جا کے انتظامیہ کو بلوایا۔ مجسٹریٹ کو ' ایس ایچ او سے پوچھا کہ بھئی آپ نے کیا کیا ہے؟ وہ ہمیں فاصلے بتانے لگے۔ میں نے کہا بھائی یہ جو نشان لگا ہے فاصلہ تو ان کا زیادہ قریب ہے ان کی خواتین بیٹھی ہیں۔ ہماری خواتین تو ان سے پرے بیٹھی ہیں۔ انھوں نے کہا جی' لگا لیں۔ یہ بالکل ریکارڈ کی بات ہے

اور اس کو verify کرلیں۔ اور یہ ابھی تک ہے۔ ان کی گورنمنٹ جو چلی وہ دھاندلی اور بدمعاشی پہ چلی۔ انھوں نے غنڈوں کو patornise کیا۔ انھوں نے یونیز کو patornise کیا۔ انھوں نے ادھر ٹھیکے دیے۔ راوی کے ٹھیکے دیے۔ چونگیوں کے ٹھیکے دیے۔ انھوں نے ایل ڈی اے بیچا۔ انھوں نے پلاٹ دیے۔ جو سیاہ کاریاں کسی سیاہ ترین دور میں ہو سکتی ہیں وہ کر کر کے انھوں نے پوری قوم میں ایک lust پیدا کر دی' لالچ پیدا کر دیا کہ تم جو مرضی کرتے رہو ہمیں حکومت کرنے دو۔ تم بلیک مارکیٹنگ کرو' تم سٹیشن پر انڈیا کی گاڑی میں سے پان بیچو' کپڑا بیچو' سمگلنگ کرو' شراب لا کے بیچو' ادھر سے ادھر مال لاؤ۔ تمھیں کھلی چھٹی ہے۔ جیسا کہ ضیاء الحق نے کیا تھا کہ تم جو مرضی کرو۔ قوم کو اس طرف لگا دو اور خود حکومت کرو۔ in relaxation of rules ملازمتیں دے دے کے۔ کسی ڈی آئی جی کی جرات نہیں کہ وہ میرٹ پر اے ایس آئی رکھ لے۔ چھ سو کتنے اے ایس آئی رکھے جا رہے ہیں تمام کے تمام criminal ' in relaxation of rules۔ سات سو نائب تحصیل دار رکھے جا رہے ہیں in relaxation of rules ---۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk please

چودھری محمد وصی ظفر: انھوں نے ڈائرکٹ تحصیل دار رکھ لیے in relaxation of rules۔ سرکاری وکیل رکھے جا رہے ہیں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ اٹارنی in relaxation of rules۔ یہ تمام کچھ کر کے انھوں نے مفاد پرستوں کا ایک ایسا گروپ بنا لیا جو آج تک ان کے لیے کام کر رہا ہے اور جس کے لیے انھوں نے تمام قوم کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا۔ انھوں نے سوچ مفقود کر دی۔ جناب والا! کوئی آدمی آج سوچ نہیں سکتا کہ وہ تھانے کچہری میں سیدھا بھی کام کروا سکتا ہے۔ ایم پی اے کا' ایم این اے کا مرہون منت بنا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

میاں عبدالستار: محترم وصی ظفر صاحب اچھے وکیل ہیں اور ہائی کورٹ بار کے ایک عہدے دار بھی رہ چکے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہوا کہ وکیل کا کام ہے کہ to the point بات کرے لیکن ایجنڈے کے بارے میں انھوں نے ابھی تک کوئی بات نہیں کی۔ سوائے تقریروں اور ماضی کی بات کرنے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اصل بات یہ ہے کہ 2 دسمبر کے واقعات پر بات کریں کہ اس دن کیا ہوا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! 2 دسمبر کو ان کی سیاہ کاریوں کے اثرات ظاہر ہوئے۔ میری تو یہی گزارش تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہماری آنکھوں کے سامنے انھوں نے لاہور میں دھاندلی کی سو سال میں ان کا سپاہی لگایا ہوا اسے ایس آئی بنا ہوا ہے ان کا اسے ایس آئی لگایا ہوا آج ڈی ایس پی بنا ہوا ہے۔ ان کا نائب تحصیل دار لگایا ہوا آج مجسٹریٹ بنا ہوا ہے۔ خود جب ڈی سی شیخوپورہ اعلان کرتا ہے کہ میں تو اتفاق فاؤنڈری کا ذاتی ملازم ہوں تو اس ٹائپ کے لوگ انھوں نے چن چن کر لگائے ہوئے ہیں۔ جناب والا! ان کی حکومت میں یہ دور رہا ہے کہ جس کے اثرات زائل کرتے کرتے یہ ملک کو پیچھے لے گئے اور ماضی میں ڈال دیا۔ انھوں نے کہا اچھا جی' ایس پی کس نے لگنا ہے؟ ہمارا یہ کام کریں گے تو ایس پی لگے گا۔ ڈی سی کس نے لگنا ہے؟ جو پیپلز پارٹی کو crush کرے گا وہ ڈی سی لگے گا۔ انھوں نے 18۔ اکتوبر 1988ء کو ادھر 90 شاہراہ قائد اعظم میں میٹنگ کی جس میں کمشنر صاحبان اور ڈی آئی جی صاحبان شامل ہوئے۔ انھیں کہا گیا کہ ہم نے پیپلز پارٹی کو crush کرنا ہے' اپنے ماتحتوں کو بتا دیں۔ جو ہمارے ساتھ چل سکتا ہے چلے ورنہ اور نقصان نہیں کریں گے پوسٹنگ کر دیں گے۔ انھوں نے روٹ بنائے ہوئے ہیں اس کی وجہ سے دھاندلی تو اب تک یہ کر رہے ہیں۔ اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ اور وہ اثرات جو ضائع نہیں ہوئے۔ جناب والا! پورے مہذب ملکوں میں بھی جب بھی کوئی حکومت change ہوتی ہے تو انتظامیہ تبدیل کر دی جاتی ہے۔ آج تک ہم نے تبدیل نہیں کی۔ انھیں کی بنائی ہوئی انتظامیہ کے ساتھ الیکشن ہوئے۔ انھیں کے وہ پروردہ ہیں۔ انھوں نے ان کو out of turn ترقیاں دی ہوئی ہیں۔ جناب والا! یہ آج سمجھتے ہیں کہ تنقید برائے تنقید ہے میں بالکل جائز بات کر رہا ہوں کہ جو سلوک انھوں نے قوم کے ساتھ کیا قوم انھیں معاف نہیں کرے گی۔ یہ سوچتے نہیں ہیں کہ انھوں نے کیا کیا ہے؟ ان کے اثرات کیا ہیں؟ یہ خوش ہوتے ہیں کہ جناب ہم نے ایس پی لگوا لیا ہے۔ ہم نے ڈی ایس پی لگوا لیا۔ انھوں نے یہ سوچ ہی ختم کر دی ہے کہ انتظامیہ کا کیا کام ہے اور سیاسی نمائندوں کا کیا کام ہے؟ ہر چیز کو دم چھلے کی طرح سمجھتے ہیں کہ جی ممبر کے پاس جاؤ تو کام ہو گا اور انتظامیہ کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ ہماری بات مانو گے تو تم یہاں رہو گے۔ انتظامیہ نے بھی اور منتخب نمائندوں نے بھی رشوتیں لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ابھی تو یہ شروع ہوا ہے۔ جعلی شناختی کارڈوں کا یہ ذکر کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دو منٹ کے اندر تقریر ختم کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جی جناب! جناب والا! بشیر نامی شخص جس نے جعلی مشینیں لگائی ہوئی تھیں انار کلی سے پکڑا گیا۔ اس کو جب گرفتار کیا گیا تو اس نے کہا کہ میں تو جناب میاں شہباز شریف صاحب وغیرہ کے پاس یہ کارڈ دیتا ہوں۔ الیکشن سے تین دن پہلے مشین ضبط کر کے صرف اس لیے چھوڑ دیا گیا کہ اس مرحلے پر اگر یہ الزام بازی شروع ہوئی تو الیکشن کو نقصان ہو گا۔ کس کو نہیں پتا کہ انھوں نے ہر حلقے میں پچیس پچیس اور تیس تیس ہزار جعلی شناختی کارڈ اب بھی بنوائے ہوئے ہیں اور اس الیکشن میں بھی بنواتے رہے ہیں۔ اور اب یہ کہتے ہیں کہ جناب چونکہ ہماری مرضی کے نتائج چند چند سیٹوں پر نہیں آئے ہیں لہذا یہ تو دھاندلی ہو گئی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں کافی تقریر ہو گئی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ایک relevant بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ میں فرما دیں اور یہ آخری بات ہو گی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جی۔ ادھر ایک فاضل ممبر اٹھ کر فرما رہے ہیں کہ غلام عباس صاحب ایسے بات کر رہے ہیں جیسے بھاٹی گیٹ میں بات کی جاتی ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ انھیں بھاٹی گیٹ والوں نے منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجا ہے۔ وہ ان سے کم تو نہیں ہیں بلکہ یہ ان سے کم تر ہیں۔ میں آپ کو ببانگ دہل ایوان میں کہتا ہوں کہ ان کے ووٹوں سے یہاں آ کر یہ انھیں ایسے تضحیک آمیز لہجے کے ساتھ اس طرح نہیں پکار سکتے۔ بھاٹی گیٹ میں بھی اس طرح بات ہو گی اور ادھر بھی اس طرح بات ہو گی۔ وہ کم تر نہیں ہیں وہ ان سے اعلیٰ تر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب بادشاہ میر خان آفریدی صاحب!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! ضمنی الیکشن 1993ء کے حوالے سے آج ہماری requisition پر جو اجلاس طلب کیا گیا اس میں جو باتیں ہم خود کرنا چاہتے تھے،

میرے فاضل دوست وصی ظفر صاحب نے کسی حوالے سے ان کا اعتراف کر لیا۔ یہاں پر اپنی تقاریر کے دوران خاصی گرما گرمی ہوئی، بحث ہوئی، تلخ کلامیاں ہوئی۔ لیکن یہ بات اپنے طور پر بجا ہے کہ پورے پنجاب میں جہاں بھی حکومت کا بس چلا حکومت نے اپنے تئیں پوری کوشش کی کہ شناختی کارڈ بنیں، پولیس کا ڈنڈا استعمال کیا جائے۔ جناب والا! آپ یقین کیجیے میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں اس دن حلقہ 92 لاہور میں تھا۔ میرے سامنے ایک ویگن آ کر رکی جس میں سے دھوتی پوش عورتیں اتریں۔ میری پنجاب کی مائیں بہنیں دھوتی پہنتی ہیں لیکن لاہور کا کلچر اس سے مختلف ہے۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے دوست سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ دھاندلی کرنے کے لیے یہاں آئے تھے؟ کیونکہ یہ جھرلو کے ماسٹر ہیں، پنڈی سے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جی آفریدی صاحب!

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! چونکہ انھوں نے سوال کیا ہے تو ان کے سوال پر جذباتی ہونے کی بجائے میں اپنی بات کروں گا کہ ہمارا یہ مشن تھا اور میں یہ برملا اعتراف کرتا ہوں۔ ہمیں اس بات کا احساس تھا کہ ہمارا پالا ایک ایسی جماعت کے ساتھ پڑ چکا ہے اور پنجاب میں اور مرکز میں ایک ایسی حکومت برسر اقتدار آ چکی ہے جو جمہوریت کا نام لے کر جمہوریت کا قتل کرتی ہے۔ جس کے دور میں خواجہ رفیق صاحب قتل ہوئے۔ جس کے دور میں تاج پورہ میں عوامی جلسوں پر سانپ پھینکے جاتے ہیں۔ عوامی جلسوں پر پانی کھولا جاتا ہے۔ جس کے دور میں لیاقت باغ میں عوام پر اندھا دھند فائرنگ کی جاتی ہے۔ جس کے دور میں گورنر ہاؤس عیاشیوں کی آماج گاہ بن چکا ہوتا ہے یہاں پر ماؤں بہنوں کی عصمتیں لٹتی تھیں۔ مجھے علم تھا کہ اس پارٹی کا وقت آ چکا ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم بھی اپنے سروں پر کفن باندھ کر آئے تھے۔ ہم نے یہ تہیہ کر رکھا تھا کہ ہم ہر قیمت پر دھاندلی کا راستہ روکیں گے۔ اب دھاندلی نہیں چلے گی۔ یہ 1977ء کا دور نہیں کہ جب عوام کو شعور نہیں تھا۔ آج لاہور کے عوام نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ باشعور ہیں۔

ملک نواب شیر وسیر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک نواب شیر وسیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

ملک نواب شیر وسیر، جناب والا! معزز رکن نے فرمایا ہے کہ شیخ رفیق صاحب قتل ہوئے۔ یہ ریکارڈ درست فرمالیں کہ خواجہ رفیق صاحب قتل ہوئے تھے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ انھوں نے میری تصحیح فرمائی۔ ہو سکتا ہے وہ خواجہ رفیق نہ ہوں شیخ رفیق ہوں۔ لیکن وہ صحیح معنوں میں شہید تھے۔ وہ بے گناہ قتل ہوئے تھے۔ کسی قتل کے جرم میں اس پرائم منسٹر ہاؤس سے ایک سو گز دور پھانسی نہیں لگے تھے جہاں پر بیٹھ کر وہ مطلق العنان ہوتے تھے۔ اپنی منہ سے نکلی ہوئی ہر بات کو حکم تصور کیا جاتا تھا۔ قانون تصور کیا جاتا تھا۔ گل حسن جنرل کو وہاں بلا کر ان سے استعفے لیے جاتے تھے۔ یہ قدرت کا انتقام تھا کہ اس پرائم منسٹر ہاؤس کے ایک سو گز کے فاصلے پر آج جہاں ان کی یادگار تعمیر کی جارہی ہے وہیں پر انھوں نے اپنے کرتوں کا پھل پایا۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جہاں سے ایک سو گز دور وہ مطلق العنان وزیر اعظم تھے۔ وہاں سے ایک سو گز دور بے بسی سے اپنے انجام کو پہنچے۔ کون گناہ گار تھا کون بے گناہ تھا؟ بقول سپیکر صاحب کے اس کا فیصلہ تاریخ کرتی ہے۔ وہ بھی جو قوموں کے ساتھ غداریاں کر کے ادھر تم ادھر ہم کا نعرہ لگا کر ملکوں کو تقسیم کرتے ہیں۔ لوگوں کو مرواتے ہیں۔ نوے ہزار فوجیوں کو مجبور کرتے ہیں کہ تم ہتھیار ڈالو اور ان نوے ہزار فوجیوں کی بنیاد پر شملہ میں جا کر کشمیر کا سودا کرتے ہیں۔ وہ بھی اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں اور وہ لوگ یعنی ملک کے 29 قیمتی دماغ جو بہاولپور میں ایک جہاز کے مقصد کے لیے جاتے ہیں ان کے جہاز کو جب تباہ کر دیا جاتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ فیصلہ قیامت کے روز ہو گا کہ کون شہید تھا اور کس نے ملک کو تباہ کیا۔ جناب والا! میں نے تو سوچا تھا کہ پیپلز پارٹی کو بڑے عرصے کے بعد اقتدار ملا ہے۔ ان کی مرکز میں بھی حکومت ہے۔ ان کی صوبے میں بھی حکومت ہے۔ ان کا صدر بھی ہے۔ شاید پیپلز پارٹی کو عقل آجائے کہ ہم نے حکومت کرنے کے لیے کیا تقسیم کرنا ہے۔۔۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! خدا کا شکر ہے کہ انھوں نے تسلیم کر لیا کہ ضیاء الحق کی آمریت جائز تھی اور ضیاء الحق کے مرنے کا انھیں بہت دکھ ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہر جمہوریت پسند کو جشن

بھی منانا چاہیے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب! یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔(قطع کلامیاں) آفریدی صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ تو نے جو موت ضیاء الحق کو نصیب کی مجھے وہ موت دے۔

جناب غلام عباس، آمین۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، آپ خدا سے دعا کریں کہ جو بھٹو کو موت ملی وہ آپ کو ملے۔

جناب غلام عباس، آمین۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ میری دلی خواہش تھی کہ اس ملک میں جمہوریت کو مضبوط بنانے کے لیے اب پیپلز پارٹی نے کافی سبق سیکھ لیے ہیں۔اس کو اللہ تعالیٰ نے اقتدار دیا ہے۔ شاید اس کی سمجھ میں یہ بات آجائے کہ لوگوں کے دل جبر اور ڈنڈے کے ذریعے تبدیل نہیں کیے جا سکتے۔ پولیس، ڈپٹی کمشنر اور یہ جیالوں کی جو فوج ہے یہ لوگوں کے ذہن نہیں بدل سکتی۔ باقاعدہ ایک سکیم کے تحت دانشوروں میں افواہ پھیلائی گئی کہ الیکشن والے دن یہاں ہنگامے ہوں گے۔ اس کے بعد منصوبہ بندی کے بعد یہاں فائرنگ کروائی گئی۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہاں ایک امیدوار کو فائرنگ کرتے ہوئے دیکھا۔ مقصد کیا تھا کہ شریف لوگ ڈر کے مارے گھروں سے باہر نہ آئیں۔ اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھ جائیں اور ان کی نتھ فورس جگہ جگہ ووٹ ڈالتی پھرے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک گاڑی سے کچھ عورتیں اتر رہی تھیں۔ میری مائیں بہنیں ہیں۔ لاہور کا کلچر یہاں مختلف ہے ۔ لاہور میں ہماری مائیں بہنیں جو ہیں وہ دھوتی استعمال نہیں کرتیں لیکن اس دن میں نے چند عورتیں دیکھیں جنھوں نے باہر کا لباس پہن رکھا تھا۔ وہ گاڑی سے اتر رہی تھیں۔ ان کو شناختی کارڈ دیے جا رہے تھے۔ جن کے ساتھ سلپ چسپاں تھی کہ آپ نے یہ ووٹ ڈالنا ہے۔ آپ نے یہ ووٹ ڈالنا ہے۔ آپ نے یہ ووٹ ڈالنا ہے۔ آج کی 16 سال کی لڑکی نے 80 سال کا ووٹ ڈالنا ہے۔ ماچس فیکٹری میں جا کر میاں صاحب نے کہا کہ وہاں پر ہماری پولنگ ایجنٹ کو گن پوائنٹ پر باہر نکالا گیا۔ یہ بات کرتے ہیں حالت کی۔ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں لا الہ اللہ محمد الرسول اللہ مجھے قیامت کے دن خدا یہ کلمہ نصیب نہ کرے اگر میں دروغ گوئی کروں۔ وہاں پر ہماری پولنگ ایجنٹ کو گن پوائنٹ پر باہر

نکالا گیا۔ ڈیڑھ گھنٹے تک ان کی مرضی کے ساتھ وہاں پولنگ ہوتی رہی۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں دوبارہ میں نے اپنا پولنگ ایجنٹ بٹھایا۔ میں آپ کو سچ کہتا ہوں کہ اسلحہ سے بھری ہوئی گاڑی میں نے تھانہ شاہدرہ میں بند کروائی۔ میں نے کہا صاحب اس میں اسلحہ ہے آپ نے 144 لگا رکھا ہے۔ یہ لوگ کیسے اسلحہ لے کر گھوم رہے ہیں۔ میں ایم پی اے ہوں۔ میرا پرمٹ کینسل کر دیا گیا کہ آپ کی extension ختم کر دی گئی ہے۔ آپ اسلحہ لے کر نہیں گھوم سکتے۔ میں نے گاڑی تھانے میں بند کروائی۔ مجھے کہا گیا کہ آپ یہاں بیٹھیں۔ آپ رپٹ درج کروائیں۔ میں درخواست لکھ رہا تھا میں درخواست ابھی مکمل نہیں کر سکا مجھے میرے ایک دوست نے آ کر بتایا کہ جناب اس گاڑی کو بمع اسلحہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں جب باہر آیا تو وہاں ڈی ایس پی درانی جس کا نام میرے دل پر نقش ہے۔ وہ بھی پٹھان ہے میں بھی پٹھان ہوں۔ ان شاء اللہ وقت آنے کا اس دن بھی درانی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی تھی آج بھی آپ سے بات کر رہا ہوں۔ مجھے اس نے کہا تھا کہ کوئی نئی بات نہیں ہے چند لوگ تھے لائسنس تھے چھوڑ دیے۔ میں نے کہا کہ درانی صاحب آپ اتنے شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار نہ بنیں۔ ان کے الفاظ تھے کہ 16 سال آپ لوگوں کی خاطر ہم یہ کرتے رہے۔ آج ہم نے ان کی خاطر کر دیا تو کیا ہوا۔ میں نے کہا درست تسلیم کرتا ہوں اس بات کو (نعرہ ہائے تحسین) اس بات کو درست تسلیم کرتا ہوں لیکن آپ جیسے بے ضمیر افسر جو ہمیں وہ انتظامیہ کو اور حکومتوں کو کرپٹ بناتے ہیں۔ اگر آپ میں ایمان کی رتی ہوتی، اگر آپ میں فرض شناسی ہوتی تو زیادہ سے زیادہ آپ کو کسی کھڈے لائن لگا دیا جاتا۔ آپ کو وہاں بھی تنخواہ ملتی لیکن آپ اس طرح اتنے بڑھ کر شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری کرتے ہیں۔ آپ اصل میں وہ لوگ ہیں جو حکومتوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ آپ وہ لوگ ہیں جو حکمرانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ یہاں پر پولیس کا راج تھا۔ یہاں پر مجسٹریٹ کا راج تھا۔ ہم جعلی شناختی کارڈ پکڑ کر دیتے تھے آدمی پکڑ کر دیتے تھے لیکن وہاں سے نکال دیے جاتے تھے۔ میں نے جو سوچا تھا کہ اتنے عرصے کے بعد پیپلز پارٹی کو حکومت ملی ہے۔ بہترین موقع خدا نے ان کو دیا ہے کہ محبت کے ذریعے، بھائی چارے کے ذریعے جہاں مسلم لیگ کی اکثریت تھی وہاں مسلم لیگ کو جیتنے دیتے۔ لوگوں کو اپنی رائے کا اظہار کرنے دیتے۔ لوگوں کی رائے پر قدغن نہ لگاتے لیکن انھوں نے طاقت کا استعمال کر کے، انھوں نے ڈنڈے کا استعمال کر کے لوگوں کی رائے کو بدلنے کی کوشش کی اور لوگوں نے جواباً ایسی انتظامیہ کے منہ پر تھوک دیا۔ لاہوریوں نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ جاؤ۔ گوجر خان مسلم لیگ کا قلعہ ہے جناب گوجر خان میں کیا کچھ نہیں ہوا۔ پھر بھی جا کر دیکھیے۔ کل کی

بات ہے۔ پوچھیے ان سے گوجر خان میں کیا کچھ نہیں کیا گیا۔ بڑے بڑے کھمبے ڈالے گئے۔ سوئی گیس کے کنکشن وہاں دیے گئے ۔ یہ باتیں تو ٹھیک ہیں ۔ ہم کہتے ہیں کہ دو تا کہ ان سہولیات سے لوگوں کو سمجھ آئے کہ یہ الیکشن پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن یہاں آپ خدا پر یقین کیجیے عمران مسعود میرے ساتھ تھے ہم فیصل آباد گئے وہاں ایک دکاندار آیا اس نے کہا جناب پولیس والے آئے تھے وہ میری چارپائی اور ایک بنچ اٹھا کر لے گئے ہیں کہ ووٹ پیپلز پارٹی کو دو گے تو چارپائی اور بنچ واپس ملیں گے ورنہ نہیں ملیں گے۔ جناب یہ حالت ہے لیکن میں پھر بھی سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی کرم نوازی کی۔ اب چونکہ یہ کہتے ہیں کہ معاملہ عدالت میں ہے۔ میں بحث نہیں کرتا کہ میاں نواز شریف پر کس طرح قاتلانہ حملہ ہوا۔ میں اس بات کو زیر بحث نہیں لانا چاہتا۔۔۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب غلام عباس، جناب والا! میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ موصوف مقرر نے ابھی کہا کہ میں لاہور میں تھا' ابھی کہہ رہے ہیں کہ میں فیصل آباد میں تھا۔ یہ کیسا طریق کار تھا کہ وہ لاہور میں بھی تھے اور فیصل آباد میں بھی تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پلیز آپ جاری رکھیں۔

جناب غلام عباس، جناب والا! اس سے بڑی اور منصفانہ بات کیا ہو سکتی ہے کہ لاہور میں یہ الیکشن جیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جہاں جہاں با ضمیر ووٹر تھا وہاں ہم سب تھے۔ وہاں پاکستان کا ہر شہری تھا۔ حضور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ میری ڈیوٹی لاہور میں تھی ۔ میں نے لاہور میں اس دھاندلی کو روکنا تھا۔ میرے کچھ دوستوں کی ڈیوٹیاں گوجر خان میں تھیں۔ یہ کہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا۔ پوچھیے چودھری ریاض صاحب سے کہ کیا ظلم و ستم ہوئے۔ الیکشن کے نتائج اپنے حق میں کرنے کے لیے ریٹرننگ افسر کو بندوق دکھائی گئی کہ رزلٹ ہمارے حق میں دو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، جناب میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، صرف ایک منٹ۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب غلام عباس، جناب لاہور میں ان کی کیا ڈیوٹی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب اب 8 بجنے والے ہیں۔ ان کو ایک منٹ کا ٹائم ہے۔

جناب باد شاہ میر خان آفریدی، تو میری یہ خواہش تھی کہ پیپلز پارٹی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اچھا وقت دیا ہے ۔ ان کا صدر ہے۔ ان کی پنجاب میں جیسی بھی حکومت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ انتظامیہ میں نواز شریف کے آدمی ہیں ہم تبادلے نہیں کر سکے۔ان سے پوچھیے کہ یہ تبادلے کیوں نہیں کر سکے۔ تبادلے اس لیے نہیں کر سکے کہ وٹو اور فیصل صالح حیات میں اقتدار کی جنگ ہو رہی ہے۔ اس بات کو تسلیم کیجیے کہ آج پاکستان کا صدر اس معاملے میں ملوث ہو چکا ہے لیکن اس کا فیصلہ نہیں کرا سکا۔ مانیے اپنی کمزوری کو کہ آج اقتدار کی جنگ میں بے نظیر نے نصرت بھٹو کو بے دخل کر دیا ہے۔ جس بیٹی نے ماں کا احترام نہیں کیا وہ قوم کے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اجلاس کل مورخہ 19-12-93 صبح 10 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 19-12-93 دس بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

اتوار 19۔ دسمبر 1993ء

(یک شنبہ' 5۔ رجب المرجب 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى
الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ۝

سورۃ الحجرات آیات 9' 10'

اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحمت ہو۔

وما علینا الاالبلاغ o

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر، سب سے پہلے نو منتخب رکن اسمبلی جو کل حلف نہیں اٹھا سکے ان کا حلف ہو گا۔ سیکرٹری صاحب ان کا نام پکاریں گے تاکہ معزز ممبر اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں۔ ان کا حلف نامہ ان کی نشست پر رکھ دیا گیا ہے۔

سیکرٹری اسمبلی، ملک بلال مصطفیٰ کھر پی پی 213 مظفر گڑھ۔

(معزز ممبر ملک بلال مصطفیٰ کھر نے حلف اٹھایا)

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر کی جانب سے اراکین اسمبلی کے متعلق اخباری ریمارکس کی تردید

جناب محمد بشارت راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ آج کے اخبار "دی نیشن" کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا جس میں جناب کے حوالے سے ایک خبر چھپی ہے اور جس میں جناب نے ممبران اسمبلی کے متعلق comments دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ

> Legislators are like Councillors.

اور میں اس خبر کے ابتدائی الفاظ پڑھتا ہوں کہ

> "Punjab Assembly Speaker, Mr Muhammad Hanif Ramay has said that the majority of the members of the Assembly has no knowledge about the legislation and their approach is equal to a local councillors.

میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت جناب کا انتخاب بطور سپیکر ہوا تھا اس وقت بجا طور پر اس پورے ہاؤس نے آپ پر اعتماد کا اظہار کیا تھا اور جناب پر یہ ذمہ داری سونپی تھی کہ جناب ممبران کے حقوق کا تحفظ کریں گے اور اس ہاؤس اور اس ہاؤس کے ممبران کی عزت نفس کو کسی طور پر بھی مجروح نہیں ہونے دیں گے لیکن یہ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اگر جناب کی طرف سے اس کی تردید نہیں آتی تو جناب کا ممبران کے متعلق یہ تاثر اس میں حکومتی بنچز کے ممبران بھی شامل ہیں اور

اپوزیشن کے بھی شامل ہیں کہ ممبران کا status ایک کونسلر کے برابر ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی اور کے ساتھ یہ بیان منسوب ہو تو اس پر تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا لیکن جناب سے یہ بیان منسوب ہونا اور آپ کی طرف سے اس کی تردید نہ آنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی قابل افسوس ہے۔

جناب سپیکر، تردید کی گنجائش تو کل تک ہی پیدا ہو گی آج تو بیان جس صاحب نے اور جس اخبار نے چھاپا ہے وہ چھاپا ہے آپ نے اچھا کیا کہ آپ یہ میرے نوٹس میں لائے۔ جو اصل بات ہوئی ہے وہ آپ کے علم میں ہونی چاہیے۔ اصل بات یہ کہی گئی تھی کہ حلقہ نیابت کے لوگ جو کام لے کر ممبران کے پاس آتے ہیں یہ کام وہ ہیں جو دراصل کونسلروں کے کام ہیں اگر آپ اس بیان کو بھی غور سے پڑھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اس میں آپ کے تحفظ کی بات کی گئی ہے آپ کی عزت کی بات کی گئی ہے اور صرف حلقہ نیابت کے لوگوں کی بات کی گئی ہے کہ وہ جس طرح کے کام اپنے ممبروں کے پاس لے کر آتے ہیں وہ دراصل لوکل گورنمنٹ کے کام ہوتے ہیں اگر لوکل گورنمنٹ کے ادارے فعال ہوں اپنے حصے کا کام صحیح طور پر کر رہے ہوں تو پھر ممبروں کے لیے وقت ہو گا کہ وہ اسمبلی کی کارروائی میں پہلے سے زیادہ بہتر طریقے سے حصہ لے سکیں گے اور قانون سازی پر توجہ دے سکیں گے یہ پوری بات ہے اور اسی context میں یہ بات کہی گئی ہے یہ نہیں کہا گیا کہ آپ کونسلرز ہیں یہ کہا گیا ہے کہ جس نوعیت کے کام آج کل لوگ اسمبلی کے ممبروں سے لینے کے لیے آتے ہیں ان کا زیادہ تر تعلق ان کاموں سے ہوتا ہے جو دراصل کونسلروں کے کام ہیں اور ان کا مجبوراً زیادہ وقت اس بات پر لگ جاتا ہے کہ وہ انہیں مطمئن کریں اور اسی لیے وہ لاہور میں ہوتے ہوئے بھی اسمبلی کی کارروائی میں بعض اوقات شرکت نہیں کر سکتے کیونکہ ان لوگوں کے کاموں کے لیے انہیں دفتروں اور سیکرٹریٹ کے چکر لگانے پڑتے ہیں پورے context میں یہ بات ہوئی ہے اگر اس بات کے بعد بھی آپ کو اس بات پر شبہ ہے تو اس کے لیے دیکھوں گا کہ کیا بیان چھپا ہے' دوسرے اخباروں میں کیا چھپا ہے اور اگر ضرورت ہوئی تو اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں بھی اس موقع پر فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، ناجائز نہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جی ناجائز نہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے بڑی اچھی بات کی ہے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جب کونسلر موجود ہی نہیں ہوں گے لوکل ادارے وجود میں ہی نہیں ہوں

گے تو آخر ہماری عوام نے کہیں تو جانا ہے تو جناب والا! اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ حکومت سے کیوں نہیں کہتے کہ جناب آپ Local Bodies کے الیکشن کروائیں اگر الیکشن کرانے کی ہمت نہیں ہے تو پچھلے اداروں کو ہی بحال کر دیں تاکہ ہماری Local کاموں سے جان چھوٹ جائے۔

جناب سپیکر، مقامی حکومت کے ادارے ہونے چاہییں اور صحیح انداز سے ہونے چاہییں اور یہ صحیح انداز سے تشکیل پائے جانے چاہییں اس میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور ان کے بغیر یقیناً ممبروں پر بہت زیادہ بوجھ آن پڑتا ہے۔ چلیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ابھی یہ فرمایا ہے کہ آپ نے ممبران اسمبلی کے بارے میں کچھ نہیں کہا لوکل کونسل کے نہ ہونے کی وجہ سے جو انہوں رول ادا کرنا پڑتا ہے اس کے بارے میں کہا ہے میں راجہ صاحب کے الفاظ آپ کے لیے دوبارہ پڑھ کر سناتا ہوں:

> "Punjab Assembly Speaker, Mr Muhammad Hanif Ramay has said that the majority of the members of the Assembly has no knowledge about the legislation and their approach is equal to a local councillor."

اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اس میں جو چھپا ہے اس میں یہ فقرہ ہے لیکن یہ بات میں نے نہیں کہی۔ آپ دوسرے اخبار بھی دیکھیں آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ بات میں نے نہیں کہی۔ یہ میری کل اپنے پریس کے دوستوں سے جو پریس گیلری میں ہیں اور جو پریس میں بیٹھے ہیں ان کے ساتھ میری ایک میٹنگ تھی جس میں ایک ضمنی سوال میرے بارے میں کیا گیا جس کی وضاحت میں' میں نے یہ بات کہی تھی اور یہ الفاظ میرے نہیں ہیں اور میں اس پر اصرار کرتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے نہیں ہیں کہ میں یہ کہوں کہ ممبروں کو قانون سازی سے دلچسپی نہیں ہے یا ان کے علم میں یہ معلومات نہیں ہیں میں نے صرف یہ کہا ہے اور میں نے آپ کے سامنے اپنی بات رکھی ہے آپ اس پر اعتماد کریں میری نظر سے تمام اخبارات نہیں گزرے آپ یہ بھی دیکھیے اور دوسرے اخبارات بھی دیکھیے ان سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی تو میں

اس کی تصحیح کرادوں گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! آج کے نیوز پیپرز میں یہ دیکھ کر مجھے کافی افسوس ہوتا ہے کہ نیوز پیپرز والے کافی ذمہ دار لوگ ہیں اور وہ یہاں پر کارروائی دیکھنے دراصل enjoy کرنے آتے ہیں وہ میرا نام ہمیشہ ہی غلط چھاپتے ہیں۔ میں نے آپ سے پہلے بھی فرمایا تھا کہ ان سے کہا جائے کہ میرا نام انعام اللہ خان نیازی ہے۔

جناب سپیکر، آپ پورے زور سے بول کر بتائیں کہ آپ کا نام انعام اللہ خان نیازی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! اگر میں زور سے بولتا ہوں تو آپ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ زور دے کر کہیں کہ آپ کا نام انعام اللہ خان نیازی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میرا نام انعام اللہ خان نیازی ہے۔ اور میں اللہ کا انعام ہوں۔

جناب سپیکر، ان کا نام انعام اللہ خان نیازی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اور ان سے کہا جائے۔۔۔

جناب سپیکر، اس کی وضاحت ہو گئی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اور آئندہ کے لیے جناب والا۔۔۔

جناب سپیکر، آپ بیٹھیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ براہ مہربانی آئندہ ان کو کہا جائے کہ میرا نام صحیح چھاپا کریں کیونکہ اس اسمبلی میں جناب امان اللہ صاحب بھی موجود ہیں۔ میرا نام انعام اللہ خان نیازی ہے۔ اور یہ ہی چھاپا جائے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کی سیٹ وہ ہے جس پر کل بیٹھے تھے یا آج جس سیٹ پر بیٹھے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ وہی سیٹ ہے جس پر آج بیٹھا ہوا ہوں ویسے کل ان کو خیال نہیں آیا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ اس خیال سے کہ پہلی مرتبہ سوالات اسمبلی میں پیش ہو رہے ہیں۔ میں تمام اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 50 کی طرف دلانا چاہتا ہوں تاکہ یہ وضاحت ہو جائے۔

> 50. When a starred question has been answered, any member may ask such supplementary questions as may be necessary for the elucidation of the answer, but the Speaker shall disallow a Supplementary question which, in his opinion, either infringes any provision of these rules relating to the subject matter and admissibility of questions or is otherwise an abuse of the right of asking questions.

تو سوالات اور ضمنی سوالات کے بارے میں قواعد انضباط کار میں یہ قاعدہ نمبر 45 میں دیے گئے ہیں۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ فرصت کے اوقات میں ان قواعد کو بھی پڑھ لیں۔ ضمنی سوالات کی اجازت ہوگی لیکن جو کچھ سوال پوچھتے وقت قاعدہ ہے وہی قاعدہ ضمنی سوال پوچھتے وقت بھی ہے۔ کسی کی توہین نہیں کی جائے گی' subjudice matters نہیں لائے جائیں گے۔ necessary elucidation' جس تصریح یا تشریح کے بغیر سوال مکمل نہ ہو سکتا ہو اور وہ ضروری ہو' ناگزیر ہو وہ پوچھی جا سکتی ہے لیکن یہ right abuse نہیں کیا جائے گا' غلط ملط' بے ربط اور غیر متعلقہ اور بے معنی سوالات نہیں پوچھے جائیں گے۔ میں نے اس لیے یہ وضاحت کی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جو کچھ اس اسمبلی کا چہرہ آج اخبارات نے اپنی قوم کے سامنے رکھا ہے امید ہے کہ آپ حضرات اور ہم سب کوشش کریں گے کہ اس چہرے کو بہتر اور روشن رکھیں اور اسے داغدار نہ ہونے دیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

راجہ اشفاق سرور، جناب سپیکر! جب بھی اسمبلی منتخب ہو کر آتی ہے تو قواعد انضباط کار کا کتابچہ یہاں ہر ایک ممبر کی میز پر رکھا جاتا ہے لیکن اس دفعہ کسی نے کوئی نہیں رکھا۔ میری گزارش ہو گی کہ وہ مہیا کیا جائے۔

جناب سپیکر، شاید آپ کو نہ ملا ہو۔ تمام دوسرے دوستوں کو دیے گئے ہیں۔ آپ کے لیے الگ سے خصوصی طور پر پیش کیا جائے گا۔ آج ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اور محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات کا دن رکھا گیا ہے۔ جناب محمد بشارت راجہ!

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*21 جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کا طریقہ کار کیا تھا اگر میرٹ پر بھرتی کی گئی تو میرٹ لسٹ تیار کرنے والے محکمہ کے افسران کے نام اور عہدہ کیا ہیں کتنے آدمیوں نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں۔ ان کے نام بھی بتائے جائیں۔ انٹرویو کے لیے کتنے امیدواروں کو کال کیا گیا جن افراد کو ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا ان افراد کے نام پتہ اور دیگر کوائف فراہم کیے جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری محمد فاروق)،

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک 350 افراد کو بھرتی کیا گیا جن کی مکمل تفصیل تمتہ الف پر لف ہے۔ ان تمام اسامیوں کو گورنمنٹ کی نئی بھرتی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے پر کیا گیا۔ میرٹ لسٹ تیار کرنے والے افسران کی مکمل تفصیل تمتہ "ب" پر ملاحظہ فرمائیں۔ ان اسامیوں کے لیے 3815 افراد نے درخواستیں دیں اور ان سب افراد کو انٹرویو کے لیے کال کیا گیا۔ تفصیل تمتہ "ج" پر لف ہے۔ جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے مکمل کوائف تمتہ "الف" پر فراہم کر دیے گئے ہیں۔

نوٹ، تتمہ "الف" "ب" "ج" ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ نئی بھرتی پالیسی کیا تھی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! ابھی موجودہ حکومت نے نئی بھرتی پالیسی نہیں بنائی۔ ہم اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں اور نئی بھرتی پالیسی جو بنائیں گے تو بتا دیں گے۔ جہاں تک ان

افراد کی بھرتی کا تعلق ہے جن کے بارے میں سوال کیا گیا ہے یہ سابق حکومت کی بھرتی پالیسی تھی۔

سید تابش الوری، وہی بتا دیں۔

جناب سپیکر، یہ بھرتی پالیسی کا سوال ایک علیحدہ سوال ہے۔ یہ اس سے تعلق نہیں رکھتا۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ہم نے پوچھا ہے کہ بھرتی کا طریق کار کیا تھا؟

جناب سپیکر، طریق کار کی بات اور ہے اور پالیسی کی بات اور ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ہم پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ اگر میرٹ پر بھرتی کی گئی تو میرٹ کیا تھا جس کے تحت بھرتی کی گئی اور بھرتی پالیسی کیا تھی کہ جس کے تحت یہ لوگ بھرتی کیے گئے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! بھرتی پالیسی حکومت وقت بنایا کرتی ہے۔ اور یہ بھرتی پالیسی گزشتہ حکومت نے اپنے حالات کے مطابق بنائی تھی۔ انہوں نے گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 15 تک کے بارے میں سوال کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مختلف گریڈز کے لیے بھرتی پالیسی مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے اگر انہیں بھرتی پالیسی کی تفصیل چاہیے تو یہ سوال کا تازہ نوٹس دیں کہ کون سے گریڈ سے لے کر کون سے گریڈ تک یہ بھرتی پالیسی چاہتے ہیں۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! جواب میں یہ درج ہے کہ ان تمام اسامیوں کو گورنمنٹ کی نئی بھرتی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے پر کیا گیا ہے۔ جب وزیر موصوف نے یہ جواب دیا ہے تو انہوں نے نئی بھرتی پالیسی کا حوالہ دیا ہے۔ ہم اس کی وضاحت چاہتے ہیں اور وہ طریق کار پوچھنا چاہتے ہیں کہ جس طریق کار کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بھرتی کی گئی ہے۔ وہ کون سی نئی بھرتی پالیسی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! ظاہر ہے کہ بھرتی پالیسی میں امیدواروں کی اہلیت اور اس گریڈ کے لحاظ سے ان کی اہلیت اور جو حکومت نے وقت مقرر کیا تھا کہ اس وقت تک اس طریق کار کے مطابق بھرتی کی جائے۔

سید تابش الوری، وہ طریق کار بتا دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، طریق کار کیا ہوتا ہے۔ حکومت نے اخبارات میں مشتہر کیا کہ فلاں تاریخ سے لے کر فلاں تاریخ تک امیدوار درخواستیں دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب وزیر، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بھرتی کن تواریخ میں ہوئی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، یہ بھرتی 18 مئی 1993ء سے لے کر 15 اکتوبر 1993ء تک ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، کیا اس وقت آپ کی حکومت تھی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! اس وقت ہماری حکومت نہیں تھی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! وزیر موصوف کو وزٹرز گیلری سے بوٹیاں آ رہی ہیں۔ ان کو نوٹ کیجیے۔

جناب سپیکر، دیکھیے آپ اتنی اچھی تقریر کرتے ہیں لیکن سوال بہت غیر متعلقہ پوچھتے ہیں۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ بھرتی پالیسی کیا ہوتی ہے اور اس کی نشان دہی کرتے ہوئے انہوں نے انتہائی مختصر الفاظ میں کہا ہے کہ محکمے نے اشتہار دیا اور درخواستیں مانگیں۔ ظاہری بات ہے یہی حکومت کی پالیسی ہوگی اور یہ کہہ کر جان چھڑا رہے ہیں کہ اس وقت ان کی حکومت نہیں تھی۔ ہم نے ان کی حکومت کے متعلقہ سوال نہیں کیا، ہم نے حکومت سے متعلقہ سوال کیا ہے، وہ کوئی بھی حکومت تھی، اس کے کوئی اور وزیر تھے۔ آج یہ ہیں تو ان کی ہی یہ ذمہ داری ہے کہ اس محکمہ سے متعلقہ سوالات کا جواب دیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے اشارتاً یہ کہا ہے کہ اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ کون کون سے اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا اور کیا ان کے ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اہم قومی اخبارات میں ان کے اشتہارات شائع ہوئے تھے۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، راجہ بشارت صاحب ضمنی سوال پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! اس سوال کے بارے میں میرا پہلا اعتراض یہ ہے کہ اس سوال کا جو جواب دیا گیا ہے اسے ٹیبل کیا گیا ہے اسی لیے تمام ممبران کو اس کی تفصیل معلوم نہیں ہے صرف ان ممبران کو تفاصیل معلوم ہیں جنہوں نے اس ٹیبل شدہ جواب کو ملاحظہ کیا ہے میں جناب کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کے پاس جواب موجود ہے جو محکمہ کی طرف سے دیا گیا ہے اس کے مطابق میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اخبارات میں اشتہار نہیں دیے گئے اور وزیر موصوف نے اس بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے آپ بلاشبہ ریکارڈ ملاحظہ فرما لیں اور ریکارڈ میں کسی ایک اخبار

کا اشتہار بھی موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ جو سوال پوچھا جا رہا ہے اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب آپ نے فرمایا ہے کہ اشتہار دیا گیا ہے کیا آپ کسی موقع پر اسے ثبوت کے طور پر پیش کر سکتے ہیں؟

وزیر قانون، جی ہاں جناب سپیکر! یہ اشتہار فراہم کر دیے جائیں گے۔

چودھری بشیر احمد گجر، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، بشیر احمد گجر صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری بشیر احمد گجر، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ انہوں نے اپنے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے آیا کن محکموں میں میرٹ کے علاوہ رشوت لے کر اس وقت کی حکومت نے بھرتی کی ہے اور کیا موجودہ حکومت کا ان کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا پروگرام ہے؟ یا وہاں دوبارہ بھرتی کرنے کا کوئی پرو گرام ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس ضمن میں اگر کسی بھی فاضل ممبر کو کوئی شکایت ہے یا کوئی ایسا کیس موجود ہے جہاں پر رشوت کے ذریعے بھرتی کی گئی ہو تو وہ ثبوت کے ساتھ فراہم کریں نہ صرف یہ کہ ایسی بھرتی کا نوٹس لیا جائے گا بلکہ ایسے شخص کو بھرتی کرنے والے جو افراد یا کمیٹی ہے ان کے خلاف بھی محکمہ انشاء اللہ ضرور کارروائی کرے گا۔

چودھری بشیر احمد گجر، جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ جن محکموں میں میرٹ پر بھرتی نہیں کی گئی کیا حکومت ان کے خلاف کوئی ایکشن لے گی یا نہیں لے گی۔

جناب سپیکر، گجر صاحب وزیر صاحب نے بڑا واضح جواب دیا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے کہ میرٹ کے مطابق بھرتی کہیں نہیں کی گئی تو وہ اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔ لہذا اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، چودھری شوکت داؤد صاحب ضمنی سوال پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے وزیر موصوف سے میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا بھرتی پہلے ہوتی ہے یا بھرتی پالیسی پہلے بنتی ہے؟ جیسا کہ ابھی وزیر

موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابھی بھرتی پالیسی نہیں بنائی لیکن آج کے اخبارات میں یہ آیا ہے کہ حکومت نے بھرتی سے پابندی اٹھالی ہے اور 15 جنوری تک تمام محکموں کو یہ ہدایات ہیں کہ وہ اپنی اسامیاں پر کریں۔

جناب سپیکر، شوکت داؤد صاحب یہ کس حکومت کے بارے میں آیا ہے؟

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! موجودہ حکومت کے بارے میں آیا ہے۔

جناب سپیکر، کون سی موجودہ حکومت؟ مرکزی یا صوبائی حکومت؟

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! مرکزی حکومت کے بارے میں آیا ہے۔

جناب سپیکر، چونکہ یہ مرکزی حکومت کے بارے میں آیا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، تابش الوری صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ،

> کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے قوانین کے مطابق گریڈ 1 سے لے کر 15 تک کی اسامیاں مقامی ڈومیسائل رکھنے والے افراد سے پر کی جانی چاہئیں۔ اس جواب کے مطابق کچھ لوگ اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے بھی بھرتی کیے گئے ہیں کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ ان لوگوں کو کس طرح سے میرٹ پر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوال تو یہ ہے کہ اس طرح کیا جانا چاہیے۔ لہذا یہ تو مشورہ کی بات ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ احکامات موجود ہیں کہ مقامی ڈومیسائل رکھنے والے افراد کو گریڈ 1 سے 15 تک بھرتی کیا جائے گا اور اگر اس کے خلاف افراد بھرتی کیے گئے تو ان کی تقرری کالعدم ہوگی۔ یہ ڈائریکٹیو مستقل موجود ہے۔ لیکن سوال کے جواب میں جو فہرست دی گئی ہے اس میں اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو بھی بھرتی کیا گیا ہے لہذا میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا اس قاعدہ کی خلاف ورزی ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، الوری صاحب اگر ایسا کیا گیا ہے تو آپ اس کو specific سوال کے طور پر لائیے۔ یہ تو

ایک علیحدہ سوال بن گیا ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! سوال بھی موجود ہے اور جواب بھی موجود ہے میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ اسلام آباد کے رہنے والے کیسے بھرتی کیے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: الوری صاحب آپ ایک جنرل بات کر رہے ہیں۔ اور یہ ایک fresh سوال ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! یہ fresh سوال نہیں ہے۔ چونکہ سوالات کے جوابات انہوں نے ٹیبل کر دیے ہیں۔ فہرست رکھ دی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس فہرست میں اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی موجود ہیں انہیں کس طرح سے بھرتی کیا گیا ہے؟ اور یہ کیسے میرٹ کے مطابق بھرتی کیے گئے ہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! فہرست میں جہاں انہیں کوئی اسلام آباد کے ڈومیسائل والا نظر آیا ہے اس کی یہ ابھی نشان دہی کریں اور میں اسی حوالے سے انہیں جواب دے دیتا ہوں۔ اور جناب سپیکر! مفروضوں پر جو سوال ہو اس کا جواب تو نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ specific بات کریں میں اس کے بارے میں جواب دے دیتا ہوں۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! ہمیں فہرست کی کاپی مہیا کر دی جائے تو ہم نشان دہی کر دیں گے۔

جناب محمد بشارت راجہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ بشارت صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد بشارت راجہ: جس طرح کہ تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے اور میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ چونکہ جواب circulate نہیں کیا گیا اس لیے ہم اس کو point pint نہیں کر سکتے لیکن چونکہ میں نے اس جواب کا مطالعہ کیا ہے اور میں on the floor of the House انتہائی اعتماد کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں اسلام آباد کے لوگ موجود ہیں جنہیں بھرتی کیا گیا ہے۔ او چونکہ وزیر صاحب کے پاس تفصیلی جواب موجود ہے لہٰذا انہیں معلوم ہونا چاہیے تھا کہ اسلام آباد کے لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے میری دوسری گزارش جو میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرے سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ اخبارات میں اشتہار دیے گئے ہیں جبکہ میں نے کہا ہے کہ اخبارات میں اشتہار نہیں دیے گئے۔ جناب کے پاس ریکارڈ موجود ہے اور اگر وزیر موصوف

کی جانب سے یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے تو پھر یہ میری تحریک استحقاق بنتی ہے اس لیے میں جناب سے استدعا کروں گا کہ اس بات کا فیصلہ کیا جائے۔ یا تو وہ کل تک وہ اخبار فراہم کر دیں جن اخبارات میں اشتہار دیے گئے ہیں تو ہم concede کریں گے اگر نہیں تو پھر اس پر آپ کا فیصلہ ہمیں چاہیے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس اجلاس کے دوران وزیر صاحب جناب محمد بشارت راجہ کے کہنے کے مطابق اشتہار پیش کر دیں اور اگر اس میں محکمے نے کوتاہی کی ہے تو آپ اس کو تحریک استحقاق یا اور کسی جائز طریقے سے ایوان میں لے آئیے گا۔

راجہ اشفاق سرور: جناب سپیکر! یہ اشتہارات اگر انہوں نے اخبارات میں دیے ہیں تو انہوں نے صرف ان اخبارات کی کاپیاں ہی مہیا کرنی ہیں لہذا یہ کل تک ہمیں دے دیں۔

جناب سپیکر: کل یا پرسوں اس سے کوئی زیادہ فرق نہیں پڑتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! اگر محکمے نے اخبارات میں اشتہار نہیں دیے تو پھر متعلقہ وزیر ہی ان کے خلاف ایکشن لیں گے لیکن راجہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ آپ وزیر قانون کی غلط بیانی کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: جب تک یہ غلط بیانی ثابت نہیں ہو جاتی اس پر کوئی نوٹس نہیں لیا جا سکتا۔ لہذا پہلے انہیں کاپیاں مہیا کرنے دیں اور پھر جب اس کا موقع آئے گا تو اس کو دیکھیں گے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس ضمن میں' میں بھی ضرور وضاحت کروں گا۔ میں ان تینوں باتوں کے بارے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں ایک جناب اصغر علی گجر صاحب نے بات کی اور دوسری جناب محمد بشارت راجہ نے کی ہے اور تیسرا جناب تابش الوری صاحب بے شک میرے جواب سے مطمئن ہو گئے اور وہ اپنا سوال حقائق کے مطابق نہ کر سکے لیکن میں ان تینوں باتوں کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محکمے سے جو جوابات لیے گئے' ایوان کی میز پر رکھے گئے۔ بے شک روایات کے مطابق یہ ذمہ داری متعلقہ وزیر کی ہوتی ہے لیکن میں نے جو سوالات متعلقہ محکمہ سے کیے ہیں اور انہوں نے ان سوالات کے جو جوابات دیے ہیں اسی حوالے سے میں نے ایوان میں ضمنی سوالات کے جوابات دیے ہیں اور محکمے نے اپنے جواب میں یہ کہا ہے کہ اخبارات میں اشتہارات دیے گئے ہیں۔ اور کسی کا ایڈریس ڈومیسائل نہیں ہوتا یعنی اگر کسی کا ایڈریس اسلام آباد کا لکھا ہوا ہے تو ضروری نہیں ہے کہ وہ شخص اسلام آباد کا

ڈومیسائل رکھتا ہے اور اسی طرح اگر کسی نے رشوت دے کر اپنی قابلیت ثابت کی ہے یا وہ رشوت دے کر بھرتی ہوا ہے تو اس حوالے سے بھی میرے معزز دوست کیس سامنے لائیں انشاء اللہ اس بارے میں حکومت نوٹس لے گی اور کارروائی کرے گی۔ اور اخبارات کے حوالے سے محکمے نے واضح جواب دیا ہے کہ انہوں نے یہ اشتہار اخبارات میں دیے ہیں۔ اور اگر محکمے نے یہ اشتہارات نہیں دیے ہوں گے تو اس صورت میں ان کے خلاف بھی کارروائی ہو گی لیکن اس وقت تک میں محکمے کے اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر، جناب آفتاب احمد خان صاحب کا سوال ہے۔

راجہ اشفاق سرور، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ---

جناب سپیکر، یہ گزارش کس حوالے سے ہے۔

راجہ اشفاق سرور، ضمنی سوال کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر، جی۔

راجہ اشفاق سرور، جناب والا! وزیر ہاؤسنگ و فزیکل نے اٹھ کر ایک واضح statement دی تھی کہ اہم اخبارات میں اشتہار آیا ہے یہ نہیں کہا کہ محکمے نے دیا---

جناب سپیکر، information محکمہ ہی دیتا ہے۔

راجہ اشفاق سرور، Minister is responsible یہ دو parallel ایک دوسرے کے مقابلے میں تو نکلیں ہیں They come undre the direction of the Minsiter.

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میری گزارش ہے کہ ضمنی سوال کا ایک طریق کار ہوتا ہے وہ specific ہونا چاہیے یہ تو بحث کر رہے ہیں واضح نہیں کر رہے۔ آیا ضمنی سوال کا لفظ استعمال کر کے بحث کی جاتی ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ضمنی سوال concise aid to the point ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں جی اگلا سوال۔

(سوال نمبر 124 جناب آفتاب احمد خان کے ایماء پر سردار امجد حمید خان دستی نے دریافت کیا)۔

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میں ملازمین کی تفصیلات

*124 جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جون 1993ء سے 10 اکتوبر 1993ء کے دوران محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اور اس کے ذیلی اداروں میں کل کتنے ملازم کس کس حیثیت میں کس کس تاریخ اور کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے بھرتی کئے گئے۔ ایسے ملازمین کے مکمل نام و پتہ جات، تعلیمی معیار، تاریخ تقرری سے تاریخ تعیناتی اور موجودہ جگہ تعیناتی سمیت مکمل تفصیلات الگ الگ ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران جو افراد بھرتی کیے گئے ان میں سے کتنے افراد بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن اور دیگر کن کن اداروں کی سفارشات پر بھرتی کیے گئے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری محمد فاروق)،

(الف) یکم جون 1993ء سے 10 اکتوبر 1993ء تک محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ کے ذیلی اداروں میں کل 302 افراد بھرتی کیے گئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران بذریعہ پبلک سروس کمیشن صرف سات افراد بھرتی کیے گئے اور دیگر اداروں کی سفارشات پر کوئی فرد بھرتی نہیں کیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! اس میں ایک ابہام ہے one biguilty ہے جناب وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ کل 302 افراد بھرتی کیے گئے ہیں لیکن صرف سات افراد They were recruited through Public Service Commission 302 میں سے سات نکال کر باقی کسی ادارے نے بھرتی نہیں کیے تو کیا وہ آسمان سے گر پڑتے یا تو کسی ادارے نے بھرتی کیے ہیں اگر نہیں کیے تو 302 کیسے بھرتی ہو گئے۔

Why is this It must explained by the Minsiter.

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! جواب یہ ہے کہ سات افراد پبلک سروس کمیشن نے بھرتی کیے اور باقی افراد کو محکمے کی مجاز اتھارٹیز نے بھرتی کیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! اس میں یہ بڑا صاف لفظ ہے یا تو یہ This is a clerical mistake لیکن جو میں نے پڑھا ہے اور جو اردو سیکھی ہے اس کے مطابق تو یہ ہے کہ سات افراد پبلک

ن نے بھرتی کیے اور دیگر اداروں کی سفارش پر کوئی فرد بھرتی نہیں کیا گیا۔ نہ پبلک سروس نے دیگر افراد بھرتی کیے ہیں اور نہ ہی کسی اور ادارے نے تو وہ کیسے بھرتی ہوئے؟

ی شوکت داؤد، جناب والا! جواب کے جز (الف) اور (ب) میں تضاد پایا جاتا ہے سردار صاحب ے کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے جز الف میں یہ جواب دیا ہے کہ کل 302 افراد بھرتی کیے گئے جن ں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لیکن حصہ "(ب)" میں کہا گیا ہے کہ متذکرہ عرصے کے بذریعہ پبلک سروس کمشن صرف سات افراد بھرتی کیے گئے اور دیگر اداروں کی سفارشات پر کوئی رتی نہیں کیا گیا۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ یا تو یہ clerical mistake ہے یعنی "الف اور ب" ایک ے کی نفی کر رہے ہیں۔ ایک جگہ وہ کہہ رہے ہیں کہ صرف سات افراد پبلک سروس کمیشن کے بھرتی کیے گئے ہیں کسی اور ادارے یا کسی اور طریق کار سے کوئی بھرتی نہیں کی گئی جبکہ اسی کے حصہ (الف) میں مان رہے ہیں کہ 302 افراد بھرتی کیے گئے ہیں۔

اظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! جو جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں ہمارے وہ نہیں ہیں لیکن ان کی تفصیل ہمیں بھی معلوم ہونی چاہیے یا ہمیں اجازت دیں کہ ہم وہاں study کر سکیں۔

، سپیکر، اسی لیے ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے آپ دیکھ سکتے ہیں لیکن بعض اوقات بڑے بڑے ے تمام ممبروں کے لیے ٹائپ نہیں کیے جا سکتے۔

ناظم حسین شاہ، جناب والا! یہ ہر ممبر کا استحقاق ہے کہ جو بھی جواب آئے وہ اپنے آپ کو ی تفصیل سے مستفید کر سکے۔

، سپیکر، آپ تشریف لائیے اور دیکھیں۔

ناظم حسین شاہ، جناب والا! اگر اس تفصیل پہ کوئی ضمنی سوال کرنا ہو تو پھر وہیں سے کرنا ، گا۔

، سپیکر، پھر اس طرح ہو سکتا ہے کہ اگر ضمنی سوالات ہیں تو وہ الگ پوچھے جا سکتے ہیں اور اگلی اس محکمے کے سوالات میں شامل کیے جا سکتے ہیں۔

ناظم حسین شاہ، ٹھیک ہے جناب والا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! ہمیشہ سے یہ طریق کار رہا ہے اور جو تتمہ جات ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں یہ کل رکھ دیے گئے تھے جس طرح یہ سوالات تقسیم ہوئے ہیں اسی طریقے سے وہ جوابات بھی کل ایوان کی میز پر رکھے گئے تھے اگر کوئی فاضل ممبر انہیں پڑھنا چاہتے تو پڑھ سکتے تھے۔ جناب والا! تو میرے فاضل رکن نے جو ضمنی سوال کیا ہے میں چاہوں گا کہ وہ اپنے سوال کی طرف دیکھیں سوال یہ تھا کہ متذکرہ عرصے کے دوران جو افراد بھرتی کیے گئے ان میں سے کتنے افراد بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمشن اور دیگر کن کن اداروں کی سفارشات پر بھرتی کیے گئے۔ جناب والا! متعلقہ محکمے کی سلیکشن کمیٹیز بھرتی کرتی ہیں اس سوال میں ایک ابہام ہے ادارہ تو کسی محکمے کا بھی ہو سکتا ہے۔ تو کسی ادارے کی سفارش پر باقی افراد بھرتی نہیں کیے گئے سات افراد پبلک سروس کمیشن نے بھرتی کیے باقی افراد محکمے کی مجاز اتھارٹیز اور سلیکشن کمیٹیز نے بھرتی کیے۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب والا! سوال کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ یکم جون 1993ء سے 10 اکتوبر 1993ء تک محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ کے ذیلی اداروں میں کل 302 افراد بھرتی کیے گئے۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ سوال نمبر 21 کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا جس کا جواب دیا جا چکا ہے کہ وہاں پر 18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء وہی پیریڈ ہے تک محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک 350 بھرتی کیے گئے اور یہاں موجودہ سوال میں گریڈ کی کوئی پابندی نہیں تھی کل ملازمین کی تعداد پوچھی گئی تھی پہلے سوال میں 1 سے 15 کی تعداد پوچھی گئی تھی تو وہ 350 بتائی گئی ہے موجودہ سوال میں گریڈ کی کوئی پابندی نہیں ہے پیریڈ وہی ہے لیکن تعداد کم کر کے 302 بتائی گئی ہے جو کہ یقینی طور پر زیادہ ہونی چاہیے تھی وزیر موصوف اس کی کیا وضاحت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، جو سوال کر رہے ہیں آپ نے اس کو دیکھا ہے یہ جو پہلا حصہ ہے یہ 18 مئی سے 15 اکتوبر ہے؟

جناب محمد بشارت راجہ، جی جناب والا!

جناب سپیکر، ظاہر ہے یہ بڑا زیادہ پیریڈ ہے اور جو یکم جون تا 10 اکتوبر ہے یہ اس کے مقابلے میں چھوٹا پیریڈ ہے انہوں نے چھوٹے پیریڈ میں تھوڑی تعداد بتائی ہے بڑے میں زیادہ بتائی ہے۔

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! میں اس کے جواب کے بعد عرض کرنا چاہتا تھا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! یکم جون سے لے کر 10 اکتوبر تک 302 افراد بھرتی کیے گئے جبکہ گریڈ 1 سے 15 تک 18 مئی سے 15 اکتوبر تک 350 افراد بھرتی ہوئے یعنی جو period جون سے شروع ہوا ظاہر ہے وہ تھوڑا عرصہ ہے اور جب بھرتی کا شمار مئی سے کریں گے تو ان کی تعداد زیادہ ہو سکتی ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا پہلے تو وہ اس کا بھی صحیح جواب نہیں دے سکے چلو میں اس کو چھوڑتا ہوں جو 302 پہ کیا گیا تھا۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بقول ان کے کہ جو 302 افراد ذیلی اداروں کی سفارشات پر بھرتی کیے گئے ہیں کیا وہ کسی میرٹ پر بھرتی کیے گئے ہیں ان کا کوئی معیار تھا یا ویسے ہی سفارش پر کیے گئے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ ساری بحث پہلے سوال میں ہو چکی ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! یہ بھی ایک سوال ہے۔

جناب سپیکر، یہ فالتو سوال ہے اب آگے چلتے ہیں راجہ ریاض احمد صاحب۔

(سوال نمبر 161 راجہ ریاض احمد کے ایماء پر سید تابش الوری نے دریافت کیا)

فیصل آباد ترقیاتی ادارے کی ترقیاتی سکیموں کی تفصیل

*161 راجہ ریاض احمد، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

فیصل آباد ترقیاتی ادارے نے تعمیر وطن پروگرام اور دیگر ذرائع سے مالی سال 91-1990ء سے 94-1993ء کے عرصے کے دوران کتنی کتنی مالیت کی کون کون سی ترقیاتی سکیمیں کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت کن کن تاریخوں میں اور کس کی تجویز پر مکمل کیں تفصیل سکیم وار جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری محمد فاروق)،

فیصل آباد ترقیاتی ادارہ (یو ڈی ونگ/ "واسا") نے تعمیر وطن پروگرام اور دیگر ذرائع سے مالی سال 91-1990ء سے 94-1993ء کے عرصے کے دوران جو سکیمیں مکمل کیں ان کی تفصیل تتمہ (الف۔ ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جناب ایس۔اے حمید۔

جناب ایس۔ اے حمید، سوال نمبر 270

گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے منصوبہ جات

*270 جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے اپنے قیام کے بعد سے آج تک کون کون سے منصوبے مکمل کیے ہیں۔ اور کن پر کام جاری ہے۔

(ب) اتھارٹی کے ملازمین کی کل تعداد کیا ہے۔ نام عہدہ وار بتائے جائیں اور ان کی سالانہ تنخواہ کا حجم کیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ 94-1993ء کے بجٹ میں مذکورہ اتھارٹی کے لیے کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو پھر اس اتھارٹی کے قیام اور اتنے وسیع عملہ کا کیا جواز ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری محمد فاروق)،

(الف) ادارہ نے چھ سڑکیں اور سات گندے نالے، سیوریج سکیمیں مکمل کیں زیرتکمیل سکیموں میں تین شاہراہیں اور سات گندے نالے، سیوریج سکیموں کے علاوہ اپنے وسائل سے چھ سکیمیں زیر تعمیر ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ملازموں کی کل تعداد 154 ہے اور سالانہ تنخواہ 47,66,641/80 روپے ہے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(ج) درست نہ ہے۔ محکمہ کے لیے ایک کروڑ بیاسی لاکھ روپیہ مختص کیا گیا۔

(د) آپ کے سوال کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ کس بجٹ میں ایک کروڑ اور 82 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ موجودہ بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے یا اس پہلے کوئی رقم رکھی گئی ہے؟

وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! انہوں نے سوال یہی کیا تھا کہ 94-1993ء کے بجٹ میں مذکورہ اتھارٹی کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔ اس کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ رقم

1993-94ء کے بجٹ کے لیے ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! 1993-94ء کے بجٹ کی کاپی ان کے پاس موجود ہو گی گوجرانوالہ اتھارٹی کے لیے کوئی رقم نہیں رکھی گئی اور میں نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ بات کہی تھی کہ اتھارٹی کے لیے کوئی رقم نہیں رکھی گئی اور اس کے ڈیڑھ سو سے زائد ملازمین ہیں لہذا اتھارٹی کے لیے رقم مہیا کی جائے۔ لہذا جواب میں جو رقم لکھی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے ایسی کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں نے یہ جواب دیا ہے کہ ہم نے یہ رقم رکھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ اسے چیک کرلیں۔ آپ بھی دیکھیں دوبارہ چیک کرلیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ رقم رکھی گئی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ رقم نہیں رکھی گئی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہو کہ کیا یہ رقم مختص کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ رقم رکھی گئی ہے اگر گوجرانوالہ اتھارٹی کو ان کے بقول رقم نہیں مل رہی تو ہم اسے بھی یقینی بنائیں گے اور یہ رقم گوجرانوالہ اتھارٹی کو ملے گی۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! یہ کہہ رہے ہیں کہ بجٹ میں رقم رکھی گئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ رقم نہیں رکھی گئی۔ میں پھر اس مسئلے پر تحریک استحقاق پیش کروں گا۔

جناب سپیکر، انہوں نے تو کہا ہے کہ یہ رقم رکھی گئی ہے اور اگر یہ رقم نہیں رکھی گئی تو دیں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ اور راولپنڈی کی اتھارٹیوں کے لیے صرف اس لیے رقوم نہیں رکھی گئیں کہ وہاں پر پیپلز پارٹی کو مکمل طور پر شکست ہوئی۔

جناب سپیکر، جب انہوں نے یہ بتا دیا کہ رقم رکھی گئی ہے اور رکھی جائے گی تو پھر یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ جب جواب قبول کر لیا گیا تو یہ سوال فالتو ہے۔

جناب ایس۔اے۔حمید، جناب والا! میرا ایک ضمنی سوال اور ہے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف ایوان میں غلط جواب پڑھ سکتے ہیں؟ کیا ایوان میں غلط جواب دیا جا سکتا ہے؟ کیا اس ایوان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر، کسی کو کوئی غلط جواب نہیں دینا چاہیے لیکن جب تک ثابت نہ ہو جائے آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جواب غلط ہے۔ جناب ایس۔اے حمید صاحب۔

جناب ایس۔اے۔حمید، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اگر 1993-94ء کے لیے بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے تو کیا نئی سکیمیں بھی بنی ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! جو سکیمیں جاری ہیں ان کی تفصیل بتائی گئی ہے مجوزہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نئی سکیمیں بھی بنا سکتی ہے اور ان پر کام کر سکتی ہے۔

جناب ایس۔اے۔حمید، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی بات سے مطمئن نہیں ہوں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کسی اور موقع پر اس کا تفصیل سے جواب دیں اور ساتھ ہی یہ تیاری کر کے آئیں اور جناب والا! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ پچاس لاکھ روپے کے قریب ملازمین کی تنخواہیں ہوتی ہیں اور اتنا ہی ٹی۔اے ڈی۔اے اور مرمت وغیرہ کے لیے خرچہ ہے 157 کے قریب ملازمین ہیں اگر بجٹ میں کوئی رقم نہ رکھی جائے تو اتھارٹی چل سکتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! بعد کی تیاری کا مسئلہ ہی نہیں ہے میں تو اب بھی تیار ہوں اور میں واضح طور پر یہ بات کر رہا ہوں۔۔۔

راجہ اشفاق سرور، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر موصوف جیب میں ہاتھ ڈال کر بات کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں یہ فالتو بات ہے۔ اگر وہ کر نہ سکتے تو کیسے کرتے وہ کر سکتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایک شعر ہے کہ،

بہت برا کیا تیرے وعدے پہ اعتبار کیا

ویسے تو یہ میرے بھائی ہیں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وزیر صاحب "*" ہیں۔ اسی ہاؤس میں انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، یہ غیر ضروری بات ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! جو ہاؤس میں بات کی گئی ہے میں تو وہی کہہ رہا ہوں۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! انہوں نے پچھلے اجلاس میں بھی میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، آپ اشارے کر سکتے۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب ایس۔اے۔حمید، جناب سپیکر! میرے سوال کو پینڈنگ کیا جائے۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ جب سے یہ سوالات کے جوابات دے رہے ہیں اس وقت سے ان کا ہاتھ جیب میں ہے ان کی جیب میں کیا ہے؟

جناب سپیکر، یہ فالتو بات قرار دے دی گئی ہے آپ اس پر بحث نہ کریں۔

میاں محمد افضل حیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! فاضل رکن نے یہاں پر لفظ "*" استعمال کیا تھا جو کہ غیر پارلیمانی ہے اس کو حذف فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، اسے حذف کیا جاتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میں ایک سنجیدہ معاملے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جناب جس ملک کا یہ لباس ہے جو کہ وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے اس وقت پہن رکھا ہے اسی ملک کے attitude کے مطابق جب کسی کے ساتھ مخاطب ہوں' جیب میں ہاتھ رکھ کر خطاب نہیں کیا جاتا۔ اور اس مسئلے پر کوئی بحث نہیں ہے۔ انہیں ہدایت فرمائیں کہ آئندہ جیب میں ہاتھ ڈال کر آپ سے خطاب نہ کریں۔

جناب سپیکر، میں بھی تھوڑا سا دنیا میں گھوما ہوں۔ میں نے بھی دیکھا ہے یہ کوئی attitude کے خلاف بات نہیں ہے۔ وکٹورین زمانے میں کوئی بات ہوتی ہو گی۔ کھوسہ صاحب وکٹورین زمانے کے ethics بدل گئے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! جس تہذیب کا وہ لباس ہے آج بھی اس تہذیب کے مطابق جیب میں ہاتھ ڈال کر بات نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر، ملکہ وکٹوریہ کے زمانے میں ایسے ہی تھا وہاں بھی اب حالات بدل گئے ہیں۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ملکہ وکٹوریہ کے زمانے میں تو ایسے سوٹ نہیں پہنے جاتے تھے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ فالتو بحث ہے۔

راجہ اشفاق سرور، جناب والا! آپ یونائٹڈ سٹیٹ میں رہے ہیں وہاں بڑا relax ماحول ہے۔

جناب سپیکر، اسی لیے میں کہتا ہوں کہ relax ماحول ہی میں جیب میں ہاتھ ڈالا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، شیخ حمید صاحب۔۔۔

جناب ایس۔اے۔حمید، جناب والا! میرے اس سوال کو پینڈ کیا جائے اس لیے کہ ملازمین کی ملازمت کا مسئلہ ہے ان کی تنخواہوں کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، I call the house to order

جناب ایس۔اے۔حمید، جناب سپیکر! میرے سوال کو پینڈ کیا جائے۔ یہ ڈیڑھ سو ملازمین کی روزی کا مسئلہ ہے۔ اور پھر ایک اتھارٹی کے قیام کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں وزیر موصوف کے بیان سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس سوال کو پینڈ کیا جائے۔ اور دوسری دفعہ اس کا جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں یہ بات واضح طور پر کر رہا ہوں کہ اسے ڈی پی میں رقم رکھی گئی ہے۔ رقم موجود ہے۔ رقم اس اتھارٹی کو ملے گی۔ اور وہ اتھارٹی اپنی سکیمیں بنا سکتی ہے۔ اگر ان کے فاضل دوست ممبران ان کے سوال کا جواب نہیں سننا چاہتے۔ بیس منٹ سے انہوں نے بحث لگائی ہوئی ہے کہ جیب میں ہاتھ ہے' میری اپنی جیب میں ہاتھ ہے ان کی جیب میں تو نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین۔) اور حکومت میں بھی ہاتھ ہے اور میں جس پیسے کا ذکر کر رہا ہوں وہ حکومت کی جیب میں سے گوجرانوالہ اتھارٹی کو ملے گا۔

جناب سپیکر، ایسا کرتے ہیں جناب ایس اے حمید صاحب' آپ وزیر موصوف کے کمرے میں تشریف لے جائیں' بجٹ کی کاپی منگوالیں اس کو دیکھ لیں' اگر آپ ان کی بات سے مطمئن نہیں ہوتے' لیکن انہوں نے تو نہایت واضح کہا ہے اول تو آپ کا اعتماد کرنا چاہیے۔ اور اگر آپ مطمئن نہیں ہوتے تو آپ کے سوال کو دوبارہ لے لیں گے۔۔۔ قطع کلامیاں۔۔۔ایس اے حمید صاحب کی بات کو مکمل ہو جانے

دیجئے۔

جناب ایس۔اے۔حمید، جناب والا! آپ اس سوال کو پینڈ کر دیں۔ وزیر موصوف کو پتہ نہیں کہ گوجرانوالہ اتھارٹی کے لیے اس بجٹ میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ راولپنڈی اتھارٹی کے لیے کوئی رقم رکھی گئی۔

جناب سپیکر، حنیف صاحب' میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب نے اصرار کے ساتھ بار بار کہا ہے آپ ایک موقع دیں۔ اگر آپ وہاں نہیں جانا چاہتے تو آپ میرے چیمبر میں آ جائیں' یہ مسئلہ دیکھ لیتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی ابہام ہوا تو اس کو دوبارہ ٹیک اپ کر لیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اس میں قطعی کوئی ابہام نہیں ہے۔ پوری اتھارٹی کے ساتھ میں کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، تو پھر آپ کیوں نہیں تسلیم کرتے۔ میرا خیال ہے حمید صاحب ان کے اتنے اصرار پر آپ اسے مانیے' اگر بات اس سے الٹ ہو گی تو آپ دوبارہ سوال لا سکتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اسے ڈی پی کی کاپی یہ اٹھالیں صفحہ نمبر 243 ہے اسے پڑھ لیں اور یہ 94-1993ء کی اے ڈی پی ہے۔ اور اس میں یہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمالیں کہ آیا رقم موجود ہے یا نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ ایوان میں پینڈنگ کروائیں۔ ہر سوال کا جواب محض مفروضے پہ تو اچھا نہیں ہے۔ میں تو جواب حقائق پر دے رہا ہوں پھر بھی یہ تسلیم نہیں کرتے تو پھر یہ کس طرح تسلیم کریں گے۔

جناب سپیکر، چلئے جی آگے چلتے ہیں۔ اب تعلیم پر چلتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔

جناب سپیکر، جی شوکت صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، یہ کونسی اے ڈی پی اور صفحہ نمبر کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، میں نے جناب والا اے ڈی پی بھی جانی ہے اور صفحہ نمبر بھی جا دیا ہے۔

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ یہ حد سے گزرنے والی بات ہے وہ دکھا رہے ہیں۔ جا رہے ہیں۔ اگر

آپ کو اعتماد نہیں ہے تو اٹھ کے جا کے دیکھ لیجئے۔ حمید صاحب یہ اتنی زیادہ بے اعتمادی بھی مناسب نہیں ہے۔ جی شوکت داؤد صاحب آپ فرمائیے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں پہلے بھی یہی بات عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس ہاؤس میں جو بات ہوتی ہے' جو commitment ہوتی ہے اس کو پورا بھی کرنا چاہیے اور آپ کی موجودگی میں جو بات ہوتی ہے کیونکہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ وزیر موصوف نے میرے ساتھ بھی یہی وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے میرے چیمبر میں ملیں۔ میری تحریک استحقاق تھی۔ میں جناب والا! ان کے وعدے کے مطابق دو گھنٹے تک ان کے دفتر میں بیٹھا رہا۔ نہ تو انہوں نے متعلقہ افسر کو بلایا اور نہ ہی یہ خود آئے۔ اسی لیے میں نے عرض کیا تھا۔ پچھلے ہاؤس میں یہ بات ہوئی تھی' یہ ہاؤس کے متعلق ہے آپ مہربانی کر کے ان سے کہیں کہ وہ اپنے وعدے کا پاس رکھیں۔

جناب سپیکر، یہ غیر متعلقہ بات ہے۔ آپ ان سے دوبارہ مل لیں۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، *******

جناب سپیکر، یہ غیر متعلقہ بات ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! یہ میرے متعلق کہا گیا ہے یہ انہوں نے زیادتی کی ہے یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ میں تو اپنی زبان کے اوپر بھی مرمٹنے کے لیے تیار ہوں یہ کس کی بات کر رہے ہیں۔ میں تو جھوٹے پر لعنت بھیجتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ تو مذاق بھی برداشت نہیں کرتے۔

چودھری شوکت داؤد، یہ تو اخلاقیات سے گری ہوئی بات ہے یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے۔ میں اس بات کو کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ کیا یہ ایک مسلمان کی بات ہے۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب آپ اپنے الفاظ واپس لیتے ہیں۔

جناب شاہنواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر شاہ نواز چیمہ۔۔۔

جناب شاہنواز چیمہ، جناب والا! ہم معزز ممبر سے معذرت چاہتے ہیں جو وصی ظفر صاحب نے کہا ہے۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

ایسی کوئی بات نہیں۔ انہوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔۔۔شور و غوغا۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! انہوں نے جو کچھ کہا ہے میں اس بات کو spare کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ وہ جھوٹے ہیں (اور اس مرحلہ پر تمام ممبران اپوزیشن احتجاجاً اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے۔)

جناب سپیکر، دیکھئے آپ حد سے نہ گزریئے۔۔۔شور و غوغا۔۔۔وصی ظفر صاحب! آپ وضاحت کیجئے کہ آپ نے یہ بات سنجیدگی سے کی ہے یا مذاق میں کی ہے اور آپ اسے واپس لیتے ہیں۔ وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، ہمیں تو وہ بولنے ہی نہیں دیتے جناب۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب آپ بولیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، ***

جناب سپیکر، مسٹر وصی ظفر صاحب۔ آپ میرے ساتھ بات کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب وہ بولنے ہی نہیں دیتے۔

MIAN FAZAL HAQ: I strongly protest against the way in which he has asked me to sit down.

MR. SPEAKER: I have taken notice of it. I have taken cognizance of it.

جناب سپیکر، میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ان سے وضاحت کے لیے کہا ہے۔ آپ بھی اگر اس لہجے میں بولیں گے تو پھر فرق کیا ہے۔ تشریف رکھیں۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جس طرح کی الزام تراشیاں بار بار وہ لگا رہے ہیں اسی طرح کی میں نے لگا دی ہیں۔ پاس سے بیٹھ کر وہ لگا رہے ہیں پاس سے بیٹھ کر میں نے لگا دی ہیں۔

جناب سپیکر، آپ جانیں کہ آپ نے یہ الفاظ سنجیدگی سے نہیں کہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ جس طرح انہوں نے بار بار سے بے جا الزام تراشی کی صبح سے' انہوں نے کبھی جھوٹا کہا' بار بار وعدہ خلاف کہا' بلاوجہ کہا۔ اور جناب نے بھی کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اگر وہ اسٹینڈ لیں گے کہ ہم نے سچ کہا۔۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، خاموش رہیے پلیز۔ Please let him explain

چودھری محمد وصی ظفر، اگر جناب والا! وہ الزام تراشی کو غلط طور پر justify کریں گے کہ ہم نے ہر دفعہ ان پر صحیح الزام لگایا جو یہ بلاوجہ بار بار لگا رہے ہیں تو میں بھی ضرور انہی کے طریقے سے ایسا کروں گا۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بھی غلط الزام لگایا ہم نے بھی غلط سات مرتبہ مذاق میں کہا تو میں بھی کہہ دوں گا کہ ہم نے مذاق میں کہا۔ یہ تو میں نے برابر کیا ہے جو انہوں نے صبح سے سات مرتبہ کہا ہے وہ ہر بات پہ کہہ رہے تھے وعدہ خلاف جھوٹا اس کے علاوہ انہوں نے کوئی بات ہی نہیں کی۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب آپ واضح طور پر کہہ رہے ہیں بے شک انہوں نے بھی الزام لگائے ہیں تو کیا آپ بھی الزام لگا رہے تھے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب جیسا انہوں نے الزام لگایا۔ اس کا جواب دیا ہے۔ میں نے تو الزام کا جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے یہ آپ واپس لیتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وہ لیں گے تو میں بھی لے لوں گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ان بنچوں سے اگر کسی سٹیٹمنٹ کو غلط بیانی کہا گیا ہو یا facts and figures جو quote کیے جاتے تھے انہیں غلط کہا گیا ہو تو وہ اس قسم کا مذاق نہیں بنتا جہاں ایک مسلمان کی حیثیت سے قرآن کے حوالے سے on the floor of the House یہ ایک بیان دے رہے ہیں۔ قرآن کا حوالہ مسلمان کے لیے مذاق نہیں ہے۔ کسی صورت میں قرآن کا حوالہ ہم یہاں مذاق نہیں سمجھیں گے۔ اور انہوں نے قرآن کے حوالے کی جو بات کی ہے وہ واپس لینی پڑے گی۔(قطع کلامیاں۔۔۔شور)

چودھری شوکت داؤد، ٹیپ چلا کے دیکھیں۔ میں کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ مجھ پر کوئی جھوٹا الزام لگائے۔ میں یہ بھی نہیں برداشت کر سکتا کہ مجھے کوئی یہ کہے کہ یہ اپنے وعدے سے منحرف ہو گیا ہے۔ انہوں نے قرآن کی بات کی ہے۔ میں کبھی spare نہیں کروں گا۔ الفاظ واپس نہیں بلکہ یہ معافی مانگیں تو میں معاف کروں گا ورنہ میں تحریک استحقاق دوں گا' میں کبھی برداشت نہیں کروں گا۔ یہ معافی مانگیں۔

جناب سپیکر، میں وصی ظفر صاحب کے ریمارکس کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔(قطع کلامیاں۔۔۔شور)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا اس پر جناب نے رولنگ نہیں دی۔

جناب سپیکر، میری رولنگ یہ ہے کہ اول تو ہاؤس میں کسی ممبر کو کسی دوسرے ممبر پر الزام تراشی نہیں کرنی چاہیے۔ میری رولنگ یہ ہے کہ اپنے بہترین علم کے مطابق سوالوں کا جواب دینا چاہیے لیکن انسان کا علم مکمل نہیں ہوتا۔ اگر کسی سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو اسے دانستہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ اس کی تصحیح ہو سکتی ہے۔ اعتماد ہی سے ہاؤس آگے چل سکتا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس طرح کی گفتگو آئندہ ہرگز نہ کی جائے۔ میں نے موجودہ گفتگو کو بھی حذف کر دیا ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! رولز کے علاوہ انہوں نے اخلاقی طور پر میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ میرا اپنا ایک عقیدہ ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ میں اگر اپنی زبان کر لوں تو میں اپنی جان دے سکتا ہوں میں اپنی زبان سے پھرنے والا نہیں۔ انہوں نے اس سے بڑھ کر قرآن کی بات کی ہے۔ میں اس پر مطمئن ہونے والا نہیں۔ میں اپنے ساتھیوں سے بھی یہی درخواست کروں گا۔ اس کی تلافی صرف یہی ایک ہے کہ یہ معافی مانگیں ورنہ میں تحریک استحقاق دوں گا جس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور ہم سارے واک آؤٹ کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جناب ظہیر الدین صاحب۔

جناب محمد ظہیر الدین، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جیسے تھوڑی دیر پہلے شوکت داؤد صاحب نے جناب منسٹر صاحب کے بارے میں لفظ "کوڑا" استعمال کیا جس کے لغوی معنی جھوٹا ہیں۔ جب انہوں نے احتجاج کیا اور ہمارے بنچوں سے بھی احتجاج ہوا تو آپ نے اس لفظ "کوڑا" کو غیر پارلیمانی قرار دیتے ہوئے حذف کروا دیا۔ آپ کے حذف کرنے کے بعد حکومتی بنچوں کی طرف سے کسی نے اعتراض نہ کیا اور وہ بیٹھ گئے۔ انہوں نے آپ کی رولنگ کو قبول کیا۔ اسی طرح وصی ظفر صاحب نے ان کو جھوٹا کہا ہے۔ اگر آپ نے ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا ہے تو ایوان کے ماحول کو سنجیدہ رکھنے کے لیے اور good will gesture کے طور پر جس طرح ادھر سے behave کیا گیا ہے، ہمارے آنرایبل منسٹر نے جس طرح behave کیا، آپ کی رولنگ کو قبول کیا اور ان کو "کوڑا" کہنے

کے باوجود اصرار نہیں کیا۔ ان کا لہجہ بہت سخت تھا۔ تند و تیز لہجہ تھا۔ طنزیہ تھا۔ اس کو بھی انہوں نے digest کر لیا۔ آپ کی رولنگ کو مانا جائے اور اس ماحول کو سنجیدگی سے چلایا جائے۔ میری جناب والا سے یہ گزارش ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ سب اس کا احترام کریں گے۔ میں نے اسے کارروائی سے حذف کیا ہے۔ یہ کافی ہے۔ اور اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)۔

چودھری شوکت داؤد، اگر آپ اس کو ہاؤس میں نہیں کریں گے تو میں اس کے لیے ہاؤس سے باہر fight کروں گا چاہے مجھے اس کے لیے کورٹ میں جانا پڑے۔ چاہے مجھے اس کے لیے physically احتجاج کرنا پڑے۔ میں اس بات کو کبھی spare نہیں کروں گا۔ ان سے کہیں کہ وہ ہاؤس میں معافی مانگیں۔

جناب سپیکر، میں جو کر سکتا تھا وہ میں نے کر دیا۔ جناب کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی ابھی ان بنچوں سے ایک فاضل رکن مقابلہ کر رہے تھے اس statement کا جو ان بنچوں سے آئی اور statement کا جو وصی ظفر صاحب نے دی ہے کہ اگر facts and figures کو غلط کہا گیا وغیرہ وغیرہ۔ "جھوٹ" کے لفظ کو آپ نے غیر پارلیمانی کہہ کے حذف کروا دیا۔ یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہونا اسی طرح چاہیے۔ آداب ہیں اس ہاؤس کے۔ ان آداب کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ لیکن ایک شخص قرآن کے حوالے سے کسی مسلمان پر بہتان لگا رہا ہے۔ اور یہ بہتان ہے۔ اس سے کم نہیں ہے۔ اس کو آپ کہتے ہیں کہ میں اس کو حذف کروا دیتا ہوں اور اس کو الفاظ واپس لینے کے لیے نہیں کہتے! یہ بہتان ہے اور اس بہتان کو ان کو اس ہاؤس میں واپس لینا ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، دیکھیے، شاید مائل بہ کرم ہو جائیں۔ وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں عرض کروں۔۔۔

جناب سپیکر، امید ہے آپ ہاؤس کی بہتری کی خاطر، بڑے لوگ اپنی غلط مانتے ہیں کوئی پاک نہیں سمجھا کرتے۔ حوصلہ کیجئے ذرا۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ویسے میں غلط بیانی کرنے کا عادی نہیں۔ وہ بزدل آدمی کرتے

ہیں۔ میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ یہ واقعی ایک فاضل ممبر نے بھی اطلاع دی تھی۔ اور ابھی مجھے ایک فاضل ممبر نے اطلاع دی ہے کہ 1990ء میں انہوں نے ان کے والدین نے قرآن پاک پر جماعت اسلامی کو لکھ کر دیا کہ ہم آئندہ 1993ء کا الیکشن نہیں لڑیں گے اور وہ کہتے ہیں کہ وہ ثبوت ایوان میں پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ نے ایک اور الزام لگا دیا۔ وصی ظفر صاحب' میری بات سنیے۔(قطع کلامیاں)(شور) I call the House to order ۔ میری بات سنیے۔ (جملہ فاضل اراکین حزب اختلاف اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے) (قطع کلامیاں) (شور)میری بات سنیے۔ میری بات سنیں۔آفرین۔ساری قوم کے ساتھ میں بھی آپ کو داد دیتا ہوں۔ میں نے فلور وصی ظفر صاحب کو دیا ہے۔ اور میں بطور سپیکر انہیں واضح طور پر کہتا ہوں کہ پہلے انہوں نے الزام تراشی کا اقرار کیا اور اس کے بعد ایک الزام اور لگایا۔ وہ اپنے اس رویے کی ہاؤس سے معافی مانگیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں ایک عرض کروں۔۔۔

جناب سپیکر، میرے حکم کی تعمیل کی جائے۔ آپ کوئی وضاحت نہیں کریں گے۔ یا آپ معافی مانگیں گے یا نہیں مانگیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں عرض کروں کہ پہلی بھی بات ایک ممبر نے کہی تھی اور دوسری بات لغاری صاحب نے کہی ہے۔ باتیں حقیقت پر مبنی ہوئی ہیں۔ اگر دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ غیر مشروط طور پر معذرت کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب یہ غیر مشروط ہی ہے کہ میں عرض کر دوں کہ باتیں دونوں سچی ہیں۔ لیکن ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت کرتا ہوں۔ اگر دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) یہ غیر مشروط معذرت ہے جناب۔

جناب سپیکر، یہ غیر مشروط نہیں۔ میں اسے غیر مشروط تسلیم نہیں کرتا۔ آپ الزام تراشی کا اقرار کر چکے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جو جناب کا حکم ہے میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ واضح طور پر کہیں کہ آپ غیر مشروط معذرت کرتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر. میں غیر مشروط معذرت کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر. آپ تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ. جناب' میں ایک منٹ کے لیے توجہ چاہتا ہوں۔ اس انصاف کے فیصلے کے لیے میں تمام اپوزیشن بنچوں کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر. نشان زدہ اور غیر نشان زدہ سوالات بھی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ان کے جوابات بھی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق). جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ اور جناب والا! اس کے ساتھ ہی سوالات کے شروع میں بھرتی پالیسی کے بارے میں اخبارات کے اشتہارات کے بارے میں condemn کیا گیا تھا۔ میں ثبوت کے طور پر اخباری اشتہار کے تراشے کے ساتھ اور وہ درخواستیں جو محکمے نے وصول کیں۔

MR. SPEAKER: I call the House to order.

وزیر قانون. جناب والا! میں ثبوت کے طور پر اخباری اشتہار کے تراشے کے ساتھ اور وہ درخواستیں محکمے نے وصول کیں۔ ان میں سے کچھ درخواستیں مثال کے طور پر اور اخباری اشتہار کا تراشہ بھی تاریخ کے ساتھ ریکارڈ کے ساتھ آپ کی خدمت میں ایوان کی میز پر رکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ راجہ بشارت صاحب کے جو الزامات تھے ان کے لیے آئندہ کوئی دن مانگنے کی بجائے میں آج ہی اس کا ثبوت پیش کرتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

وسیم محمود خان کی فیصل آباد ترقیاتی ادارہ میں ڈیپوٹیشن پر تعیناتی

*326۔ جناب عبدالرشید بھٹی. کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) وسیم محمود خان ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل فیصل آباد ترقیاتی ادارہ محکمہ بلدیات سے کس گریڈ اور کس حیثیت میں کس کی سفارش پر کس تاریخ کو کن شرائط کے تحت فیصل آباد ترقیاتی ادارہ میں ڈیپوٹیشن پر آئے۔

(ب) مذکورہ افسر کو ڈیپوٹیشن پر ہونے کے باوجود کس جواز اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت

مختلف اوقات میں اور کس حیثیت میں کن تاریخوں اور کن وجوہ کی بناء پر ترقیاں دی گئیں۔ تمام ترقیوں کی نقول اور جواز کی کارروائی ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری محمد فاروق)۔

(الف) وسیم محمود خان کو محکمہ بلدیات سے بطور ڈپٹی ڈائریکٹر BS-18 کی پوسٹ کے مفاد مورخہ 16-9-78 کو ڈیپوٹیشن پر FDA میں تعینات کیا گیا ہے اور مورخہ 20-12-81 تک رہنے کے بعد وہ واپس اپنے محکمے میں چلے گئے۔ مورخہ 25-8-82 کو وہ دوبارہ FDA میں BS-18 میں بطور ڈپٹی ڈائریکٹر ڈیپوٹیشن پر تعینات ہوئے۔ ان کی شرائط ملازمت محکمہ بلدیات کے حکم کے تحت متعین ہوئیں۔

(ب) مذکورہ افسر کو ان کی درخواست پر جو انہوں نے وزیر ہاؤسنگ کو دی تھی۔ FDA وسیم محمود کو اتھارٹی کے 33 ویں اجلاس کے فیصلہ کے تحت بطور ڈائریکٹر BS-20 میں موو اوور دیا گیا۔ بعد میں چودھری نذیر احمد سابقہ وزیر ہاؤسنگ کے حکم پر مذکورہ افسر کی پوسٹ کو ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل BS-19 Re designate کیا گیا۔ اور وسیم محمود کو اس پر FDA میں افسر مذکورہ کو ڈیپوٹیشن پر BS-18 میں رکھا گیا اور بعد میں محکمہ بلدیات چھوڑنے پر انہیں FDA میں BS-19 میں ملازم رکھا گیا۔ اور BS-20 میں موو اوور دیا گیا۔ لیکن وہ اب بھی BS-19 بنیادی سکیل کے ملازم ہیں۔

اساتذہ کے تبادلوں کی تفصیل

*1۔ چودھری غلام احمد خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پورے پنجاب میں اگست 1993ء سے لے کر 30 ستمبر 1993ء تک محکمہ تعلیم کے اساتذہ کے کتنے تبادلے کئے گئے اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔ متاثرہ اساتذہ کے نام ضلع وار بتائے جائیں۔ خصوصی طور پر گوجرانوالہ ڈویژن کے اساتذہ کے نام کیا ہیں۔

(ب) کیا حکومت ان بے قصور لوگوں کو واپس بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چودھری محمد فاروق)۔

(الف) مورخہ یکم اگست 1993ء سے 30 ستمبر 1993ء تک جن اساتذہ کے تبادلے کیے گئے۔ ان کی

تعداد 3397 ہے۔ ان کی تفصیل تتمہ "الف" میں درج ہے۔ ضلع گوجرانوالہ کی تفصیل بھی اسی تتمہ میں موجود ہے جو الگ سے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اکثر اساتذہ کے تبادلے ان کی مرضی اور درخواست پر کیے گئے ہیں یا تبادلے مفاد عامہ اور انتظامی بنیادوں پر کیے جاتے ہیں۔ تبادلوں کا عمل مسلسل عمل ہے اور جب بھی تبادلوں کی ضرورت محسوس ہوئی ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ملازمین کے تبادلوں کی تفصیل

*31۔ جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ تعلیم اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے گریڈ 20 تک کے کتنے ملازمین کا تبادلہ کیا گیا تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کا ہر اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی کتنا تھا ہر ملازم کا نام عہدہ اور جگہ تعیناتی الگ الگ بیان کی جائے اور ہر ملازم نے ٹرانسفر کے سلسلے میں کتنا ٹی اے ڈی اے وصول کیا اور محکمہ کو دیگر کتنے متفرق اخراجات برداشت کرنا پڑے؟

وزیر تعلیم (چودھری محمد فاروق)۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ تعلیم اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 تا 20 تک کل 4422 ملازمین کا تبادلہ کیا گیا۔ جن کی تفصیل تتمہ میں دی گئی ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ملازم کا نام، عہدہ، جگہ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی تتمہ میں ہر ملازم کے سامنے دیا گیا ہے۔ ٹرانسفر کے سلسلے میں کل 4,25,796.01 روپے بطور ٹی اے /ڈی اے و متفرق اخراجات ہوئے۔ جن ملازمین نے ٹی اے/ڈی اے وصول کیا اس کی تفصیل تتمہ میں درج ہے جو الگ سے ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

سکول کی چار دیواری کی تعمیر

*81۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک 81/16۔بی آر (مرکز تلمبہ) ضلع خانیوال کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے تقریباً عرصہ تین سال قبل رقم فراہم کی گئی مگر مالی سال کے اختتام تک مذکورہ منصوبہ پر عملدرآمد نہ کیا گیا اور فراہم کردہ رقم Lapse ہو گئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ کے لیے بعد ازاں رقم فراہم نہ کی گئی اگر ایسا ہے تو

رقم فراہم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز کب تک سکول کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے رقم فراہم کردی جائے گی

وزیر تعلیم (چودھری محمد فاروق)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کی چار دیواری کی تعمیر کے لیے مئی 1990ء میں 2 لاکھ روپے کی رقم فراہم کی گئی تھی۔ لیکن حکومت کی طرف سے عائد کردہ ادائیگیوں پر پابندی کی وجہ سے یہ رقم lapse ہوگئی اور بعد میں فراہم نہ کی جا سکی۔ اب رواں مالی سال میں مالی دشواریوں کے باوجود سکول مذکورہ کی چار دیواری کے لیے رقم فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

محکمہ تعلیم میں ملازمین کی تفصیلات

*129۔ جناب آفتاب احمد خان۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جون 1990ء سے 10 اکتوبر 1993ء کے دوران محکمہ تعلیم اور اس کے ذیلی اداروں میں کل کتنے ملازم کس کس حیثیت اور کس کس تاریخ اور مجاز اتھارٹی کے حکم سے بھرتی کیے گئے ایسے تمام ملازمین کے مکمل نام و پتہ جات تعلیمی معیار تاریخ تقرری سے تاریخ تعیناتی اور موجودہ جگہ تعیناتی سمیت مکمل تفصیلات الگ الگ ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران جو افراد بھرتی کیے گئے ان میں سے کتنے افراد بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن اور دیگر کن کن اداروں کی سفارشات پر بھرتی کیے گئے؟

وزیر تعلیم (چودھری محمد فاروق)۔

(الف) یکم جون 1993ء سے 10 اکتوبر 1993ء کے دوران محکمہ تعلیم اور اس کے ذیلی اداروں میں کل 16,644 ملازم بھرتی کیے گئے۔ ملازمین کی اسامی اور تاریخ اور بھرتی کرنے والے کے عہدے تتمہ میں درج ہیں۔

(ب) تمام ملازمین مکمل نام، پتہ جات، تعلیمی معیار، تاریخ تقرری، موجودہ جگہ تعیناتی سمیت مکمل تفصیلات تتمہ میں درج ہیں۔ جو لائبریری سے ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ترقیاتی منصوبہ جات کی تکمیل

22۔جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے دوران محکمہ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ نے تحصیل فیصل آباد ضلع فیصل آباد میں کن کن مقامات پر کس کس مالی سال میں کتنی کتنی مالیت سے کون کون سے ترقیاتی منصوبہ جات مکمل کیے اور ان منصوبوں کی منظوری کس مجاز اتھارٹی نے دی اور وہ منصوبہ جات کس کس کی تجویز و تحریک پر تیار کیے گئے تھے۔ مکمل تفصیل سال وار الگ الگ دی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری محمد فاروق)۔

مالی سال 85-1984ء تا 94-1993ء کے دوران جتنے منصوبہ جات مکمل کیے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے

1۔	واٹر سپلائی سکیم	58 عدد	10,62,10,000 روپے
2۔	ڈرینج سکیم	21 عدد	3,62,42,000 روپے
		79 عدد	14,24,52,000 روپے

مکمل تفصیل سال وار ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ جو لف ہے۔

سرگودھا ترقیاتی ادارہ میں ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

90۔محمد ظہیر الدین خان چودھری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اگست 1990ء سے اکتوبر 1993ء کے عرصے کے دوران سرگودھا ترقیاتی ادارہ اور اس کے ماتحت اداروں میں کن افراد کو کن کن اسامیوں پر بھرتی کیا گیا۔ ایسے افراد کے نام، پتہ، عہدہ جات، قابلیت، تاریخ تقرری اور گریڈ کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران جن افراد کو بھرتی کیا گیا۔ ان میں سے کتنے افراد کو پبلک سروس کمیشن، سلیکشن بورڈ، وزراء، وزیر اعلیٰ اور عوامی نمائندوں کی سفارشات اور دیگر کن کن مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت بھرتی کیا گیا۔ تفصیلاً بتایا جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری محمد فاروق)۔

(الف) سرگودھا ترقیاتی ادارہ نام کا کوئی ادارہ نہ ہے۔

(ب) جزو(الف) کی روشنی میں مزید جواب کی ضرورت نہ ہے۔

گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ میں ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

چودھری محمد ظہیر الدین خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اگست 1990ء سے اکتوبر 1993ء کے عرصے کے دوران گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ اور اس کے ماتحت اداروں میں کن افراد کو کن کن اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ایسے افراد کے نام' پتہ' عہدہ جات' قابلیت' تاریخ تقرری اور گریڈ کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان میں سے کتنے افراد کو پبلک سروس کمیشن' سلیکشن بورڈ' وزراء' وزیر اعلیٰ اور عوامی نمائندوں کی سفارشات اور دیگر کن کن مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت بھرتی کیا گیا تمام تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری محمد فاروق)،

(الف) یکم اگست 1990ء سے 30 اکتوبر 1993ء تک کل 108 افراد کو بھرتی کیا گیا جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کسی کو بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ بھرتی نہیں کیا گیا کیونکہ جی ڈی اے ایک خود مختار ادارہ ہے اور اس کے اپنے قواعد وضوابط ہیں۔ تاہم ہر نام کے سامنے سفارشات کی تفصیل دے دی گئی ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب کی دو تحاریک استحقاق ہیں۔ ان میں سے آپ ایک لے سکتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر!

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! کل آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت فرمائی جائے گی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! آپ نے فرمایا تھا۔

جناب سپیکر۔ جی میں نے وعدہ کیا تھا۔

سید ظفر علی شاہ۔ جی مہربانی۔

جناب سپیکر۔ میں ممبر موصوف سے اور حزب اقتدار کے ساتھیوں سے یعنی دونوں سے درخواست کرتا ہوں کہ کل اس تحریک کے حوالے سے جس انداز سے یہاں گفتگو کی گئی تھی اس نے ہاؤس کے وقار کو مجروح کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ تحمل سے گفتگو فرمائیں گے اور تحمل ہی سے اس کا جواب بھی دیا جائے گا۔

تحریک استحقاق نمبر 15 out of turn لی جاتی ہے۔ جی جناب انعام اللہ خان نیازی!

ایم پی اے کے ڈیرہ پر پولیس کے لگاتار چھاپے

جناب انعام اللہ خان نیازی۔ جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے ڈیرہ پر پولیس پچھلے 6 دنوں سے لگاتار چھاپے مار رہی ہے اور میرے ملازمین اور ورکروں کو بے جا تنگ کیا جا رہا ہے اور میرے چھوٹے بھائی نجیب اللہ خان پر جھوٹا مقدمہ درج کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! میری تحریک استحقاق یہ ہے جس کے ضمن میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بھکر کے تھانہ صدر میں 13 تاریخ کو ایک ایف آئی آر درج کی گئی۔

جناب سپیکر۔ آپ بھکر سے تعلق رکھتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی۔ جناب والا! بھکر میں میرا زمیندارہ ہے۔ اور میرا چھوٹا بھائی اس حلقے سے الیکشن لڑ چکا ہے۔ اور ہمارے یہاں پر موجود وزیر موصوف کے گروپ کے مقابلے میں پی پی 41 سے الیکشن لڑا ہے۔ ہمارا ایک گھر ہائسہ روڈ بھکر میں بھی موجود ہے۔ اور دوسرا گھر میانوالی میں ہے۔ جناب والا! یہ ایف آئی آر تھانے میں نہیں بلکہ بھکر کے ایک کاڈ فادر کے گھر پر۔۔۔

جناب سپیکر۔ حدود میں رہیے گا۔ آپ خطرناک دائروں میں جا رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی۔ جناب والا! میں حدود میں رہ کر بات کر رہا ہوں۔ اور جو ہم پر بیت رہی ہے اس کا ہمیں ہی پتہ ہے۔ آپ ہمارے جذبات کا خیال رکھیں گے۔

جناب سپیکر، آپ اچھے لفظوں میں بات کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! یہ ایک مقدمہ درج کیا گیا جس میں کہا گیا کہ ایک اونٹ چوری کیا گیا ہے۔ اور اونٹ کی چوری کے سلسلے میں 379 ت پ مقدمے کی دفعہ لگائی گئی۔ جس میں criminal کے ان مقدمات میں پہلی دفعہ چوری کے مقدمہ میں 'للکارا' لکھا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کل ہمارے وزیر موصوف نے یہاں پر اپنی بات کو چھپاتے ہوئے' گرجتے ہوئے یہ کہا کہ یہ مقدمہ سچا مقدمہ ہے۔ تو جناب والا! یہ دونوں بھائیوں کا یعنی وزیر موصوف سعید اکبر صاحب اور ان کے بھائی رشید اکبر نوانی ایم این اے *** 'انہوں نے۔۔۔

جناب سپیکر، یہ عرف والی بات آپ مت کیجئے۔ میں اسے حذف کرتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا!

جناب سپیکر، اگر آپ کو گرجنے پر اعتراض تھا تو آپ بھی گفتگو کیجئے اور گرجیئے مت۔ جی!

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! جو کرنا ہو گا وہی بولوں گا۔

جناب سپیکر، جی!

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! اس مقدمے کے سلسلہ میں ایک اے ایس آئی بھکر میں اس لیے معطل کر دیا گیا کہ اس نے ایف آئی آر ذرا کمزور درج کی ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ یہاں پر اس بھکر کے علاقے میں 1988ء سے لے کر 1990ء تک غریب عوام کے خلاف تقریباً ساڑھے تین سو حدود کے کیس درج کیے گئے۔ اس نئی حکومت کو آئے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں کہ ایک سو اساتذہ کے تبادلے ہو چکے ہیں اور ساٹھ ستر مقدمات غریبوں کے خلاف درج ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ کے کیس سے متعلقہ باتیں نہیں ہیں۔ آپ اپنی بات کیجئے۔ اس سارے صوبے میں اور کیا ہوا ہے اسے آپ چھوڑیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! پولیس کو اپنے گھر کی لونڈی بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ جناب وزیر موصوف نے کل چیلنج کرتے ہوئے ایک بات کہی کہ یہ کیس سچا ہے۔ اور فرنٹیئر سے اس

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

کی تحقیقات کرائی جائے۔ میں جناب سے گزارش کروں گا کہ فرنٹیئر کا مقصد ڈیرہ اسماعیل خان نہیں جس کی انتظامیہ بھی ان کے گھر کی لونڈی ہے۔ فرنٹیئر کا مقصد پشاور ہے۔ میں آپ پر انصاف چھوڑتے ہوئے فرنٹیئر کے پشاور سے آپ پولیس منگوا کر اس کیس کی تفتیش کروالیں۔ اس کے بعد جو فیصلہ ہو گا اسے ہم منظور کریں گے۔ یا اس کے علاوہ اگر وزیر موصوف اس پر نہیں آتے تو میں آپ کے اور پورے ایوان کے سامنے خود قرآن اٹھاتا ہوں کہ یہ کیس غلط ہے۔ اگر یہ ان کو منظور نہیں ہے تو یہ جا کر قرآن اٹھا دیں تو ہم اس کیس کو سچا مان لیں گے۔ ہمارے پاس صرف ہمارے علاقے کی روایت کے مطابق یہ قرآن اٹھا دیں کہ یہ کیس سچا ہے تو ہم اس کیس کو سچا مان لیں گے۔ یا اگر یہ قرآن نہیں اٹھاتے تو مجھے قرآن اٹھانے کی اجازت دی جائے کہ یہ کیس جھوٹا ہے اور صرف اپنی مخالفین کو بھکر میں ختم کرنے کی ایک بہت بڑی سازش تیار ہو رہی ہے۔ اور اس کے پیچھے ایک سب انسپکٹر سے ڈی آئی جی کے عہدے تک پہنچنے والا شخص جس کی نوے فیصد نوکری تھانیداری پر ہے اور دس فیصد افسری پر ہے۔

جناب سپیکر، آپ اپنی short statement کو wind up کیجئے short statement بہت لمبی ہو گئی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ان کی نوے فیصد نوکری تھانیداری پر base کرتے ہوئے پورے بھکر میں تھانیداری راج قائم کیا جا رہا ہے۔ میں آپ سے احتجاج کرتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ برائے مہربانی اس پر ایک کمشن قائم کیا جائے اور اس کو کمیٹی کے سپرد کر کے ہمیں صحیح انصاف دلایا جائے۔ شکریہ!

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون(چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! فاضل ممبر کو آپ نے out of turn یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے۔ اگر آپ غور سے ملاحظہ فرمائیں تو یہ کسی لحاظ سے بھی رول 55 کے تابع نہیں آتی۔ اور تکنیکی لحاظ سے یہ قابل پذیرائی نہیں ہے۔ جبکہ تحریک استحقاق کا اگر متن پڑھا جائے تو اس میں یہ کہتے ہیں کہ میرے ڈیرہ پر پولیس پچھلے چھ دنوں سے لگاتار چھاپے مار رہی ہے۔ قطعی طور پر انہوں نے اپنی تحریک استحقاق میں کسی ڈیرے کا نام نہیں بتایا کہ کون سے شہر، کون سے ضلع میں، کون سے گاؤں میں اور کون سے مقام پر ان کا ڈیرہ ہے۔

انہوں نے میانوالی سے الیکشن لڑا ہے۔ تو تحریک کے حوالے سے ضلع میانوالی کے کسی شہر میں کسی علاقے میں ان کی زمینوں کی کسی جگہ پر پولیس نے قطعی طور پر کوئی چھاپا نہیں مارا۔ لہذا انہیں قطعی طور پر یا ان کے ورکرز کو ہراساں نہیں کیا گیا اور جب ان کو یا ان کے ورکرز کو ہراساں نہیں کیا گیا تو یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ پھر یہ بات کہتے ہیں کہ میرے ملازمین اور ورکروں کو بے جا تنگ کیا جا رہا ہے اور میرے چھوٹے بھائی نجیب اللہ خان پر جھوٹا مقدمہ درج کر دیا گیا ہے۔ اگر کوئی مقدمہ درج کیا گیا ہے تو یہ ایک قانونی کارروائی ہے۔ اگر کسی علاقے میں کوئی ایسا criminal واقعہ ہو گا اور کوئی مدعی جو پولیس سٹیشن پر پہنچتا ہے تو ایف آئی آر درج کرانا' مقدمہ درج کرانا اس کا بنیادی حق ہے۔ اور کسی شخص کو اس سے جو زیادتی ہوئی ہے اس کو اس کے بنیادی حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا اور کوئی شخص جس سے زیادتی ہوئی ہے وہ ایف آئی آر میں جن ملزمان کے نام لکھوائے حکومت پابند ہے۔ ہاؤس سٹیشن آفیسر اس بات کا پابند ہے کہ وہ ان کے خلاف پرچہ درج کرے۔ اب یہاں جو واقعہ ہوا ہے اگر ان کے کسی بھائی نے کوئی واقعہ کیا ہے تو اس کے خلاف پرچہ کسی تھانے میں درج ہو سکتا ہے۔ اس مقدمہ درج ہونے پر تحریک استحقاق نہیں لائی جا سکتی۔ یہ بھی ٹیکنیکلی تحریک استحقاق نہیں بنتی اور پھر اگر ان کے بھائی کے خلاف وہ مقدمہ کسی لحاظ سے بقول ان کے کہ وہ غلط ہے تو تفتیش کے ذریعے سے پولیس نے ان کے بارے میں کورٹ میں بھجوانا ہے تو یہ کورٹ کا کام ہے کہ وہ فیصلہ کرے۔ یہ عدالت کا کام ہے کہ وہ فیصلہ کرے اور عدالت ہی فیصلہ کرتی ہے کہ جس کسی شخص کے خلاف کوئی مقدمہ درج کیا گیا ہے آیا وہ مقدمہ سچا ہے' جھوٹا ہے اور اگر وہ بے گناہ ہے تو عدالت اس کو فارغ کر دے گی۔ یہاں پر اصل جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ دسمبر کی 12 تاریخ کو ایک مدعی اللہ بخش نے پولیس سٹیشن میں یہ رپورٹ درج کروائی کہ ایک اونٹ گاڑی جو اس کی ہے اس پر وہ کچھ سامان لاد کر لے جایا جا رہا تھا جبکہ وہاں پر ملزمان نجیب اللہ اور محمد صادق نے للکارا اور وہاں پر ذوالفقار علی' محمد صادق' نجیب اللہ خان اور ظفر اللہ خان یہ چار افراد موجود تھے جنہوں نے اس مدعی کا اونٹ چھینا اور وہ اونٹ محض اس لیے چھینا کہ اس مدعی نے بقول ان کے کہ ان کی کوئی رقم دینی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اس نے ہماری رقم واپس نہیں کی لہذا ہم اس کا اونٹ چھین کر لے جا رہے ہیں۔ وہ اونٹ جس گاڑی پر وہ لے کر گئے اور اس کے بعد انہوں نے آگے کسی ایک ڈیرے سے دوسرے ڈیرے یا کسی جگہ پہنچایا۔ وہ بہرحال اپنی جگہ لمبی داستان ہے۔ لیکن ان کے ڈیرے پر یا ان کے بھائی کو نہ ابھی تک گرفتار

کیا گیا ہے اور نہ ان کے بھائی کے بارے میں ان کے ڈیرے پر کوئی چھاپہ مارا گیا ہے۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ٹیکنیکلی بھی رولز کے لحاظ سے یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور یہ قابل پذیرائی نہیں ہے۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو جناب سپیکر رول آؤٹ کر دیا جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! اس سلسلے میں، میں تھوڑی سی گزارش کرتا چلوں کہ جناب وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ ڈیرے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ میں نے تحریک استحقاق میں اپنا متن دیا ہے اور تفصیلات آپ کے سامنے میں نے بیان کی ہیں۔ یہ بھکر کا حلقہ جس سے میرا چھوٹا بھائی پی پی 41 سے الیکشن لڑا ہے۔ ہمارے والد صاحب جب کہ ان کے بڑے سب انسپکٹر تھے اس وقت میرے والد صاحب نے نواب کالا باغ کے گروپ کے مقابلے میں الیکشن لڑا تھا۔ ان کو غالباً اس بات کا علم نہیں ہو گا۔ دوسری بات یہ ہے جناب والا! جب میں نے قرآن کی بات کر دی ہے اس سے بڑی چیز ہمارے لیے اور کوئی نہیں ہے۔ میرا وزیر ریونیو سعید اکبر خان کو چیلنج ہے کہ میرے ساتھ یہاں پر کھڑے ہو کر قرآن پر فیصلہ کرلیں۔ ہمارے علاقے میں جو روایت کے مطابق قرآن پر فیصلہ ہوتا ہے یا میں قرآن اٹھاتا ہوں یا یہ قرآن اٹھائیں کہ یہ سچا ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں معاملے کی طرف عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک تو یہ ہے کہ یہ تھانہ نہیں ہے کہ جہاں پر تفتیش یا انکوائری ہو کر قرآن پاک اٹھایا جائے اور پھر بحیثیت مسلمان بھی میں یہ عرض کروں گا۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ہمارے علاقے میں ہر فیصلہ قرآن پاک پر ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں بحیثیت مسلمان یہ عرض کروں گا کہ یہ مقدس کتاب جو اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس امت کے لیے ہم مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے نازل کی۔ یہ مقدس کتاب ہمارے ان الزامات کی تفتیش کے لیے اس دنیا میں نہیں بھیجی گئی تھی۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جسے ہم نے سمجھ کر عمل کرنا ہے نہ کہ کسی کو سچا جھوٹا ثابت کرنے کے لیے آج جو طریق کار بنا دیا گیا ہے اس طریق کار پر عمل کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کتاب کا جو مقام اور

مرتبہ ہے یہ اس سے ہٹ کر اس کتاب کو بہت نیچے لانے والی بات ہے۔ ہم فاضل ممبران اسمبلی کو کم از کم یہ رویہ اختیار کرنا چاہیے کہ ہم اس اسلامی ملک کے صوبے کے اس معزز ایوان کے رکن ہیں۔ ہمیں اس کتاب کے بارے میں اس طرح کے فیصلے کرنے کے بارے میں اس ایوان میں بات نہیں کرنی چاہیے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر شفیق صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ میری تحریک استحقاق ہے مجھے حق ہے کہ میں اس کا جواب ضرور دوں۔

جناب سپیکر، آپ بول چکے ہیں۔ آپ دو دفعہ بول چکے ہیں۔ میں دو دفعہ آپ کی وضاحت سن چکا ہوں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبین بھی ہیں کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے اپنے حلف نامے میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ خاتم النبین' قرآن مجید ہی پر ہمارا اعتقاد ہے۔ اب بات یہاں پر اس لیے آ رہی ہے کہ جب وزیر یعنی حکومت پنجاب براہ راست کسی چیز میں ملوث ہو تو پھر عام لوگوں کو انصاف کہاں سے ملے گا۔ کیسے ملے گا؟ اور یہ بات عام بات نہیں ہے۔ اس ایوان کے اندر یہ بات نہیں ہو سکتی۔ اگر وزیر موصوف کا دامن پاک ہے تو انہیں قسم دینے میں کسی قسم کی آڑ نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق میں۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! مجھے ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، میں بول رہا ہوں۔ میری بات سنیے۔ تحریک استحقاق میں وزیر موصوف پر کوئی الزام نہیں لگایا گیا ہے۔ جو کل گفتگو ہوئی اس میں سے بھی جو غیر پارلیمانی باتیں تھیں وہ حذف کی گئی ہیں۔ آپ پر ایک مقدمہ جو درج ہوا ہے جس کا عدالت نے فیصلہ کرنا ہے اس لیے جب ایک مقدمہ درج ہو چکا ہے اور آپ کا براہ راست اس میں کوئی privilege نہیں ہے۔ میں اس کو آؤٹ آف آرڈر قرار دیتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ماشاء اللہ' ماشاء اللہ۔ جناب سپیکر! ماشاء اللہ کیا خوب صورت فیصلہ ہے کہ ایک وزیر موصوف جو اس ایوان میں موجود ہیں اور انہوں نے بھکر میں اپنی حاکمیت قائم کر رکھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو اجازت نہیں ہے۔ I have not given you the floor.

آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ********

جناب سپیکر، آپ غلط کر رہے ہیں۔ یہ غلط رویہ ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ********

جناب سپیکر، آپ ہاؤس کے استحقاق کو مجروح کر رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ********

جناب سپیکر، معزز ممبر تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ********

جناب سپیکر، معزز ممبر تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ********

جناب سپیکر، یہ ساری باتیں کارروائی کا حصہ نہیں ہیں۔ جناب ظفر علی شاہ صاحب۔

پنجاب اسمبلی کے اجلاس کو قبل از وقت غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کرنا

سید ظفر علی شاہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی کے بجٹ اجلاس کے پروگرام اور ایجنڈے کے مطابق اسمبلی کی کارروائی 16 نومبر 1993 تک چلنی تھی اور 16 نومبر 1993ء کا دن پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا۔ 15 نومبر کو اسمبلی کی کارروائی کے دوران میں نے ایوان میں یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ آج گورنر صاحب پنجاب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیں گے۔ جس پر جناب سپیکر کے کہنے پر وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہمیں کیا پتہ ہے کہ گورنر صاحب کیا کریں گے۔ جس پر میں نے وزیر قانون صاحب سے معزز ایوان میں وضاحت دینے کو کہا تھا کہ وہ ایوان میں یہ کہہ دیں کہ انہوں نے گورنر صاحب پنجاب کو 15 نومبر کو اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

کرنے کے لیے نہیں لکھا جس پر وزیر قانون صاحب اس بات کو گول کر گئے اور بالآخر میرا خدشہ درست ثابت ہوا۔ اس طرح حکومت نے سازشاً حزب اختلاف کو 16 نومبر کی کارروائی میں حصہ نہ لینے دیا جو کہ پرائیویٹ ممبرز کے لیے مختص تھا اور معزز اراکین کو ان کے حق سے محروم کر دیا اور ایک روز قبل اجلاس ملتوی کر دیا۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس پر میری statement یہ ہے کہ مجھے یہ سمجھ آج تک نہیں آئی کہ حکومتی بنچز اپوزیشن سے، پرائیویٹ ممبرز ڈے سے، سوالات سے، privilege motions سے، adjournment motions سے گھبراتے کیوں ہیں؟ یہ بات آج تک عام شہری کی سمجھ میں بھی نہیں آئی ہمیشہ اس کو غلط طریقے سے debate کیا جاتا ہے اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنا دیا جاتا ہے۔ اب میں استحقاق کے بارے میں بات کر رہا ہوں کہ 16 نومبر تک کا ایجنڈا جاری کر دیا گیا 16 نومبر کے بارے میں ہمیں پتہ چلا کہ 15 نومبر کو یہ اجلاس ملتوی کر دیا جائے گا گورنر صاحب کبھی اپنے آپ اجلاس ملتوی نہیں کرتے۔ حکومت، وزیر قانون اور محکمہ قانون ان کو سمری بھیجتا ہے اس پر وہ دستخط کر دیتے ہیں کہ جی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ جناب والا! مجھے یہ سمجھ نہیں لگی کہ سرکاری کارروائی کے لیے کارروائی خواہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری ہو ایوان کا اجلاس پنجاب کے معاملات کے لیے پنجاب کے عوام کے حقوق کے لیے بلایا جاتا ہے اور یہاں پر جو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوتا ہے اور جو حزب اختلاف کے اراکین ہیں انہوں نے کوئی ذاتی بات نہیں کرنی ہم نے تو عوام کے حقوق کی بات کرنی ہوتی ہے۔ اگر عوام کے حقوق کو کچلنے کے لیے ایسا کرنا ہی ہے تو وہ کب تک بچیں گے وہ کس کس ڈے سے بچیں گے۔ جناب والا! اس کا بہترین طریقہ یہی ہے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ حکومتی جماعت میں جو ان کے پڑوس کے باقی ہیں میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا وہی ان کے لیے کافی ہیں ہماری حزب اختلاف کا جو wing ہے اور میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں یہ مخالفت برائے مخالفت کے لیے نہیں ہے لیکن ہم ہر اس بات کے لیے آواز اٹھائیں گے اور یہ تحاریک استحقاق میں بھی اور تحاریک التوائے کار میں بھی آواز اٹھائیں گے اگر عوام کے حقوق کو کچلنے یا دبانے کی کوئی بات کی جائے گی اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ اس بات کو سنجیدگی سے لیا جائے۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر۔۔۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا ********

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا یہ جہالت کی انتہا ہے کہ وکیل ہو کر بھی اس طرح کی تحریک استحقاق پیش کی جائے۔

جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آیا ایک منسٹر کو اس کے official act جو کہ under oath ہو disclose کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، کیا کیا جا سکتا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، کیا کسی منسٹر کو اس کا official act disclose کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے جبکہ اس سے secrecy کا oath لیا ہوا ہے۔ جناب والا! یہ میرا سادہ سا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جی میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں۔ میں نے جاہلوں سے اس کا جواب نہیں مانگا۔

جناب سپیکر، آپ نے سوال کیا تھا میں اس کی ذرا وضاحت چاہتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، ******

جناب سپیکر، یہ غلط بات ہے۔ لہذا میں حکم دیتا ہوں کہ انہیں کارروائی سے حذف کیا جائے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! حذف کرنے کے علاوہ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، بھئی بہت اچھے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ معزز ممبر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ official secret act ہے تو جناب والا! میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ official secret act ہے کہ 16 نومبر تک کا ایجنڈا دے دیا جاتا ہے اور اس میں پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اسے kill کرنے کے لیے وہ ایک سمری بھیج دیتے ہیں اور جب یہاں ایوان میں پوچھا جاتا ہے تو وہ ہمیں جواب ہی نہیں دیتے۔ جناب والا! یہ کوئی official secret act کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں چیف منسٹر رہا ہوں اور میں اپنے تجربے سے کہتا ہوں کہ جب تک اوپر سے آرڈر نہیں آ جاتے اس وقت تک تو وہ secret تصور ہوتی ہے۔ آپ اگر یہ سوال کریں کہ ہمیں جایا

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جانے کہ آپ نے کیا سمری بھیجی ہے تو اس کا جواب یہی ہو گا کہ "نہیں بتایا جا سکتا۔"

سید ظفر علی شاہ، جناب! میں نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ کیا سمری بھیجی ہے۔ میرا تو ایک specific question تھا کہ کیا 16 نومبر جس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اس سے پہلے اجلاس prorogue کیا جا رہا ہے۔ یہ میرا سوال تھا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون کو اس کی وضاحت کرنے دیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وصی ظفر صاحب نے ایک لفظ استعمال کیا ہے کہ *** تو جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ یہ فرما دیتے کہ ناواقفیت کی انتہا ہے یا ان کی معلومات میں اضافہ نہیں ہے تو یہ لفظ صحیح تھا۔ *** کا لفظ کارروائی سے حذف ہونا چاہیے۔ جناب یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! *** غیر پارلیمانی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب! جہالت اور * میں فرق ہے۔ * تاریخ کا ایک زمانہ ہے جو قبل از اسلام سے تعلق رکھتا ہے البتہ جہالت ہمارے زمانے میں بھی کافی پائی جاتی ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نہایت ادب سے عرض کروں گا۔ سنا ہے کہ جناب وصی ظفر صاحب ہائی کورٹ کے جج بن رہے ہیں۔ تو جناب والا! اگر یہ جج بن گئے تو یہی حال ہو گا۔ ****

جناب سپیکر، یہ غلط بات ہے۔ آپ ایوان کا ماحول خراب کر رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ***

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی گفتگو اور جناب آفریدی صاحب کی گفتگو دونوں حذف کی جاتی ہیں۔ اور خصوصی طور پر میں یہ آپ پر واضح کرنا چاہتا ہوں--- نہیں آپ میری بات سنیں---نہیں کوئی جواب نہیں ہے اسے حذف کر دیا گیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ میری طرف اشارہ کریں---آپ میرے ساتھ بات کریں---یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ---آفریدی صاحب! یہ گفتگو کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں تمام اراکین سے کہتا ہوں---آپ

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

تشریف رکھیں میں بات کر رہا ہوں---میں بات کر رہا ہوں---وصی ظفر صاحب میں بات کر رہا ہوں--- میری بات سنی جائے۔ یہ جو ممبرحضرات ایک دوسرے کی طرف اشارے کر کے براہ راست گفتگو کرتے ہیں یہ ایوان کے آداب کے خلاف ہے اگر کسی نے کوئی اشارہ کرنا ہے یا اشارہ بازی بھی کرنی ہے تو صرف میرا یہ حق ہے کہ آپ میرے ساتھ اشارہ بازی کریں کسی اور کے ساتھ یہ آپ کا تعلق نہیں ہے میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada: Mr. Speaker Sir, since yesterday a lot of time of this House is being wasted by giving frivolous arguments, and the chief culprit is the gentleman who is sitting over there. . interruption. . I don't knwo his name Sir.

جناب سپیکر، آپ نے پھر ادھر اشارہ کیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ ہمیشہ انگریزی ہی بولتے ہیں لہذا ان کو سینٹ کا ممبر ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے انہیں فلور دیا ہے آپ ان کی بات سنیں۔ وصی ظفر صاحب۔ آپ تشریف رکھیں ---وصی ظفر صاحب۔ خدا کے لیے آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی گفتگو پر کنٹرول کریں---وصی ظفر صاحب---وصی ظفر صاحب--- آپ تشریف رکھیں --- آپ تشریف رکھیں---جناب تاج محمد خانزادہ۔

جناب تاج محمد خانزادہ، Sir, if my word...

جناب سپیکر، آپ اشارے مت کریں یہ غلط بات ہے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada: Sir, if my words are unparliamentary I withdraw those words. I do not wish to hurt him, but I only wish to point to this House that this is a legislature and this is a House of morality to set examples and precedents for the future, if you are going to convert this House into a fish market by passing undue and immoral remarks against each other I am afraid it

can function uninterrupted. If the word "stupid" is not unparliamentary it is time to call the Seargent-at-Arms into the House.

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! تاج محمد خانزادہ صاحب تو انگریزی کے سوا تو بات ہی نہیں کر سکتے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ سے دو تین باتیں کہی جاتی ہیں۔ آپ بہت معزز وکیل ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر، میری بات سنیے۔۔۔میری بات سنیے آپ بہت معزز وکیل ہیں۔ آپ اس اسمبلی کے بہت پرانے رکن ہیں۔ آپ نے ہم نے سب نے سیکھنا ہے آپ جو کچھ سکھا رہے ہیں اس پر آپ خود بھی ایک نظر ڈالیے۔ جی خانزادہ صاحب۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, we will bow to all his proper orders. I would say proper orders not 'request', bow to all his proper orders, but the decorum of this House must be maintained at all costs It is the collective responsibility of both the opposition and the Treasury Benches to see that norms of descency and decorum of parliamentary system is not disturbed in this biggest Province of the country If he is leader of the House then he can defend all the members of the Treasury Benches. I have noticed that he stands up every time when an unparliamentary word is used The words used 'keh koora hai' I think these words should not have been used for the honourable Minister Ch Muhammad Farooq. If such words have been used then it is for him to object and ask the concerned member to apologise for those unparliamentary words.

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ چودھری محمد شاہ نواز چیمہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ فاضل رکن نے انگریزی میں بولنے کی اجازت نہیں لی۔ کیا کوئی ممبر پرانے حکم رانوں والی زبان بولیں تو اس کو اجازت کی ضرورت نہیں اور جو اپنی مادری زبان میں بات کرنا چاہتا ہے اس کو اجازت لینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر، آپ کو بھی اجازت کی ضرورت ہے اور انہیں بھی اجازت کی ضرورت ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر 176 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی رکن تقریر کرتے وقت ایسے کوئی الفاظ زبان سے نہیں نکالے گا جو غدارانہ یا توہین آمیز یا غیر پارلیمانی ہوں اور نہ دل آزار کلمات ہی ادا کرے گا۔ جناب والا! محترم وصی ظفر صاحب نے "جاہلیت کی انتہا" کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور اس کا آپ نے نوٹس لیا ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے اور جناب وصی ظفر اور تمام ارکان کو اس قاعدہ کے حوالے سے یہ بتایا جائے کہ یہاں توہین آمیز کلمات ادا کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور اگر کوئی رکن آپ کی بار بار تنبیہ کے باوجود ایسا کرتا ہے تو آپ کو حق ہے کہ اسمبلی کی اس کارروائی میں حصہ لینے سے روک دیں اور انہیں ایک دن کے لیے کم از کم باہر نکال دیں۔ لہذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ جاہلیت کے لفظ کو خارج کرنے کا حکم صادر فرمائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! ذاتی نکتہ وضاحت' بار بار میرا نام لیا جا رہا ہے۔ جناب ملاحظہ فرمائیں کہ میں ایک valid point پہ اٹھنے والا تھا کہ ظفر علی شاہ صاحب نے فرمایا "پورس کا ہاتھی"۔ جب بھی پہل ہوئی تو ادھر سے ہوئی۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہم پہل کر کے پھر جواب سنیں گے نہیں تو پھر میں یہ عرض کروں گا کہ جیسی بات کریں گے ویسا وہ جواب سننے کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ میں نے پہل قطعاً نہیں کی۔ بلاوجہ ظفر علی شاہ صاحب نے کہہ دیا "پورس کا ہاتھی" اور میں نے جاہلیت کہہ دیا۔ اور میں نے جواباً کہا۔ میرا کوئی ارادہ نہیں تھا جب میں کھڑا ہوا۔ پورس کا ہاتھی کے الفاظ سن کے میں نے ویسے ہی جواب دے دیا۔ فاضل ممبر بیٹھے ہیں' ان سے پوچھیں' انہوں نے پہلے بوڑھا کہا' پھر وعدہ خلاف کہا اور سات دفعہ وعدہ خلاف repeat کیا۔ جب انہوں نے ایسا کہا تو میں نے بھی ویسا ہی سوال کر دیا۔ یا تو ہماری طرف سے پہل ہوئی ہو۔ ہم نے ابتدا کی ہو' ہم نے ان کی شان میں کوئی گستاخی کی ہو۔ وہ بھی اٹھے انہوں نے بھی ایسا کہہ دیا۔ جیسے انہوں نے کہا ویسے میں نے بھی ان کو کہہ دیا۔ اگر وہ توقع کرتے ہیں کہ وہ کہتے جائیں گے اور ہم صرف سننے کے لیے بیٹھے ہیں تو ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہیں گے ویسا سنتے جائیں گے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں کافی دیر سے دیکھ رہا تھا کہ ہر آدمی پوائنٹ آف آرڈر پہ اپنی خاصی تقریر کر رہا ہے اور اپنے مطلب کی باتیں کہہ رہا ہے تو میں پوائنٹ آف آرڈر پہ

اپنی تحریک استحقاق پیش کر رہا ہوں۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ (شور و غوغا) ابھی قاضی نہیں آیا۔ I call the House to order. میری طرف توجہ دیجیے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ بار بار کی تاکید کے باوجود ہاؤس کا کھلنڈرا پن' غیر سنجیدگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ کسی کے لیے بھی نہ اس اپوزیشن کے لیے کہ جس نے یہ اجلاس ایک سنجیدہ موضوع پر بحث کرنے کے لیے بلایا ہے اور اس کو زیب دیتی ہے اور نہ حکمران پارٹی کے اراکین کو زیب دیتی ہے جنہوں نے اپنے لوگوں سے اور اپنے ووٹروں سے ترقی اور تعمیر کے اور قانون سازی کے وعدے کیے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر آپ دوستوں نے ایوان کو اس طرح چلانا ہے تو پھر ایک وقت ہی آسکتا ہے۔ جب وہ لوگ آپ کو جہاں آپ شاید جانا نہیں چاہتے وہاں بھیج دیں اور یہ اسمبلیاں پھر ایک مرتبہ بند ہو جائیں۔

ایک معزز رکن، اللہ رحم کرے۔

جناب سپیکر، اللہ ان پر رحم کرے گا جو سب سے پہلے اپنے اوپر رحم کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اللہ ان کی مدد کرے گا جو سب سے پہلے اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ آپ جس رویے سے چل رہے ہیں۔۔ (مداخلت) میری بات سنی جائے۔ آپ کا جو رویہ ہے یہ آپ کے اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ اگر آپ اس ملک میں جمہوریت کو چلتا دیکھنا چاہتے ہیں تو خدارا' اپنے جذبات پر' نہ صرف اپنے جذبات' بلکہ اپنی زبانوں پر بھی آپ کو قابو رکھنا ہوگا۔ اگر آپ جو اس صوبے کے جو سب سے بڑا صوبہ ہے' جو جرمنی اور فرانس سے بڑا ہے اس صوبے کے معزز رکن ہوتے ہوئے اگر آپ یہ رویہ اپنائیں گے تو اس ملک کا عام آدمی کیسے ایک دوسرے سے دست و گریبان نہیں ہوگا۔ خدا کے لیے میرا یہ منصب نہیں ہے کہ میں بار بار اس طرح کے وعظ کروں۔ لیکن آپ کے اپنے فائدے میں ہے کہ آپ ازراہ کرم اس ایوان کو سنجیدگی سے چلنے دیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ جناب ظفر علی شاہ صاحب! "*" کا لفظ کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے اور "***" کے الفاظ بھی میں نے حذف کر دیے تھے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، *****

جناب سپیکر، میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ مہربانی کرکے بیٹھ جائیں میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

(قطع کلامیاں)

مہر سعید احمد ظفر پڈھیار، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سعید احمد ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

مہر سعید احمد ظفر، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز بھائی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اسمبلی کے اجلاس' اس ہاؤس میں انھوں نے اتنے نازیبا الفاظ کا استعمال کرنا ہے تو بہتر ہو گا کہ وہ اس کے لیے کوئی اور فورم استعمال کریں۔ جناب والا! کسی پر ذاتی حملہ کرنا کسی صورت میں بھی اس معزز ایوان کے معزز رکن کو زیب نہیں دیتا۔ اور میری یہ گزارش ہے کہ اگر ان کے کسی عزیز کے خلاف کوئی پرچہ درج ہوا ہے تو اس کے لیے محکمہ پولیس موجود ہے جو کہ تفتیش کرتا ہے اور آخر کار ایک نتیجے پر پہنچتا ہے اور جہاں تک اس بد زبانی کا تعلق ہے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ بد زبانی کی نہ بات کریں جہاں تک اس کے مسئلے کا تعلق ہے وہ نپٹا دیا گیا ہے۔

مہر سعید احمد ظفر، جناب والا! انھوں نے ہمارے ایک وزیر کے بارے میں انتہائی غیر پارلیمانی اور انتہائی غیر مہذب زبان استعمال کی ہے لہذا اسے کارروائی سے حذف کیا جائے اور فاضل رکن سے بھی میں یہ گزارش کروں گا اگر ان میں اتنا جذبہ نہیں ہے کہ وہ اپنے کہے ہوئے الفاظ پر نادم ہوں تو وہ آئندہ کے لیے کم از کم ازراہ کرم محتاط رہیں۔

جناب سپیکر، مہر سعید احمد ظفر صاحب شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ یہ جو گزشتہ پوائنٹ آف آرڈر پر انھوں نے تقریر کی ہے میں اسے مکمل طور پر کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ لہذا اب اس بات کو ختم کرتے ہیں بہت وقت ہوتا جا رہا ہے۔ جی جناب ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں نے تحریک استحقاق پیش کر دی تھی اب وزیر قانون صاحب نے اس پر جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر، کیا شاہ صاحب کی تحریک استحقاق پر وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سردار غلام عباس خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار غلام عباس خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز وزیر

کے خلاف انھوں نے جو ریمارکس دیے ہیں اس پر ان کو ہاؤس میں معافی مانگنی پڑے گی اور میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے یہ الفاظ واپس لیں اور معافی مانگیں۔

جناب سپیکر، میں نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے ہیں۔

سردار غلام عباس خان، جناب سپیکر! ان کو یہ الفاظ حذف ہونے سے پہلے معافی مانگنی چاہیے تھی۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے وہ الفاظ نہیں سنے اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو میں ایسا کرتا وہ اپنی تقریر جوش میں کر رہے تھے اور میرا خیال ہے کہ یہ الفاظ کسی نے بھی نہیں سنے۔

سردار غلام عباس خان، جناب سپیکر! جوش میں ہوش کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، جی آپ بجا فرما رہے ہیں بہت ضرورت ہوتی ہے لہذا اب آپ تشریف رکھیں۔ جناب وزیر موصوف آپ سید ظفر علی شاہ صاحب کی تحریک استحقاق پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق پر یقیناً کچھ نہ کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سے پہلے دو فقروں میں یہ عرض کروں گا کہ ایوان میں ہم اپنی تقریروں کے الفاظ سے جو تصویر بنا رہے ہیں' الفاظ کے ان جملوں سے ہم عوام کو اور پریس والوں کو متاثر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں میرے خیال میں اس سے ایوان کے فاضل ممبران کی اپنی تصویر مسخ ہو رہی ہے اگر ہمارے معزز ارکان جھلکیوں کے لیے اس قسم کی باتیں کرتے رہیں گے تو اس سے اس ایوان کے وقار میں قطعی طور پر اضافہ نہیں ہوگا اور نہ ہی اس طرح ہم ایوان کے اندر پنجاب اسمبلی کے وقار کو بہتر بنا سکتے ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ خدا رہ عوام کے مینڈیٹ کا احترام کریں اور ہمیں اپنے رویے کا احساس کرنا چاہیے کیونکہ ہم اس قسم کے جملوں سے قطعی طور پر زیادہ قابل احترام نہیں بنیں گے۔ جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے۔۔۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ کا جو جنرل لیکچر تھا' آپ نے بہت خوبصورت باتیں کہہ دی ہیں تمام ممبران نے وہ باتیں سن لی ہیں اور پریس نے بھی سن لی ہیں لہذا اب وزیر موصوف تحریک استحقاق کے جواب میں وضاحت کریں کسی اور بارے میں بات نہ کریں۔

جناب سپیکر، وہ کرنے لگے ہیں آپ عین اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے جب وہ تحریک استحقاق پر بات کرنے لگے تھے۔ جی وزیر قانون صاحب آپ فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ظفر علی شاہ صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں وہ خود یہ بات فرماتے ہیں کہ انھوں نے اس روز پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اور اس پوائنٹ آف آرڈر پر جناب سپیکر نے بھی رولنگ دی تھی اور جو کچھ ان کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں مجھے کہا گیا اور پھر اس پر میں نے جو بات کہی اسے انھوں نے تھوڑے سے ردو بدل کے ساتھ تحریک استحقاق میں بیان کیا ہے۔ اور انھوں نے اس تحریک استحقاق کی بنیاد یہ بنائی ہے کہ انھوں نے مجھ سے پوچھا " آیا ہم نے اسمبلی کا اجلاس prorogue کرنے کے لیے گورنر کو کوئی سمری بھجوائی ہے یا نہیں" اور آیا آج اجلاس prorogue کیا جا رہا ہے یا نہیں کیا جا رہا۔ اور میں ان کی اس بات کو گول کر گیا۔ دوسری بات شاہ صاحب نے اپنی تحریک استحقاق میں یہ کہی ہے کہ ایجنڈے میں تبدیلی کی گئی۔ جناب سپیکر! جہاں تک ایجنڈے میں تبدیلی کا تعلق ہے ہمیشہ سے اسمبلی اور ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ حکومت ایجنڈے میں مناسب وقت پر بزنس کے لیے تبدیلی کیا کرتی ہے۔ اور یہ ہوا کرتی ہے اس لیے کوئی ایسی بات خلاف ضابطہ نہ کی گئی ہے اور ایجنڈے میں جو تبدیلی کی گئی وہ ساری کی ساری حسب ضابطہ ہوئی اور پھر ایوان میں تبدیل شدہ ایجنڈا بھی رکھا گیا تھا۔ جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ میں نے ان کی بات گول کر دی جناب سپیکر میرا یہ فرض منصبی ہے کہ اگر ہمارے محکمے کے ذریعے سے کوئی سمری جناب وزیر اعلیٰ کو بھجوائی جاتی ہے یا سمری کو وہاں سے گورنر صاحب کی طرف جانا ہوتا ہے تو اس معاملے میں ہم جواب دہ نہیں ہیں اور آئین کے حوالے سے بھی اس کی جواب دہی نہیں ہے۔ جناب سپیکر! یہ حکومت کا internal معاملہ ہے کہ کوئی وزیر اپنے محکمے کے کسی مخصوص معاملے کے بارے میں اگر سمری وزیراعلیٰ کو بھیجتے ہیں یا اس سمری کو اگر گورنر صاحب کو جانا ہوتا ہے تو جب تک internal affair چل رہا ہے اور اس پر جب تک فیصلہ نہیں ہو جاتا' مجاز اتھارٹی اس پر کچھ لکھ نہیں دیتی تو اس سے پہلے کوئی بھی وزیر اپنے فرض منصبی کی بنیاد پر اور اس حلف کی بنیاد پر جو وہ وزیر بنتے وقت اٹھاتا ہے چونکہ وہاں پر وہ اقرار کرتا ہے کہ میں کوئی ایسا راز افشا نہیں کروں گا جس کی میرے فرائض منصبی اجازت نہیں دیتے۔ اور پھر یہاں پر انھوں نے یہ کہا ہے کہ شاید ہم نے پرائیویٹ ممبرز ڈے سے بچنے کے لیے اسمبلی prorogue کی اور کہتے ہیں کہ حکومت پرائیویٹ ممبر ڈے سے بچنا چاہتی

ہے اور گریز کرتی ہے میں تمام فاضل ممبران سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت' ہماری حکومت پرائیویٹ ممبرز ڈے سے نہ بچنا چاہتی ہے نہ گریز کرنا چاہتی ہے بلکہ پرائیویٹ ممبرز ڈیز کے دوران ہم انشاء اللہ ایسی نئی روایات قائم کریں گے کہ فاضل ممبران اسمبلی خواہ وہ اپوزیشن کی طرف سے ہوں ان کے بھی جو جائز معاملات پرائیویٹ ممبرز ڈے کے حوالے سے وہ خواہ موشنز کے حوالے سے ہوں' خواہ بلز کے حوالے سے اور خواہ ریزولیوشن کے حوالے سے ہوں یا کوئی اور ایسی کارروائی جو وہ ایوان کے حوالے سے مکمل کروانا چاہتے ہوں ہم انشاء اللہ پرائیویٹ ممبرز ڈے میں ان کو اس کے لیے بھرپور مواقع فراہم کریں گے۔ اور حکومت میں کسی لحاظ سے بھی کوئی ایسی کمزوری نہیں پائی جاتی کہ ہم پرائیویٹ ممبرز ڈے سے گریز کریں۔ جہاں تک اسمبلی سیشن کو prorogue کرنے کا تعلق ہے جناب والا! آپ آئین کے آرٹیکل 109 کو ملاحظہ فرمائیں اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ:

"The Governor may from time to time-

(a) summon the Provincial Assembly to meet at such time and place as the thinks fit; and

(b) prorogue the Provincial Assembly "

تو یہ گورنر کا اختیار ہے اور اگر آپ آئین کے آرٹیکل 105 کو ساتھ ملا کر اسے پڑھیں تو وہاں پر بھی واضح طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ۔۔

"Subject to the Constitution , in the performance of his functions , the Governor shall act in accordance with the advice of the Cabinet , Chief Minister or appropriate Minister;Provided that the Governor may require the Cabinet to reconsider such advice , whether generally or otherwise , and the Governor shall act in accordance with the advice tendered after such re-consideration."

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! شاہ صاحب کی تحریک گورنر کے اختیارات کو چیلنج کرنے کے لیے نہیں تھی بلکہ انہوں نے وزیر صاحب سے پوچھا کہ آیا سیشن prorogue کر رہے ہیں یا

اس بارے میں گورنر صاحب کو کوئی advise بھیجی ہے یا نہیں؟ بات تو صرف اتنی تھی۔

جناب سپیکر، اس کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ جو کچھ بھی سمری کے ذریعے جاتا ہے سمری کو disclose نہیں کیا جاتا اور اس پر واضح طور پر جو پوائنٹ آف آرڈر raise کیا گیا تھا اس کو reject کر دیا گیا تھا اور جو چیز ایک دفعہ reject ہو جائے کارروائی آگے بڑھ جائے تو اصولاً اسے دوبارہ نہیں لایا جا سکتا۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ کی اجازت سے وزیر موصوف نے آئین کا حوالہ دیا ہے اور سمری اور secret act پر زیادہ زور دیا ہے۔ انہوں نے ابھی ایک آرٹیکل بھی پڑھا ہے اگر یہ گورنمنٹ پنجاب کے رولز آف بزنس پڑھ لیں تو ان پر بات مزید واضح ہو جائے گی کہ ہر بات کی گورنر صاحب کو سمری بھیجی جاتی ہے even prorogation کی بھی' سمری بھیجی جاتی ہے۔ اگر وزیر قانون صاحب نے نہیں پڑھا تو ابھی منگوا کر پڑھ لیں رہی بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ secret act میں آتی ہے۔ جناب والا اب 1993ء ہے اب تو منتخب ممبران وزیراعظم سے یہ بھی پوچھ رہے ہیں کہ آپ کی نیو کلیئر پالیسی کیا ہے اس سے بڑا secret act اور کیا ہو سکتا ہے secret mission کیا ہو سکتا ہے منتخب ممبر کو یہ پوچھنے کا اختیار بھی ہے کہ آیا وہ اس کو role back کر رہے ہیں یا نہیں اور یہ ہمیں اسمبلی کے اجلاس کے بارے میں بھی بتانے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ اسے prorogue کیا جا رہا ہے یا نہیں اس طرح یہ حق نہیں دیا جا سکتا۔

جناب سپیکر، جب تک قانون قانون ہے اور اس کی جگہ آپ ایک نیا قانون نہیں لے آتے اس وقت تک اس کے مطابق چلنا مجبوری ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! کسی جگہ پر بھی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، پابندی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، ابھی آپ نے کچھ کہنا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! مجھے اسی لیے کچھ کہنا ہے کہ آئین کا رولز کا محض کسی ایک فاضل ممبر کی دانست اور سوچ کے مطابق ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اگر ایک سمری وزیراعلیٰ کے پاس گئی اور گورنر کے

پاس گئی ہے اگر اس پر فیصلہ ہی نہیں ہوا کہ آج سیشن prorogue ہونا ہے تو میں کیسے inform کر سکتا ہوں کہ سیشن آج prorogue ہو جانا ہے سمری وزیراعلیٰ کے پاس گئی ہے اور وہ آگے گورنر کو نہیں بھیجتے یا گورنر صاحب اسے re-consider کرنے کے لیے واپس بھیج دیتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ سیشن آگے بھی چل سکتا ہے تو یہ گورنر کا اختیار تھا اور جب internal affairs چل رہے ہوتے ہیں اور جب تک ان پر فیصلہ نہیں ہو جاتا تو میں ایوان میں اس انداز میں جواب نہیں دے سکتا میں جو جواب دوں گا وہ میری commitment ہو گی جب تک internal affairs پر فیصلہ نہ ہوجانے میں بطور وزیر ان کو ایوان کے سامنے نہیں لا سکتا اور جناب والا! یہ اسمبلی کی کارروائی اس کے فیصلے اور یہ معاملات جب گزر جائیں تو اگر انہوں نے آنے روز ایک تحریک استحقاق کے ذریعے انہیں اٹھانا ہے تو یہ ایک نئی اور منفرد روایت ہے اور اگر یہ اسمبلی کے رولز کا حوالہ دیتے ہیں آپ اسمبلی کے رول 203 کو ملاحظہ فرمائیے یہ قطعی طور پر questionable نہیں ہے جو تحریک استحقاق انہوں نے یہاں کی ہے اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق خلاف ضابطہ ہے یہ قابل پذیرائی نہیں ہے شکریہ۔

جناب سپیکر، تحریک کو خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحاریک استحقاق کے لیے بہت وقت ہو چکا ہے اب تحاریک ہائے التوائے کار۔۔۔

جناب امتیاز احمد، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے براہ کرم اس کو آوٹ آف ٹرن لیا جائے۔ میرے لیے وہ انتہائی اہم مسئلہ ہے میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ مجھے تحریک پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر، فی الحال تو اس کا وقت گزر چکا ہے اگر آپ یہ بات شروع میں کرتے تو میں اس کو consider کر لیتا اب اس کا وقت گزر گیا ہے آپ مجھے میرے چیمبر میں ملیے میں دیکھوں گا۔

جناب امتیاز احمد، جناب والا! میں نے آپ سے کہا تھا۔

جناب سپیکر، آپ نے باقاعدہ نہیں کہا "ضمناً" مذاق میں آپ نے کہا جیسے اٹھ کر باتیں کرتے رہتے ہیں۔

جناب امتیاز احمد، جناب والا! یہ میرے لیے انتہائی اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، آپ میرے چیمبر میں آئیے میں تحریک دیکھوں گا ابھی تک تو میں نے دیکھی بھی

نہیں کہ کونسی تحریک ہے۔ جی میاں صاحب۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک نہایت ہی اہمیت عامہ کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لانے۔۔۔

وزیر قانون، جناب والا! ہونے والے واقعات کے بارے میں بھی اگر معاملات اسمبلی میں اٹھائیں گے تو۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں ہونے والے سے مراد ہے کہ ہوا ہے۔

وزیر قانون، وہ کہتے ہیں کہ ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں انہوں نے ویسے کہا ہے جی فرمائیے۔

میاں معراج دین، جناب والا! میں نے ہونے والے کا کہا ہے لاء منسٹر صاحب اپنے لیے تو۔۔۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وہ کس پہ کھڑے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! کسی بھی شخص کو پوائنٹ آف آرڈر پہ تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تین گھنٹے سے اس ایوان میں ہمارا استحقاق مجروح کیا اگر میں یہ چاہوں کہ میں غیر قانونی طور پر احتجاج کرتے ہوئے کسی کو بھی کارروائی کرنے کی اجازت نہ دوں تو میرا یہ حق بنتا ہے ہماری تحریک استحقاق تھی اس کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی تین گھنٹے تک ہر شخص نے پوائنٹ آف آرڈر پہ اپنی تقریر کی ہے۔ آخر ایسا کیوں کیا گیا ہے اب ایک آدمی اٹھے ہیں اور حال ہی وقوع پذیر ہونے والے مسئلے پر تحریک استحقاق پڑھنی شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر، ابھی انہوں نے بات شروع کی ہے۔۔۔

چودھری اصغر علی گجر، نہیں تو پہلے میں اپنی بات شروع کرتا ہوں آپ اس کو سن لیں پھر جو بھی آپ فیصلہ دیں کیوں کہ یہاں پر ایسا ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر، گجر صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں' میاں صاحب! آپ یہ بات کل لے آئیے کیونکہ اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں معراج دین، جناب والا! میں تو تحریک التوائے کار پیش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، میری بات سنیئے' تحریک التوائے کار کو نمبر لگے ہوئے ہیں آپ یہ درخواست کر سکتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ ایک انتہائی افسوس ناک واقعہ ہوا ہے جس میں گیارہ افراد جاں بحق ہوگئے ہیں اس پر اسمبلی کو فوری طور پر نوٹس لینا چاہیے اور اس تحریک التوائے کار کو آوٹ آف ٹرن زیر غور لے آئیں تو میرے خیال میں سارا ہاؤس اس کی تائید کرے گا یہ تحریک استحقاق نہیں ہے تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر، تو پھر ٹھیک طریقے سے کہیے نا۔ یہ وقت تحاریک التوائے کار کے لیے ہے اس کے لیے آدھ گھنٹہ مختص ہے اور چونکہ آپ نے مجھ سے بات' کی تھی کہ لاہور میں ایک اہم واقعہ ہوا ہے آپ اس پہ بات کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں بات کیجیے۔

میاں معراج دین، شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایک ایسے سانحہ پہ بات کرنے کی اجازت دی ہے جس پہ تمام لاہور کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں جناب والا! میری اطلاع کے مطابق۔۔۔

وزیر قانون، جناب والا! تحریک کا نمبر تو پڑھ لیا جائے تاکہ ہمیں بھی پتہ چل جائے کہ کون سی تحریک ہے۔

جناب سپیکر، انہوں نے ابھی یہ تحریک ہاؤس میں رکھی ہے اور چونکہ لاہور میں ایک اہم واقعہ ہوا اس لیے میں نے انہیں اجازت دی ہے کہ وہ اس پر بات کریں اور میں ان سے گزارش کروں گا کہ آپ اس کو باقاعدہ written form میں لے آئیں اس پر آپ ہاؤس کی توجہ دلا رہے ہیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ ایوان قواعد انضباط کار کے مطابق ہی چلتا ہے۔ ایوان کی مرضی سے آپ رولز کو معطل کر سکتے ہیں لیکن ہر معاملے کے لیے ایک طریقہ کار ہے۔ اس تحریک کی کاپی آپ کے پاس بھی ہونی چاہیے اور اس کی کاپی میرے پاس بھی ہونی چاہیے۔ تحریک استحقاق پر نمبر لگنا چاہیے اس کے بعد یہ لکھی ہوئی تحریک پڑھیں تاکہ اس پر مجھے اگر کوئی جواب دینا پڑتا ہے یا متعلقہ وزیر کو کوئی جواب دینا پڑتا ہے تو وہ اس کے لیے mind make up کر سکے۔ اس کا ابھی نمبر بھی نہیں لگا'

حکومت کے نوٹس میں بھی نہیں ہے تو پھر ہم کس طرح اس تحریک التوائے کار کے بارے میں کچھ کہہ سکتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! وزیر موصوف نے پھر اسے تحریک استحقاق کہا ہے' یہ تحریک استحقاق نہیں ہے بلکہ تحریک التوائے کار ہے۔ جناب کی خدمت میں میاں صاحب نے تحریری طور پر پیش کی ہے اور جناب کو قاعدے کے مطابق یہ اختیار حاصل ہے کہ کسی بھی اہم معاملے کے سلسلے میں کسی بھی تحریک کو کسی وقت زیر بحث لانے کی اجازت دے دیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کے لیے کسی بڑی رپورٹ کی ضرورت ہے کوئی محکمانہ جواب کی ضرورت ہے۔ آپ اسے زیر بحث لائیں اور اگر وزیر قانون و پارلیمانی امور کہیں تو اسے آپ کل تک کے لیے پینڈنگ کر دیں۔ پہلے آپ اسے پڑھنے کی اجازت تو دیں۔

سید خلیل الرحمن چشتی، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ واقعہ کل ہوا ہے اور آج صبح کے اخبارات میں اس کی رپورٹنگ بھی ہوگئی ہے۔ صبح جب نماز پڑھ کر یہ اٹھے ہوں گے انہوں نے اخبار پڑھا ہوگا۔ اسی وقت یہ معاملہ ہاؤس میں لے کر آتے۔ اب ایک بج چکے ہیں اور اب یہ تحریک پیش کر رہے ہیں۔ اتنا اہم معاملہ جو باغبانپورہ میں کل ہوا ہے پھر ایک کیوں بج گیا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس ایوان کی سابقہ روایات یہ رہی ہیں کہ آوٹ آف ٹرن جو بھی تحریک لی جائے اس سلسلے میں ایوان کی رائے لی جاتی ہے۔ آوٹ آف ٹرن تحریک پڑھی جا سکتی ہے۔ جناب سپیکر اس کی اجازت بھی دے سکتے ہیں لیکن اس معاملے کو جناب سپیکر ایوان کے اندر پیش کریں گے کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اسے آوٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ ایوان اس کی اجازت دیتا ہے پھر اسے پڑھا جاتا ہے۔ ایوان کی اجازت کے بغیر تحریک پڑھی نہیں جا سکتی۔ اس لیے پہلے آپ ایوان کی اجازت لیں پھر اسے پڑھا جائے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ لیکن روایات یہی ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ سید تابش الوری

سید تابش الوری، جناب سپیکر! معزز رکن بتائیں کہ کس قاعدے کے تحت ہاؤس کی منظوری ضروری ہے۔ یہ جناب سپیکر کی صوابدید ہے اور اختیار ہے کہ وہ کسی بھی تحریک کو آوٹ آف ٹرن اپنی صوابدید پر زیر بحث لا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے آپ کے فیصلے سے قطعی اختلاف کیا ہی نہیں۔ ایوان کی رائے سے یا آپ کی رائے سے آوٹ آف ٹرن تحریک لے سکتے ہیں مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سید تابش الوری صاحب بے شک لفاظی بہت جانتے ہیں لیکن وہ بار بار نکتہ اعتراض پر آپ سے یہ بات کر رہے ہیں کہ اس تحریک کو آپ بحث کے لیے پیش کریں۔ جناب سپیکر! آپ قواعد انضباط کار کو بالکل علیحدہ نہیں کر سکتے یہ تحریک ابھی پیش ہوئی ہے۔ تحریک کے ایڈمٹ ہونے کے بعد بحث والا سوال آئے گا کہ آیا آپ اسے بحث کے لیے منظور کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اس لیے میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ مجھے اس تحریک کی کاپی فراہم کر دی جائے۔ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے ہم اس فیصلے سے اختلاف نہیں کریں گے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اسے آوٹ آف ٹرن لینا چاہیے تو حکومتی اراکین اس اہم مسئلے سے اختلاف نہیں کریں گے مگر اس کی کاپی تو کم از کم فراہم کر دی جائے۔

جناب سپیکر، میری بات سنیں۔ عام طور پر تحریک استحقاق، تحاریک التوائے کار دونوں کے بارے میں، میں نے یہ نوٹ کیا ہے کہ دونوں کو حالیہ وقوع پذیر معاملے سے متعلق ہونا چاہیے یہ اجلاس اگر پچھلے مہینے ختم ہوا تھا تو اگلے دو دن کے اندر اندر بعض دوستوں نے تحاریک استحقاق بھی پیش کر دیں اور تحاریک التوائے کار بھی پیش کر دیں اور جب نیا اجلاس آتا ہے تو اس وقت تک وہ "حالیہ وقوع پذیر" معاملہ نہیں رہتا۔ کبھی کبھار کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے جو فوری توجہ کا مستحق ہوتا ہے اور اس پر کوئی تحریک التوائے کار آئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر ہاؤس کی رائے سے اگر اسے آوٹ آف ٹرن لے لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور کجا اس کے کہ پرانے واقعات پر ہم بحث کرتے رہیں اور اگر کوئی حالیہ وقوع پذیر واقعہ ہے جیسے یہ لاہور کا واقعہ ہے اس میں قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں اس میں مالی نقصان ہوا ہے، بہرحال میری یہ رائے ہے اور میں ہاؤس کی اجازت کے لیے یہ پیش کرتا ہوں کہ کیا باغبانپورہ لاہور میں جو واقعہ ہوا ہے اور آتش بازی سے جو نقصان ہوا ہے اس پر یہ تحریک التوائے کار آوٹ آف ٹرن پیش کرنے کی ہاؤس اجازت دیتا ہے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر،

اب اس کے بعد جب وہ تحریک پیش کریں گے اس کے لیے جو کہ وہ ابھی پیش ہوئی ہے حکومت سے اس کے لیے وقت لیا جا سکتا ہے۔ جب وہ اس کی وضاحت کرنے کی پوزیشن میں ہوں اس کے

مطابق وقت رکھ لیں۔۔۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ اسے کل پڑھ لیں اور اس دوران ہمیں کاپی فراہم کر دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اگر وہ آج بھی پڑھ دیں گے تو اس میں کوئی حرج نہیں، میں معزز رکن سے گزارش کروں گا کہ آپ پہلے مجھے اس تحریک کی ایک کاپی فراہم کریں۔

میاں معراج دین، جناب والا میں نے آپ کو فراہم کر دی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں مجھے آپ نے صرف اجازت کے لیے کہا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ نے مجھے بھی اس تحریک کی کاپی نہیں دی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون کی خدمت میں صرف یہ گزارش کروں گا اس خصوصی واقعہ کے بارے میں عرض کروں گا کہ۔

رشتہ دیوار و در تیرا بھی ہے میرا بھی ہے
مت جلا یہ گھر یہ گھر تیرا بھی ہے میرا بھی ہے
کل جو ہو گیا ناگہاں زخمی تیرے تیر سے
ان میں ایک نور نظر تیرا بھی ہے اور میرا بھی ہے

جناب سپیکر، بہت اچھے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! محض اس تحریک کا عنوان سن کر حزب اقتدار کے تمام ممبران نے اس تحریک التوائے کار کو پیش کرنے کی حمایت کی ہے اس لیے ہم اس کارروائی کو چلانا چاہتے ہیں اس ایشو پر ہمیں اختلاف نہیں ہے۔

جناب سپیکر، بہت اچھی بات ہے آپ کی بڑی مہربانی۔

وزیر قانون، لیکن جناب سپیکر لکھی ہوئی تحریک کے بغیر ہم اس بات کو کیسے آگے بڑھائیں۔

جناب سپیکر، آپ اطمینان رکھیں جب تک لکھی ہوئی شکل میں تحریک التوائے کار میرے پاس نہیں آتی تو میں اس کو ٹیک اپ نہیں کروں گا۔ جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ایک ہے۔ علی حسن رضا قاضی صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لیے یہ تحریک lapse ہوتی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا نے یہ جو ارشاد فرمایا ہے recent occurence کے بارے میں' اور میں سمجھتا ہوں کہ recent occurence کے بارے میں بہت ہی وزنی بات ہے۔ میں نے ایک تحریک التوائے کار موو کی ہے جس کا تعلق براہ راست وزیراعظم کے اعلان سے ہے اور وفاقی حکومت کے اعلان سے بھی تعلق ہے کہ پنجاب کے ملازمین گریڈ ایک تا پندرہ تک کو ابھی تک ایک ہفتے کی تنخواہ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر، آپ ذرا دیکھیں میں چل رہا ہوں۔ جو تحریک التوائے کار نمبر 2 ہے اور نمبر 3 ہے یہ دونوں تحاریک التوائے کار ایجنڈے سے' جو زیر بحث مسئلہ ہے امن عامہ کا' اس سے تعلق رکھتی ہیں' اور پروسیجر کے مطابق یہ ٹیک اپ نہیں ہوں گی۔ تحریک التوائے کار نمبر 4 یہ صاحب زادہ محمد فضل کریم' ارشد عمران سلہری اور عبدالستار صاحب نے پیش کی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا نکتہ اعتراض۔۔

جناب سپیکر، جی جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میرا نکتہ اعتراض تحریک التوائے کار جس کو آپ نے آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اس کے متعلق ہے۔ کہ تحریک التوائے کار پیش کرنے کا جو طریقہ قواعد و ضوابط کار پنجاب اسمبلی میں درج ہے وہ یہ ہے کہ قاعدہ نمبر 60 کے تحت کسی تحریک کے نوٹس کی تین عدد نقول بر نشست کے آغاز سے کم از کم ایک گھنٹہ پیشتر' جس میں ایسا مسئلہ اٹھانا مقصود ہو' سیکرٹری کو دی جانی چاہییں۔ اور نوٹس موصول ہونے پر سیکرٹری نوٹس کو سپیکر اور متعلقہ وزیر کے علم میں لائے گا۔ جناب والا! ابھی تک اس قاعدہ کے تحت کارروائی نہ ہوئی ہے۔ جس کے متعلق اسے آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس وقت تک یہ تحریک التوائے کار کہلا ہی نہیں سکتی جب تک کہ آج کی نشست کے شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے جناب سیکرٹری صاحب کو اس تحریک التوائے کار کی تین عدد نقول پیش نہ کی جائیں۔ ایک نقل متعلقہ وزیر تک اور آپ تک نہ پہنچ جائے۔ اس وقت تک اسے تحریک التوائے کار کا درجہ دیا ہی نہیں جا سکتا۔ اور فاضل رکن جنہوں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہی ہے ابھی تک انہوں نے اس کا تحریری نوٹس نہ تو سیکرٹری صاحب کو پیش کیا ہے نہ آپ کو پیش کیا ہے نہ متعلقہ وزیر تک پہنچا ہے۔ اور آپ نے تو

اس کو پیش کرنے کی اجازت بھی دے دی ہے۔ یہ میرا نکتہ اعتراض ہے جناب۔

جناب سپیکر، آپ نے بہت صحیح نکتہ اٹھایا ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میاں معراج دین صاحب پرانے پارلیمنٹیرین ہیں وہ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری ایک تحریک التوائے کار ہے اسے آج آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے۔ جو باغبانپورہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ انہوں نے اس سلسلے میں کوئی بھی کارروائی نہیں کی۔ حتی کہ اس کو الفاظ میں لکھا بھی نہیں۔ پیش ہی نہیں کیا۔ میں نے اس خیال سے کہ لاہور میں ایک واقعہ ہوا ہے اور ایک معزز رکن اس پر ایک تحریک التوائے کار کو آؤٹ آف ٹرن لانا چاہتے ہیں' اس خیال سے کہ یہ recent occurrence کا واقعہ ہے لیکن اسے تحریک التوائے کار بنانے کے لیے جو ضروری لوازمات ہیں وہ بہرحال انہیں پورے کرنے چاہییں۔ اور میں ان سے اب یہ کہتا ہوں چونکہ آج انہوں نے اس کی تکمیل نہیں کی۔ اس لیے وہ کل صبح تک جو بھی کارروائی ہے اس قانون اور قاعدے کے مطابق پوری کر لیں۔ اس کے بعد چونکہ میں اس کا وعدہ کر چکا ہوں کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لے لیں گے تو اسے آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے گا۔ لیکن یہ اس کی پہلے تمام کارروائی قاعدے قانون کے مطابق پوری کریں۔ مجھے حیرت ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھائے بغیر مجھے یہ کہا کہ میں یہ تحریک التوائے کار آؤٹ آف ٹرن لے لوں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! لاہور میں اتنا بڑا سانحہ ہو گیا ہے آپ کا یہ شہر ہے' محلہ جل گیا ہے' جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔ اتنا مالی نقصان ہوا ہے۔ کہ اخباروں میں آج سب سرخیاں یہی لگی ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی سرخی لگی ہوئی ہے کہ کوئی ممبر صوبائی اسمبلی یا کوئی وزیر وہاں نہیں گیا۔ اتنا بڑا نقصان ہونے کے بعد۔ میں آج ادھر سے گورنمنٹ بنچز والوں سے پوچھنا چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ یہ بات تو ان کی طرف سے آنی چاہیے تھی۔

جناب سپیکر، یہ غیر متعلقہ بات ہے آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، یہ آپ کا حلقہ بھی ہے۔ اور میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات تو ان کی

طرف سے آنی چاہیے تھی کہ آج اخباروں میں یہ سرخیاں لگی ہیں کہ کوئی ممبر صوبائی اسمبلی وہاں نہیں گیا۔ کوئی منسٹر وہاں نہیں گیا۔ کسی نے وہاں جا کر دیکھا نہیں۔ پولیس کے متعلق بھی انہوں نے لکھا کہ دو گھنٹے کے بعد گئی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تو آپ کو interest لینا چاہیے تھا جناب والا۔ کہ یہ تو اتنا بڑا نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی نہیں آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر: جناب والا! میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ اس میں ضابطے والی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ تمام ہاؤس کے لیے ایک بہت بڑا افسوس ناک واقعہ ہوا ہے۔ اور جس شہر میں جہاں پر یہ اجلاس ہو رہا ہے وہاں ہوا ہے۔ ہمیں تو اجلاس ہونے سے پہلے ہی یہ بات کرنی چاہیے تھی۔

جناب سپیکر: کرنی چاہیے تھی' کیوں نہیں کی آپ نے؟ کرنی چاہیے تھی کیوں نہیں کی گئی؟ میں نے تو اجازت دی ہے۔ جب آپ نے اس بارے میں کوئی کارروائی ہی نہیں کی تو اپنا قصور مانئے۔

ملک محمد عباس کھوکھر: جناب والا! اب ہم نے کی ہے تو ہمیں ان ضابطوں میں پہنچا دیا گیا ہے۔ ضابطوں میں الجھا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ آپ تشریف رکھیں میں بات کر رہا ہوں۔ I call the House to order یہ عمدہ بیانی ہے۔ میں نے واضح طور پر اس واقعے کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس بات کی اجازت دی کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لیا جائے۔ مگر معزز ممبر نے اس کی ضابطے کی کارروائی ہی نہیں کی تو اس میں میرا کیا قصور ہے' ہاؤس کا کیا قصور ہے۔ ان لوگوں کا کیا قصور ہے۔ اب اس کو ضابطے میں لے آئیے میں نے تو اب بھی اجازت دی ہے۔ کل اس کو سب سے پہلے لے لیں گے۔ جی۔۔

میاں معراج دین: رات کو جس وقت یہ واقعہ ہوا ہے یہاں اسمبلی سیشن تھا' میں سیدھا اپنے حلقے میں گیا ہوں۔ خوش قسمتی سمجھئے یا بدقسمتی کہ آپ کا بھی وہی حلقہ ہے۔ رات کو جس وقت میں وہاں پہنچا ہوں' وہاں دیکھا ہے اور رات کو میں وہاں رہا ہوں۔ اس کے بعد میں صبح پھر وہاں پہنچ گیا ہوں۔ اور وہاں سے ایک جنازہ پڑھ کے سیدھا یہیں آ رہا ہوں۔ میرے پاس وقت نہیں تھا کہ میں تحریک لکھ کر دیتا۔ لیکن میں نے ضابطے کے مطابق آپ سے جا کر درخواست کی کہ جناب والا یہ ایک سانحہ ہو گیا ہے۔ اس

کے لیے میں نے یہ لکھ کر دیا ہے کہ مجھے اجازت دی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مجھے پوری اور مکمل لکھ کر دینی چاہیے لیکن میں نے آپ کو مختصراً یہ لکھ کر دے دیا تھا کہ مجھے اس تحریک کی آؤٹ آف ٹرن اجازت دے دی جائے۔ میرے پاس جو تحریر ہے میں اسے پڑھ کے سنا دوں۔ میں نے یہ لکھا تھا۔

جناب سپیکر، نہیں میاں صاحب۔

میاں معراج دین، میری ایک عرض سن لیجیے پہلے۔

جناب سپیکر، سنیے میاں صاحب' قاعدے سے بات چلے گی۔ آپ کا حلقہ ہے' میرا حلقہ ہے' میں نے بھی چاہا کہ اس پہ بات ہو اور آپ نے بھی چاہا۔ لیکن اگر آپ نے ضابطے کی کارروائی نہیں کی تو اس کو کل ٹیک اپ کر لیتے ہیں آپ اس کی ضابطے کی کارروائی مکمل کر کے مجھے کل اطلاع دے دیجیے کہ کارروائی ہو گئی ہے۔ جی۔

جناب سعید احمد ظفر، جناب والا! ابھی میرے فاضل دوست نے کہا کہ نہ وہاں موقع پر کوئی منسٹر گئے ہیں اور نہ ہی کوئی دوسرے اہل کار گئے ہیں۔ شاید ان کے علم میں یہ بات نہیں تھی۔ میاں صاحب وہاں موجود تھے' میں اور وزیراعلیٰ پنجاب' ہم وہاں موقع پر گئے اور ہم نے وہاں پر سارے معاملات کو دیکھا اور وہاں پر اقدامات کیے' لوگوں کی امداد کے لیے چیف منسٹر صاحب نے وہاں پر سارے احکامات جاری کر دیے ہیں۔

میاں معراج دین، جناب والا! میں بھی یہ ایک بات کہنا چاہتا تھا کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب وہاں تشریف لے گئے ہیں' یہ بھی ساتھ تھے' کیمرہ مین وغیرہ سارے پہنچے ہیں۔لیکن رات کے وقت جس وقت یہ وقوعہ ہوا ہے اس وقت وہاں کون تھا اورکون نہیں تھا۔ اور صبح سے ایڈمنسٹریشن نے کیا کیا اور کیا نہیں کیا۔ یہ وہاں کے حالات بتا دیں۔ یہ میرے معزز رکن ضرور گئے تھے لیکن سوائے کیمرہ ٹی وی کے کوئی نہیں وہ تو صرف فوٹو اتروانے کے لیے گئے ہیں۔ میری تھوڑی سی بات سن لیں میں اس کی ذرا وضاحت کر دوں۔ کہ اس کی پوزیشن یہ ہوئی ہے کہ وہ لوگ جو نقصان کی زد میں آئے ہیں ان کی کوئی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی ہے۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے یہ وعدہ کیا ہے کہ تین رکنی کمیٹی بنائیں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس تین رکنی کمیٹی میں--- آپ کا بھی حلقہ لگتا ہے' میرا بھی حلقہ لگتا ہے تو اس میں کسی ایسے رکن کو لیا جائے جو اس حلقے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ بھی عرض کر

دوں کہ ابھی تک کوئی ایسی کارروائی نہیں کی گئی کہ وہاں ملبے سے لاشیں نکالی جائیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی' اقبال صاحب۔

رانا محمد اقبال، میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا معزز اراکین کو جناب نے اجازت دی ہے کہ وہ کھڑے ہو کر دونوں ہی تقریر کریں۔

جناب سپیکر، اسی لیے بیٹھ گئے ہیں۔ آپ بھی تشریف رکھیں۔

مہر سعید احمد ظفر، جناب والا! میں نے آپ کی اجازت سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ نے میری اجازت سے بات کی ہے۔ آپ فرمائیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، ایک پوائنٹ آف انفرمیشن کیا ہوتا ہے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف انفرمیشن کیا ہوتا ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! ابھی میاں معراج دین صاحب کی طرف سے بھی اور آپ کی طرف سے۔۔۔ یہ نکتہ اعتراض ہے۔۔۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف انفرمیشن کیا ہوتا ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب میں گزارش کرتا ہوں کہ میاں صاحب اور آپ کی گفتگو سے خلط مبحث یہ پیدا ہوا ہے کہ آپ نے اس حلقے کے متعلق یہ کہا ہے کہ وہ میرا بھی حلقہ ہے اور آپ کا بھی حلقہ ہے۔ جناب والا! مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ایک حلقے کے دو ایم پی اے کیسے منتخب ہو سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، شہروں میں ایک دیوار کی ایک طرف اور دیوار کی دوسری طرف حلقے ہوتے ہیں۔ دکانیں ادھر بھی ہوتی ہیں' ادھر بھی ہوتی ہیں۔ شہر کے آپ رہنے والے ہیں آپ کو تو پتا ہی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، تو اب اس بارے میں میں عرض کروں گا۔

اب کون وہاں دھواں دیکھنے جائے
اخبار میں پڑھ لیں گے کہاں آگ لگی ہے

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار کے لیے جو آدھے گھنٹے کا وقت تھا وہ ختم ہوتا ہے۔ اور اب جنرل بحث شروع ہوتی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، میری جناب سے مودبانہ گزارش ہے کہ وہ recent occurence کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، آپ میرے پاس آ جائیے آج۔

سید ظفر علی شاہ، نہیں سر' وہ ایوان میں لانا ہے۔ پنجاب بھر کے ملازمین کا مسئلہ ہے۔ یا پھر صبح پر رکھ دیں۔

جناب سپیکر، صبح آپ میرے پاس آ جائیے۔ میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔ ابھی اجلاس کے بعد آ جائیے۔ جناب وزیر قانون!

وزیر قانون، میں تلخ گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اب کرنا چاہتا ہوں۔ ایوان میں جو الزامات لگائے جاتے ہیں اس سے پہلے تھوڑا بہت سوچ لینا چاہیے۔ وزراء سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ درست بیان دیں۔ تو میں فاضل اراکین اسمبلی کے بارے میں بھی سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے فلور پر وہ جو بات کرتے ہیں وہ درست ہونی چاہیے۔ ہمارے معزز رکن نے واضح طور پر کہہ دیا کہ حکومت کی طرف سے کوئی وزیر یا ایم پی اے وہاں پر نہیں گیا۔ اگر ان کے پاس معلومات نہ تھیں تو انھیں اس قسم کی بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ جب حکومت کے چیف ایگزیکٹو جناب وزیراعلیٰ بھی وہاں پر تشریف لے گئے ہیں تو اس کے بعد جناب عباس کھوکھر صاحب اور کسی دوسرے ممبر کو بھی اس قسم کی بات نہ کرنی چاہیے تھی۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! یہ اخبار کی خبر ہے۔ اخبار میں لکھا ہے۔ ان سے جب پوچھا تو انہوں نے کہا ہے کہ کوئی ایم پی اے وہاں موقع پہ نہیں گیا۔ میں اخبار کے حوالے سے آپ کو کہہ رہا تھا۔

جناب سپیکر، اس کی وضاحت ہو گئی ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب وہاں گئے ہیں۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ تحریک التوائے کار کے لیے آدھا گھنٹا مقرر ہے اور آج کے اس آدھے گھنٹے میں کوئی ایک تحریک التوائے کار بھی پیش نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، یہ تو ہاؤس کی مرضی ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! چونکہ کوئی تحریک پیش ہی نہیں ہوئی تو اس کا وقت کیسے ختم ہو گیا؟ ابھی تو ایک ایسی تحریک جو مفروضہ تھی اس پر بحث ہوئی ہے۔ تحریک التوائے کار تو شروع ہی نہیں

ہوئی۔۔۔

جناب سپیکر، یہ گھڑی نہ آپ کا انتظار کرتی ہے اور نہ میرا۔ اس کا کیا کیا جائے' یہ بہت سخت جان ہے۔

سید تابش الوری، اگر تحریک التوائے کار میں غیر ضروری بحث ہو اور کوئی تحریک التوائے کار پیش ہی نہ کی جائے تو اس کا وقت تو شروع ہی نہیں ہوا۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ تحریک التوائے کار کا تو وقت شروع ہی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق میں وقت بڑھایا جا سکتا ہے لیکن اس میں وقت مقرر ہے۔

سید تابش الوری، وہ ٹھیک ہے۔ لیکن کوئی تحریک التوائے کار پیش ہی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، جناب یہ وہی تحریک ہائے التوائے کار ہیں جن کے بارے میں کل آپ کے بنچوں سے یہ کہا گیا تھا کہ انھیں چھوڑ دیجیے اور جنرل بحث پہ آئیے۔ اب آپ اندازہ کیجیے۔ سوا بج گیا ہے اور ابھی کل کی بحث بھی مکمل نہیں ہوئی۔ اور باقی جنرل لاء اینڈ آرڈر پر بھی بحث ہے۔ اس کے لیے اجلاس بلایا گیا ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ وقت گزر گیا ہے اور اس کے لیے اب آپ کل دیکھیں۔

سید تابش الوری، جب کوئی تحریک پیش ہو کہ یہ نہ ہو پھر تو آپ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن کسی کی طرف سے ایسی تحریک پیش نہیں کی گئی۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، لیکن اس سارے وقت میں التوائے کار ہی کی تحریکوں پر بات ہوتی رہی ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے؟ سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جناب شاہ نواز چیمہ صاحب کے بارے میں کل فیصلہ کیا گیا تھا کہ وہ آج اس بحث کا آغاز کریں گے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کس بحث کا آغاز آج ہو گا؟

جناب سپیکر، بائی الیکشنز پر جو بحث کل شروع ہوئی تھی وہ تھوڑی سی آج پر بھی آ گئی تھی۔ کچھ لوگ کل تقریریں نہیں کر سکے تھے۔ اور یہ طے پایا تھا کہ اس کو پہلے وائنڈ اپ کرلیں گے اور آج ہی جنرل لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز کر دیں گے۔

سید تابش الوری، جناب والا! جو ایجنڈا آپ کی جانب سے تقسیم کیا گیا ہے اس میں آج کا دن امن

عامہ کی صورت حال پر بحث کرنے کے لیے مختص ہے۔ اور کل کا دن ضمنی انتخابات کے انتظامات سے متعلق مختص تھا۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا جناب نے ایجنڈے میں ترمیم کر دی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، ترمیم نہیں کی گئی۔ جو دوست میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جن کی موجودگی میں وزیر قانون صاحب کے ساتھ بات چیت ہوئی تھی اس میں یہ طے پایا تھا کہ اگر پہلے دن پہ کوئی بات نہ ہو سکی تو اسے اگلے دن پر کچھ حصہ لے جائیں گے۔ ڈیڑھ دن اس پر بات ہو جائے گی اور ڈیڑھ دن اس پر بات ہو جائے گی۔ اور اسی لیے ان کی طرف سے اس بحث کو وائنڈ اپ بھی نہیں کیا گیا تھا۔ بحث کو وائنڈ اپ بھی ہونا ہے۔جناب شاہ نواز چیمہ۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! مجھے پنجابی میں بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، اجازت ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، (پنجابی) جناب سپیکر! بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم لوگوں نے اجلاس تو اس لیے بلا لیا ہے کہ اس ملک میں جو ضمنی الیکشن ہونے ہیں، ان میں دھاندلی ہوئی ہے اور اس ملک میں یا اس پنجاب میں کوئی ایسی بد انتظامی یا کوئی چیز ہو رہی ہے کہ ان ممبر صاحبان نے ان اپوزیشن والوں نے یہ سوچ بچار کر کے یہ کیا کہ ہم اس چیز پر بحث کر کے عوام الناس کو یہ بتائیں کہ یہاں دھاندلی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ بڑی اچھی بات ہے اور یہ ہمارے صوبے کے لیے بہترین بات ہے کہ اگر یہ شوق ان دوستوں میں ان بھائیوں میں آ گیا ہے کہ اس خطے میں کوئی بھی دھاندلی ہوگی ہم اسے روکیں گے۔ جناب سپیکر!

میاں معراج دین، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یا تو وہ پوری پنجاب بولیں اور اگر وہ اس میں اردو کے لفظ ملوث کرتے ہیں تو وہ دوغلی زبان استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، لاہور میں اسی طرح کی پنجابی بولی جاتی ہے۔ چلیے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خود انہوں نے ہی اجلاس بلایا ہے اور خود ہی disturb ہو رہے ہیں۔ خود ہی ان کے دل upset ہو گئے ہیں۔ معلوم نہیں کیا بات ہے؟ اصل بات یہ

ہے کہ جناب سپیکر! کہ یہاں دھاندلی کے طریقے مختلف تھے۔ یہاں دھاندلی کے طریقے سے ایک آدمی اٹھا ہے دھاندلی کے طریقے کے ساتھ یہ پنجاب کا وزیراعلیٰ بن گیا۔ یہاں دستور علیحدہ تھا۔

جناب سپیکر، آپ الیکشن پر بحث کریں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ ، بائی الیکشن بھی بتاتا ہوں جناب عالیٰ برائی کی بنیادوں پر چلیں جناب سپیکر! تب ہی پنجاب کے لوگ یہ انتظار کر رہے ہیں کہ ایسی ایک جماعت آئی ہے کہ جنہوں نے بائی الیکشن لڑا اور تاریخ گواہ ہے۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر' میاں عبدالستار۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر! ابھی چیمہ صاحب فرما رہے ہیں کہ دھاندلی جہاں سے شروع ہوئی ہمیں وہاں سے شروع کرنا چاہیے۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ 1985ء یا 1986ء سے شروع کرنا چاہتے ہیں تو کیوں نہ ہم 1977ء سے شروع کریں۔ کہ جس وقت تاریخ کی سب سے بڑی دھاندلی 1977ء میں کی گئی۔ اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ 1977ء کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ملک میں اتنی بڑی دھاندلی کی گئی کہ پاکستان قومی اتحاد کو ان کے خلاف تحریک چلانا پڑی اور اسی دھاندلی کی بدولت انہیں واپس گھر جانا پڑا تھا۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ یہ تاریخ بتا رہی ہے کہ جو دھاندلی 1977ء میں ہوئی۔۔۔

ایک معزز رکن، پنجابی میں بتائیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب والا پنجابی میں بھی بتاتا ہوں کہ جو دھاندلی 1977ء میں ہوئی ہے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ ایک طبقے نے مل کے کیا کیا۔ ایک اعلیٰ جماعت نے اعلیٰ حکمرانوں کے خلاف اتحاد کیا۔ ان کو آج تک پتہ ہی نہیں چلا کہ دھاندلی کتنی کی ہے۔ دھاندلی کرنے والے جو ہیں ان کو ساری دنیا جانتی ہے کہ کن لوگوں نے دھاندلی کی ہے۔ اس ملک کے اندر اس پنجاب کے اندر دھاندلی ہوئی ہے کہ دس روپے کمانے والا دس کروڑ کا مالک ہوگیا ہے۔ اور میں دوستو یہ کہنا چاہتا ہوں

اگر دیانت داری سے انصاف کو سامنے رکھتے ہوئے ذہن صاف نہ کیے تو یہ خطہ نہیں رہنا۔ یا تم ممبران نے نہیں رہنا۔ میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میری نگاہ دیکھ رہی ہے۔ میری نظر دیکھ رہی ہے کہ جو طریق کار آپ نے اختیار کیے ہیں تمام ممبر یہ سوچیں کہ یہاں کیا کیا ظلم کی بنیاد ہے۔ یہاں ظلم کی بنیاد' دھاندلی کی بنیاد بننے والے یہ لوگ جن لوگوں نے اس ملک اور اس خطہ پنجاب کو لوٹا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی دھاندلی نہیں کہ ایک غریب آدمی تو پس رہا ہے ایک کی بے شمار ملیں چل رہی ہیں۔ کیا یہ دھاندلی نہیں کون سی دھاندلی بائی الیکشن کہتے ہو کہ تین الیکشن لاہور میں ہوئے ہیں۔ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اور آپ دیکھتے ہیں کہ حکمران کبھی بھی نہیں ہارتے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ خطہ پنجاب کی خوش قسمتی ہے' کہ خدا تعالیٰ نے ایسے حکمران یہاں بھیجے کہ جنہوں نے ثابت کیا ہے جنہوں نے اس قوم کو بتایا ہے کہ یہاں انصاف ہوگا۔ اور انصاف کے ساتھ الیکشن ہوگا خواہ حکمران پارٹی کا کوئی آدمی جیتے یا ہارے۔ اس سے بے نیاز ہو کر الیکشن ہوا ہے۔ یہ حکمران بھی رہ چکے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ کبھی انہوں نے بائی الیکشن ہارے ہیں؟ کبھی حکومتیں بھی ہاری ہیں؟ حکومتیں نہیں ہارتی ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا ہوں کہ یا خداوند تعالیٰ اس قوم میں' ان دوستوں میں' ان لوگوں میں کہ یہ حکمران الیکشن لڑ کر ہار کر جانا چاہییں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ حکمران جو بھی آیا ہے انہوں نے تہیہ کر لیا ہے کہ ہم نے یہاں سے نہیں جانا۔ ہم نے ہر طریقے کے ساتھ حکومت کرنی ہے۔ جناب سپیکر! یہ پنجاب میں واحد مثال ہے۔

جناب امان اللہ خان، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور اس پر مختصر گزارش کروں گا کیونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں چیمہ صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ جو جعلی شناختی کارڈ پکڑے گئے ہیں ان کے متعلق یہ وضاحت کریں گے کہ جو پریذائیڈنگ افسروں نے لکھ کر دیا ہے کہ ہم سے بیلٹ پیپر چھین لیے گئے۔ یہ پہلے میری دو باتوں کا جواب دے دیں۔ پھر دھاندلی کی بات کریں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔

آئی ایسی موت کہ ساحل چھوٹ گیا
ورنہ اپنی کشتی کون ڈبوتا ہے

جناب سپیکر! ان کو وہ نقشے وہ باتیں نہیں بھولتیں اور انسان جب چلتا ہے جو اس کے اپنے

ضمیر' جو اس کے اپنے ذہن میں ہو جس طرح کا وہ خود ہو اسے اسی طرح کی ہر چیز نظر آتی ہے۔ جناب سپیکر! یہ حکم ران جو جا چکے ہیں جنہوں نے ناجائز طریقے کے ساتھ اور دھاندلی کے طریقے کے ساتھ شناختی کارڈ جو کہتے ہیں کہ جعلی ہیں۔ ایک پارٹی نے یہ کہا تھا کہ بغیر شناختی کارڈ کے الیکشن لڑا جائے۔ تاکہ یہ بھی پول کھل جائے کہ یہاں جعلی شناختی کارڈ والے کون ہیں۔ دھاندلی کرنے والے کون لوگ ہیں۔ جناب سپیکر! یہ بات کوئی گنوا دینے والی نہیں یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ جناب سپیکر! جناب بھی وزیراعلیٰ رہ چکے ہیں۔ جناب والا! اس خطہ پنجاب میں یہ مجھے ثابت کر دیں کہ کسی ایسے حکم ران نے اس طرح کا دیانت دارانہ الیکشن کرایا ہے۔ کیونکہ یہ الیکشن دیانت دارانہ تھا یہ ضمنی انتخابات دیانت دارانہ تھا۔ اوہ یار کوئی ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ کوئی ایک پنجاب ان کا گھر ہے کہ میاں شہباز شریف۔ میاں نواز شریف' تیسرا نام مجھے نہیں آتا اس مسکین کو بھی میدان میں لے آئے ہیں۔ کیونکہ دھاندلی کے ساتھ اتنا ووٹ بن چکا ہے۔ اتنی بد دیانتی کے ساتھ اتنا شناختی کارڈ بن چکا ہے کہ وہ آدمی جن کا سیاست کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں اسے لے کر نیشنل اسمبلی میں بٹھا دیا۔ جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ ہمیں سوچ بدلنی چاہیے۔ ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ یہاں قوم کو بیدار کرنا چاہیے۔ کہ کیا ہونا چاہیے کہ جٹ کا بیٹا لوہار ہو جائے۔ لوہار کا بیٹا ترکھان ہو جائے۔ یہ ملک کی سوچ ہمیں سوچنی چاہیے یہ ہے کہ اس ملک کے بسنے والے لوگوں کے لیے سوچنا چاہیے کہ غریب کس طرح پس رہے ہیں کس طرح دنیا مر رہی ہے۔ یہ ہمیں متفق ہو کر' اکٹھے ہو کر۔۔۔

جناب امان اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب امان اللہ خان: جناب والا۔ الیکشن والے دن میں میاں عباس صاحب کے حلقہ 92 میں چیف الیکشن ایجنٹ تھا۔ اور میں نے یہ چار جعلی شناختی کارڈ قابو کیے ہوئے ہیں یہ آج بھی میرے پاس ہیں اور یہ حکومت کے منہ پر چپیڑ کا درجہ ہے۔ اس کو میں کیا کہوں کہیں کوئی غیر پارلیمانی لفظ نہ آ جائے۔ یہ ان کے منہ چڑا رہے ہیں اور اب تک میری جیب میں ہیں۔ کوئی ہے ان کی وضاحت کرنے والا؟ اگر کوئی ہے تو مجھے بتائے۔ میں نے بطور چیف الیکشن ایجنٹ حلقہ 92 یہ جعلی شناختی کارڈ قابو کیے ہوئے ہیں۔ اور یہ اس مشین کے بنائے ہوئے ہیں جو موبائل سٹیشن پر ایک ایک' دو دو' چار چار اور حتیٰ کہ ایک جگہ پر ساٹھ دیے تھے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب امان اللہ خان، اگر یہ رکھنے والی چیز ہے تو میں رکھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، قانون کے مطابق ان کا مذاق ہو سکتا ہے۔ آپ الیکشن کمشن میں اپیل کریں۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔ جناب سکندر حیات خان صاحب!

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! وہ ایجنٹ ہیں۔ ایجنٹ رہے۔ انہیں چار پانچ کارڈ ملے جو وہ دکھا رہے ہیں۔ اگر یہ آپ کی اجازت سے میرے ساتھ آئیں تو میں ان کو دکھاؤں گا کہ کتنی ہزار ووٹیں اس حلقے میں سے کٹیں۔ جو نواز شریف صاحب کے حلقے کی تھیں اور بوگس ووٹ بنے تھے۔ میں ان کو ساتھ لے جا کر باقاعدہ لسٹیں دکھا دوں گا۔

جناب عبید اللہ خان شیخ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی!

جناب عبد اللہ شیخ، جناب والا! انہوں نے اگر اس کے توڑ کے لیے اسے کٹوایا تو پھر جعلی شناختی کارڈ بنانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے حل کے لیے انہوں نے جعلی شناختی کارڈ بنائے۔ میرے حلقہ 92 میں اے سے وہاں موجود تھے۔ ڈی ایس پی موجود تھے۔ عزیز الرحمن چن امیدوار وہاں پر موجود تھا۔ احمد مختار صاحب وہاں شاد باغ میں موجود تھے ان کی موجودگی میں تین ویگنیں میں نے پکڑیں۔ جن میں سے تین سو کچھ شناختی کارڈ برآمد ہوئے۔ اور دوسری طرف لے جا کر محترم فیصل صالح حیات نے انہیں کو دوبارہ لائن میں لگا کر ووٹ ڈلوائے۔ بجائے اس کے کہ کوئی کارروائی کی جاتی۔ بلکہ انہیں جعلی شناختی کارڈوں پر دوبارہ ووٹ ڈلوائے گئے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آج یہ اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ جعلی شناختی کارڈ صرف اس لیے بنوائے گئے ہیں کہ جعلی ووٹ ووٹر لسٹوں میں درج ہیں۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی سکندر حیات!

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! جعلی شناختی کارڈ ہر تحصیل میں بنے۔ میں وہ شناختی کارڈ بھی پیش کر سکتا ہوں جو نواز شریف کے ساتھ والوں گھروں میں جہاں مشین رکھی گئی تھی بنتے تھے۔ ہر

تحصیل ہیڈ کوارٹر میں مشینیں تھیں اور کارڈ وہاں بنتے تھے گجرات میں، لاہور میں، ہر جگہ ایک ایک تحصیل میں شناختی کارڈوں کی مشینیں بنیں۔ وہاں گوال منڈی کے دو دو سو لڑکے جا کر بیٹھتے تھے۔ وہاں علیحدہ علیحدہ فوٹو لگتی تھیں میں یہ ثابت کر سکتا ہوں۔ اگر میرے فاضل ممبر کوئی بھی آئیں تو میں ان کو دکھا سکتا ہوں۔ جعلی شناختی کارڈ جو میاں صاحب کے بنکھ نمبر 5 میں بنے۔

شیخ محمد انور سعید، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی آپ فرمائیے

شیخ محمد انور سعید، جناب سپیکر! معزز رکن نے بڑے پرجوش انداز میں یہ بہتان تراش کی ہے کہ نواز شریف صاحب نے جعلی شناختی کارڈ ہزاروں کی تعداد میں بنوائے تھے اور یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ جناب میں ان کو یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اگر وہ جعلی شناختی کارڈ ثابت کر دیں یا ان کے بنوائے ہوئے جعلی شناختی کارڈ ہم ثابت کر دیں تو اس کے لیے آپ کوئی کمیشن یا کمیٹی مقرر کر دیں تو اس کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، میری کمیٹی مقرر کرنے کی پوزیشن جو ہے میں اس میں ہوں یا نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ جب دونوں کے پاس اتنے واضح ثبوت ہیں اور اس کے لیے الیکشن کمیشن موجود ہے تو آپ لوگوں کیوں mercy petitions نہیں کرتے۔ انصاف حاصل کیجیے۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی سکندر صاحب بات کریں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! یہ ایک موضوع نہیں ہے لیکن میں اپوزیشن کے بھائیوں سے اور اپنے ممبران سے گزارش کروں گا کہ پاکستان کی بہتری کے لیے، جمہوریت کی بہتری کے لیے آئیں ہم اکٹھا اس ہاؤس میں ایک فیصلہ کریں کہ باقاعدہ ایک نیا sensus کرایا جائے۔ نئے کارڈ بنیں۔ نئی ووٹر لسٹیں بنیں۔ سچ اور جھوٹ کا پتہ لگ جائے گا۔

جناب سپیکر، اچھی تجویز ہے۔

شیخ محمد انور سعید، جناب سپیکر! جب یہ لاکھوں کی تعداد میں جعلی شناختی کارڈ بنوا سکتے ہیں تو یہ sensus بھی غلط کروائیں گے اور ووٹر لسٹیں بھی غلط بنوائیں گے۔ تو فیصلہ پہلے یہ کیا جائے کہ

ضمنی انتخابات میں انہوں نے جتنی دھاندلی کی ہیں اس کا پہلے فیصلہ کیا جائے پھر sensus کے لیے بھی تیار ہیں اور ہم ووٹر لسٹ کے لیے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ جناب شاہ نواز صاحب۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! نکتہ اعتراض۔۔۔

جناب سپیکر، جناب حشمت جنجوعہ صاحب!

جناب حشمت ریاض جنجوعہ، جناب والا! میں بارہا آپ کی خدمت میں عرض کرتا چلا آرہا ہوں کہ نکتہ ہائے اعتراض آئینی مسائل اور procedural matters پر پیش کیے جا سکتے ہیں اور آپ قاعدہ نمبر 12 کے تحت اس بات کے پابند ہیں کہ آپ ہر نکتہ اعتراض کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرمایا کریں۔ اب تک جتنے بھی نکتہ ہائے اعتراض پیش کیے گئے ہیں وہ نکتہ ہائے اعتراض کے زمرے میں نہیں آتے۔ نہ ہی نکتہ اعتراض پر کوئی آدمی کسی پر اعتراض کر سکتا ہے۔ نہ ہی کوئی جواب دہی کے حق کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس ایوان میں جتنے نکتہ اعتراض فاضل ارکان پیش کرتے ہیں آپ اپنے اختیارات کے تحت قاعدہ نمبر 12 کے تحت پابند ہیں کہ آپ ہر نکتہ اعتراض کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرمایا کریں۔ صرف میری اتنی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ جناب شاہ نواز چیمہ صاحب۔ اب آپ مہربانی سے اپنی گفتگو کو وائنڈ اپ کیجیے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! یہ جو دوست احباب ہیں ان کو میں عرض کرتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر گھنٹہ گھنٹہ بولتے ہیں اگر یہی باتیں میرا دل بتانے کو چاہا ہے تو بتانے دو آج ان سے کہیں کہ سنیں۔ اجازت ہے جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر، سنائیے اچھے طریقے سے سنائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، او پوائنٹ آف آرڈر آگیا ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، جی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! انہوں نے حقائق کی بات کی ہے تو میں چند ایک حقائق 9

دسمبر کے ضمنی الیکشن کے حوالے سے عرض کروں گا۔

جناب سپیکر، آپ کی باری آجائے گی۔ آپ اس میں کیجیے گا۔ جی چیمہ صاحب۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس ملک میں ایک اعلیٰ سوچ کے ساتھ چلنا چاہیے۔ یہ ملک بنا کیوں تھا۔ اس ملک کو بنانے کے لیے کیا سوچ تھی۔ کس نظریے کے تحت بنا تھا۔ ٹھیک ہے اس کا فائدہ کچھ لوگ' کچھ حکم ران لے گئے ہیں۔ کچھ نے دولت لوٹ لی ہے۔ چلو لوٹ لی ہے' امیر بن گئے ہیں ہم کہتے ہیں کوئی بات نہیں۔ ہم ان کے ساتھ جھگڑا نہیں ڈالتے لیکن ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ آج ان ممبران کو یہ سوچنا چاہیے کہ چلو لوٹنے والے لوٹ کر لے گئے ہیں آپ لنڈی کوتل سے لے کر کراچی تک چلیں۔ جناب سپیکر! عربت دیکھیں وہ بنی نوع انسان' وہ خدا کے بنائے ہوئے انسان در در کے دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمیں وہ سوچ سوچنی چاہیے کہ ہم اس اسمبلی میں ایک تاریخی کام کریں۔ ہم یہ کام کم کریں۔ ہماری سوچ کا ان لوگوں کو پتہ ہو کہ یہ سوچ ہمارے ساتھ ہے۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ الیکشن روزانہ نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر! میری نگاہ دیکھ رہی ہے۔ میں اسمبلی میں اس لیے بات کر رہا ہوں کہ یہ ریکارڈ رہے گی۔ اس ملک میں' اس خطے میں میری نگاہ دیکھ رہی ہے کشت و خون کیونکہ ناانصافی انتہا کو پہنچ گئی ہے اور ان کو بتاؤ یہ خدا اور خدا کے رسول کو حاضر ناظر جان کے کہیں کہ آیا یہ فضول اس ایک وقت کو ضائع کرنے کے لیے' ایک قوم کی سوچ کو برباد کرنے کے لیے' ایک جھوٹے دعوے کر کے کبھی کہتے ہیں کہ دھاندلی ہوئی ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ کچھ ہوئی ہے۔ ان ممبران کو چاہیے کہ ہم یہ سوچ سوچیں۔ کیا سوچ سوچیں کہ آؤ جن لوگوں نے سیاستدانوں کو بدنام کیا ہے ان کا محاسبہ کریں۔ آؤ میں آپ کو یہاں گلبرگ لیے چلتا ہوں۔ کتنے ممبران کے پاس کوٹھیاں ہیں۔ کتنے ممبران کی اسلام آباد کوٹھیاں ہیں لیکن ایک طبقہ ایک طبقے کے ساتھ مل کر اس ملک کو لوٹنے آیا ہے۔ اصل دھاندلی تو وہ ہے۔ جناب سپیکر! آج بھی وہ طبقہ اس طبقے کے ساتھ مل کر اس خطے کو لوٹنا چاہتا ہے۔ ان کے خواب پورے نہیں ہو رہے۔ جناب سپیکر! یہ چاہتے ہیں کہ اسمبلیاں رہیں یا نہ رہیں ہم جائز طریقے سے یا ناجائز بنیں حکمران۔ او پاگلو دھاندلی ہم نے آپ کے ساتھ کیا کرنی ہے۔

موئے نوں نہ مار محمد
آخر تو وہی مر جانا اے

یہ تو مرے ہوئے ہیں۔ ان کا قوم نے حساب لینا ہے۔ ان کا حساب خطہ پنجاب نے لینا ہے۔ ان کا حساب روز محشر کو ہو گا۔ جناب سپیکر! میں بتاؤں کہ آج بھی سوچ بدلو۔۔۔

جناب سپیکر، پلیز واٹنڈ اپ کریں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! آج بھی سوچ بدلیں۔ میں کہتا ہوں جس طرح کوریا ہے یا جاپان ہے یہ سوچیں سوچیں کہ ہم بنی نوع انسان اپنے بھائیوں کے لیے کیا سوچ سوچتی ہے اور جو دھاندلی کی باتیں کرتے ہیں ان کے ذہن میں سے نہیں نکلتی۔ آج ہاؤس میں ثابت ہو گیا ہے یہ نوٹ کر لو کہ شناختی کارڈ آج بھی نکلے ہیں اور اسی سے نکلے ہیں جنہوں نے دھاندلی کی ابتداء کی ہے انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم جیبوں میں ہر وقت شناختی کارڈ رکھتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم معصوم اور پاک ہیں۔ تاریخ بتائے گی۔ کبھی حکم ران نہیں ہارے۔ ہماری جیبوں میں بھی شناختی کارڈ ہونے چاہیے تھے۔ ہم حکم ران ہیں لیکن ہم سے شناختی کارڈ آپ پکڑنے والے کون ہیں۔ اور حکومت ہماری ہو تو شناختی کارڈ آپ نے پکڑنے ہیں۔ جھوٹ نہیں مارنا چاہیے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

رانا محمد اقبال خان، چیمہ صاحب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، اگر میرا ٹائم تقریر کا ختم ہو گیا ہے تو بھائیوں آپ ہی کا نقصان ہے۔ میرا کوئی نقصان نہیں۔ یہ باتیں جو میں بتا رہا ہوں کیوں بتا رہا ہوں کہ تمہیں ہوش آ جائے۔ تمہارے خلاف ایک طبقہ ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بیروزگاری کس انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ آپ حکومت کو وقت دیں اس کے کندھے کے ساتھ کندھا جوڑ کر چلو جس طرح کہ مہذب لوگوں میں لوگ ساتھ چلتے ہیں۔ دنیا تمہیں یہ کہے کہ اچھے انسان تھے ایسے نیک آدمی تھے جن کی کیا سوچ تھی۔ جن کی مثبت سوچ تھی۔ وہ میری نگاہ دیکھ رہی ہے۔ یہاں جو ہونا ہے یہ کوٹھیاں' یہ محل' یہ مینارے نہیں رہنے۔ یہ لوگوں کو معلوم ہے کہ کس کے خون پسینے کی کمائی تھی اور کس نے یہ محل مینار بنائے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک طبقے کی بات کرتا ہوں۔ میں کسی اپوزیشن کی بات نہیں کر رہا۔ کسی حکم ران کی بات نہیں کرتا۔ میں یہ کہتا کہ اے ارکان اسمبلی' اے میرے بھائیو! اے میرے دوستو! اس چیز پر سوچ بچار کرو کہ اس ملک کو تم نے کسی سطح پر لے کر جانا ہے۔ اگر آپ کی سوچ اعلیٰ ہو گی اور میں خدا کے فضل و کرم اور دعوے کے ساتھ یہ کہتا ہوں۔ اگر تمہاری سوچ اعلیٰ ہو گی آپ کی مثبت

سوچ ہو گی قوم آپ کو اس کا انعام دے گی قوم کبھی بھی فراموش نہیں کرنے لگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! تو میں تو بڑے ہی نیک تمناؤں سے کیونکہ آپ پر مجھے بڑی امید تھی لیکن میں جناب کا حکم مانو گا اور میں یہ چاہوں گا لیکن میرا دل تھا کہ میں ان دوستوں کو' ان کو جو سابق حکم ران رہے ہیں۔ ان کا اور اپنا فرض جتا دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ کل بھی اس موضوع پر چار مقرر تقاریر کر چکے ہیں نام اور لسٹ بڑی لمبی ہے۔ تو جناب والا میری یہ گزارش ہو گی کہ جن حلقوں میں ضمنی انتخابات ہوئے ہیں وہاں کے لوگ اگر بات کرنا چاہتے ہیں ان کو ترجیح دے دی جائے تاکہ وہ لوگ بات کر سکیں اور ان حقائق کو بیان کر سکیں جو وہاں پر ضمنی انتخابات میں ہوئے ہیں چونکہ تحصیل گجر خان میں بھی ضمنی الیکشن ہوا ہے اور میرا نام بھی مقررین کی لسٹ میں شامل ہے لہذا مجھے بھی وقت دیا جائے تاکہ میں این۔ اے 37 گجر خان کے بارے میں بات کر سکوں۔ جہاں پر دھاندلی ہوئی ہے یا جو بھی کارروائی ہوئی ہے۔

ایک فاضل ممبر، جناب سپیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میں اسی پر بات کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں اب سارے ممبر اسی پر بات شروع کر دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

راجہ صاحب کی بات ٹھیک ہے لیکن تین یوم طے ہوئے تھے کل والا اور آج کا ڈیڑھ دن بائی۔ الیکشن پر تھا اور آج کا آدھا دن اور کل والا جنرل الیکشن پر تھا میرے پاس جو لسٹ ہے وہ اپوزیشن کی طرف سے 22 ممبران پر مشتمل ہے فارمولے کے تحت ایک ممبر نے ادھر سے اور ایک نے ادھر سے اپنی اپنی تقریر کرنی ہے باقی یہ بات رہ جاتی ہے کہ یہ لسٹ تو ختم نہیں ہو گی کیونکہ یہ لسٹ بہت بڑی ہے۔۔۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب والا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب سپیکر بول رہا ہو تو کوئی دوست بول نہیں سکتا میرے پاس جو لسٹ ہے اور

جو قائد حزب اختلاف نے فہرست دی ہے اس میں ایس۔ اے حمید صاحب آتے ہیں۔ اسے وائنڈ اپ آج رانا اکرام ربانی صاحب بھی کریں گے آپ وقت کو بھی پیش نظر رکھیں پوائنٹ آف آرڈر کا رجحان بھی آج مجھے کچھ کم نظر آ رہا ہے اس لیے اب اپوزیشن کا ایک ہی ممبر اس پوائنٹ پر بولے گا تو اپوزیشن والے جس کو کہیں وہ بول لے۔ کیونکہ لسٹ کے مطابق ایس۔اے حمید صاحب کا نام ہے تو میں جناب پرویز الہیٰ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ جس کا نام مناسب سمجھتے ہیں بتا دیں ویسے لسٹ کے مطابق ایس۔اے حمید صاحب کا نام ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! راجہ صاحب نے جو فرمایا ہے متفقہ طور پر فیصلہ تو یہی کیا گیا تھا کہ ضمنی انتخابات کے سلسلے میں علیحدہ بحث ہوگی اور جنرل لاء اینڈ آرڈر پر علیحدہ بحث ہوگی لیکن اگر اپوزیشن کے دوست اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ان کے دوستوں نے ابھی بات کرنی ہے تو پھر اسی کو جاری رکھیں میں پھر اکٹھی ہی وائنڈ اپ کر لوں گا اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پرویز الہیٰ صاحب اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟

چودھری پرویز الہیٰ، جناب ہم ابھی آپ کو جانتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایس۔اے حمید کے بعد شیخ محمد انور سعید صاحب کا نام ہے۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ شیخ انور سعید صاحب پانچ منٹ سے زیادہ بات نہیں کریں گے اور پانچ منٹ گجر خان سے راجہ اخلاص صاحب بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شیخ محمد انور سعید صاحب۔

شیخ محمد انور سعید، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب والا! ضمنی الیکشن کے بارے میں جو اجلاس طلب کیا گیا تھا اس بارے میں میں عرض کرتا ہوں۔ جناب والا! میرا تعلق حلقہ 95 سے ہے اور میں اس حلقے میں بطور پولنگ ایجنٹ کام کر رہا تھا۔ میرے ایک فاضل مقرر نے یہاں یہ بات کی تھی اور انہوں نے پنجاب اور ملک کے لیے بڑی خوبصورت باتیں کی تھیں کہ اس ملک میں یہ ہونا چاہیے اور صوبہ پنجاب کے لیے یہ کرنا چاہیے۔ دراصل یہ

اجلاس اسی مقصد کے لیے طلب کیا گیا تھا کہ ضمنی الیکشن میں جو حرکتیں ہوئی ہیں وہ یہاں ایوان کے سامنے آئیں تاکہ ایوان کو یہ پتہ چل سکے کہ ان الیکشنوں میں انہوں نے صوبہ پنجاب کو خوشحال کرنے کے لیے یا ملک کی ترقی کے لیے یا جیسی وہ کوریا یا دوسری اور مثالیں دے رہے تھے اس کے برابر بنانے کے لیے ضمنی الیکشنوں میں انہوں نے جو کچھ کیا ہے اس بارے میں ان کی جو روایات ہیں جو 1968ء سے شروع ہو کر اب 1993ء میں آ کر ختم ہو رہی ہیں ان کے بارے میں عرض کروں۔ جناب والا! ضمنی الیکشن کے بارے میں میں آپ سے یہی کہوں گا کہ ہمارا مقصد صرف یہی تھا کہ یہاں یہ بتایا جا سکے کہ ایسی باتیں نہیں ہونی چاہییں اور انہوں نے پچھلے تمام ریکارڈ کس طریقے سے ختم کیے ہیں۔ جناب والا! میرے فاضل دوست نے لیڈی مکلیگن سکول کا حوالہ دیا تھا کہ وہاں پر پیپلز پارٹی کے کیمپ پر یہ کچھ ہوا ہے لیکن انہوں نے جتنی بھی باتیں یہاں پر کی ہیں کسی ایک کا بھی ثبوت یہاں مہیا نہیں کیا اور تمام غیر متعلقہ باتیں کی ہیں وہ اس موضوع پر کوئی صحیح جواب نہیں دے سکے یہاں پر ہمارے فاضل اراکین نے جتنی بھی تقاریر کی ہیں ان کا باقاعدہ ثبوت مہیا کیا ہے انہوں نے لیڈی مکلیگن سکول کی بات کی تھی اور وصی ظفر صاحب نے کی تھی اس بارے میں میں یہ ثبوت آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا کہ جہاں یہ جیالوں کی باتیں کرتے ہیں جناب والا! جیالے تو ایک طرف رہے ان کے امیدواروں نے بھی خدا کے فضل و کرم سے پیچھے رہنے میں کوئی کمی باقی نہیں چھوڑی۔ جناب میں اس سلسلے میں پریذائیڈنگ آفیسر کی ایک تحریر کا تھوڑا سا حصہ آپ کو سنانا چاہوں گا جو انہوں نے رٹرننگ آفیسر کو بھیجی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ۔

> " گزارش ہے کہ آپ مورخہ 2-12-93 کے دوران پولنگ بوقت ساڑھے چار بجے تقریباً چالیس، پینتیس آدمی ہمراہ شاہد نبی ملک جو امیدوار حلقہ 95 کے تھے پولنگ سٹیشن لیڈی مکلیگن گرلز ہائی سکول سٹیشن میں داخل ہوئے اور آتے ہی پہلے کاپیاں چھیننی شروع کر دیں اور اس اثناء میں ان کے ساتھیوں نے فائرنگ بھی شروع کر دی اور کہا کہ اسحاق ڈار کے پولنگ ایجنٹوں کو باہر نکال دو اور ان کو مزہ چکھا دو۔"

جناب والا! یہ پریذائیڈنگ آفیسر صاحب یہ رپورٹ کر رہے ہیں اور اس سے آگے وہ کہتے ہیں کہ،

"شاہد نبی ملک نے اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ بیلٹ پیپرز پر مہریں لگا کر پرچیاں

بیلٹ بکس میں ڈالنی شروع کر دیں اسی دوران علاقہ مجسٹریٹ اور ایس۔ایچ۔او پرانی انار کلی بھی پولنگ سٹیشن پر پہنچ گئے تو ان کو روکنے پر پولیس پر فائرنگ شروع کر دی اور فائر کرتے ہوئے، سٹیشن سے فرار ہوتے ہوئے اپنی گاڑیاں موقع پر چھوڑ گئے جس میں شاہد نبی کی اپنی گاڑی نمبر LH-6786 اور بیجارو گاڑی نمبر PA-4271 اور دیگر دو گاڑیاں LHX-7288 اور LIIN-66 موقع پر چھوڑ کر فرار ہو گئے"۔

جناب یہ رپورٹ ایک پریذائیڈنگ آفیسر نے دی ہے۔ اور وہ گاڑیاں پولیس سٹیشن ،مع اسلحے کے، ،مع جعلی شناختی کارڈوں کے پرانی انار کلی تھانے میں جمع کرائی گئی ہیں۔ اور جناب اس کے بعد وہ گاڑیاں پولیس سٹیشن سے ،مع اسلحے کے، ،مع جعلی شناختی کارڈوں تمام کچھ وہاں سے چلا گیا اور جب شاہد نبی کے خلاف وہاں پر پرچہ درج کیا گیا تو اس کے جواب میں ان کے کوئی جواز نہیں تھا تو اس پولنگ سٹیشن سے میرے خلاف ایک پرچہ درج کرایا گیا کہ جناب شیخ انور سعید کلاشنکوفیں لے کر آیا اور فائرنگ کی۔ جناب والا! اگر یہ ثابت ہو جائے تو جو جرمانہ آپ کہیں گے ہم دینے کو تیار ہیں۔ ایک طرف پریذائیڈنگ آفیسر یہ بات کر رہا ہے، ایک طرف وہاں علاقے کے پولنگ ایجنٹ، پولنگ آفیسر تمام اس کے گواہ ہیں اور وہ یہ بات کر رہے ہیں اور دوسری طرف جب وہ پرچہ درج کرتے ہیں تو اس کا موقع کا کوئی گواہ نہیں ہے اور کوئی شخص اس کا ثبوت نہیں دے سکتا تو جناب والا اس سے بڑی اور دھاندلی کیا ہو سکتی ہے۔ جناب والا! اس کے بعد میرے ایک دوست نے فرمایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پانچ منٹ کا وقت مقرر ہے۔ جو چودھری صاحب نے مقرر کیا ہے۔

شیخ محمد انور سعید، میں تھوڑا سا زیادہ وقت لوں گا۔ جناب ثبوت کے طور پر جو جناب تابش الوری صاحب نے پیش کیے تھے اس میں انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ پولنگ سٹیشن پر نواز شریف کے جعلی کارڈوں کی بات کرتے ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ جعلی کارڈ جو یہ دکھانا چاہتے ہیں وہ انہی کے اپنے جعلی شناختی کارڈ ہیں۔ پولنگ سٹیشنوں کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ محفوظ تھے۔ وہاں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔ یہ پریذائیڈنگ آفیسر کا لکھا ہوا میرے پاس موجود ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ شاہد نبی ملک نے خود جا کر جو stamps لگائیں unvalid available 217 یعنی 217 ووٹ وہاں سے پکڑے گئے جب ہم وہاں پہ پہنچے۔ جو انہوں نے زبردستی ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ یہ 27 شناختی کارڈوں کا presiding

officer صاحب نے لکھ کر دیا ہے اس کے آگے وہ فرماتے ہیں کہ،

unvalid available 217. Polling was hijacked, at 4.30 p.m.

یہ وہ اسی وقت لکھتے ہیں کہ the polling was hijacked at 4:30 p.m یہ اسی تھانے کی رپورٹ ہے۔ آپ ذرا اندازہ لگائیں کہ جنہوں نے پولنگ سٹیشن ہائی جیک کیے ہیں اور اس کے بعد جہاں تک شناختی کارڈوں کی بات ہے، ہمیں شناختی کارڈوں کا پہلے سے علم تھا کہ جعلی شناختی کارڈوں کی مشینیں لگی ہوئی ہیں۔ گلشن اقبال کے اے ایس پی کے پاس ایک وفد گیا اور ان کو بتایا کہ آپ کے حلقے میں سید بھولا نامی ایک شخص ہے جس کے گھر جعلی شناختی کارڈوں کی مشین لگی ہوئی ہے اور آپ یقین کیجیے کہ جہاں ہزاروں کی تعداد میں جعلی شناختی کارڈ بن رہے تھے۔ لیکن پولیس نے جان بوجھ کر نظر انداز کیا اور پولیس نے ساڑھے تین گھنٹے تک اس وفد کو بٹھائے رکھا اور ساڑھے تین گھنٹے کے بعد ان کو اتنا وقت مہیا کیا گیا کہ آپ وہاں سے تمام لوازمات نکال کر لے جائیں۔ ساڑھے تین گھنٹے کے بعد بھی ان کو وہاں اندر جانے کی اجازت نہیں ملی اور صرف دو پولیس افسر گئے اور آ کر انہوں نے کہ اکہ یہاں کوئی چیز دستیاب نہیں ہوئی۔ تمام پولنگ سٹیشنوں کا یہ عالم تھا کہ ہر پولنگ سٹیشن پر جو گاڑی آ کر رکتی تھی اس گاڑی میں شناختی کارڈ برآمد ہوتے تھے اور اسلحہ برآمد ہوتا تھا۔ جناب والا! یہ میرے پاس چودہ ایف آئی آر ہیں۔ ہر آدمی کے پاس جعلی شناختی کارڈ تھے۔ ایک آدمی جس کی تصویر لگی ہوئی ہے۔

(اس مرحلہ پر انہوں نے آٹھ جعلی کارڈ دکھائے)

یہ آٹھ شناختی کارڈ ہیں، آپ تصدیق کیجیے کہ کیا یہ اصل شناختی کارڈ سے ملتے ہیں۔ جناب اگر یہ شناختی کارڈوں کی نقل کی بات کرتے ہیں تو نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے جو شناختی کارڈ بنائے ہیں وہ اپنی مشینوں پر اور اپنی پرنٹنگ اور اپنی تمام چیزیں لگا کر جعلی ووٹ کاسٹ کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ ہر حلقے میں یہ بد دیانتی کی گئی ہے۔ حلقہ 92 کے بارے میں ان کی پارٹی کی وزیراعظم نے کہا ہے کہ ہم نے اتنا برآمد کیا ہے اور وہاں صرف 2700 ووٹ لیے گئے ہیں جب کہ وہاں 24000 ووٹ کی لیڈ تھی۔ جناب سپیکر! ایک ماہ میں وہ کون سی قیامت آ گئی تھی وہ کون سا طوفان آ گیا تھا کہ جہاں مسلم لیگ کی 24000 کی لیڈ تھی وہ 2700 ووٹ کی رہ گئی۔ ایسا تو کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کی لیڈ تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ حلقہ 95 میں چونکہ دھاندلی نہیں کرنے دی گئی وہاں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ ان کے جعلی شناختی کارڈ روکے گئے تو اس

لیے وہاں ان کی تمام حرکتوں کے باوجود اللہ کے فضل و کرم سے 16 ہزار کی لیڈ لی گئی۔ جناب والا! آپ کے امیدوار نے وہاں فارم تقسیم کروائے۔ اس کی ایک کاپی میرے پاس ہے کہ جس میں وہ کہتے ہیں کہ بیروزگاروں کو ملازمتیں دیں گے، کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دیں گے۔ جتنی سہولتیں پاکستان میں ہیں وہ تمام مہیا کر رہے تھے۔ آپ شناختی کارڈ ہمارے پاس جمع کرائیں اور یہ تمام سہولتیں اٹھائیں۔ تمام علاقوں میں یہ فارم انہوں نے تقسیم کیے۔ یہ صاف اور شفاف الیکشن کا طریقہ ہے؟ ہم نے الیکشن کمشنر صاحب کو کہا کہ ہمارے لیے یہ تمام انتظامات کریں۔ لیکن انہوں نے ایک بھی انتظام کرنا گوارا نہیں کیا۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ جو عام انتخابات ہوئے تھے وہ بھی صاف اور شفاف نہیں تھے۔ اور 3- دسمبر کو میں نے پریس کانفرنس کی تھی۔ یہ کوئی code of conduct نہیں ہے۔ اگر الیکشن کمشنر کے بارے میں کہا جائے تو الیکشن کمشنر نے بھی دھاندلی کرائی ہے جب کہ تمام شہروں میں مسلم لیگ sweep کر رہی ہے تو دیہاتوں میں کون سی مصیبت آ جاتی ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح ضمنی الیکشن میں انہوں نے ریکارڈ توڑ باتیں کی تھیں۔ انہوں نے پرانی روایات زندہ کیں۔ ان روایات کی بنیاد پر کہ ہم ان کے خلاف دھاندلی کر رہے ہیں شور مچا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمیشہ ہارنے والے امیدوار شور مچایا کرتا ہے۔ لیکن یہاں لاہور سے جیتنے والے امیدواروں نے پریس کانفرنسیں کی ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ زیادتیاں ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی تقریر کو دس منٹ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی الیکشن میں چودہ ایف آئی ار کاٹی گئی ہیں جو کہ آپ کے امیدواروں کے خلاف ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات بھی سن لیں۔ میں نے آپ کو پانچ منٹ کا وقت دیا تھا، میں نے چار مرتبہ گھنٹی بجائی ہے آپ اس کا نوٹس نہیں لے رہے۔ مہربانی، شکریہ۔ راجہ جاوید اخلاص!

راجہ جاوید اخلاص، جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں۔ حلقہ این اے 37 گجر خان راولپنڈی میں الیکشن مہم کے آغاز کے ساتھ ہی دھاندلی کا آغاز کیا گیا اور وہاں پہلے دن ہی ہائی لیول میٹنگ ہوئی۔ چونکہ ضلع راولپنڈی میں پیپلز پارٹی کے پاس قومی اسمبلی کی کوئی بھی سیٹ نہیں ہے لہذا جائز ناجائز طریقہ سے حلقہ 37 کا الیکشن پیپلز پارٹی کو جیتنا چاہیے۔ اور اس سلسلہ میں مس ناہید جو کہ وزیراعظم کی پولیٹکل سیکرٹری ہیں ان کو این اے 37 کا انچارج بنایا گیا اور انہوں نے ہر محکمہ کے ضلعی سربراہ کو حکم دیا کہ

پیپلزپارٹی کے مرکزی الیکشن میں جا کر اپنا کیمپ قائم کریں۔ اور اس کی ہدایات اور احکامات لے کر وہاں یہ الیکشن جتوائیں۔ اور اس کا اثر یہ ہوا کہ اگلے ہی دن وہاں ضلع اور تحصیل کے سربراہ پہنچے۔ اور خاص طور پر میں محکمہ واپڈا کے حوالے سے میں کہوں گا کہ تقریباً چھ کروڑ روپے کے بجلی کے کھمبے آج بھی دیہات میں، مختلف علاقوں میں اور مختلف سڑکوں پر پڑے ہوئے ہیں اور یہ صرف اور صرف لوگوں کا ضمیر خریدنے کے لیے، ووٹ حاصل کرنے کے لیے یہ سارے اقدامات کیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ بھی گواہ ہیں آپ کا علاقہ بھی بجلی سے محروم ہے اور مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ آپ بھی ایک ایک دو دو گاؤں کے لیے تمام ممبران اور وزراء سے درخواست کرتے رہے ہیں۔ آپ ہی بتائیں کہ آپ کے حلقے میں کتنے دیہات کو بجلی فراہم کی گئی؟ اور میرے خیال میں جواب نفی میں ہوگا لیکن اس علاقہ میں تقریباً پانچ چھ کروڑ روپے کے کھمبے وہاں پر پھینکے گئے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب غلام سرور خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج راجہ صاحب کا اعتراض ہے کہ این اے۔ 37 میں ڈویلپمنٹ ہوئی ہے، واپڈا نے پول پھینکے ہیں۔ آج جنرل الیکشن پر بھی اعتراض کیا جا رہا ہے اور آج ضمنی الیکشن پر بھی اعتراض کیا جا رہا ہے لیکن میں پوچھتا ہوں جناب سپیکر کہ 1990ء کے انتخابات میں انھوں نے ہر حلقہ کے لیے 75 لاکھ روپے سیاسی رشوت کے طور پر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غلام سرور خان صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اور آپ تو بڑے اولڈ پارلیمنٹیرین ہیں لہذا آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی باری آئے گی میں آپ کو وقت دوں گا آپ اس وقت اپنے جذبات کا اظہار کریں اس وقت ان کو حق حاصل ہے کہ جو وہ کہنا چاہتے کہیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! یہ جو الزامات لگا رہے ہیں میں اس کا جواب دے رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بجا ہے لیکن آپ تشریف رکھیں یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سردار حسن اختر مؤکل: جناب سپیکر! اجلاس کا وقت بڑھا لیں کیونکہ دو بج چکے ہیں اور اجلاس کا وقت میرے خیال میں ختم ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مؤکل صاحب آج اجلاس تین بجے تک ہے کیونکہ اجلاس صبح دس بجے شروع ہوا

تھا۔ اگر 9 بجے شروع ہوتا تو پھر دو بجے ختم ہو جاتا۔ جی راجہ صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! تحصیل گجر خان این اے۔ 37 میں جو کام پیپلز پارٹی والوں نے شروع کیے ہیں۔ ہمیں علاقے کی تعمیر اور ترقی پر اعتراض نہیں ہے لہذا میں اپنے فاضل دوست' بھائی سے یہ کہوں گا کہ اگر پیپلز پارٹی واقعی علاقے کی خدمت کرنا چاہتی ہے تو براہ مہربانی ان کھمبوں کو اب کھڑا بھی کروائیں اور ان کھمبوں میں تاریں بھی ڈلوائیں اور ان علاقوں میں بجلی مہیا کی جائے۔ اور اسی طرح ضلع کونسل کے فنڈز سے بھی تقریباً 2 کروڑ اور 16 لاکھ روپے کے ٹینڈر صرف اس مخصوص حلقے میں پورے ضلع میں کسی طرح کا کوئی ٹینڈر نہیں ہوا جب کہ حلقہ این اے 37 میں یہ ٹینڈر کروائے گئے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے ہم ان کے مشکور ہیں لیکن جناب والا 2 تاریخ کے بعد ان تمام کاموں پر کام روک دیا گیا ہے وہ ٹھیکے دار' وہ کنٹریکٹر وہ بجلی والے تمام کے تمام واپس اپنے دفتروں میں چلے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہے۔ جناب والا! اس کے علاوہ باقی حلقوں کو نسبت تحصیل گوجر خان میں پیپلزپارٹی کے جیالوں اور اس حلقے کے امیدوار نے ایک نرالی بات کی ہے کہ الیکشن والے دن جب شام کو نتائج آ رہے تھے اور ہم اپنے اپنے دفتروں میں بیٹھ کر اپنے علاقے کے جو نتائج آ رہے تھے ان کو وصول کر رہے تھے کہ ہمیں اپنے دفتر میں تحصیل آفس میں آر۔او کے دفتر سے فون آیا کہ اب فوری طور پر آر۔او کے دفتر پہنچیں کیونکہ یہاں پیپلز پارٹی کے کم از کم دو تین ہزار لوگ دفتر کے اندر آ چکے ہیں اور پیپلزپارٹی کے امیدوار راجہ پرویز اشرف ریٹرننگ افسر کی سر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میرا رزلٹ اناؤنس کرو' مجھے کامیاب امیدوار کے طور پر اناؤنس کرو لہذا آپ فوری طور پر پہنچیں۔ اور جب ہم وہاں چار پانچ آدمی پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ واقعی یہ ان پر دباؤ ڈال رہے تھے اور ریٹرننگ افسر صاحب فرما رہے تھے کہ آپ ہار چکے ہیں لہذا میں یہ اناؤنس نہیں کروا سکتا اور پھر ابھی پانچ چھ پولنگ سٹیشنوں کے نتائج رہتے ہیں۔ اور رزلٹ بھی پورا compile نہیں ہوا۔ لیکن پھر بھی وہ کہہ رہے تھے کہ نہیں جناب آپ ہر حالت میں اعلان کریں۔ بیگم ناہید کا فون آ رہا ہے' وزیراعظم کا فون آ رہا ہے' وٹو صاحب کا فون آ رہا ہے کہ آپ نے ہر حالت میں مجھے جتوانا ہے۔ اور پھر اس کے بعد جناب والا میں یہ بات مکمل طور پر صحیح اور دعوے کے ساتھ اور دیانت داری کی ساتھ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس کی انکوائری کروا لیں ایک بھی بات ان میں سے غلط ثابت نہیں ہوگی۔ اور پھر جناب والا! ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے پیپلزپارٹی کے امیدوار راجہ پرویز اشرف نے ریٹرننگ افسر کے منہ پر تھپڑ مارا

جناب یہ کیسی جمہوریت ہے؟ اور ریٹرننگ افسر نے اپنی جان بچا کر، غسل خانے میں بند ہو کر الیکشن کمیشن کو نتائج سے آگاہ کیا یعنی اس حد تک دھونس اور دھاندلی کی گئی۔ اس ریٹرننگ افسر پر کرسیاں چلائی گئیں اور یہ سب کچھ ہمارے سامنے ہوا۔ اور تقریباً دو ہزار افراد ریٹرننگ افسر کے دفتر کے باہر ان کے خلاف نعرے لگا رہے تھے، پھر دفتر کے باہر ہماری گاڑیوں کو توڑا گیا، ان کے شیشے توڑے گئے ان کو نقصان پہنچایا گیا، ہمارے امیدوار راجہ نادر پرویز کی گاڑی کو توڑا گیا لیکن ان ساری باتوں کے باوجود جناب والا ایف آئی آر تک درج نہیں ہوئی۔ اور جب آر۔ او نے اس زیادتی کا نوٹس لیا اور اس نے پولیس سے ایف آئی آر درج کروائی تو آج تک وہ ایف آئی آر سیل ہے اس کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ اس ایف آئی آر کو سیل نہ رکھا جائے اس کو کھولا جائے۔ اور جن لوگوں نے وہاں دھونس، دھاندلی، اور بدمعاشی کی ہے اس کا نوٹس لیا جائے اور ان کے خلاف مکمل طور پر کارروائی کی جائے کیونکہ اس قسم کی دھاندلی کی اس سے پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسی طرح جناب والا! وہاں پرلوگوں پر اثر انداز ہونے کے لیے کیڈٹ کالج تک کا اعلان کیا گیا، گوجر خان کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔ آج میں on the floor of the House کھڑے ہو کر سپیکر کے ذریعے سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ پیپلزپارٹی نے جتنے بھی وہاں پر اعلانات کیے ہیں اور اگر وہ مخلص ہیں اگر وہ دیانت داری سے علاقے کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی اپنے ان اعلانات پر عمل درآمد کروائیں اور گوجر خان میں کیڈٹ کالج بنوائیں اور گوجر خان کو ضلع کا درجہ دلوایا جائے اور اگر یہ کام نہیں کیے جاتے تو ہم یہ بات سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ پیپلز پارٹی دھاندلی کی پیداوار ہے اور دھاندلی پر یقین رکھتی ہے اور اس کا اصولوں کی پاسداری کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور اس طرح سے یہ معاملات نہیں چل سکیں گے۔ لہذا میں یہ توقع کرتا ہوں کہ آپ اس بارے میں رولنگ دیں گے اور اس پر فیصلہ دیں گے کیونکہ جتنے بھی انھوں نے وہاں پر کام، منصوبے شروع کیے ہیں ان کے بارے میں لوگوں میں اشتعال پایا جاتا ہے، لوگوں میں بے چینی پائی جاتی ہے کہ یہ کیسی حکومت ہے کہ جس نے صرف ووٹ حاصل کرنے کے لیے، خریدنے کے لیے اور ضلع راولپنڈی میں ایک سیٹ حاصل کرنے کے لیے ہر حربہ آزمایا۔ میں توقع کروں گا کہ آپ اس دھاندلی کا نوٹس لیں گے اور پھر آپ ہی کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا اور توقع کروں گا کہ وہ اپنی ہی اعلان کردہ سکیموں پر عمل درآمد کرائیں گے اور اس ایف آئی آر کی سیل کو تڑوائیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے ریٹرننگ افسر کے ساتھ جس کا عہدہ

ایڈیشنل سیشن جج کے برابر ہے' بلکہ وہ ایڈیشنل سیشن جج ہیں ان کے ساتھ پیپلز پارٹی کے امیدوار نے جو سلوک کیا اور انہیں تھپڑ رسید کیا' جو کرسیاں وہاں پر چلائی گئی ہیں اس کا نوٹس لیا جائے اور ان افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب رانا اکرام ربانی صاحب ضمنی الیکشن پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے' sum up کریں گے' conclude کریں حکومت کی طرف سے۔

رانا اکرام ربانی (وزیر صحت)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے پورے پنجاب میں ضمنی انتخابات کے حوالے سے اپوزیشن کی طرف سے کہی ہوئی باتوں کا جواب دینے کے لیے موقع فراہم کیا ہے۔ جناب سپیکر! سب سے پہلی بات جو میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ضمنی انتخابات قومی اور صوبائی اسمبلی کے لیے پنجاب کے مختلف اضلاع میں ہو رہے تھے لیکن خاص طور پر صرف لاہور اور غالباً آج after thought کے طور پر راجہ صاحب کو بھی تکلیف دی گئی کہ وہ گوجر خان کے حوالے سے بھی بات کریں۔ جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ جو الزامات اپوزیشن کے دوستوں کی طرف سے عائد کیے گئے ہیں اور جس ترتیب سے انھوں نے اظہار خیال کیا ہے میں بھی اسی ترتیب سے ان کی باتوں کا جواب دے سکوں۔ جناب والا! ہمیشہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ ماضی کی کسی ناخوش گوار یاد کا ذکر یہاں پر نہ کیا جائے تاکہ کم از کم ہم آنے والے وقت کے لیے ایک اچھے ماحول میں ایک اچھی فضا میں ایک working relationship کا اظہار کر سکیں لیکن جب 1970ء' 1977ء اور اس سے پہلے کی باتیں ہوں اور ان کو un-noticed جانے دیا جائے تو جناب سپیکر میرا یہ خیال ہے کہ یہ سمجھا جائے گا کہ شاید یہ الزامات یا وہ کہانیاں جو ہیں وہ درست تسلیم کر لی گئی ہیں۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے بات تو یہ ہے کہ روایات کے مطابق اس قسم کے اہم موضوعات پر بحث کا آغاز عام طور پر قائد حزب اختلاف کی طرف سے کیا جاتا ہے لیکن شاید میرے دوست اپنی اسی پرانی روایت پر عمل کر رہے ہیں جب یہاں میاں نواز شریف صاحب وزیراعلیٰ تھے اور ہم اس وقت اس طرف (اپوزیشن) میں بیٹھا کرتے تھے۔ اس وقت بھی میاں صاحب کی موجودگی میں policy statement کوئی اور وزیر دیا کرتے تھے اگر یہ ذمہ داری روایات کے مطابق باقاعدہ نبھانے کے لیے آغاز کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان کے لیے ایک اچھی بات ہو گی۔ تابش الوری صاحب نے اپنی بڑی خوبصورت تقریر میں اتنے مشکل الفاظ روانی سے ادا کیے اور میں تو بڑی

کوشش کے باوجود بھی اتنے مشکل الفاظ ادا نہیں کر سکتا جتنے وہ روانی میں ادا کر جاتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ انتخابات کرانے کی حکومت اور الیکشن کمیشن کی مشترکہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں بالکل درست کہا اور اس کے بعد انہوں نے الیکشن کمیشن کے اختیارات کی اور انتظامیہ کی ذمہ داریوں کی bifurcation کی جناب سپیکر مجھے یاد ہے کہ 1990ء کے الیکشن کے بعد اور میں یہ بات یہاں ضرور کہنا چاہوں گا اور ہو سکتا ہے کہ مجھے دہرانی بھی پڑے۔ میں نے پرانے اخبارات نکالے اپنے حافظے کو ٹٹولا اسی قسم کی باتیں جو ہم کہا کرتے تھے اب بھی اپوزیشن نے وہی دہرائی ہیں صرف انہوں نے کہیں کہیں خالی جگہ پر کرنے کے لیے جگہ شخص یا پولنگ اسٹیشن کا نام تبدیل کیا ہے۔ اس وقت میں بھی الیکشن کمیشن کے حوالے سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے سپیکر صاحب نے بھی کہا اور اس وقت اس طرف بیٹھنے والے دوستوں نے بھی کہا الیکشن کمیشن باقاعدہ ایک عدالت کا درجہ رکھتا ہے اس لیے اس کے بارے میں کوئی بات کہنا توہین عدالت ہو گی اور میں نے بھی اسی خیال سے اس وقت بات کرنی مناسب نہ سمجھی لیکن الوری صاحب اور دوسری دوستوں نے الیکشن کمیشن پر بڑی کھل کر تنقید کی ہے اور پھر بھی ہم پر یہ شکایت ہے کہ ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جناب سپیکر! اس کے بعد میں انتظامیہ کے حوالے سے بات کروں گا مجھے بھی یاد ہے آپ کو بھی یاد ہوگا اور بھولنے کے باوجود قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھی بھی نہیں بھول سکتے چونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بارہا ان کو پیش کش کی کہ آئیں میرے ساتھ مل کر بیٹھیں اور آپ کو جہاں جہاں اعتراضات ہیں جہاں جہاں شکایات ہیں ہم فوری طور پر اس کا ازالہ کرنے کے لیے تیار ہیں اور الیکشن سے ایک دن پہلے بھی ایک پریس کانفرنس کے ذریعے انہیں پیش کش کی گئی کہ آئیں مل کر پولنگ اسٹیشن کا دورہ کرتے ہیں تاکہ اگر کسی جگہ پر کوئی شکایت ہو تو فوری طور پر اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمد شہباز شریف) جناب سپیکر! محترم رانا اکرام ربانی صاحب جو فرما رہے ہیں شاید ان کو قائد ایوان نے حقائق نہیں بتائے یا ان کی غلط ترجمانی کی۔ میں عرض کروں گا کہ۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نکتہ ذاتی وضاحت پہ بات کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمد شہباز شریف)، جی جناب والا! جناب سپیکر میں عرض کروں کہ محترم وزیراعلیٰ نے مجھے ایک دن فون کیا اور کہا کہ ہم اس الیکشن کو شفاف اور fair بنانے کے لیے کیا اقدامات کر سکتے ہیں تو میں نے ان کو بتایا کہ میں نے الیکشن کمیشن کو 31 اکتوبر کو خط لکھا ہے جس کا

جواب مجھے 10 نومبر کو ملا اس میں انہوں نے لکھا کہ I intend to repeat all these measures which were adopted during the general elections. تو میں نے ان کو یہ بات بتائی میں نے کہا کہ اس کے باوجود آپ نے شروعات اس طرح کی ہے جعلی شناختی کارڈ کی باتیں تو چلتی تھیں لیکن صوبے میں اور خصوصی طور پر ان علاقوں میں جہاں پر ضمنی انتخابات ہو رہے ہیں وہاں جو تبادلے ہوئے ہیں یہ تو الیکشن کمشن کی واضح ہدایات کی خلاف ورزی ہے اور انہوں نے بھی اس کا نوٹس لیا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے علم میں لایا جائے کہ یہ تبادلے کہاں کہاں ہوئے ہیں تو انہوں نے مجھے کہا کہ کہاں ہوئے ہیں تو میں نے کہا کہ لاہور میں دو ڈی ایس پی تبدیل ہوگئے ہیں ایس ایچ او تبدیل ہوگئے ہیں تو ان کے یہ الفاظ ہیں میں انتہائی ذمہ داری سے ان کو quote کر رہا ہوں فرمانے لگے کہ میاں صاحب میرے اوپر 21 تبادلوں کا بڑا پریشر تھا اور ان میں گھٹا کر مجبوراً مجھے یہ کرنے پڑے ہیں اور جو آپ کہہ رہے ہیں یہ ٹھیک ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے quote unquote جناب والا! وزیراعلیٰ صاحب نے مجھے یہ دعوت دی اور جناب والا! جہاں تک حلقہ انتخاب کے دورے کرنے کا تعلق ہے تو میں تو اس معزز ایوان کا قائد حزب اختلاف ہوں امن عامہ اور الیکشن کو شفاف بنانے کی ذمہ داری تو انتظامیہ اور وزیراعلیٰ کی ہے تو جو rigging-large scale ہوئی ہے میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ان کے زبانی اور اخباری quotation کے حوالے سے میں نے ان کا ساتھ نہیں کیا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی رانا صاحب

وزیرصحت (رانا اکرام ربانی): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر اس وقت کوئی مشترکہ لائحہ عمل اختیار کر لیا جاتا لیکن شاید اس لیے نہیں کیا گیا کہ لاہور میں جو واقعات ہوئے ہیں ان کی تیاری کا علم قبل از وقت حکومت کے علم میں آجاتا اور ان پر قابو پانے کے لیے انتظامیہ کوئی تجویز بنا لیتی کوئی تدبیر بنا لیتی۔ جناب والا! یہاں یہ 1977ء کے انتخابات کی بات کی گئی دھاندلی کی بات کی گئی لیکن اس چیز سے ساری دنیا آگاہ ہو چکی ہے کہ اس وقت کی جائز طور پر منتخب حکومت کے خلاف یہ ایک سازش تھی اور اسی دھاندلی کے الزامات کو بعد میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی تحریک میں بدلا گیا اور ultimately جو کچھ بعد میں ہوا وہ ہماری تاریخ کا ایک حصہ ہے میں اس پہ نہیں جانا چاہتا۔ یہاں یہ

1970ء کا ذکر کیا گیا ہے جناب والا! 1970ء میں جو کچھ ہوا مجھے یہ حیرت ہوتی ہے کہ بڑے واقعے کے اسباب بڑی چھوٹی چھوٹی وجوہات میں ملتے ہیں۔ اس کے بعد 70 سے لے کر 77 تک مسلسل کہا گیا کہ حمود الرحمن کمیشن کی رپورٹ کو چھپایا جائے لیکن 77 سے لے کر آج تک تو ہمارے اختیار میں نہیں تھا لیکن اس کے بعد کبھی بھی کسی نے حمود الرحمن کمیشن کی رپورٹ کا ذکر نہیں کیا۔ جب بھی اس ملک میں ایک جائز اور صحیح طور پر انتخاب کے ذریعے پاکستان پیپلز پارٹی کو جائز طور پر نمائندگی ملتی ہے تو ایسے ایسے issue نکالے جاتے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہاں پر سابق صدر غلام اسحاق خان کا بھی ذکر کیا گیا کہ انہوں نے ماضی میں یہ کیا تھا 77 میں یہ کیا تھا جناب والا! پچھلی حکومت کی پرورش پچھلی حکومت کو اقتدار دلانے انہیں مسلسل اقتدار میں رکھنے میں بیسویں شخصیت کا جو حصہ ہے اس کے بعد اس کا اس انداز میں ذکر کرنا میں خود ان پر چھوڑتا ہوں کہ یہ مناسب ہے یا نہیں۔ جناب والا! یہاں پر وائٹ پیپر کا ذکر کیا گیا۔ اس حکومت کے پاس وائیٹ پیپر کے لیے اتنا مواد موجود ہے کہ سابقہ دور میں سرف rule relax کر کے جو ملازمتیں دی گئی ہیں اگر صرف وہی عوام کے سامنے لائی جائیں تو میرے خیال میں ان کے کردار کا ایک رخ تو پوری طرح عوام کے سامنے آجائے گا اور جب تابش الوری صاحب کی تقریر سے کچھ عرصہ لاہور کا ذکر دائیں بائیں ہوا اور میں نے یہ نوٹ لکھا ہوا ہے کہ چھ بج کر بارہ منٹ پر انہیں پیچھے کچھ کہا گیا تو تابش الوری صاحب کو پیچھے مڑ کر یہ کہنا پڑا یار یہ سارا کچھ میں نے کہہ دیا ہے۔ جناب والا! تابش صاحب کی تقریر اور باقی دوستوں کی تقاریر کے حوالے سے میں کہوں گا کہ اول تو ان کا حقیقت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور اگر کسی جگہ کچھ percentage حقیقت تھی بھی تو انہوں نے ایف آئی آر کا حوالہ دیا ہے۔ ایک ایف۔ آئی۔ آر ابھی میں جلدی جلدی میں دیکھ رہا تھا وہ محمدیہ ہائی سکول میں پریذائیڈنگ آفیسر نے مسلم لیگ کی پولنگ ایجنٹ کے خلاف درج کروائی ہے۔ مجھے اس وقت نام تو یاد نہیں ہے۔ جناب سپیکر الیکشنوں میں چند ایک ایسے واقعات کا ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے خاص طور پر جس وقت میں جناب بادشاہ میر خان آفریدی کی---

شیخ محمد انور سعید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ایک ایف۔ آئی۔ آر کی رپورٹ مسلم لیگ پولنگ ایجنٹ کے خلاف درج کروائی گئی ہے۔ جناب والا! میرے پاس تقریباً سولہ یا سترہ ایف۔ آئی۔ آر ہیں اور ان کی کاپی بھی میں آپ کو پیش کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شیخ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اور اس وقت ہاؤس کا بڑا اچھا ماحول ہے۔ اس وقت تقریر کرنے کا لمحہ نہیں ہے۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! میں یہ بات ریکارڈ کی درستگی کے لیے کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر ممبران ریکارڈ کی درستگی کرنے لگ گئے تو پھر تو کوئی بول ہی نہیں سکے گا۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے رانا صاحب اپنی بات مکمل کریں۔

وزیر صحت، شکریہ جناب سپیکر! پھر یہاں پر دو ایسے واقعات میں سے ایک واقعہ کو زیر بحث لانے کی کوشش کی گئی اس پر احتجاج بھی ہوا۔ جناب سپیکر! میں نے کل بھی عرض کیا تھا قواعد انضباط کار کے عین مطابق ہم نے اس پر اعتراض کیا تھا کہ جو واقعات اس وقت ایک ہائی کورٹ کے معزز جج کے زیر غور ہیں ان کو یہاں پر زیر بحث لانا مناسب نہیں ہوگا۔ میں پھر ماضی کے حوالے سے ان کی یاداشت کو تازہ کرنے کے لیے یہ عرض کرنا چاہوں گا اس وقت الوری صاحب تو موجود نہیں تھے، میاں فضل حق صاحب بھی نہیں تھے لیکن کافی دوست اس وقت یہاں موجود تھے۔ اس وقت گورنر ہاؤس کے سامنے پولیس کی فائرنگ سے ایک شہری ہلاک ہو گیا۔ ہم اس مسئلے کو زیر بحث لانا چاہتے تھے لیکن اس پر جوڈیشل انکوائری کا حکم دے دیا گیا اور ایک مجسٹریٹ صاحب اس کی انکوائری کے لیے متعین ہو گئے۔ اور اسی ہاؤس میں موجود میرے دوستوں کی اکثریت نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا۔۔۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں اپنے محترم دوست۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! میں نے ابھی آپ کو اجازت تو نہیں دی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ پوائنٹ آف آرڈر پیش کر دیا جائے اور شروع ہو جائیں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا پھر اجازت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے فرمائیں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اسی طرح کے الزامات ہم بھی ان بنچوں پر بیٹھ کر لگایا کرتے تھے۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آیا آپ غلط الزامات لگایا کرتے تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے میرے بھائی کی بات پر کہا ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے لیکن چونکہ یہ بات اب ہوگئی ہے تو میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ہماری کی گئی شکایات' ہماری کی گئی تقریریں یہاں پر صرف دہرائی گئیں ہیں اور Fill in the blanks کے طور پر صرف نام اور سال کی جگہ تبدیل کی گئی ہے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! رانا صاحب نے پھر اپنی بات کو دہرایا ہے اور میں آپ کے توسط سے رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ چلیں ہماری ایک بات مان لیں یا تو کہیں وہ بھی جھوٹے الزامات ہیں اور یہ بھی جھوٹے ہیں۔ یا پھر یہ کہیں کہ وہ بھی سچے تھے اور یہ بھی سچے ہیں ایک بات تو ہماری مان لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مقصد یہ ہے کہ یہ ان کا point of view ہے ان کو اپنی بات کرنے دیجیے۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! اتفاق کی بات ہے یہ میرے نوٹس میں لکھا ہوا ہے کہ 6 بج کر 35 منٹ پر میرے محترم دوست مونگل صاحب نے جب بہت سے پوائنٹ آف آرڈر ہماری طرف سے ہوئے تھے تو مشورہ دیا تھا کہ آپ ہماری بات حوصلے سے سنیں۔ بالکل یہی بات میں اپنی بات کو آگے بڑھانے سے پہلے شوکت داؤد صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں میں جب بات کر رہا ہوں تو وہ بھی حوصلے سے سنیں اور سردار صاحب سے بھی میری یہ گزارش ہوگی کہ میری گزارش پر بھی پیچھے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے بھی یہ بات دہرا دیں۔ جناب سپیکر 1977ء کے بعد اس ملک میں اسلام کے نام پر اور اس کے بعد جمہوریت کے نام پر بڑے ڈرامے کیے گئے اور ہم نے اس سارے عرصے میں نہ صرف حوصلے سے سنا بلکہ برداشت کیا اور اس کے خلاف جدوجہد بھی کی۔ اور جناب سپیکر مجھے فخر ہے کہ پاکستان پیپلزپارٹی کے کارکنوں کی جدوجہد کے نتیجے میں ان کے دباؤ کے نتیجے میں ایک آمر 1985ء میں غیر جماعتی بنیادوں پر ملک میں الیکشن کروانے پر مجبور ہو گیا اور اس کے بعد مجھے یہ فخر ہے کہ یہ تسلسل ہمارے اسی حوصلے برداشت اور جدوجہد کے نتیجے میں جاری ہے۔

شیخ محمد انور سعید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجازت ہے۔ لیکن پوائنٹ آف آرڈر صحیح اٹھایا کریں۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ تقریر میں مداخلت نہ کریں اور حوصلے سے بات سنیں۔ ہم

بڑے حوصلے سے سن رہے ہیں اور بڑے حوصلے سے جواب دے رہے ہیں۔ 1985ء کے الیکشن کا انہوں نے ذکر کیا ہے' 1985ء میں ان کے دباؤ یا پیپلزپارٹی کے دباؤ سے اس وقت الیکشن نہیں ہوئے تھے۔ 1985ء کے الیکشن میں تو انہوں نے حصہ ہی نہیں لیا تھا اور وہ الیکشن بھی غیر سیاسی بنیادوں پر ہوئے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ان کی اپنی رائے ہے آپ کی رائے اس سے متضاد ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

شیخ محمد انور سعید: لیکن جناب والا رائے تو صحیح ہونی چاہیے۔ اور پوائنٹ آف آرڈر کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی غلط بات ہو رہی ہے تو اس کو جواب دیا جائے کہ یہ بات غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔ رانا صاحب

وزیرصحت: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! 6 بج کر 38 منٹ پر محترم قائد حزب اختلاف نے پھر ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے بھی یہاں پر بیٹھنے کا موقع ملا ہے۔ اسی نشست کے ذمے صرف پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا یا میزیں بجانا نہیں ہوتا بلکہ اس کے علاوہ بھی اور بہت سی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور وہ میں جناب سپیکر! اس لیے کہہ رہا ہوں کہ مجھے بھی یہ ذمہ داریاں ادا کرنے کا موقع اسی ایوان میں ملا تھا۔ میاں معراج دین صاحب نے بھی 1970ء کا ذکر کیا ہے جناب سپیکر! میں نے اخبار میں پڑھا تھا اور میرے اور دوستوں نے بھی پڑھا۔ جہاں پر پہلے دن ایک تاثر دیا گیا کہ فیصل صالح حیات صاحب نے گاڑی ان کے اوپر سے گزار دی اور جس کے نتیجے میں خدانخواستہ میاں صاحب کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور انہیں بڑے زخم آئے اور وغیرہ وغیرہ۔ میں نے جب انہیں دیکھا اگر تو میں ذاتی طور پر انہیں نہ جانتا ہوتا پھر تو بات تھی وہ ماشاء اللہ بالکل ٹھیک ٹھاک اور صحیح تھے۔ اخبارات میں ان کی تصویر تھی بڑے زور سے انہوں نے گاڑی کو روکا ہوا ہے اور پچاس سو اپنے ہمنوا بھی اپنے ارد گرد اکٹھے کیے ہوئے ہیں۔ اس تصویر کی اشاعت کے بعد بھی جناب سپیکر! یہ بڑے حوصلے کی بات ہے پھر بھی یہ کہنا کہ ہمارے ساتھ دھاندلی ہوئی ہے پھر یہ کہنا کہ ہمارے ساتھ غنڈہ گردی ہوئی ہے پھر یہ کہنا کہ انتظامیہ نے مداخلت کی ہے۔ جناب سپیکر! دراصل میری اس سلسلے میں ایمان دارانہ رائے ہے۔ میرے دوست ابھی تک غیر جانب دار انتظامیہ کے تصور کے ساتھ اپنے آپ کو ہم آہنگ نہیں کر سکے۔ مجبوری بھی ہے بلکہ میں اپنے دوستوں سے یہ کہوں گا کہ انہیں اس کا بونس بھی

دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! انہیں اس کا بونس بھی دیں جہاں سالہا سال سے یہ عادت پڑی ہوئی ہو جس کو فون کیا اور جو حکم دیا ہے وہ اس پر فوراً عمل درآمد پر تیار ہوگی اسے چاہے وہ حکم جائز تھا یا ناجائز تھا اور اگر ان میں جائز کاموں کا تناسب نکالیں تو وہ بہت کم ہوگا ابھی انہیں بہت وقت لگے گا۔ اور اپنے آپ کو اس ماحول میں adjust کرتے ہوئے بڑی دقت پیش آئے گی۔ جناب سپیکر! سارا مسئلہ یہاں سے شروع ہوتا ہی میاں صاحب نے انتظامیہ کی بڑی شکایت کی ہمارے ساتھ یہ ہوا وہ ہوا۔ اس کے بعد انتظامیہ ہی کے ارکان کی فہرست تھی کہ اگر وہ ہمارے ساتھ تعاون نہ کرتے' جناب والا! اگر حکومت کی طرف سے ایسی کوئی general instruction ہوتی تو پھر یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ انتظامیہ کے کچھ افراد تو ان کے مخالفت کرتے اور کچھ افراد انہیں تحفظ دیتے۔ جناب والا! ان کا خود یہ کہنا ان کے اپنے الزامات کی نفی کرتا ہے۔ کہ حکومت کی پالیسی کے طور پہ لاہور میں جو کچھ ہوا' یہ کیا گیا ہے۔ بادشاہ میر خان آفریدی صاحب نے بھی یہی کہا کہ انتظامیہ کے ایک رکن نے مجھے جواب دیا۔ میں اس کو اس طریقے سے interpret کرنا چاہوں گا کہ انتظامیہ کے ایک رکن نے انہیں آئینہ دکھایا ہے کہ یہ سولہ سال تک آپ کے کہنے پر سارا کچھ ہوتا رہا ہے۔ اب اگر آپ کی مرضی کے مطابق حالات نہیں ہیں' یہ اقدامات نہیں ہیں تو اسے دھاندلی نہیں جناب والا اسے غیر جانبداری کہا جائے گا۔ آج میرے ایک دوست نے چار پانچ شناختی کارڈ جیب سے نکال کر دکھائے' جناب والا! یہ چار پانچ دکھا رہے تھے' چار پانچ تو کیا بین الاقوامی سطح پر اس حقیقت کو تسلیم کیا جا چکا ہے کہ ان کے پاس جو تھے چار پانچ نہیں بلکہ یہ اس کے آگے کئی صفر بھی لگا سکتے ہیں۔ اور ردی کی طرح ان کے پاس شناختی کارڈ بیچنے کے لیے موجود ہوں گے۔

شیخ محمد انور سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔ جناب والا ہم جو بات کر رہے ہیں وہ ثبوت کے ساتھ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں شیخ صاحب' میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جو آپ کے خیالات ہیں یہ ان کے خلاف بات کر رہے ہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

شیخ محمد انور سعید: جناب والا! میں آپ کو facts بتا رہا ہوں اور وہ تو اپنی رائے بتا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو رولز آف پروسیجر مہیا کیا گیا ہے اس میں رول 184 ہے اس کی چھ سات شقیں ہیں کم از کم وہ پڑھ لیجیے' اس میں پتہ لگ جائے گا کہ پوائنٹ آف آرڈر آپ نے کس مرحلے پر کرنا ہے۔ مہربانی ہوگی۔

شیخ محمد انور سعید: آپ درست فرما رہے ہیں لیکن جناب والا اگر وہ کوئی بات غلط کہیں گی تو اس کا

اسی وقت بتایا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں وہ تو ان کے خیالات ہیں اور وہ غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ آپ کے ٹھیک ہو سکتے ہیں۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! ہمیں بات کرنے کا موقع تو دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں میں اب سمجھ گیا ہوں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں' اتنی سمجھ تو ہے کہ جب آپ دو جملے بولتے ہیں تو میں سمجھ جاتا ہوں۔ جی شوکت داؤد صاحب۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! یہ بحث جو تھی اس کا topic یہ تھا کہ موجودہ حکومت ضمنی الیکشن کے دوران امن و امان کی صورت حال کو بہتر نہیں بنا سکی۔ اور یہ مرکزی اور صوبائی حکومت اس حکومت کی ہے اور جعلی شناختی کارڈ بننا اس بات کا ثبوت ہے۔ اور وہ جعلی شناختی کارڈ اس حکومت کے دور کے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں مرکزی اور صوبائی حکومتیں ہیں' ایک ہی پارٹی کی حکومتیں ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ اور یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے کہ اسے کنٹرول نہیں کر سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری بات سنیں' شیخ صاحب تو اسمبلی میں نئے ہیں۔ آپ ماشاء اللہ میرے خیال میں دوسری دفعہ آئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر کوئی اور نیا دوست آیا ہے وہ بولے تو بات کچھ حد تک ٹھیک ہے لیکن آپ جو اس طرح بولتے ہیں۔ تو مجھے افسوس ہوتا ہے۔ میں تو یہی کہہ سکتا ہوں۔ جی گل نواز صاحب۔۔۔

چودھری گل نواز وڑائچ، یہ شناختی کارڈ' تو اب وہ شخص یہاں موجود ہو تو وہ کہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اپنے رول آؤٹ کر چکا ہوں' تکرار نہیں ہے۔ یہی آپ پر بھی applicable ہو گا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ مہربانی شکریہ! جی۔۔۔

وزیر صحت، شکریہ جناب سپیکر! میں معترف تھا کہ سردار حسن اختر موکل صاحب میری اس گزارش پر کچھ کرم فرمائی کریں گے۔ اور اپنے دوستوں کو بھی یہ مشورہ دیں گے کہ وہ کم از کم بات سننے کا حوصلہ تو پیدا کریں۔ جناب والا! انہوں نے ایف آئی آرز کی بات کی' اس دن لاہور میں 2 تاریخ کو کل 21 ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں۔ جناب والا! جہاں یہ اپنا حق سمجھتے ہیں کہ اپنی طرف سے ایف آئی آر درج

کروائیں اور پھر اس کی کاپی لا کر یہاں ایوان میں دکھائیں کہ ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ارشد عمران سلہری صاحب! اب دیکھتے ہیں کہ کیسا پوائنٹ آف آرڈر آتا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! ہمارے ممبران نے اپنے فلور سے جو بھی بات کی ہے وہ ثبوت کے ساتھ کی ہے۔ اور فاضل وزیر نے کہا کہ اپنی طرف ایف آئی آر درج کرائی گئی۔ ہم نے جو ریکارڈ پیش کیا ہے وہ وہاں کے پورے سٹاف نے جو وہاں کے پریذائیڈنگ افسر تھے، انہوں نے جو بھی زیادتی دیکھی ہے پیپلزپارٹی کے کچھ دوستوں کی طرف سے، ہم نے وہ ثبوت پیش کیے ہیں۔ ہم نے اپنی طرف سے کوئی ایسی ایف آئی آر تھانے میں درج نہیں کروائی۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order

شیخ محمد انور سعید، جناب والا پوائنٹ آف انفرمیشن۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں پوائنٹ آف انفرمیشن کا کوئی پروبلم نہیں ہے رولز آف پروسیجر میں۔ کوئی پروبلم نہیں ہے۔ آپ نے تو مدد دینی ہے آپ ان کو اکسا رہے ہیں۔ ہاں شیخ صاحب تشریف رکھیں، مہربانی۔ شکریہ! بڑا اچھا ماحول جا رہا ہے۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! ایک سوال کرنا ہے آپ سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی کریں۔

شیخ محمد انور سعید، ہم کس موقع پر پوائنٹ آف انفرمیشن ریز کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ انفرمیشن سپیکر سے نہیں لی جا سکتی، لیکن انفرمیشن کا تو کوئی پروبلم ہی نہیں ہے۔ اگر یہ پروبلم بن جائے تو یہاں سارا دن افرمیشن کی صورت حال بن جائے گی۔ کہ یہ انفرمیشن دے دیں مہربانی جی۔

وزیر صحت، شکریہ جناب والا! میں بات کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ جملہ دہراؤں گا کہ بات کرنے کا حوصلہ پیدا کرنے کا مشورہ سردار صاحب پیچھے مڑ کر بھی ایک دفعہ دے دیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میرے قابل احترام منسٹر بار بار اپنی تقریر میں میرا نام لے رہے ہیں۔ تو میں ان سے آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کی بات بجا ہے اور میں نے اپنے

دوستوں سے اکثر یہ بات کی اور ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ ہم میں حقائق کی بات سننے کا بہت حوصلہ ہے۔ لیکن ریکارڈ درست کرنے کے لیے جہاں ریکارڈ کو خراب کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ وہاں پر interrupt کرتے ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ جب بات سیدھی چلے گی تو وہ interrupt نہیں کریں گے۔

وزیر صحت، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ جہاں یہ اپنا حق سمجھتے ہیں کہ ایک ایف آئی آر درج کروائیں' اور اس کے بعد اس ایف آئی آر کو یہاں لا کر لہرایا جائے۔ یہی حق ایک آزاد ملک میں ہر شہری کو حاصل ہے۔ اور انہوں نے جو ایف آئی آر درج کروائی ہیں اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ درست ہیں اور وہی حق کسی دوسرے شہری نے استعمال کیا ہے تو اس پر ان کو اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ جناب والا ان ساری ایف آئی آرز کے بارے میں معاملات چونکہ زیر بحث ہیں اس لیے میں ان کو یہاں پر دہرانا نہیں چاہتا۔ یہاں ہر مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمیں پہلے سے علم تھا۔ جناب سپیکر! وہ قال نکالنے والے بھی کہتے ہیں کہ ہمیں پہلے سے علم تھا۔ ہاتھ دیکھنے والے بھی کہتے ہیں کہ ہمیں پہلے سے علم تھا۔ لیکن جناب والا! ان سے زیادہ دھاندلی' اور جھرلو کرنے کے طریقے' تجربہ میرا خیال ہے کہ آنے والی نسل میں کبھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب نے کہا' غالباً وہ لاہی میں تشریف رکھتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ جو وعدے کیے گئے ہیں--- جناب سپیکر! یہ ضمنی انتخابات کی صرف بات نہیں ہے۔ موجودہ حکومت کی commitment ہے کہ پنجاب کے ہر شہری کو بنیادی ضروریات جتنی جلد ممکن ہو سکے اس کے دروازے تک پہنچائی جائیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ حکومت اپنے اس tenure میں اپنے یہ وعدے پورے کرے گی۔ سارے علاقوں کی ترقی کے لیے کام کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں وائنڈ اپ کرنے سے پہلے آخر میں دو تین چیزیں عرض کرنا چاہوں گا۔ شاید یہ repetition بھی لگیں۔ سب سے پہلے لاہور میں جو دو اہم واقعات ہوئے ان کے بارے میں عدالتی کمشن بن چکا ہے۔ یہاں پر جو شکایت انھیں تھی اس کارروائی میں باقاعدہ گرفتاریاں عمل میں لائی جا چکی ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا قائد ایوان کی کرسی پہ ہر شخص بیٹھ سکتا ہے؟ آج یہ تیسری یا چوتھی بار ہوا ہے۔ پہلے ایک وزیر صاحب بیٹھے تھے۔ میرا خیال ہے اڑھائی سال میں میں نے نہیں دیکھا تھا جو آج تین بار میں نے دیکھ لیا ہے۔ جو آتا ہے کرسی سنبھال کر بیٹھ جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شوکت داؤد صاحب نے جو بات یہاں پر کی ہے یہ کوئی رولز میں مہیا نہیں ہے لیکن روایات یہی ہیں کہ قائد ایوان کی کرسی پہ نہیں بیٹھا جاتا۔ احترام اور روایت کی بات یہی ہے۔ شکریہ شوکت داؤد صاحب۔ یہ آپ نے اچھا کیا اور اس طرح سے باقی تمام دوستوں کو اس بات کا علم ہو گیا ہے۔ ایسی بات آپ کیا کریں۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! اگر اجلاس جاری ہو تو ہاؤس میں کوئی بھی منسٹر بیٹھ کر یہاں پر اپنا دفتر لگا سکتا ہے؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ وزیر قانون تقریباً ڈیڑھ گھنٹے سے اجلاس کی کارروائی کی طرف توجہ نہیں دے رہے جب کہ وہ درخواستوں کے اوپر کارروائی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی یہ بات جائز ہے۔ لیکن یہاں اکثر یہی سوال اٹھائے گئے لیکن کبھی بھی اس پر عمل نہیں ہو سکا۔ منسٹر صاحبان تو ہم سے زیادہ باخبر ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اصل میں اپوزیشن کے فاضل ممبران نے جتنی بھی تقاریر کیں جو بحث بائی الیکشن کے حوالے سے کی اس پر ہمارے فاضل دوست رانا اکرام ربانی صاحب جواب دے رہے ہیں اور میرے کان انہی کی طرف ہیں اور میں سن رہا ہوں۔ البتہ اپوزیشن کے فاضل اراکین اگر میرے پاس آئیں اور میرے پاس بیٹھیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وہ اپوزیشن کے ہی ہیں جو کام کروا رہے ہیں۔

وزیر قانون، اگر میں ان کی بات نہیں سنتا تو یہ بات کی جائے گی کہ شاید میں حکومتی ارکان کی بات سنتا ہوں اور اگر اپوزیشن ارکان میرے پاس آئیں تو میں ان کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ یہ بات قطعی طور پر نہیں کہ میں متوجہ نہیں ہوں۔ میں متوجہ ہوں۔ بہرحال توجہ دلانے کا بھی شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب۔ اب خیال بھی کریں وقت ختم ہونے والا ہے۔

وزیر صحت، میں کوشش کروں گا کہ جلدی جلدی بات ختم کروں۔ جناب والا! جو شکایت ہمیں تھی اس کے بارے میں ہم نے کوئی قدم زیادہ طریقے سے نہیں اٹھائے کہ یہ بھی اس شکایت کا ایک حصہ بن جاتا ہے جو انھوں ناجائز طور پر شروع کی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! پوسٹنگ ٹرانسفر کی بات ہوئی۔ 1990ء کے جنرل الیکشن اور اس کے بعد ان کی اپنی حکومت میں کروائے گئے ضمنی انتخابات کے دوران ساڑھے چار سو سے زیادہ ٹرانسفرز کی گئیں اور یہاں پر اگر ایک آدھ بار ہوئی تو یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ

پریشرز تھے لیکن میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ محکمہ صحت کے ملازمین کے بارے میں شکایات تھیں کہ وہ اپنی پرانی وابستگی کو برقرار رکھتے ہوئے محکمے کی گاڑیوں کو بھی استعمال کر رہے ہیں لیکن میں یہاں یہ پوری پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے ان ملازمین کو بلا کر ان سے یہ گزارش کی تھی کہ پچھلی حکومت۔۔۔ جناب سپیکر! پھر مجھے ماضی یاد آ جاتا ہے کہ ایک سازش کے ذریعے' ایک منظم سازش کے ذریعے اس ملک کے عوام کو de-politicise کیا گیا اور ان اداروں کو جن کے ذمے خاص طور پر نظم و ضبط ہوتا ہے ان کو criticise کیا گیا۔ جناب سپیکر! سولہ سال انھوں نے بڑے محنت' بڑی کوشش کے بعد اس معاشرے میں جو خرابیاں پیدا کی ہیں' انتظامیہ میں جو خرابیاں پیدا کی ہیں ابھی کچھ وقت ہمیں ان کو سمجھنے اور ٹھیک کرنے میں لگے گا۔ دوسری طرف فرنٹیئر کی گورنمنٹ جو ان کے اپنے دوستوں پر مشتمل ہے' انھوں نے massive scale پہ administrative check up کیا' وہاں الیکشن کو rig کرنے کے لیے لیکن یہاں اس کے مقابلے میں کوئی قابل ذکر تبادلہ عمل میں نہیں لایا گیا۔ میں پھر اپنی بات کو دہراؤں گا کہ الیکشن کمشن کو خط لکھنے کے بجائے جیسے پنجاب کے وزیراعلیٰ نے پریس کانفرنس کے ذریعے ایک offer کی تھی اسی طرح publically اگر اس offer کو accept کر لیا جاتا۔ لیکن کس لیے کیا جاتا؟ جو گڑبڑ' جو حرکات انھوں نے بعد میں کیں پھر وہ نہیں کر سکتے تھے۔ مجھے یہ خبر ہے کہ ہماری حکومت نے ان انتخابات میں ایک غیر جانب دارانہ اور منصفانہ کردار برقرار رکھا اور انتخابات ہم نے اپنی دانست میں مکمل طور پر غیر جانب دار اور منصفانہ طریقے سے کرائے ہیں اور اس کے مقابلے میں اس سے پہلے جو misuse of authority اور جو چیزیں ہمارے علم میں آئی ہیں وہ بھی ہم ایک وائٹ پیپر کے ذریعے عوام کے سامنے لائیں گے۔ جناب سپیکر! میں اس احساس کے ساتھ کہ جہاں مجھے یہ خوشی ہے کہ مجھے اس الیکشن کے حوالے سے اپنی بات کرنے کا موقع ملا وہاں یہ احساس ذمہ داری بھی ہے کہ میں اس ایوان کے سامنے اور اس ایوان کی وساطت سے پنجاب کے عوام کے سامنے یہ عہد دہراتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کی موجودہ حکومت' مرکز کی حکومت اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ ہے اور معاشرے میں امن اور انصاف مہیا کرنے کے لیے آئندہ بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کرتی رہے گی۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ law and order situation جو بائی الیکشن سے متعلق تھی اس پر بحث ختم ہو گئی ہے اور اب جنرل لاء اینڈ آرڈر پر بحث شروع ہو گی۔ تین بجے تک کا وقت ہے۔ چودھری

پرویز الہیٰ صاحب نے شروع کرنا ہے۔ اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں تو ہم اس بحث کو کل پر لے جاتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: کل کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کل مورخہ 20۔ دسمبر کو دس بجے صبح ہو گا۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

سوموار' 20 دسمبر 1993ء

(دوشنبہ 6 رجب المرجب 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بج کر 30 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً
حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ
لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿٨٥﴾ وَإِذَا حُيِّيْتُمْ
بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾ اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۗ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾

سورۃ النساء آیات 85تا87

جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس (کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا۔ اور جو بری بات کی سفارش کرے اس کو اس (کے عذاب) میں سے حصہ ملے گا۔ اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اس سے بہتر (کلمے) سے (اسے) دعا دو یا انہیں لفظوں سے دعا دو۔ بے شک خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور جمع کرے گا۔ اور خدا سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے؟

لاہور میں آتشزدگی سے جاں بحق ہونے والوں کے لیے دعائے مغفرت

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ لاہور میں آتشزدگی سے جاں بحق ہونے والوں کے ایصال ثواب کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔ (آوازیں۔ منظور ہے)۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے، دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ مواصلات و تعمیرات اور امداد باہمی سے تعلق رکھنے والے سوالات آج زیر بحث آئیں گے۔ راجہ جاوید اخلاص۔

سیلاب سے متاثرہ سڑکوں کی تفصیل

*6۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سیلاب 1992ء کے دوران ضلع گجرات میں محکمہ ہائی وے کی کس کس سڑک کو نقصان پہنچا اور ہر سڑک کی مرمت کے لیے حکومت نے (آر ایف پی) کے تحت کس قدر فنڈز مہیا کیے۔

(ب) سیلاب سے متاثرہ ہر سڑک کا نام اور مہیا کیے گئے فنڈز کی تفصیلات بیان کی جائیں۔ نیز ان سڑکوں کی مرمت کا کام کب تک شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) سیلاب 1992ء کے دوران ضلع گجرات میں محکمہ ہائی وے کی مندرجہ ذیل سڑکات کو نقصان پہنچا۔

1۔ رسول منڈی روڈ کلومیٹر 0/0 تا 13/70

2۔ منگوال تک چک گلاں روڈ میل 0/0 تا 1/0

3۔ پھالیہ قادر آباد روڈ۔

4۔ مونگ ملکوال روڈ میل 0/0 تا 1/0

5۔ رسول کھاریاں روڈ میل 2'1

6۔ رسول منڈی (مونگ میل نمبر 1)

7۔ مونگ ملک وال روڈ 0/0 تا 0.50ء (ماجھی لنک)

8۔ ڈنگہ، پھالیہ روڈ میل 1 تا 6

9۔ سونترہ، کھرانہ روڈ میل نمبر: 2

10۔ گجرات جلالپور روڈ میل 6 تا 12.25

11۔ گورالی چک میرو روڈ میل 0/0 تا 6/0

12۔ دھوریہ تا دھدڑ روڈ میل نمبر 2

13۔ باہر وال لنک روڈ میل نمبر 3

14۔ مونگ تا ماجھی روڈ میل 0/0 تا 6/0

15۔ شاہ تاج شو گر ملز تا کھیوہ میل 0/0 تا 0.87

16۔ 8 آر ڈی تا رسول بیراج۔

17۔ جلالپور جٹاں تا جلالپور صوبتیاں روڈ۔

سیلاب کے نقصانات کی بحالی کا کام ایشیائی ترقیاتی بنک اور ورلڈ بنک کے تعاون سے شروع کیا گیا ہے۔ بحالی نقصانات کے لیے بنک کی طرف سے 90 فیصد لاگت مہیا کی جائے گی جبکہ 10 فیصد حکومت پنجاب مہیا کرے گی۔ فی الحال بنک کی طرف سے کوئی رقم مہیا نہیں کی گئی تاہم حکومت پنجاب نے صوبہ پنجاب کی تمام متاثرہ سڑکوں کے لیے 10 کروڑ 86 لاکھ روپیہ کی رقم بطور revolving fund مہیا کر دی ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں مندرجہ ذیل سڑکوں پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔

1۔ رسول منڈی موڑ تخمینہ لاگت ۔ 32 لاکھ 48 ہزار روپے

2۔ ڈنگہ پھالیہ روڈ تخمینہ لاگت۔ 57 لاکھ 73 ہزار

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل سڑکات کے ٹینڈر 4 جنوری 1994ء کو طلب کیے گئے۔

منگووال تا چک گھن روڈ

پھالیہ قادر آباد روڈ

فنڈز کی پہلی قسط کے طور پر 22.46 لاکھ روپے ایگزیکٹو انجینئر کو مہیا کر دیا گیا ہے اور بقایا رقم جیسے جیسے خرچ ہو گی، مہیا کی جائے گی۔ بقایا سڑکات کے تخمینہ جات

مشاورتی فرم Nespak کو بھیجے جا چکے ہیں۔ اور clearance کے بعد ان کے ٹینڈر بھی اسی سال میں لگا دیے جائیں گے۔

حکومت کی طرف سے مہیا کیا جانے والا Revolving Fund اور بنک سے Reimburse ہونے والی رقم سے ان تمام سڑکات پر تیزی سے کام مکمل کیا جائے گا۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پہلے بھی کئی بار ایوان میں یہ بات ہو چکی ہے کہ جس محکمے سے متعلق جو سوالات پوچھے جاتے ہیں ان کی کاپی کم از کم ایک دن پہلے مہیا کر دی جاتی ہے تاکہ ممبران تیاری کر کے آئیں۔ تو جناب والا! ہمیں کل یہاں کوئی کاپی نہیں ملی۔ دوسرے جناب وقفہ سوالات بہت اہم ہے۔ لہذا آئندہ کے لیے مہربانی فرما کر ہدایت کر دی جائے کہ ایک دن پہلے ہمیں ان کی کاپی مہیا کر دی جائے۔ میرے خیال میں اس طرح سے ان کو اچھے طریقے سے ڈیل کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، جیسا دستور اور طریقہ ہے ویسے ہی کیا جائے گا لیکن کل یہ بڑی دیر سے چھپ کر آئی ہیں اور جو ممبر صاحبان اس وقت تشریف رکھتے تھے یہ ان کو فہرست سوالات فراہم کر دی گئی تھیں اور باقی کچھ لوگ رہ گئے۔ آئندہ کوشش کی جائے گی کہ بروقت مواد تمام ممبروں کو دے دیا جائے۔

جناب محمد ظہیر الدین، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے فاضل دوست نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے میری یادداشت کے مطابق فیصلہ یہ ہوا تھا کہ جو فاضل ممبران کاپیاں طلب کریں گے۔ یہ ان کو دے دی جائیں گی اور میں نے کل یہ مانگی تھی اور مجھے دے دی گئی تھی۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میرے خیال میں بحث کو جاری نہیں رکھنا چاہیے۔ ویسے میں تو آخر میں گیا ہوں۔ جب اجلاس ختم ہوا اس وقت میں گیا تھا۔

جناب سپیکر، سوالات سب کو سرکولیٹ کرنا ہوتے ہیں اور جو طریقہ رہا ہے اس کے مطابق چلنے کی پوری کوشش کی جائے گی بعض اوقات کسی ناگزیر وجہ سے اگر دیر ہوتی ہے تو اس کے سوا جو طریقہ ہے اس کے مطابق ہی مواد تقسیم کیا جائے گا۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ جن سوالات کے جوابات لمبے ہوتے ہیں ان کے بارے میں روایت یہی ہے کہ انہیں taken as read تصور کر لیا جاتا ہے اور

ضمنی سوالات کی اجازت دے دی جاتی ہے بجائے اس کے کہ ایک وزیر سوال کا تمام جواب پڑھتا رہے اس کو taken as read تصور کر کے ضمنی سوالات کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ بجا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! ایسی روایات رہی ہیں۔

جناب سپیکر، ضمنی سوالات پوچھے جا سکتے ہیں۔ آگے چلیں۔

چودھری احمد یار گوندل، یہ ایک ہی سڑک ہے یا وہ علیحدہ علیحدہ سڑکیں ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک ہی سڑک ہے لیکن دو علیحدہ علیحدہ دی گئی ہیں۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان) یہ سڑک 0 تا 05 میل تک ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ ایک ہی سڑک ہے۔ یہ نمبر شمار 4 میں علیحدہ دی گئی ہے اور 14 پہ علیحدہ دی گئی ہے۔ نمبر شمار 14 میں یہ دیا گیا ہے مونگ تا ماجھی روڈ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان) یہ ایک ہی سڑک ہے لیکن اس کے مختلف حصے جو سیلاب سے خراب ہوئے ہیں اس ضمن میں یہ بتایا گیا ہے کہ ظلاں پوائنٹ سے ظلاں پوائنٹ تک خراب ہوا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، آپ محکمہ سے دوبارہ تفصیل لے لیں۔ یہ ایک ہی سڑک ہے۔ غلطی سے انہوں نے علیحدہ علیحدہ دے دی ہے۔ اس طرح یہ ڈبلنگ ہو جائے گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)، میری گزارش یہ ہے کہ وہ سڑک دو جگہ سے خراب ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں جناب وزیر سے گزارش کروں گا کہ وہ آپ سے مخاطب ہوں نہ کہ براہ راست معزز ممبر سے مخاطب ہوں۔

جناب سپیکر، جی بہت اچھا! چودھری صاحب، آپ کی تسلی ہوئی ہے یا نہیں؟

چودھری احمد یار گوندل، جناب انہوں نے یہ کہا ہے کہ 0 تا 6۔ اس میں بھی میل نمبر 1 شامل ہے اور 0 تا 1 میں بھی نمبر ایک شامل ہے۔ اس طرح میل نمبر ایک دو دفعہ آ گیا ہے۔

جناب سپیکر، ایک سڑک مونگ تا ملکوال روڈ ہے اور ایک سڑک مونگ ماجھی روڈ ہے۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ ایک ہی سڑک ہے۔ یہ دو سڑکیں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، جناب سعید اکبر صاحب! آپ اس کی تحقیق کر لیجیے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)، میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ میرے خیال میں سڑک ایک ہی ہو گی۔ جہاں جہاں خرابی ہے اس کے مطابق یہاں بتایا گیا ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب سپیکر! جلال پور صوبتیاں بھی ہے اور جلالپور جٹاں بھی ہے۔ یہ وضاحت ہو جائے کہ کون سی سڑک ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، ہمارے نقشے میں اس سڑک کا نام گجرات جلال پور روڈ۔ اس میں اگر زیادہ تفصیل مطلوب ہو گی تو میں بتاؤں گا اور ان کی تسلی ہو جائے گی کہ یہ کون سی روڈ ہے۔ جو نقشے اور کاغذات میں ہے اس میں سڑک کا یہی نام لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! مزید تفصیلات کے لیے آپ وزیر صاحب سے مل لیجیے اور وضاحت کرا لیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، بڑی مہربانی!

چودھری احمد یار گوندل، جناب سپیکر! یہ سڑک کتنی لمبی ہے اور اس میں سے کتنا حصہ خراب ہے؟

جناب سپیکر، مائیک میں بات کریں تاکہ سب کو سنائی دے۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب سپیکر! مائیک نیچا ہے اور میں اونچا ہوں۔ یا تو اس کو اوپر کر دیں یا مجھے نیچا کر دیں یا پھر مجھے بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ آگے جس طرح آپ مناسب سمجھیں میں کر لیتا ہوں۔ یہ پھالیہ قادر آباد روڈ کتنے میل ہے اور اس میں سے کتنا حصہ خراب ہے اور کتنا ٹھیک ہے اس کی تفصیل نہیں دی گئی؛ باقی میلوں کا بھی مہربانی کر کے بندوبست کرا دیں تاکہ پھر پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان) ، مجھے افسوس ہے کہ میں بڑی مدت سے سوال سننے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن مجھے ان کی آواز بالکل نہیں پہنچ رہی۔ چودھری صاحب ذرا اونچی آواز میں بات کریں تاکہ مجھے سمجھ آجائے۔

چودھری احمد یار گوندل، میں پھر دہرا دیتا ہوں۔ یہ پھالیہ قادر آباد روڈ کتنے میل ہے اس میں سے کتنی خراب ہے اور کتنی مرمت کے قابل ہے۔ کیونکہ یہاں نہ میل دیے ہوئے ہیں اور نہ کلومیٹر دیے گئے ہیں' کچھ بھی نہیں دیا ہوا۔ میرا خیال ہے آپ کو آواز آ گئی ہو گی۔

راجہ اشفاق سرور خان، یہ پھالیہ قادر آباد روڈ ساری خراب ہے اور اس کی مرمت انشاء اللہ اسی مالی سال میں شروع ہو گی۔

جناب سپیکر، جناب جنجوعہ صاحب!

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبہ پنجاب کی تمام متاثرہ سڑکوں کے لیے 10 کروڑ 86 لاکھ روپے کی رقم بطور revolving fund مہیا کر دی ہے۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ پنجاب کے کون کون سے اضلاع سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں اور حکومت پنجاب نے جو رقم بطور revolving fund مہیا کی ہے کیا اس کی ضلع وار تفصیلات بتا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ آپ علیحدہ سوال لائیے۔ اس کی میں اجازت نہیں دیتا۔ اگلا سوال ہے راجہ جاوید اخلاص۔

راجہ جاوید اخلاص، سوال نمبر 12۔

للہ موسیٰ' نونانوالی روڈ کی تعمیر

*12۔ جناب راجہ جاوید اخلاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ للہ موسیٰ' نونانوالی روڈ پی سی او برنالی تک بنائی گئی تھی جو سیلاب 1992ء میں ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے سال 1992-93ء میں (Flood Relief Programme)

FRP پروگرام میں اس سڑک کی مرمت کا منصوبہ شامل کیا تھا۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ منصوبہ پر کام شروع کر دیا گیا ہے اگر نہیں تو کب تک شروع کیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) اس لنک روڈ کی بحالی کا کام سال 1992ء کے بحالی نقصانات کے منصوبہ میں شامل نہیں۔ اس کی بحالی کا کام اس سال کے سپیشل ریپیئر کے پروگرام میں شامل ہے۔

(ج) مذکورہ سڑک کی بحالی کے لیے سپیشل ریپیئر سے 3 لاکھ روپے مہیا کر دیے گئے ہیں اور یہ کام شروع کیا جا رہا ہے۔

راجہ جاوید اخلاص: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب باقی سڑکیں جن کو سیلاب کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے تو اس سڑک کو بحالی کے پروگرام سے کیوں محروم رکھا گیا اور اسی بحالی سیلاب فنڈ میں کیوں شامل نہیں کیا گیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں کہ سیلاب سے جن سڑکوں کو نقصان پہنچا ہے ان کی مرمت اور ان کی بحالی کے لیے ایشیائی ترقیاتی بنک نے اس کے لیے ہمیں فنڈز مہیا کیے ہیں اور ان کی اپنی ایک کمیٹی اس سڑک کا جائزہ لیتی ہے جس سڑک کو وہ منتخب کرتی ہے وہ اس میں آ جاتی ہے۔ یہ سڑک اس میں نہیں آ سکی لیکن اس کو ہم نے اپنے پنجاب کے بجٹ میں رکھ دیا ہے انشاء اللہ اس کی مرمت ہو جائے گی۔

راجہ جاوید اخلاص: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سڑک کافی لمبی ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ کیا تین لاکھ روپے کی رقم سے یہ سڑک مرمت ہو جائے گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان): جناب والا! میں اس کی اس طرح وضاحت کروں گا کہ جب کام شروع ہوتا ہے تو اس کا پورا تخمینہ زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں کام شروع کرنے کے لیے پہلی قسط تین لاکھ روپے ہے۔ جس طرح کام ہوتا رہے گا اسی طرح ادائیگی ہوتی رہے گی۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! وزیر موصوف یقین دہانی فرما دیں کہ تین لاکھ ختم ہونے کے بعد

بھی کام جاری رہے گا اور سارے فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے تو پھر میں مطمئن ہو سکوں گا۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف نے کہہ دیا ہے اس لیے آپ کی تسلی ہونی چاہیے۔

چودھری اعجاز احمد ، جناب سپیکر! لالہ موسیٰ نونانوالی کے لیے کتنا فنڈ رکھا گیا ہے۔ اس کا کل تخمینہ کتنا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید احمد خان)، جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے کون سے سوال کا جواب پوچھا ہے۔

جناب سپیکر، سوال یہ کر رہے ہیں کہ آپ نے تین لاکھ روپے پہلی قسط کے طور پر رکھے ہیں کیا اس کے ٹوٹل اخراجات کا اندازہ لگایا گیا ہے؟ اور وہ کتنا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید احمد خان) ، جناب والا! میرے خیال میں اس کا ٹوٹل اندازہ ضرور لگایا گیا ہو گا۔

جناب سپیکر، چودھری اعجاز احمد صاحب اس کے لیے آپ الگ سوال دیں۔

راجہ اشفاق سرور، جناب والا! یہ ضمنی سوال اسی سوال سے متعلقہ ہے۔ اور دوسرا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس کی پہلی قسط دے دی ہے کیا اس کو خالی قسطوں میں منظور کیا ہے یا اس کا پورا estimate لگایا گیا ہے؟ یعنی اس پر کل لاگت کتنی آئے گی؟

ملک سلیم اقبال، جناب سپیکر! یہاں وزیر موصوف کو محکمہ کے افسران چٹیں بھجوا رہے ہیں۔ یہاں چٹ سسٹم نہیں چلے گا یعنی محکمہ کے افسران چٹ سسٹم نہیں چلائیں گے کوئی جواب وہاں سے یہاں وزراء کے پاس نہیں پہنچے گا۔

جناب سپیکر، بات نہیں ہو سکتی لیکن چٹیں تو ہمیشہ چلتی رہی ہیں۔

چودھری اعجاز احمد ، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، کیا آپ اور ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری اعجاز احمد ، جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کام کب شروع ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان) ، جناب سپیکر! میں نے اس سوال کا جواب اصل

سوال کے جواب (ج) میں دے دیا ہے۔

راجہ اشفاق سرور، جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ،

"میں سوال کا جواب (ج) میں دے دیا ہے" یہ (ج) کیا ہے؟

جناب سپیکر، یعنی اپنے سوال کے حصہ (ج) میں جواب دے دیا ہے آپ کچھ سمجھا بھی کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)، جناب والا! ان کو دوسرے دن سمجھ آتی ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے پہلے بھی کہا اور اب پھر انہوں نے فرمایا ہے کہ "میرے خیال میں" کیا مفروضوں پر کوئی جواب دیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، جی اگر دیا جا سکتا ہے تو وزیر صاحب دے رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ابھی میں نے جواب شروع ہی کیا تھا کہ اس میں مداخلت ہو گئی لہذا اب میں اس کا مکمل جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی اتنی لمبی سڑک نہیں ہے۔ اور اس کی کل لمبائی 350 فٹ ہے تو میرا خیال ہے کہ اس پر خرچ ہی اتنا آئے گا جتنا ہم نے allocate کیا ہے۔

جناب سپیکر، یعنی تین لاکھ سے اس کی مرمت ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)، جناب والا! اس کا ٹوٹل estimate ساڑھے تین لاکھ ہے اور اس میں سے تین لاکھ ہم نے دے دیئے ہیں اور جب یہ ختم ہوں گے تو پچاس ہزار ہم مزید دے دیں گے۔

جناب سپیکر، چلیے یہ تو پھر واضح جواب ہو گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! کل جناب کے حکم کے تابع میں نے معذرت کی تھی۔ اخبارات نے خبر لگائی ہے کہ "معافی" مانگ لی۔ جناب والا! معافی تو خدا کے سوا کسی سے نہیں مانگی جاتی نہ ہی میں نے معافی مانگی تھی معذرت ضرور کی تھی۔ لہذا اخبارات کو ہدایت کی جائے کہ وہ معذرت کی خبر کو اتنا موٹا لکھیں جتنا انہوں نے معافی کی خبر کو چھاپا ہے یعنی اس معافی کی خبر کو معذرت میں تبدیل کریں۔

جناب سپیکر، کیا معافی اور معذرت میں کوئی فرق ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! بہت زیادہ فرق ہے۔

جناب سپیکر، اچھا، آپ نے معذرت کی تھی تو اخبارات کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس بات کی تصحیح کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اخبارات اتنی موٹی سرخی لگا کر اس کی تصحیح کریں جتنی موٹی سرخی انہوں نے معافی مانگنے کی خبر کی لگائی ہے یعنی معذرت کے لفظ کو بھی اتنا ہی موٹا لکھیں جتنا موٹا انہوں نے معافی کے لفظ کو لکھا ہے۔

جناب سپیکر، اخبارات واضح طور پر یہ وضاحت کر دیں۔ اور وصی ظفر صاحب اب آپ تشریف رکھیں اور اس واقعے کو آج دوبارہ متنازع نہ بنائیں۔

میاں معراج دین، جناب والا! میں اپنی تصحیح کے لیے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ معذرت اور معافی میں کیا فرق ہے؟

جناب سپیکر، میاں صاحب یہ دو الگ الگ لفظ ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، (*******)

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب، راجہ اشفاق سرور صاحب، شوکت داؤد صاحب اسے اب دوبارہ زیر بحث نہ لائیے۔ اور میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں ایک طے شدہ واقعے کو دوبارہ متنازعہ نہ بنائیں۔ اب بہت ہو چکی ہے۔ اب اگلے سوال کو لیتے ہیں جو کہ راجہ محمد بشارت صاحب کا ہے۔

*** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب محمد بشارت راجہ، جناب سپیکر! سوال نمبر 22

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*22۔ جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ مواصلات و تعمیرات اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ 15 تک کے کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کا طریقہ کار کیا تھا۔ اگر میرٹ پر بھرتی کی گئی تو میرٹ لسٹ تیار کرنے والے محکمہ کے افسران کے نام اور عہدہ کیا ہیں۔ کتنے آدمیوں نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں۔ ان کے نام بھی بتائے جائیں۔ انٹرویو کے لیے کتنے امیدواروں کو کال کیا گیا۔ جن افراد کو ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا۔ ان افراد کے نام پتہ اور دیگر کوائف فراہم کیے جائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

محکمہ مواصلات و تعمیرات اور اس کے ذیلی اداروں میں 18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر تک گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک کل 968 ملازمین بھرتی کیے گئے۔ ان تمام آسامیوں کے لیے 10045 افراد نے درخواستیں دیں جن میں سے 9298 افراد انٹرویو کے لیے حاضر ہوئے۔

نام محکمہ	درخواست دہندگان	امیدوار انٹرویو کے لیے حاضر ہوئے	بھرتی شدہ ملازمین کی تعداد
1۔ محکمہ تعمیرات شمالی زون	2629	2556	267
2۔ محکمہ تعمیرات جنوبی زون	1443	1305	93
3۔ محکمہ شاہرات شمالی زون۔	3133	3026	309
4۔ محکمہ شاہرات جنوبی زون	2631	2248	288
5۔ محکمہ ماہر فن تعمیرات	209	163	11
	10045	9298	968

باقی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، اس پر کوئی صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، راجہ بشارت ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ محمد بشارت، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ان کو کل جو درخواستیں موصول ہوئی ہیں وہ 9298 تھیں اس میں 968 آدمیوں کو بھرتی کیا گیا جناب اس بھرتی کا طریق کار کیا تھا؟ اور میرٹ کیا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! کل 10045 درخواستیں موصول ہوئیں لیکن انٹرویو 9298 آدمیوں کا ہوا۔ پالیسی اور میرٹ کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے لیے ایک کمیٹی ہوتی ہے اور یہ کمیٹی باقاعدہ محکمانہ طریق کار کے مطابق بھرتی کرتی ہے۔ یہاں بھی اسی طریق کار کے مطابق بھرتی کی گئی ہے۔ یعنی پہلے ان لوگوں سے درخواستیں موصول ہوئیں۔ پھر انٹرویو کے لیے بلوایا گیا انٹرویو ہوا اور انٹرویو میں سلیکشن کمیٹی نے محکمانہ طریق کار کے مطابق ان کو سلیکٹ کیا یعنی جو آدمی اس طریق کار کے مطابق میرٹ پر آئے ان کو بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جن 968 ملازمین کو بھرتی کیا گیا ہے کیا ان میں کچھ ایسے ملازمین بھی شامل ہیں جنہیں قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! ان میں سے ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جسے قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہو۔

جناب سپیکر، اب اگلا سوال چودھری محمد ظہیر الدین خان صاحب کا ہے۔

جڑانوالہ میں تعمیر کردہ سڑکوں کی تفصیل

*74۔ جناب محمد ظہیر الدین خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے عرصے کے دوران جڑانوالہ تحصیل، ضلع فیصل آباد میں کون کون سی سڑکیں تعمیر کی گئیں اور ان پر کتنی لاگت آئی اور ان کی لمبائی کتنی تھی۔ اور یہ سڑکیں کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل سال وار ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران حکومت نے جڑانوالہ تحصیل میں جن سڑکوں کی مرمت و توسیع کی ہے ان کی تفصیل بشمول مقام سڑک و لاگت سال وار الگ الگ ایوان میں پیش کی جائیں؛

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)،

(الف) مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے عرصہ کے دوران محکمہ شاہرات نے -/4,63,96,900 روپے کی لاگت سے 64.68 میل لمبی سڑکیں تعمیر کیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران -/7,47,89,000 روپے کی لاگت سے 67.94 میل لمبی سڑکیں مرمت و توسیع کی گئیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ جواب دینا پسند فرمائیں گے کہ جو یہ سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں کیا ان کی چوڑائی specified معیار کے مطابق ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! ٹھیکے دار کے ساتھ جو ہمارا معاہدہ ہوتا ہے اس کے مطابق ان کی پیمائش ٹھیک ہے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جو میٹریل سڑکوں کی تعمیر میں استعمال کیا گیا ہے کیا وہ upto standard اور specification کے مطابق ہے؟ لیکن مجھے اس پر اعتراض ہے یہ کوئی انکوائری کمیٹی بنانا پسند فرمائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معیار کے مطابق ہیں لیکن اگر میرے بھائی نے کسی خاص بات کی نشان دہی کرنی ہے تو مجھے فرما دیں انشاء اللہ میں اس کی انکوائری بھی کراؤں گا اور اگر اس میں کوئی آدمی مجرم پایا گیا تو اسے سزا دی جائے گی۔ اگر یہ کسی بات کی نشان دہی فرماتے ہیں تو میں انکوائری کمیٹی بنانے کے لیے تیار ہوں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، ٹھیک ہے یہ کوئی انکوائری کمیٹی بنا دیں خواہ وہ ڈیپارٹمنٹل ہو۔

جناب سپیکر، اگر آپ specify کریں اور اس کے بعد بھی ان کی کارروائی سے آپ کی تسلی نہ ہو تو اس کے بعد یہ مرحلہ آئے گا۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، ٹھیک ہے جناب والا! میں نشان دہی کر دوں گا۔ شکریہ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ 85-1984ء سے 95-1994ء تک جڑانوالہ میں جو سڑکیں تعمیر ہوئیں ان میں کچھ ایسی سڑکیں بھی شامل ہیں جن میں sub standard material استعمال ہونے پر محکمہ انسداد رشوت ستانی اس کے ذمہ دار افسروں کے خلاف کوئی کارروائی کر رہا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔

جناب سپیکر، اسے آپ ایک علیحدہ سوال کی صورت میں لائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! سوال نمبر 74 میں جو تفصیل دی ہوئی ہے کیا وزیر موصوف مکمل سڑکوں کی انکوائری کرانے کے لیے تیار ہیں کہ وہ specification کے مطابق بنی ہیں اور درست موجود ہیں۔

جناب سپیکر، اسی سوال کا جواب پہلے دے چکے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں تمام سڑکوں کی بات کر رہا ہوں انہوں نے کہا ہے کہ specify کریں جناب والا! میں ابھی specify کر دیتا ہوں کہ میرے حلقے کی تمام سڑکوں کی پیمائش کم ہے وہ ٹریفک کا بوجھ بھی برداشت نہیں کر سکتیں ان کی specification بھی غلط ہے اور تمام پیسے کھا لیے گئے ہیں۔ یہ کوئی زیادہ نہیں ہیں صرف اٹھارہ ہیں اور ہم نے گن کر وہی دی ہیں جن کے پیسے محکمہ پچھلے دور میں کھا گیا ہے۔ کیا یہ اٹھارہ کی انکوائری کرانے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، اگر خود چودھری صاحب اس کی انکوائری کرانے کے لیے تیار ہیں تو ہم بھی تیار ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں تیار ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جس جس سڑک کے لیے یہ کہیں گے ہم انکوائری کرانے کے لیے تیار ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں تمام اٹھارہ سڑکوں کی انکوائری کے لیے کہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ تیار ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جی انکوائری کرائی جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ بھی تیار ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، سوال نمبر 20 جناب آفتاب احمد خان کے ایماء پر دریافت کیا۔

تعمیر وطن پروگرام کے تحت ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل

*120۔ **جناب آفتاب احمد خان**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے دوران محکمہ مواصلات و تعمیرات نے تعمیر وطن پروگرام کے تحت تحصیل فیصل آباد ضلع فیصل آباد میں کن کن مقامات پر کس کس مالی سال میں کتنی کتنی مالیت سے کون کون سے ترقیاتی منصوبہ جات مکمل کیے اور ان منصوبوں کی منظوری کس کس مجاز اتھارٹی نے دی اور وہ منصوبہ جات کس کس کی تجویز و تحریک پر تیار کیے گئے تھے۔ مکمل تفصیل منصوبہ جات سال وار الگ الگ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان):

جناب والا! جواب دینے سے قبل میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ سوال میں لکھا ہوا تھا کہ تحصیل فیصل آباد ضلع فیصل آباد لیکن ہم نے اس میں ضلع کی تفصیل دی ہے لیکن اگر میرے بھائی صرف تحصیل فیصل آباد کی تفصیل چاہتے ہیں تو آپ اسے مؤخر کر دیں تو ہم next میں دے دیں گے۔ مجھے پڑھنے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ شاید وہ تحصیل کی تفصیل چاہتے ہیں اگر وہ یہ چاہتے ہیں تو اس کو مؤخر کر کے ہم دوبارہ بھی جواب دے سکتے ہیں لیکن یہ ضلع کی تفصیل ہے اور ہم نے اور ہمارے محکمے نے بھی ضلع کی تفصیل سمجھی ہے تو میں اس کا جواب دینے سے پہلے تفصیل بتا دینا چاہتا تھا۔

محکمہ شاہرات نے مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے دوران تعمیر وطن پروگرام کے تحت تحصیل فیصل آباد میں -/78,48,800 روپے کی لاگت سے 128.68 میل سڑکیں تعمیر کیں۔

اس کے علاوہ محکمہ عمارات نے مختلف محکمہ جات کے کئی منصوبہ جات مکمل کیے جن کی کل مالیت درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام محکمہ جات	کل فنڈز	کل خرچہ
1۔	انتظامیہ	13,45,60,300/- روپے	5,49,31,222/- روپے
2۔	انتظامیہ عدلیہ	7,33,800/- روپے	8,68,679/- روپے
3۔	جیل	1,10,59,700/- روپے	1,03,07,470/- روپے
4۔	پولیس	6,97,39,920/- روپے	5,36,25,456/- روپے
5۔	تعلیم	44,87,61,442/- روپے	28,16,11,985/- روپے
6۔	صحت	46,02,43,224/- روپے	69,05,90,410/- روپے
7۔	زراعت	2,65,57,000/- روپے	2,38,04,192/- روپے
8۔	حیوانات	4,92,000/- روپے	4,42,755/- روپے
9۔	دیگر محکمہ جات	2,46,47,925/- روپے	3,60,04,146/- روپے
10۔	محنت	28,66,000/- روپے	28,05,908/- روپے
	میزان	1,18,62,65,515/- روپے	1,15,49,92,223/- روپے

بقیہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی کوئی ضمنی سوال ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ کیا یہ پورے ضلع فیصل آباد کا تفصیلی جواب ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے وضاحت کی ہے کہ یہ اعداد و شمار پورے ضلع کے ہیں تو آپ نے سوال میں تحصیل کی تفصیل مانگی ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب والا! ضلع میں ہے، تحصیل فیصل آباد، ضلع فیصل آباد۔

جناب محمد بشارت راجہ: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جواب دینے سے قبل اس بات کی انتہائی طور پر وضاحت کی کہ یہ جواب پورے ضلع سے متعلقہ ہے اور اس کے بعد میرے بھائی وصی ظفر صاحب نے بھی وضاحت چاہی کہ یہ جواب ضلع سے متعلقہ ہے یا تحصیل کے، تو پھر وضاحت کی گئی کہ یہ ضلع سے متعلقہ ہے۔ اگر جواب پڑھا جائے تو اس میں واضح طور پر ہے کہ 1993-94ء کے

دوران تعمیر وطن پروگرام کے تحت تحصیل فیصل آباد لکھا ہوا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ سوال سمجھنے میں تھوڑا سا فرق محسوس ہوا ہے۔ اس لیے میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ اگر اس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل چاہیے تو ہم اس سوال کو مؤخر کر دیتے ہیں۔ اگلی دفعہ اس کو پھر ٹیک اپ کر لیا جائے گا اور مکمل تفصیل ایوان کو فراہم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے دوبارہ اس کو اگلی دفعہ لے آئیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! رہنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی تسلی ہے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان: جناب والا! چونکہ سارے ضلع کی تفصیل بتائی گئی ہے اس لیے میرا بلڈنگ سے متعلق ایک سوال ہے۔ پچھلی حکومت میں تعمیر وطن پروگرام کے تحت جو کمیونٹی سنٹر اور ویٹرنری ہسپتال بنائے گئے تھے وہ آبادیوں سے خاصے دور بنائے گئے ہیں اور وہ ڈیروں کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔ کیا وہ وزیر موصوف اس کی انکوائری کروانا پسند فرمائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ کس قسم کی انکوائری؟ آیا محکمے خود استعمال کر رہے ہیں یا پرائیویٹ لوگ استعمال کر رہے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! جو کمیونٹی سنٹر یا ویٹرنری ہسپتال بنائے گئے ہیں وہ میرے حلقہ میں سابقہ ایم این اے کے گھر میں' سابقہ ایم پی اے کے گھر میں ان کا میں نام بھی بتا دیتا ہوں جو ان کے بڑے سپورٹرز ہیں۔ ایک منظور حمید اور ایک چکو اعوانا میں بنا ہوا ہے وہ بھی گھر میں بنا ہوا ہے اور وہ اس کو بطور ڈیرہ استعمال کر رہے ہیں اور چھ کے چھ بطور ڈیرہ استعمال ہو رہے ہیں۔ آیا گورنمنٹ ان کو اپنی تحویل میں لینے کے لیے تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں ایک وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ محکمہ مواصلات کا صرف یہ کام ہے کہ وہ ان عمارتوں کو بنا کر اس محکمے کے حوالے کر دیتا ہے جس محکمے کی یہ عمارت ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس کے وہ ذمہ دار ہوتے ہیں کہ آیا وہ اسے اپنے پاس رکھتے ہیں یا کسی اور کو تو قانونی طور پر دے نہیں سکتے۔ لیکن محکمہ مواصلات و تعمیرات کا کام صرف یہی ہے کہ بلڈنگ بنانے کے بعد جس

محکمے کی عمارت ہے اس کے حوالے کر دیا جائے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! ہوتا یہ ہے کہ جو بھی گورنمنٹ کی پراپرٹی بنتی ہے وہ گورنمنٹ ہی کی زمین پر تیار ہوتی ہے جو محکمہ بلڈنگ تیار کرتا ہے وہ پہلے اس زمین کو گورنمنٹ کے نام ٹرانسفر کرتا ہے اس کے بعد وہ پراپرٹی تعمیر ہوتی ہے۔ ہوا یہ ہے کہ محکمے نے تعمیر کرنے سے پہلے وہ پراپرٹی گورنمنٹ کے نام ٹرانسفر نہ کروائی اور اسی مالک کے نام پر وہ پراپرٹی موجود ہے۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے اسی نام پر پراپرٹی تعمیر کر دی ہے۔ اب وہ بلڈنگ میرے نام پر ہے اگر وہ بلڈنگ میرے ڈیرے پر بنی ہے میرے نام پر بنی ہے تو وہ میرے نام سے ہی موجود ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ مجھے وہ زمین گورنمنٹ کے نام ٹرانسفر کرنی چاہیے تھی اور اس کے بعد وہ بلڈنگ بننی چاہیے تھی۔ اسی سلسلے میں میں وزیر موصوف سے یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ اگر وہ زمین یا زمینیں گورنمنٹ کے نام پر ٹرانسفر نہیں ہوئی ہیں تو اب کمیونٹی سنٹر کی تمام زمینیں جو ابھی تک گورنمنٹ کے نام ٹرانسفر نہیں ہوئیں اب ان کو حکومت کے نام ٹرانسفر کرنے کا ارادہ ہے؛ کیونکہ وہاں پر گورنمنٹ کی پراپرٹی بنی ہوئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح اصغر علی گجر صاحب نے فرمایا ہے اس بات کی تحقیق کی جا سکتی ہے۔ لیکن محکمے کی یہ روایت رہی ہے پہلے وہ رقبہ جس پر محکمے کی بلڈنگ بننی ہوتی ہے اس کے نام منتقل کیا جاتا ہے اگر اسی معاملے میں اس قسم کی کوئی کوتاہی ہے اور یہ پوائنٹ آؤٹ کریں تو ہم اس کی مکمل تحقیق کر لیں گے اور اس کی انکوائری کروائیں گے اور جو بھی قانون کے مطابق کسی محکمے کو کرنا چاہیے تھا اور نہیں ہوا تو پھر اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! جس طرح میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے اس سے تاثر یہ ملتا ہے کہ وہ زمینیں ابھی تک ممبران یا ان کے رشتے داروں کے نام ہیں جنہوں نے یہ کمیونٹی سنٹرز بنانے کی تجویز پیش کی۔ جنہوں نے اپنی زمینیں دی ہیں انہوں نے اس کا معاوضہ نہیں لیا ہوگا۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ وہ ممبران ہیں یا جو بھی شخص ہے ان کو زمین کا اس وقت کے مطابق معاوضہ دیا جائے بلڈنگ پہلے ہی گورنمنٹ کی بنی ہوئی ہے اور وہ بلڈنگ گورنمنٹ کی قرار دے دی جائے۔

جناب سپیکر، چودھری اصغر علی گجر۔

چودھری اصغر علی گجر، خواجہ ریاض محمود صاحب نے جو تجویز دی ہے یہ بات نہیں ہے جو شخص کمیونٹی سنٹر کے لیے زمین تجویز کرتا ہے گورنمنٹ اس سے پہلے openly offer لیتی ہے کہ یہ زمین آپ نے گورنمنٹ کو ٹرانسفر کر کے دینی ہے اور اس کا حکومت کوئی معاوضہ نہیں دیتی اور وہ شخص حکومت کے نام زمین ٹرانسفر کرنے کا پابند ہے۔

راجہ اشفاق سرور، جناب والا! چودھری اصغر علی گجر صاحب کس حیثیت میں بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، وہ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی حیثیت سے بات کر رہے ہیں۔

راجہ اشفاق سرور، کیا وہ وزیر موصوف کی نمائندگی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں وہ اپنی نمائندگی کر رہے ہیں۔

راجہ اشفاق سرور، جناب والا! پھر یہ وقفہ سوالات ہے تقریر کا تو انہیں کوئی حق ہی نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب میں اپنی بات کر رہا ہوں کہ جب کسی زمین پر گورنمنٹ کی کوئی بلڈنگ تیار کی جاتی ہے تو وہ لوگ جن کی یہ زمین ہوتی ہے اپنی طرف سے یہ offer دیتے ہیں اور حکومت کو وہ زمین مفت فراہم کرتے ہیں۔ حکومت اپنی طرف سے کسی زمین کے لیے کوئی قیمت ادا نہیں کرتی۔ نہ سکول کے لیے اور نہ ہی کمیونٹی سنٹرز کے لیے حکومت قیمت ادا کرتی ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ محکمہ از خود اس پر ایکشن لے کہ کون سے ایسے کمیونٹی سنٹر ہیں جہاں پر یہ تعمیرات ہو چکی ہیں اور حکومت کے نام ابھی تک زمینیں ٹرانسفر نہیں ہوئی ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں ہوا تو وہ زمینیں حکومت کے نام ٹرانسفر کر دی جائیں۔

راجہ اشفاق سرور، جناب والا! انہوں نے اگر وزیر موصوف کو کوئی اطلاع دینی ہے تو ان کے چیمبرز میں جا کر دیں یہ وقفہ سوالات ہے اس طرح ہمارا اور ہاؤس کا وقت ضائع ہوتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! یہ حکومت کے مال کو کھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم حکومت کے مال کو لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے ان کو اجازت دی ہے اور اسی لیے دی ہے کہ وہ کام کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! آپ کا عین اختیار ہے اور آپ کسی ممبر کو بات کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں لیکن چونکہ یہ کچھ فرما رہے ہیں نہ سوال کرنے سے تعلق ہے اور نہ جواب دینے والے سے تعلق ہے اس لیے یہ وقت پھر وقفہ سوالات میں سے منہا کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ متعلقہ بات ہے اور ایک اچھی تجویز سامنے آ رہی ہے۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، بات متعلقہ ہے لیکن نہ یہ سوال کرنے والے ہیں اور نہ ہی یہ اس ضلع کے رہنے والے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں ہاؤس میں کوئی رکن بھی ضمنی سوال کر سکتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! انہوں نے ضمنی سوال نہیں کیا یہی تو میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں وہ کر رہے ہیں انہیں موقع دیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! میں یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر موصوف۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ معلومات دے رہے ہیں۔ انہوں نے ضمنی سوال نہیں کیا۔ اور یہ معلومات تو جناب وزیر صاحب کو دینی چاہییں۔ اگر وہ یہ معلومات دینے سے قاصر ہیں تو ان سے مشورہ کر لیں اور پھر اس کی وضاحت بعد میں کسی وقت کر لیں۔

جناب سپیکر، ہاؤس کی کارروائی کو آگے بہتر طور پر بڑھانے کے لیے اور ایک مسئلے کو حل کرنے کے لیے اگر کوئی رکن مناسب تجویز دیتا ہے تو اسے سن لینا چاہیے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! اس سوال پر جب بات اتنی طول پکڑ گئی ہے تو اس سوال کی اہمیت کے پیش نظر سیکشن 52 کے تحت اس پر بحث کیوں نہ کر لی جائے؟ میری گزارش یہ ہے کہ زمینیں رضاکارانہ طور پر بھی دی جاتی رہی ہیں اور یہ رضاکارانہ زمینیں بدنیتی سے دی جاتی رہی ہیں اور ان لوگوں نے اپنے گھروں سے ملحقہ یہ کمیونٹی سنٹرز بنوائے ہیں جہاں پر اب کوئی اور شخص داخل نہیں

ہو سکتا۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ اسی مسئلے پر اتنی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں ایک قانون پہلے سے موجود ہے جیسا کہ چودھری اصغر علی گجر صاحب نے بھی فرمایا ہے۔ قانون کے مطابق ظاہر ہے کہ کمیونٹی سنٹرز رضامندی سے بنائے جاتے ہیں۔ اس میں یہ پروویژن ہے کہ پہلے وہ زمین حکومت کے نام ٹرانسفر ہوتی ہے۔ بس اتنا کہہ دیا جائے کہ جو زمین حکومت کے نام ٹرانسفر نہیں ہوئی اسے ٹرانسفر کروا دیا جائے اور حکومت وہ زمین اپنے قبضے میں لے اور اس بحث کو ختم کرنا چاہیے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تعمیر ہی اس وقت ہوتی ہے جب اس زمین کو پہلے ٹرانسفر کر دیا جائے۔ پہلے تو متعلقہ محکمے کا اپنا قصور ہے کہ اس نے زمین ٹرانسفر ہونے سے پہلے وہاں پر تعمیر کیوں ہونے دی۔

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف نے واضح طور پر یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ جہاں جہاں قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے اس کے بارے میں وہ cognizance لیں گے اور جہاں جہاں قانون شکنی کی گئی ہے اسی کا تدارک کریں گے اور مناسب اقدامات کریں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں سمجھتا ہوں کہ چودھری صاحب کی یہ اچھی تجویز ہے ہم اس کو thrash out کرا لیتے ہیں اور قانون کے مطابق اس کا اسی طرح ایکشن بھی لیں گے۔

جناب سپیکر، جی ضرور، سید ناظم حسین شاہ صاحب۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ، میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ وزیر موصوف صاحب نے بھی کہہ دیا ہے کہ اگر کہیں embezzlement ہوئی ہے اس کی یہ انکوائری کروائیں اور اس ہاؤس میں رپورٹ دے دیں۔ اور باقی جناب ہمارے کھوسہ صاحب بہت پرانے رکن اسمبلی ہیں وہ فرما رہے تھے کہ جب بھی اس صوبے میں کہیں embezzlement ہو گی تو ہر ممبر کا استحقاق ہوتا ہے۔ اس لیے میرے بھائی وصی ظفر صاحب نے بھی اور ظہیر الدین صاحب نے بھی کہا ہے کہ ہم بحث کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ ہم کسی سے ذاتی رنجش کی بناء پر بات نہیں کر رہے یہ embezzlement ہوئی ہے اور یہ ہمارا استحقاق بھی ہے اس لیے میری صرف یہی گزارش ہے کہ جو embezzlement ہوئی ہے اس کی وزیر موصوف انکوائری کرا کے کیا وہ اس ہاؤس کو رپورٹ دینا پسند فرمائیں گے۔

جناب سپیکر، جی آپ فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! سید ناظم حسین شاہ صاحب نے میرے حوالے سے یہ کہا کہ میں نے ان کی کسی suggestion وغیرہ پہ اعتراض کیا ہے؛ جناب مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ بالکل انکوائری کروائیں اور اس وقت کے جو وزیر وغیرہ کرنل یامین وغیرہ تھے ان کو پیش کیا جائے۔ میں تو طریقہ کار کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ اس طرح اگر وقفہ سوالات میں اس طرح بحث کرنے کی اجازت دے دی گئی تو جناب والا! سوالات کا ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔ اور اکثر و بیشتر یہ دیکھا گیا ہے کہ چار پانچ سوال سے آگے کبھی بھی ڈسکس نہیں ہوتے۔ اس طرح اگر کل کو میں بھی کسی سوال کے بارے میں کھڑا ہو جاؤں اور تفصیلات بیان کرنا شروع کر دوں تو یہ مناسب نہ ہو گا۔ میری صرف یہ گزارش تھی۔

جناب سپیکر، آپ کی بات درست ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس صوابدید کے مطابق گجر صاحب جو وضاحت کر رہے تھے۔ وہ سوال کو بہتر طور پر حل کرنے کا ایک راستہ تھا۔ اگلا سوال۔ جی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب رول 52 کا نوٹس دیا ہے۔ جناب اس کے لیے اتوار کا دن مقرر فرمائیں گے کسی بھی اتوار کو ایک گھنٹہ اگلے اتوار میں اس پہ ڈسکشن کے لیے وہ میں جناب کے ریکارڈ میں لانا چاہتا تھا۔ جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ آیا وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کرانے پہ تیار ہیں کہ کمیونٹی سنٹرز تعمیر ہو چکے ہیں، متعلقہ بات کو وہ اپنے قبضہ اور کنٹرول میں لیں گے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔۔۔

راجہ اشفاق سرور، جناب والا! آپ نے اگلا سوال کہہ دیا تھا پھر آپ کے حکم کے بعد ممبر صاحب نے اٹھ کر بتایا ہے۔

جناب سپیکر، ابھی کچھ نہیں ہوا۔ وزیر صاحب کی وضاحت بھی سن لیں۔

جناب محمد عارف چٹھہ، جناب والا! ایک ضمنی سوال اس سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر، اچھا یہ بھی بیچ میں لے لیں۔

جناب محمد عارف چٹھہ، کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ سابق ممبران نے اپنی زمین پر کمیونٹی سنٹرز تعمیر کروائے ہیں اور انہوں نے حکومت کو معاوضہ نہیں دیا اور اب وہ کمیونٹی

سنٹرز کس کس حلقہ میں ہیں۔ جناب والا! میں اس میں مزید گزارش کروں گا کہ سابقہ دور کے میرے تمام فاضل ممبر صاحبان نے حکومت کے خرچ پر کمیونٹی سنٹرز اپنے ڈیروں پر تعمیر کروائے ہیں۔ اور وہ آج انہیں اپنے ڈیروں کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔اس کی وضاحت ضروری ہے جناب۔

حاجی احسان الدین قریشی: پچھلے دور میں تمام ممبر صاحبان نے اپنے اپنے ڈیروں پر یہ کمیونٹی سنٹرز تعمیر کروائے ہیں۔ یہ اس کی مثال کیا پیش کر سکتے ہیں۔ یہ تو سب کو ملوث کر رہے ہیں۔ یہ توہین ہے۔

راجہ اشفاق سرور: جناب والا! میں تسلیم کرتا ہوں ہم سب متفق ہیں کہ حامد ناصر چٹھہ صاحب نے یہی کچھ کیا ہوا ہے۔۔۔شور و غوغہ۔۔۔قطع کلامیاں۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیے۔ یہ سوال بحث کا حصہ نہیں ہے۔ جناب وزیر صاحب آپ بتائیے کہ آپ اس پر واضح ایکشن لے رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں تیسری دفعہ اس بات کی وضاحت کر رہا ہوں کہ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی جو بھی تجویز ہے ہم اس کو ان کی خواہش کے مطابق اور باقی دوستوں کی خواہش کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اور اس کی انکوائری کروا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: انکوائری کروا کے کیا آپ یہ چاہیں گے کہ محکمہ ان کو اپنی تحویل میں لے لے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی بالکل۔ ہم یہ بھی چاہیں گے کہ محکمہ ان کو اپنی تحویل میں لے لے یہ ان کا قانونی حق بھی ہے اس میں ایسی کونسی بات ہے جس پر آدمی reluctant ہو۔ اور میرے بھائی نے فرمایا کہ ہاؤس میں یہ رپورٹ پیش کریں گے کہ ہاؤس کی بات ہے۔ ہم کیوں نہیں اس ہاؤس میں رپورٹ پیش کریں گے۔ ضرور پیش کریں گے۔

جناب سپیکر: جناب آفتاب احمد خان کا نیا سوال۔

محکمہ مواصلات و تعمیرات میں ملازمین کی تفصیلات

*134۔**جناب آفتاب احمد خان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1993ء سے لے کر 15 اکتوبر 1993ء کے دوران محکمہ مواصلات و تعمیرات اور اس کے ذیلی اداروں میں کل کتنے ملازم کس حیثیت میں کس کس تاریخ اور کس کس مجاز اتھارٹی

کے حکم سے بھرتی کیے گئے۔ ایسے تمام ملازمین کے مکمل نام و پتہ جات تعلیمی معیار تاریخ تقرری سے تاریخ تعیناتی اور موجودہ جگہ تعیناتی سمیت مکمل تفصیلات الگ الگ ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران جو افراد بھرتی کیے گئے۔ ان میں سے کتنے افراد بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن اور دیگر کن کن اداروں کی سفارشات پر بھرتی کیے گئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)،

(الف) محکمہ مواصلات وتعمیرات اور اس کے ذیلی اداروں میں یکم جون 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک کل 968 ملازمین بھرتی کیے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اور بقیہ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

1۔	محکمہ تعمیرات شمالی زون۔	267	آدمی بھرتی کیے گئے۔
2۔	محکمہ تعمیرات جنوبی زون۔	93	" "
3۔	محکمہ شاہرات شمالی زون۔	309	" "
4۔	محکمہ شاہرات جنوبی زون۔	208	" "
5۔	محکمہ ماہر فن تعمیرات۔	11	" "

جس کا کل 968 بنتا ہے

(ب) اس عرصہ میں پبلک سروس کمیشن میں کسی قسم کی بھرتی عمل میں نہیں لائی گئی ہے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، ضمنی سوال جناب۔۔۔ جناب والا! کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان کرنا پسند فرمائیں گے کہ یہ جو کل 968 ملازمین بھرتی کیے گئے ہیں یہ رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق کیے گئے ہیں۔ اگر نہیں کیے گئے تو وہ ان کی انکوائری کروانا پسند فرمائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ ایک ہی سوال ہے اور دو دفعہ آیا ہے اس میں تھوڑی سی پندرہ دن کی کمی بیشی ہے۔ میں پہلے بھی اس کے متعلق گزارش کر چکا ہوں کہ جو محکمانہ رولز ہوتے ہیں اس کے تحت یہ بھرتی کی گئی ہے۔ اگر میرے بھائی کو کوئی ایسی شکایت ہے کہ کہیں کوئی غلط بات ہوئی ہے یا غلط بھرتی ہوئی ہے تو میں تیار ہوں۔ اگر وہ کوئی specific پوائنٹ آؤٹ کریں تو اس

کی انکوائری کی جا سکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میری جو معلومات ہیں اس کے مطابق تو یہ آدمی محکمہ کے طریق کار کے مطابق بھرتی کیے گئے ہیں۔

ملک عبدالرحمٰن کھر: کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جنوبی زون میں کم ملازمتیں تحت لاہور کی ہدایت پر دی گئی ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس کی پوزیشن ہوتی ہے کہ جہاں جہاں جتنی جتنی اسامیاں خالی ہوتی ہیں اس کے مطابق بھرتی ہوتی ہے۔ یہ کوئی نئی پیدا کردہ اسامیاں نہیں ہیں۔ جو خالی اسامیاں ہوتی ہیں اس کے مطابق بھرتی ہوتی ہے۔ جس زون میں جہاں جتنی ضرورت ہوتی ہے اتنی ہی بھرتی ہوتی ہے۔

جناب فضل حسین سومرو: جناب والا! اسامیاں پر کرنے کا بھی ایک طریق کار ہے اور جہاں پر جس زون میں بھرتی کرنا ہوتا ہے پہلے جہاں خالی ہوتی ہے وہاں پر تبادلہ کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس زون میں جگہ خالی کر کے وہاں پر اپنے آدمی بھرتی کر لیے جاتے ہیں۔ وزیر موصوف صاحب اس بات کا جواب دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ویسے میرے نوٹس میں اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر کہیں ایسا ہوا ہے تو میرے فاضل بھائی اس کی نشان دہی کریں تو میں اس کا تدارک کرنے کے لیے تیار ہوں۔ شاید اس طرح کی کوئی جان بوجھ کر شرارت کی گئی ہو۔

چودھری محمد وصی ظفر: ضمنی سوال۔ جناب والا! یہ سوال یکم جون 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک' اس دور حکومت سے پہلے کا ہے۔ 968 ملازمتیں ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا یہ جو 968 بھرتی کیے گئے ہیں کیا وہ ان کی انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں کہ ان میں کتنے rules relax ہو کے ہوئے ہیں' کتنے ان میں out of merit ہوئے اور کتنے ان میں درست ہوئے' مکمل انکوائری کروانے کے لیے وہ تیار ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کافی شکایات موصول ہوئیں۔ ہماری حکومت نے جناب مخدوم الطاف وزیر زراعت کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی ہے جو اس بات کی انکوائری کر رہی ہے کہ اس بھرتی میں کوئی غلط کاری تو نہیں ہوئی۔ اس کمیٹی کی

رپورٹ آ جائے گی۔ اس کی پہلے ہی انکوائری ہو رہی ہے۔ میرے بھائی جو فرما رہے ہیں ہم نے اس پر پہلے ہی عمل کیا ہے اور اس کی انکوائری کر رہے ہیں۔ تو انشاء اللہ اس کی رپورٹ آ جائے گی۔ جو بھی غلط ہوا ہے وہ سامنے آ جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! کیا وہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر، آپ ایوان میں رپورٹ پیش کریں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، اگر ایوان کا مطالبہ ہوا تو کیوں نہیں پیش کریں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ کا مطالبہ ہے تو وہ پیش کر دیں گے۔ اگلا سوال پیش کیا جائے۔ جناب محمد ظہیر الدین۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ آپ نے جس سوال کے لیے فاضل ممبر کو پکارا ہے اس کا نمبر 170 ہے جب کہ جو فہرست ہمیں مہیا کی گئی ہے اس میں 140 نمبر سوال بھی موجود ہے اور قاعدہ نمبر 40 کا ضمن 2 اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ سوالات کے جوابات اسی ترتیب سے دیے جائیں گے جس ترتیب سے یہ سوالات اسمبلی سیکرٹریٹ کو وصول ہوں گے۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب! اس کی کیا پوزیشن ہے؟---ان کے پاس سوال نمبر 140 نہیں ہے۔ یا وہ غیر نشان زدہ میں تو نہیں ہے؟ ٹھیک ہے؟

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جناب محمد ظہیر الدین خان، نیا سوال۔

ترقیاتی منصوبہ جات و سکیموں کی تفصیل

*170۔ جناب محمد ظہیر الدین خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ مواصلات و تعمیرات اور اس سے منسلک اداروں نے مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء تک کے عرصے کے دوران ضلع لاہور اور شہر لاہور میں کتنی مالیت کے کون کون سے ترقیاتی منصوبہ جات و سکیمیں کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کن کن مقامات پر کس تاریخ کو مکمل کیں ایسے تمام منصوبہ جات / سکیموں کے نام سال وار ایوان میں پیش کیے جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، (جناب سعید اکبر خان)۔

مالی سال 85-1984ء تا مالی سال 94-1993ء ضلع لاہور میں جن سڑکات' عمارات کے منصوبہ جات شروع اور مکمل کیے گئے ان کی سال وار تفصیل مع مجاز اتھارٹی معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری احمد یار گوندل کا ہے۔

منڈی بہاؤالدین تک کھاریاں و ملکوال سڑکوں کی تعمیر و مرمت

*206۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ سال 1992ء میں سیلاب کی وجہ سے منڈی بہاؤالدین کھاریاں روڈ اور منڈی بہاؤالدین ملکوال روڈ تباہ ہو گئی تھیں۔ اگر ہاں تو آیا حکومت ان سڑکوں کی مرمت کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک۔

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)۔

یہ درست ہے کہ سال 1992ء کے سیلاب سے منڈی بہاؤالدین کھاریاں روڈ (سیکشن رسول منڈی) اور منڈی بہاؤالدین ملکوال روڈ (سیکشن مونگ ملکوال) کو نقصان پہنچا۔ یہ دونوں سڑکات نقصانات بحالی سیلاب 1992ء کے منصوبہ میں شامل ہیں جو کہ ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے مکمل کیا جا رہا ہے۔

منڈی بہاؤالدین کھاریاں روڈ پر بحالی کا کام شروع کر دیا گیا ہے اس کا تخمینہ لاگت -/32,48,000 لاکھ روپے ہے جو مارچ 1994ء تک مکمل کر دیا جائے گا۔

منڈی بہاؤالدین ملکوال روڈ کی سکیم برائے clearance فیڈرل فلڈ کمشن کی مقرر کردہ مشاورتی فرم Nes Pak کو بھیج دی گئی ہے۔ اس کی منظوری جلد متوقع ہے' یہ کام بھی اگلے ڈیڑھ ماہ تک شروع کر کے اسی سال مکمل کر دیا جائے گا۔ اس کام کی تخمینہ لاگت -/34,56,000 لاکھ روپے ہے۔

حکومت نے بحالی نقصانات سیلاب کے کاموں کے لیے -/10,86,00,000 کروڑ روپے کا ایک revolving fund مہیا کر دیا ہے تاکہ یہ کام تیزی سے مکمل ہو سکیں۔

راجہ اشفاق سرور، ضمنی سوال۔ میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ Revolving Fund کا کیا مطلب ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے جو کام شروع ہونے تھے وہ ایشیائی ترقیاتی بنک کے فنڈ سے ہونے تھے۔ انہوں نے یہ سکیمیں approve کر دیں لیکن یہ کام under process ہے۔ ان سڑکوں کے کام کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے ہم نے ایک arrangement کیا کہ یہ تقریباً گیارہ کروڑ روپے ہم نے Revolving Fund میں رکھ کے تمام کام جو ایشائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے ہونے ہیں جس میں انہوں نے نوے فی صد فنڈ مہیا کرنے ہیں ہم نے ان کاموں کو شروع کرانے کے لیے۔۔۔

راجہ اشفاق سرور، میں نے تفصیل نہیں پوچھی۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ Revolving Fund کا کیا مطلب ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں وہی بتا رہا ہوں۔ جب میں بتاؤں گا تو آپ کو سمجھ آ جائے گی۔ Revolving Fund ہم نے اس لیے قائم کیا' یہ Revolving Fund ہیں کہ جو گیارہ کروڑ کی سکیمیں تھیں ان کو شروع کرنے کے لیے تاکہ جلدی شروع ہو جائیں اور جلدی ان پر عمل درآمد ہو جائے تو یہ فنڈ ہم اپنی حکومت سے خرچ کر رہے ہیں۔ یہ جو اخراجات ہوں گے اور جو ان کے بل ہوں گے جو ان کی ووچر ہوں گے وہ ہم وہاں ترقیاتی بنک کے پاس جمع کر دیں گے اور وہ ہمیں refund کر دیں گے۔ لیکن ہم نے کام شروع کرنے کے لیے' کیونکہ یہ بہت اہمیت کے کام ہیں۔ صوبہ پنجاب کی سڑکیں خراب ہیں ان کو فوری شروع کرنے کے لیے عارضی فنڈ کا بندوبست کیا ہے۔ after all یہ پیسے ہم نے ایشیائی ترقیاتی بنک سے refund کرانے ہیں۔

جناب سپیکر، گویا Revolving Fund وہ فنڈ ہے جو بالآخر آپ کو ایک بیرونی ایجنسی سے مل جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، مل جائے گا۔

جناب سپیکر، لیکن جب تک وہ ملتا نہیں اس دوران میں کام کو جاری رکھنے کے لیے آپ نے اس کو بنا لیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جی ہاں۔

راجہ اشفاق سرور، جناب والا! میں آپ کو credit دیتا ہوں کہ جو چیز آپ نے دو الفاظ میں ایوان کو سمجھا دی ہے وزیر صاحب وہ آدھا گھنٹا نہیں سمجھا سکے۔

جناب سپیکر، نہیں، آدھا گھنٹا انہوں نے نہیں لیا۔ آپ ذرا صبر کیا کریں۔ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ باقی سوالات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں باقی سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! میں یہاں ایک طرف بیٹھا ہوا ہوں۔ یہ میرا سوال تھا اور میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا تھا۔ آپ کی تو نظر بھی ادھر نہیں پڑتی۔ ضمنی سوالات تو میرے آنے چاہییں تھے نہ کہ دوسروں کے۔ آپ مجھے باری ہی نہیں دیتے اور ادھر ادھر دیکھ کر وقت پورا کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، چلیے، آپ کو خاص اجازت دیتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! جب بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں تو اس کے بعد ضمنی سوالات کیسے ہوں گے؟

جناب سپیکر، چلیے، کوئی بات نہیں۔ پوچھ لینے دیجیے۔ کون سی بات ہے؟ جی، فرمائیے۔

چودھری احمد یار گوندل، یہ منڈی ملک وال کا مسئلہ ہے یا مونگ ملک وال کا؟ سوال نمبر 6 میں یہی فرق ہے اور سوال نمبر 206 میں بھی یہ فرق ہے۔ اس میں کون سی سڑک ہے، منڈی ملک وال یا مونگ ملک وال؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! سوال کیا ہے؟ میں چودھری صاحب کا سوال نہیں سمجھ سکا۔

جناب سپیکر، یہ منڈی بہاؤالدین ملک وال روڈ کی جو سکیم ہے اس کے بارے میں آپ پوچھ رہے ہیں۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں۔ اگر انہیں سمجھ نہیں آتا تو کسی اور کے ذریعے سمجھا دوں گا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ سوال ہے منڈی ملک وال روڈ کا۔ تو منڈی ملک وال اور مونگ ملک وال دو سڑکیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ یہ پہلے بھی میں نے عرض کیا ہے۔ یہ منڈی ملک وال کا مسئلہ ہے یا مونگ ملک وال کا؟ اس میں کوئی نہ سمجھنے والی بات تو نظر نہیں آتی۔

جناب سپیکر. اس میں واضح طور پہ منڈی ہی کا لفظ لکھا ہے' مونگ کا تو لفظ ہی نہیں۔

چودھری احمد یار گوندل. جناب والا! آپ پڑھیں گے تو آپ کو سمجھ آ جائے گا۔ سیکشن مونگ وال علیحدہ لکھا ہے' منڈی ملک وال علیحدہ ہے۔ یہ منڈی ملک وال ہے یا مونگ ملک وال ہے۔ کیا یہ ایشین بنک سے رقم علیحدہ آئے گی' ایک دفعہ وہ لگے گی۔ پھر گورنمنٹ کی طرف سے رقم آئے گی وہ بھی اسی سڑک پر لگے گی یا کیا مسئلہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات. یہ مونگ ملک وال اسی سڑک کا حصہ ہے۔ منڈی بہاؤالدین سے ملک وال روڈ جا رہی ہے۔ یہ اسی کا ایک حصہ ہے۔ اسی سکیم کا حصہ ہے۔

چودھری احمد یار گوندل. جناب والا! میں دعوے سے کہتا ہوں کہ منڈی سے ملکوال علیحدہ سڑک جاتی ہے اور مونگ سے ملکوال علیحدہ سڑک جاتی ہے۔

جناب سپیکر. میں تجویز کرتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں وزیر صاحب کے پاس تشریف لے جائیں وہ آپ کو وضاحت کر دیں گے۔

چودھری احمد یار گوندل. جناب والا! کیا وزیر موصوف مجھے اس سلسلے میں ٹائم دے دیں گے؟

جناب سپیکر. وزیر موصوف اس سلسلے میں معزز رکن کو ملنے کے لیے ٹائم دے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات. جناب والا! معزز رکن ہمارے معزز دوست ہیں۔ وہ جس وقت تشریف لائیں میں انہیں خوش آمدید کہوں گا۔

جناب سپیکر. معزز رکن اس سلسلے میں وزیر موصوف کے پاس تشریف لے جائیں۔

چودھری احمد یار گوندل. جناب والا! اسے کل پر رکھ لیں۔

چودھری اعجاز احمد. جناب والا! ہمیں اس سلسلے میں سوال کرنے دیجئے کیونکہ یہ محکمے کے لاکھوں روپے کے فنڈ کا سوال ہے۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ -/32,48,000 روپے---

جناب سپیکر. اس کو ملتوی کر دیتے ہیں۔ لیکن آپ سوال کر لیں تاکہ پتا چلے کہ آپ کا کیا سوال ہے؟

چودھری اعجاز احمد. جناب سپیکر! انہوں نے جو جواب میں -/32,48,000 روپے کی رقم دی ہے' اس سلسلے میں' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں سے محکمے نے اب تک کتنا فنڈ release کیا ہے۔ اور کتنا

خرچ کیا ہے۔ اس سڑک کی حالت بڑی خراب ہے۔ لوگوں کو بڑی پریشانی ہے اور اس پر میرے خیال میں ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف جواب دیں گے یا اسے pend کر لیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اس میں میری ایک تو گزارش یہ ہے کہ آپ نے announce کیا کہ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ میں نے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ بہرحال جو جو سوال اب ہاؤس میں آ گیا ہے اس کا جواب اگر آپ اس وقت نہیں دینا چاہتے تو.....

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ اس کی تفصیل میں نے بتا دی ہے۔ اس کے اوپر کام شروع کر دیا گیا ہے اور وہ کام انشاء اللہ جلدی ختم ہو جائے گا۔

چودھری اعجاز احمد، جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ اب تک -/32,48,000 روپے میں سے کتنا فنڈ release ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر، کچھ فنڈ release ہوا ہے۔

چودھری اعجاز احمد، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ -/32 48,000 روپے میں سے کتنا فنڈ release ہو چکا ہے یا کتنا خرچ ہو چکا ہے اور یہ کب خرچ ہوا ہے؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کی تفصیلات وہ بعد میں مہیا کر دیں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! میرے سوال کے بارے میں وزیر موصوف کیا فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ آپ ان کے کمرے میں تشریف لائیے۔

چودھری احمد یار گوندل، جناب والا! وزیر موصوف مجھے ٹائم جا دیں۔ میں کمرے میں اکیلا نہیں جاؤں گا۔

جناب سپیکر، آج ایوان کی کارروائی ختم ہونے کے بعد معزز رکن آپ کے پاس آ جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! معزز رکن جس وقت چاہیں تشریف لے آئیں میں ان کو خوش آمدید کہوں گا۔

جناب سپیکر، معزز رکن آج ایوان کی کارروائی ختم ہونے کے بعد وزیر موصوف کے پاس تشریف لے جائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! باقی جو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے سوالات کے جوابات ہیں وہ بھی میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، امداد باہمی کے بارے میں بھی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب رئیس مشتاق احمد، جناب والا! میری گزارش ہے کہ میرا ایک سوال ہے جسے محکمہ سمجھ نہیں سکا۔ پیسے تو بے شک محکمہ کھا جائے لیکن سڑک کو تو نہ کھائے۔ وہ کہتا ہے کہ سڑک یہ تھی۔ یہاں میرا سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اب آپ سوال نہیں کر سکتے۔ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

جناب رئیس مشتاق احمد، جناب والا! وقفہ سوالات تو ختم ہو گیا ہے لیکن اب اس کا کیا ہو گا کہ وہ کہتے ہیں کہ سڑک نہیں ہے۔ 24 لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے لیکن یہاں کہتے ہیں کہ یہ پیسہ ہے نہیں۔ سڑک نہیں ہے۔ یہ earth work ہو چکا ہے۔ اس کی پلیں بن چکی ہیں وہ پیسہ کھایا جا چکا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ دو میل سڑک ہے حالانکہ وہ چھ میل سڑک تھی۔

جناب سپیکر، آپ اس پر سوال لے آئیے۔

جناب رئیس مشتاق احمد، جناب والا! یہ جو بتا رہے ہیں وہ 234 کے سلسلے میں ہے اور میں 233 کے بارے میں بتا رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سڑک نہیں ہے۔ میرے وقت میں یہ پیسہ منظور ہوا تھا۔ وہ پتا نہیں پیسہ کہاں لگایا یا کھا گئے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ اس پر واضح طور پر الگ سوال لے آئے اسے ہاؤس میں take up کر لیا جائے گا۔ یہ نشان زدہ اور غیر نشان زدہ سوالات کے جوابات بھی ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جہلم رہتاس روڈ کے لیے مختص رقم کی تفصیل

*213۔ چودھری خادم حسین، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہی کہ میری سفارش پر ایک ڈائریکٹو برائے تعمیر جہلم رہتاس روڈ جناب غلام حیدر وائیں مرحوم سابق وزیر اعلیٰ نے دس لاکھ روپے کا جاری کیا تھا۔ اور یہ رقم متعلقہ محکمہ کو ٹرانسفر بھی کر دی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ متعلقہ محکمہ کے افسران نے محکمانہ منظوری کے لیے متعلقہ کاغذات پر مزید کوئی کارروائی نہ کی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو اس پراجیکٹ کی رقم اب کہاں ہے آیا یہ رقم لیپس ہو چکی ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور متعلقہ افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ چودھری خادم حسین ایم پی اے نے برائے تعمیر نو سڑک جہلم روہتاس روڈ کا چیف منسٹر ڈائریکٹو بحوالہ نمبر SO(VI)CMS/AB-20/92-218698 مورخہ 10-12-1992 کو جاری کروایا تھا۔ جس کے تحت محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات گورنمنٹ آف پنجاب نے مبلغ 10 لاکھ روپے بحوالہ چٹھی نمبری 1(17)(RO)ADP/P&D/92(Prty) مورخہ 29-3-93 برائے مالی سال 1992-93ء مختص کیے تھے۔ محکمہ خزانہ نے یو۔او نمبر FD(D-1)(1)/92 مورخہ 1-4-93 کو 10 لاکھ روپیہ کی ایڈوانس جاری کی اور محکمہ مواصلات نے اس کی آڈٹ کاپی بنا کر برائے تصدیق محکمہ خزانہ کو یو۔او نمبر SOH-III(C&W)2-8/92-93(P) مورخہ 20-4-93 کو بھیجی۔ لیکن یہ ایڈوانس تصدیق نہ ہوئی۔ اور اس طرح کوئی فنڈ جاری نہ ہوئے۔

(ب) اس سڑک کی تعمیر نو، اصلاح کا منصوبہ جس پر لاگت کا تخمینہ -/59,86,000 روپیہ ہے منظوری کے مراحل میں ہے۔

(ج) محکمہ خزانہ نے 10 لاکھ روپیہ مہیا نہیں کیے تھے' اس لیے ان کے lapse ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تعمیر نو اور اصلاح کے منصوبہ کی منظوری حاصل ہونے پر محکمہ خزانہ سے فنڈز کی فراہمی کے لیے استدعا کی جائے گی۔

ناقص تعمیر کی انکوائری

*263۔جناب رئیس مشتاق احمد، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بائی وے روڈ از چنی گوٹھ تا جیٹھ بھٹہ جو کہ ضلع رحیم یار خان اور بہاول پور کی حدود میں آتی ہے کب منظور ہوئی اور حکومت نے اس سڑک کا منصوبہ کس کی تحریک پر منظور کیا۔

(ب) آیا متذکرہ سڑک کی ناقص تعمیر کے سلسلے میں انکوائری کمیشن تشکیل دیا گیا تھا۔ اگر ہاں تو اس کی پیش رفت کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) یہ منصوبہ جس کی لاگت -/75,87,000 روپے جولائی 1989ء کو جناب مخدوم سید احمد عالم انور ممبر قومی اسمبلی اور جناب چودھری مسعود احمد سابق ممبر صوبائی اسمبلی کی تحریک پر منظور ہوا تھا۔

(ب) سڑک ہذا کی ناقص تعمیر کی ذمہ داری کا تعین کرنے کے لیے انکوائری آفیسر مقرر ہوا تھا۔ جس کی رپورٹ موصول ہو چکی ہے۔ جو افسر مجاز کے زیر غور ہے اور جلد ہی اپنی رائے کے ساتھ اتھارٹی کو حتمی فیصلہ کے لیے بھیج دی جائے گی۔

سڑک کے منصوبہ کی تکمیل

*264۔جناب رئیس مشتاق احمد، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1988ء کے ایم پی اے فنڈز سے منظور شدہ سڑک از حیات روڈ(فیروزہ) تا چوک نادر شہید کا منصوبہ شروع ہونے کے بعد کیوں بند کر دیا گیا۔

(ب) 1988ء کے ایم پی اے فنڈز سے منظور ہونے والی سڑک اور اللہ آباد تا شاہی روڈ کا منصوبہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچنے کی وجوہ کیا ہیں؟ نیز اس کے فنڈز کہاں خرچ ہوئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) اس سڑک کا اصل نام سڑک از جیٹھ بھٹہ نواں کوٹ روڈ تا چوک نادر شاہ شہید بربستہ نواں آرائیاں تا فیروزہ ٹاؤن ہے۔ اس کی تعمیر ضلع رحیم یار خان کے شوگر سیس پروگرام میں شامل ہے۔ اس کی کل لمبائی 2 میل ہے۔ اس کا تخمینہ لاگت -/21,38,000 روپے جولائی 1988ء میں منظور ہوا تھا اور اس کے لیے 90-1989ء میں -/4,75,000 روپے رقم مہیا کی گئی۔

اس سڑک کے پہلے آدھے میل کی تعمیر -/5,15,000 روپے کی لاگت سے مکمل کر دی گئی ہے۔ جبکہ بقایا ڈیڑھ میل کا ٹھیکہ بھی دے دیا گیا۔ لیکن مطلوبہ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام شروع نہ ہو سکا۔ اب اس کے لیے کل -/28,86,000 روپیہ درکار ہے۔ جبکہ محکمہ کے پاس صرف 5 لاکھ روپیہ موجود ہے۔ بقایا فنڈز ملنے پر اس سڑک کی تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا۔ نظر ثانی شدہ تخمینہ لاگت برائے منظوری کمشنر بہاولپور کو بھیجا جا چکا ہے۔

(ب) اس سڑک کی کل لمبائی 7.27 میل ہے۔ اس کے پہلے 2 میل دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت بنے ہیں جبکہ اگلے 3.77 میل کی منظوری ہوئی اور یہ لمبائی مکمل کر دی گئی ہے بقایا لمبائی 5.77 میل تا 7.27 میل فی الحال کسی پروگرام میں شامل نہیں ہے۔ محکمہ ہائے وے نے 3.77 میل سڑک کی لمبائی مکمل کرنے پر -/21,49,000 روپیہ خرچ کیا۔

پل کی تکمیل

*269۔ڈاکٹر کیپٹن محمد رفیق، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ دریائے جہلم پر خوشاب کے قریب ایک پل تعمیر ہو رہا ہے۔ اس پل کو پروگرام کے مطابق کب تک تعمیر ہونا تھا۔ اور حکومت کی طرف سے اس کی تعمیر کے لیے سالانہ کتنی رقم مختص ہوتی رہی ہے۔ نیز یہ پل کب تک مکمل ہو جائے گا اور اس کام میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)۔

یہ درست ہے کہ دریائے جہلم پر خوشاب کے قریب ایک پل زیر تعمیر ہے اس پل کی تعمیر

کی منظوری 13-1-1988 کو ہوئی اور اس کا تخمینہ لاگت -/5,86,050 روپے ہے۔

پُل کی تعمیر کا ٹھیکہ شیخ فضل حسین اینڈ کمپنی کو 31 دسمبر 1987ء کو دیا گیا اور معاہدہ کے مطابق اس کی تکمیل جون 1990ء کو ہونا تھی۔ اس پل کی تعمیر کے لیے سال بہ سال مہیا کیا جانے والی رقم اور خرچہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹھیکیدار معاہدہ کے مطابق اس کام کو مقرر کردہ مدت میں مکمل کرنے میں ناکام رہا۔ متعدد مرتبہ ٹھیکیدار کو کام کی رفتار تیز کرنے کی یاددہانی کرائی گئی۔ لیکن بے نتیجہ رہی۔

بالآخر 14 اکتوبر 1993ء کو ٹھیکیدار کے خلاف معاہدہ کی کلاز 2 اور 3 کے تحت کارروائی کر کے بقایا کام withdraw کر لیا گیا۔ تاکہ یہ کسی دوسری فرم سے مکمل کرایا جا سکے۔ جس پر ٹھیکیدار نے محکمہ کی خلاف سنیئر سول جج لاہور سے stay حاصل کر لیا تاکہ بقایا کام اسی سے کرایا جائے۔ پچھلے ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے اس پل کی تعمیر موجودہ ٹھیکیدار کے ذریعے ممکن نظر نہیں آتی۔ اس لیے محکمہ نے سنیئر سول جج کے فیصلہ کے خلاف ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں اپیل دائر کی ہے۔ اس لیے آئندہ تاریخ 15 دسمبر مقرر ہوئی ہے۔

محکمہ سول عدالت میں کیس کی پیروی پوری توجہ سے کر رہا ہے۔ مقدمہ کے فیصلہ کے بعد بقایا کام کسی دوسری فرم کو تفویض کیا جائے گا۔

قلعہ سوبھا سنگھ تا بدوملہی سڑک کی تعمیر

*315۔میاں عبدالحمید، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قلعہ سوبھا سنگھ تا بدوملہی کی سڑک کو اپ لفٹ کرنے کے لیے اے ڈی پی 94-1993ء کے صفحہ نمبر 18 سیریل نمبر 139 میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اس سڑک پر جون 1993 تک 18.86 فی صد کام ہو چکا ہے اور بقیہ کام مالی سال کے اختتام پر پورا کر لیا جائے گا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر ابھی تک سرے سے کوئی کام شروع ہی نہیں کیا گیا۔ اگر ہاں تو پھر 18.86 کام پر خرچ ظاہر کیا گیا ہے اسے کہاں خرچ کیا گیا۔ مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ قلعہ صوبا سنگھ تا بدوملہی (uplift) کی سکیم کو اے۔ڈی۔پی 94-1993ء کے صفحہ نمبر 18 سیریل نمبر 139 پر ظاہر کیا گیا ہے اور 1993ء تک اس سڑک کا کام 18.86% مکمل لکھا گیا ہے۔ مگر حقیقت میں جون 1993ء تک اس منصوبہ پر کوئی کام نہیں ہوا نہ ہی کوئی خرچہ بک کیا گیا ہے۔ A.D.P کی کتاب میں درج شدہ طباعت حقیقت میں درست نہیں ہے۔

(ب) اس سڑک کا کام ماہ اگست 1993ء میں ٹھیکیدار کو الاٹ کیا گیا اور اس نے مٹی اور پتھر کا کام شروع کر دیا اور امید ہے کہ یہ منصوبہ ماہ اپریل 1994ء تک مکمل ہو جائے گا۔ اس وقت تک سال 94-1993ء میں کوئی خرچ نہیں ہوا۔

ملازمین کے تبادلوں کی تفصیل

*26۔جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ امداد باہمی اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے گریڈ 20 تک کے کتنے ملازمین کا تبادلہ کیا گیا تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کا ہر اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی کتنا تھا ہر ملازم کا نام عہدہ اور جگہ تعیناتی الگ الگ بیان کی جائے اور ہر ملازم نے ٹرانسفر کے سلسلے کتنا ٹی اے ڈی اے وصول کیا اور محکمہ کو دیگر کتنے متفرق اخراجات برداشت کرنا پڑے؟

وزیر امداد باہمی (جناب سعید اکبر خان)۔

761 ملازمین سکیل 1 تا 20 کا تبادلہ عمل میں لایا گیا تاکہ حکومت کی پالیسی کے تحت حالیہ الیکشن کو صاف شفاف بنایا جا سکے۔ ان تمام ملازمین کو ٹی اے/ڈی اے ادا کر دیا گیا جنہوں نے ٹی اے کلیم کیا۔ باقی ملازمین نے ٹی اے/ڈی اے ابھی تک کلیم نہیں کیا اس لیے کالم خالی رکھا گیا۔ کوئی متفرق خرچہ نہیں کیا گیا۔ تبادلے کیے گئے ملازمین اور ان کی تفصیلات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل

140۔رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے دوران محکمہ مواصلات و تعمیرات نے تعمیر وطن پروگرام کے تحت تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں کن کن مقامات پر کس کس مالی سال میں کتنی مالیت سے کون کون سے ترقیاتی منصوبہ جات مکمل کیے اور ان منصوبوں کی منظوری کس کس مجاز اتھارٹی نے دی اور وہ منصوبہ جات کس کس کی تجویز و تحریک پر تیار کیے گئے تھے۔ تفصیل الگ الگ سال وار منصوبہ وار بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)،

محکمہ شاہرات نے مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے دوران تعمیر وطن پروگرام کے تحت تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں۔ -/55,90,200 روپے کی لاگت سے 73.36 میل لمبی سڑکیں تعمیر کیں۔ اس کے علاوہ محکمہ عمارات نے مختلف محکمہ جات کے کئی منصوبہ جات مکمل کیے۔ مکمل تفصیل مالیت، سڑکات اور عمارات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہائی وے فیصل آباد ریجن میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیلات

245۔جناب محمد ظہیر الدین خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات ہائی وے فیصل آباد ریجن میں کل کتنے ملازم ہیں۔ ان کے نام، عہدہ جات، تعلیمی قابلیت، تاریخ تقرری اور ڈومی سائل کس ضلع کا ہے۔ اور وہ اپنی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک کن مقامات اور عہدہ جات پر تعینات رہے ہیں۔

(ب) مذکورہ محکمہ سے متذکرہ ملازمین/افسران کی تقرری کس مجاز اتھارٹی سلیکشن بورڈ وغیرہ کی سارش کے تحت ہوئی۔ اور متذکرہ بالا افسران و ملازمین کی تقرری میرٹ کی بنیاد پر کن افسران نے کی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب سعید اکبر خان)،

(الف) ہائی وے فیصل آباد ریجن میں ملازمین کی کل تعداد 173 ہے۔ جن کی تقسیم درج ذیل ہے۔

ہائی وے سرکل آفس فیصل آباد	43
ہائی وے ڈویژن فیصل آباد	45
ہائے وے ڈویژن جھنگ	41
ہائی وے ڈویژن ٹوبہ ٹیک سنگھ	44
کل تعداد	173

ان کے نام، عہدہ جات، تعلیمی قابلیت، تاریخ تقرری، ڈومیسائل کا ضلع و دیگر مطلوبہ کوائف معزز ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا کے ملازمین /افسران مجاز اتھارٹی برائے سکیل نمبر 1 تا 4 متعلقہ ایگزیکٹو انجینئر نے معاون ممبران سلیکشن کمیٹی سکیل نمبر 5 تا 15 تک سپرنٹنڈنگ انجینئر نے معاون ممبران سلیکشن کمیٹی کی سفارش پر کی ہے۔ مجاز اتھارٹی تقرری کا نام و دیگر کوائف کے ساتھ معزز ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! میں آپ کی اور آپ کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ ایک نہایت ہی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں حال ہی میں بلکہ آج ہی آدھ گھنٹہ پہلے ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ہمارے معزز رکن اسمبلی امان اللہ بابر ایم پی اے جو حلقہ 113 نارووال سے تعلق رکھتے ہیں۔ اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے اسمبلی کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں ایک باوردی پولیس والے نے ان کو گولی ماری ہے۔ وہ شدید زخمی حالت میں ہیں اور اسی حالت میں ان کو میو ہسپتال لے جایا گیا ہے وہاں ہم رابطے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہاں نہ ان کی کوئی دیکھ بھال ہو رہی ہے اور نہ اس وردی والے پولیس کے سپاہی کو پکڑا گیا ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج چونکہ بجٹ بھی لاء اینڈ آرڈر پر ہونی ہے۔ یہ معاملہ چونکہ ابھی ابھی سامنے آیا ہے۔ وہ اس ہاؤس کے ایک معزز رکن اسمبلی ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں فوری اقدامات کی ضرورت ہے اور میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ فوری طور پر ملزمان کو پکڑا جانا چاہیے اور ہسپتال میں ان کے علاج کا خاطر خواہ بندوبست ہونا چاہیے۔ یہاں پر وزیر صحت صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب تو خیر یہاں آنا پسند نہیں کرتے شاید اختیارات کے پیچھے گئے ہوئے اور ڈھونڈ رہے ہیں کہ ان کے اختیارات کہاں گم ہو گئے ہیں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں

کہ ان کے behalf پر اگر کسی کے پاس بقایا اختیار ہے تو فوری طور پر اس بات کی انکوائری ہونی چاہیے اور ان ملزموں کو پکڑا جانا چاہیے۔ اگر ایم پی اے کے ساتھ دن دہاڑے یہ ہو سکتا ہے تو پھر عام شہری کی کیا حالت ہو گی؟

جناب سپیکر، جی بجا ہے۔ میں وزیر صحت سے درخواست کرتا ہوں کہ بے شک اگر انہیں ہاؤس سے جانا بھی پڑے تو وہ ازراہ کرم ہسپتال کی اتھارٹی سے رابطہ کر کے ممبر صاحب کی دیکھ بھال کا فوری طور پر تسلی بخش انتظام کریں۔ اور اسی طرح وزیر قانون صاحب فوری طور پر اس معاملے میں look into کریں۔ اور جو ضروری کارروائی ہے اس میں کوئی تاخیر نہ کی جائے۔

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)، جناب والا! مجھے ابھی ابھی جیسے چودھری صاحب نے ہاؤس میں فرمایا ہے اس افسوس ناک اور قابل مذمت واقعہ کی اطلاع ملی ہے۔ اتفاق سے اسمبلی بزنس سے متعلقہ داخلی امور میرے پاس ہی ہیں۔ میں ابھی آپ کے حکم کے مطابق اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں دونوں معاملات یعنی پولیس کے کانسٹیبل کے سلسلے میں بھی اور میو ہسپتال کی ایمرجنسی میں اگر کوئی negligence ہو رہی ہے اس کے بارے میں آپ کو اطلاع فراہم کروں گا۔

جناب سپیکر، مہربانی۔

آوازیں، (حزب اختلاف کی طرف سے)۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! ایک نوٹس برائے طلبی توجہ ہے اس کے بارے میں کیا پوزیشن ہے؟

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! اگر آپ اجازت فرمائیں تو جناب سلیم اقبال صاحب بھی ان کے ساتھ چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، بڑی خوشی سے تشریف لے جائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! نوٹس برائے طلبی توجہ کے لیے چیف منسٹر صاحب کو جواب دینا ہوتا ہے۔ وہ آج سرکاری مصروفیات کی وجہ سے ایوان میں نہیں آسکے۔ اس سلسلے میں میری ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن سے بھی بات ہوئی ہے۔ اور میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ چونکہ یہ اہم نوعیت کا سوال ہے اس کا جواب جناب وزیر اعلیٰ نے ہی دینا ہوتا ہے تو کل اس کے لیے وقت نہیں رکھا جا سکتا کیونکہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اراکین اسمبلی یہ چاہتے ہیں کہ بدھ کو اس کے لیے ٹائم رکھ دیا جائے۔

جناب وزیر اعلیٰ تشریف لائیں گے۔

جناب سپیکر، بدھ 22 دسمبر 1993ء کو وزیر اعلیٰ صاحب نوٹس برائے طلبی توجہ کا جواب دینے کے لیے ایوان میں آئیں گے۔

مسئلہ استحقاق

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر، اب تحاریک استحقاق لی جاتی ہیں۔ سید ظفر علی شاہ صاحب! (معزز رکن تشریف فرما نہیں تھے) یہ lapse ہوتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 5 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی ہے۔

تھل کے کسانوں کی حق تلفی

چودھری اصغر علی گجر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ تھل کی پیاسی دھرتی ملک کے رکھوالوں سے سوال کر رہی ہے کہ اس کا پانی کیوں کم کیا گیا ہے۔ حقوق کے مطابق تھل کو فی ایکڑ 3.18 کیوسک پانی ملنا چاہیے تھا مگر اب اس پانی میں 40 فیصد کمی کر دی گئی ہے۔ اقتدار کے زور پر بے حس حکمرانوں نے تھل کے بے کسوں کی بے بسی کا مذاق اڑایا ہے۔ حقوق پر ڈاکہ زنی کی یہ ریاستی واردات پتا دیتی ہے کہ سماجی عدل کا نعرہ لگانے والے حکمران کس قدر بے انصاف اور بے رحم ہیں۔ میرے تھل کے ریتلے بے اپنے مزاج کے تقاضوں کے مطابق زیادہ پانی کے مستحق تھے مگر ان کے اصلی حق پر نقب لگائی گئی ہے جس تھل کی نو آباد کھیتیاں ویران ہو رہی ہیں اور سبز تنوں پر خشک پتے بے رحموں کے ظلم پر ماتم کر رہے ہیں---

سید تابش الوری، سبحان اللہ۔

چودھری اصغر علی گجر، میرے تھل کا کاشت کار اپنی فصلوں کو یوں دیکھتا ہے جس طرح لٹی ہوئی بیٹی کا باپ اپنی ناموس کی بربادی کا نظارہ چشم بے بس سے کر رہا ہو۔ یہ تنگ دستی کا عذاب اور یہ حکمرانوں کا ریاستی جبر مظلوم کسانوں کو مایوسیوں کے جہنم کی طرف دھکیل رہا ہے۔ اس پر مستزاد آبیانہ کی شرح بڑھا دی گئی ہے۔ ان حالات میں میرے کسان زندگی اور زندگی کی آسودگی کے حق سے محروم

ہو گئے ہیں ان کے حقوق کو غصب کیا گیا ہے۔ جہاں میں ممبر اسمبلی ہوں وہاں ایک تھل کا کسان بھی ہوں۔ میرے حقوق تلف ہو گئے ہیں لہذا میری یہ تحریک استحقاق منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ جناب والا! شارٹ سٹیٹمنٹ۔

جناب سپیکر، جی تابش صاحب کھڑے ہو کر دعویٰ کرنے لگے ہیں کہ یہ ان کی زبان دانی پر سرقہ ہے ۔(قہقہے)۔ یہ لگتا ہے ان کی لکھی ہوئی ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! یہ بات نہیں ہے۔ وہ شاعری میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ چونکہ جناب سپیکر! بھی بڑے ذوق والے ہیں اور وہ صرف اس میں رنگ آمیزی کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔

جناب سپیکر، جی چلیے۔

چودھری اصغر علی گجر، آپ کے سپیکر ہونے پر میں نے اپنا طرز تکلم تبدیل کر لیا ہے۔ یہ پہلی بار ہے کہ میں اس قسم کے الفاظ استعمال کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، مہربانی فرمایے۔

چودھری اصغر علی گجر، تو گزارش یہ کرنی تھی کہ جناب سپیکر! یہ تھل میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ عوام کا مسئلہ ہے اور حکومت کے لیے یہ بڑا ہی معمولی مسئلہ ہے اور ہمارے لیے یہ بڑا ہی اذیت ناک مسئلہ ہے کہ وارہ بندی نے وہاں کسانوں کی حالت کو ابتر کر دیا ہے۔ میں نے یہ پہلے بھی گزارش کی ہے اور اب بھی گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ اس کے لیے حکومت کی توجہ دلانے کے لیے ایک کمیٹی مقرر کر دیں تو یہ صرف کسانوں کا ہی مسئلہ نہیں اس سے حکومت کو اربوں روپے کی انکم بھی ہو سکتی ہے۔ یہ حکومت کا بھی مسئلہ ہے۔ تو اس لمحے میں گزارش کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو اہم سمجھ کر اس کے لیے ہماری مدد کی جائے۔ اس ایوان کے اندر ان لوگوں کو جو مجبور اور بے کس ہیں ان کی مجبوری کا حل تلاش کیا جائے۔ ان کی مظلومیت کا حل تلاش کیا جائے تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس معاملہ کو اہمیت دیتے ہوئے اگر تحریک استحقاق کی کمیٹی نہیں ہے تو اسے سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ ان کی بے بسی کا اور ان کی مظلومیت کا کوئی حل تلاش کیا جا سکے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! فاضل ممبر کے ذاتی احترام اور اس مسئلے کی اہمیت کے باوجود مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ یہ کسی طرح سے بھی تحریک استحقاق نہیں ہے۔ یقیناً لاءمنسٹر یہ بات کہیں گے اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ آپ نے بھی اس معاملے میں رعایت کی ہے لیکن اگر ممبر کی ذات کے حوالے سے کوئی بات 19 سے 20 کرنی ہو' 18 سے 20 کرنی ہو' 15 سے 20 کرنی ہو تو یقیناً ہم سب تائید کریں گے لیکن یہ خالصتاً تحریک التوائے کار ہے اور اگر ان سب کو آپ نے اسی طرح سے اجازت دے دی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ تحریک التوائے کار تحریک استحقاق کی شکل میں پیش ہوں گی۔ اس لیے میں آپ سے اس سلسلے میں درخواست کرتا ہوں---

جناب سپیکر، آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے خود انہیں مشورہ دیا تھا کہ تحریک التوائے کار کے طور پر اسے لائیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! پھر یہ ایک ریفرنس بن جائے گا اور پھر آئندہ کوئی سپیکر بلکہ آپ بھی ایسی کسی تحریک استحقاق کو رد نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر، جی اس کو دیکھتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر---

جناب سپیکر، جی اصغر علی گجر صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ تابش الوری صاحب نے کب سے منسٹری کا حلف اٹھا لیا ہے کہ وہ منسٹر کے جواب کا خود جواب دے رہے ہیں۔ کیا یہ واقعی انہوں نے حلف اٹھا لیا ہے یا ویسے ہی وظیفے کے طور پر جواب دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ وہ ہاؤس کی کارروائی کو بہتر طور پر آگے بڑھانے کے interest میں یہ بات کر رہے ہیں اور میں نے سنی ہے اور میری اجازت سے انہوں نے بات کی ہے۔ جناب پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب فضل حسین سومرا، جی۔

جناب سپیکر، جی فرمایئے۔

جناب فضل حسین سومرا، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں اپنے تمام رفقائے کار کو اس ضمن میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں' یہ تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب فضل حسین سومرا، یہ اس ضمن میں ہے کہ تھل کے مظلوم لوگ برصغیر کے واحد علاقہ کے لوگ ہیں جو زمینیں دے کر بھی محروم ہیں۔ تھل کے علاقہ کے لوگوں سے اس نہر کے بدلے تین چوتھائی اراضی لے لی گئی ہے۔ یہ ہمارا contact ہے۔ ہمیں انہوں نے پانی پورا کر کے دینا ہے لیکن ہمارے ساتھ ظلم یہ ہے کہ ہمیں ایک ایک بوند کے لیے ترسنا پڑتا ہے اور پھر ہمیں یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ ہم پنج دریائی بھی کہلائیں اور پنج آبی بھی کہلائیں جبکہ ہم پیاسے مر رہے ہیں۔ ہم کیسے پنج دریائی اور پنج آبی اپنے آپ کو کہلا سکیں گے؟

جناب سپیکر، جی جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! چودھری اصغر علی گجر ہمارے محترم ساتھی ہیں۔ کافی پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں اس تحریک استحقاق کے حوالے سے صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ٹیکنیکلی کسی لحاظ سے بھی یہ privilege matter نہیں ہے۔ یہ رول 55 کے تابع نہیں آتی۔ اس لیے یہ قابل پذیرائی نہیں ہے۔ جہاں تک جناب تابش الوری صاحب نے تجویز دی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کے ایک معزز رکن نے بے شک جس وقت بھی یہ بات کی ہے۔ ان کی طرف سے یہ بات سامنے آنے کے بعد ہمیں یہ طے کرنا چاہیے۔ یہ اسمبلی کا دوسرا سیشن چل رہا ہے اور ایسی تحاریک استحقاق کہ جو کسی لحاظ سے بھی privilege matter نہیں بنتیں۔ کسی طور پر بھی ان کا ایوان میں بطور تحریک استحقاق آنا مناسب نہیں ہے۔ اس سے ایوان کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ معزز اراکین اسمبلی کی وہ تحاریک جو کسی لحاظ سے کم از کم استحقاق سے کوئی نسبت رکھتی ہیں وہ تو پیش کی جائیں یا ان پر ممبر کی سٹیٹمنٹ بھی آئے لیکن یہ نہیں کہ ایک matter جو کسی لحاظ سے رولز کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا اور اس کو بھی privilege matter بنا کر پیش کر دیا جائے مثلاً اگر کوئی کھیتیاں ویران ہو رہی ہیں تو یہ کسی رکن اسمبلی کا privilege matter نہیں ہے۔ اگر کسی وجہ سے وہاں پر پانی نہیں پہنچ رہا اور

پھر ماتم کی فضاء ہے تو کھیتوں میں پانی نہ پہنچنے پر ماتم کی فضاء ہو سکتی ہے لیکن یہ کسی بھی رکن اسمبلی کا privilege matter نہیں ہے اگر مایوسیوں کے جھرنوں میں بکھیرنے کی بات شاعری کے انداز میں کر لی جائے اور اس کے بعد یہ کہا جائے کہ آبیانہ بڑھا دیا گیا ہے تو آبیانہ بڑھانے اور گھٹانے کا تعلق privilege matter سے نہیں ہے۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ یہ خلاف ضابطہ قرار دی جانی چاہیے۔ شکریہ۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! یہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ کسی وزیر کی دو لفظی بات پر ختم کر دیا جائے۔ جناب وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جب وقت ضائع ہو رہا ہوتا ہے تو کوئی آواز نہیں اٹھاتا۔ جب بڑھکیں لگ رہی ہوتی ہیں تو کوئی ایوان میں کھڑا ہو کر یہ بات نہیں کہتا کہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ جب حقوق کی بات کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ ہمارے وزیر موصوف صاحب بھی پارلیمنٹیرین ہیں۔ انہیں پتا ہے کہ رولز کے علاوہ روایات کی بات بھی یہاں چلتی ہے۔ ایوان کے اندر یہ روایات رہی ہیں۔

ایوان کے اندر یہ روایات رہی ہیں کہ جو عوامی اہم مسئلے ہوں اور جو فوری نوعیت کے مسئلے ہوں اور عوام کے حقوق غصب ہو رہے ہوں اس ایوان کی روایت رہی ہے کہ ان کو لے لیا جاتا ہے اور ان کے حل کے لیے کوئی نہ کوئی معاملہ طے کیا جاتا ہے اور کوئی نہ کوئی تجویز نکالی جاتی ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اس معاملے میں یا اس تحریک میں کوئی سقم بھی ہے تو یہ اس ایوان کی روایت بھی رہی ہے روایتی طور پر ان لوگوں کی مظلومیت کو سامنے رکھتے ہوئے۔ ان کے حقوق کو سامنے رکھتے ہوئے۔۔۔ یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں یہ کوئی لفاظی نہیں ہے ممکن ہے ان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے میں وہاں کا نمائندہ ہوں اور جو لوگ وہاں کے رہنے والے ہیں میں ان کی تکلیفوں کو جانتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ ان کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ایوان کا یہ حق بنتا ہے کہ ان کی تکلیف کا کوئی ازالہ کریں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو موقع ملا ہے آپ نے اس کو ایوان میں voice کیا ہے اس میں آواز اٹھائی ہے اور پہلے بھی آپ نے اسی مضمون کی ایک تحریک استحقاق اس ایوان میں پیش کی تھی جسے رد کرنا میرے ہی ذمے لگا تھا اور میں نے اسی وجہ سے اسے منظور نہیں کیا تھا۔ میری اپنی

رولنگ تھی میں اب بھی آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ اسے ضروری معاملہ سمجھتے ہیں۔ آپ وزیر آبپاشی سے ملیے میرا خیال ہے کہ یہ ان کا فرض ہے کہ وہ آپ کی اس مسئلے پر داد رسی کریں۔ آپ اسے ایک تحریک التوائے کار کے طور پر ایوان میں لائیے اسے تحریک استحقاق کے طور پر منظور نہیں کیا گیا۔

ربانی صاحب! آپ کو ایوان کی طرف سے گزارش کی گئی تھی جو انتظامیہ نے آپ کو جو کچھ بتایا ہے آپ ازراہ کرم ہاؤس کو بتا دیجئے کہ ہمارے اس فاضل رکن کی کیا پوزیشن ہے؟

وزیرصحت: میں نے ایس۔ایس۔پی لاہور سے بات کی ہے اور انہوں نے مجھے کچھ تفصیلات دی ہیں اس کے مطابق ایک سابق کانسٹیبل جس کی یو۔بی۔ایل مغلپورہ برانچ میں ڈیوٹی تھی اس کے ساتھ ایک اور کانسٹیبل تھا جنہوں نے امان اللہ صاحب پر فائر کیا تھا اور ان کے پیٹ میں گولی لگی تھی وہ دونوں موقع پر ہی گرفتار کر لیے گئے تھے اور انہوں نے یہ وجہ بتائی ہے کہ ان کی کوئی سیاسی دشمنی تھی اور سابق کانسٹیبل کا کوئی آدمی وہاں پر قتل ہوا تھا جو ان کا قریبی عزیز تھا جس نے یہ وقوعہ کیا تھا اس کے بعد میں نے ایم۔ایس سے پوچھا تھا جو خود وہاں سے ہی آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ ان کو جو ضروری طبی امداد دی گئی ہے۔ He is in stable condition اور ان کو آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا ہے۔

MR. SPEAKER: He is in stable condition.

وزیر صحت: This is what M.S. has told me. اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ خود بھی آ کر دیکھ لیں میں اور ملک سلیم اقبال صاحب انہیں دیکھنے جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ابھی فون پر سن کر آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! میں ربانی صاحب اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی ساتھ میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ تو ہمیں ایک سرسری سی خبر ملی ہے کہ ایک کانسٹیبل کی کوئی سیاسی دشمنی تھی تو اس سلسلے میں قطع نظر سیاسی دشمنی کے ایک independent انکوائری ہونی چاہیے تاکہ صحیح حقیقت کا پتہ چل سکے یہ تو ایک بڑی عام بات ہو گئی ہے کہ اگر کسی چیز کا پتہ نہ چل سکے تو کہہ دیا جائے کہ جی سیاسی دشمنی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔ یہ یقیناً اہم واقعہ ہے اس کی صحیح طور پر تفتیش ہونی چاہیے۔ اور اگر وہ گرفتار ہو گئے ہیں ان کے خلاف مقدمہ درج ہوتا ہے اگر اس میں کوئی کوتاہی ہو گی تو اس کو دور کرنا حکومت کی ذمہ

داری ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں اور وہ اس کی cognizance لیں۔

اس کے بعد چودھری داؤد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 7 ہے۔

میونسپل کمیٹیوں کے فنڈز حکومتی ارکان کی صوابدید پر خرچ کرنے کے لیے تخصیص

چودھری شوکت داؤد، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی اس خبر سے کہ حکومت پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ(جونیجو گروپ) کے حکومتی ارکان قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کو ضلع کونسلوں اور (بلدیات) میونسپل کمیٹیوں کے فنڈز ان کی صوابدید پر خرچ کرنے کے لیے مختص کر رہی ہے۔ اس خبر سے میرا اور ممبران اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جو اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا درخواست ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کرتے ہوئے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

سید تابش الوری، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! اس موضوع پر میری اور ایس۔اے۔حمید صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 13 بھی موجود ہے میں چاہوں گا کہ اسے بھی ساتھ ہی ٹیک۔اپ کر لیا جائے یہ تحریک استحقاق میری اور ایس۔اے۔حمید صاحب کی اکٹھی ہے۔

جناب سپیکر، آپ بھی پھر پڑھ دیجئے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میری تحریک استحقاق سے مختلف ہے۔

سید تابش الوری، جناب میری تحریک کا موضوع ایک ہی ہے لیکن الفاظ مختلف ہیں۔

جناب سپیکر، پھر اسے وقت پر آنے دیجئے۔

چودھری شوکت داؤد، جب اس کی باری آئے گی تو یہ پڑھ دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔۔۔جی شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس خبر سے اپوزیشن کے بنچز پر بیٹھے ہوئے اراکین اسمبلی کا استحقاق اس طرح سے مجروح ہوا ہے کہ واضح طور پر اپوزیشن اور حکومتی بنچز کے اختیارات میں ایک لکیر کھینچ دی گئی ہے اور اس کی ساتھ ساتھ سیاسی رشوت کے طور پر ان اداروں کے فنڈز ان

اداروں کو ہی خرچ کرنے چاہییں۔ آپ کو یاد ہو گا دو روز پہلے ہی آپ کا اخبارات میں یہ بیان تھا کہ ان اداروں کو مضبوط کیا جائے اور لوکل کونسل کے ممبران کی جو توقعات ہوتی ہیں وہ ممبران نے اسمبلی کے ساتھ وابستہ کرتے ہوئے ممبران اسمبلی کی کارکردگی کو متاثر کیا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف ایک پارس ٹریڈنگ ہے بلکہ ایک ممبر چاہے وہ اپوزیشن کے بنچ سے تعلق رکھتا ہو یا ٹریژری بنچ سے تعلق رکھتا ہو ان کا استحقاق ایک جیسا ہوتا ہے اور حکومت کا بھی فرض بنتا ہے کہ اس تفریق کو دور کیا جائے میرا یہ خیال ہے بلکہ یہ میرا خیال ہی نہیں میں اس موقف پر یقین سے کہوں گا کہ اس خبر سے ممبران اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک کو منظور فرماتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

سید تابش الوری، جناب والا! میری تحریک استحقاق نمبر 13 بھی اسی موضوع سے متعلق ہے اور میں چاہوں گا کہ جناب وزیر قانون اس تحریک کا جواب دیتے ہوئے میرے ان دو نکات پر توجہ فرمائیں گے۔ ہمیں معلوم یہ ہوا ہے کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ صوبے کی ڈسٹرکٹ کونسلوں، میونسپل کمیٹیوں، ٹاؤن کمیٹیوں اور مارکیٹ کمیٹیوں میں حکمران پارٹی کے اراکین کو سرکاری ایڈمنسٹریٹر بنا کر مقرر کیا جا رہا ہے اور ان تمام بلدیات کے فنڈز صرف حکمران پارٹی کے ارکان کے منصوبوں کے لیے مختص کیے جا رہے ہیں تاکہ وہ اپنے سیاسی مقصد کے لیے ان کو استعمال کر سکیں۔ جناب والا! محترم قائد ایوان نے یہاں اعلان کیا تھا کہ وہ قانون کی بالادستی کو قائم رکھیں گے اور بلا امتیاز سرکاری خزانے کے استعمال کے سلسلے میں یا اپنے اختیار کے استعمال کے سلسلے میں شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔۔۔

جناب والا! محترم قائد ایوان نے یہاں اعلان کیا تھا کہ وہ قانون کی بالادستی کو قائم رکھیں گے اور سرکاری خزانے کے استعمال کے سلسلہ میں یا اپنے اختیار کے استعمال کے سلسلہ میں شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔ لیکن جو پالیسی اختیار کی جا رہی ہے یہ خالصتاً امتیاز اور انتقام کی پالیسی ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ سرکاری خزانہ اور سرکاری فنڈز کو ذاتی اور سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ انہیں واضح طور پر اعلان کرنا چاہیے اور انصاف اور قانون کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اعلان کرنا چاہیے کہ وہ سرکاری ایڈمنسٹریٹرز کو بنا کر سیاسی ایڈمنسٹریٹر ان بلدیات میں مقرر نہیں کریں گے۔ اور ان کے فنڈز کو ترقیاتی مقاصد کے لیے استعمال

کرنے کی خاطر تمام اراکین اسمبلی کے مشوروں سے ترقیاتی منصوبے بنائے جائیں گے تاکہ ان کا بہتر اور مثبت استعمال کیا جا سکے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے تقریر تو کر دی لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ کب فنڈ دیئے ہیں یا نہیں دیئے' پوچھا یہ جائے کہ یہ سلسلہ کب شروع ہوا تھا۔ آیا 88ء سے 90ء تک انہوں نے اپوزیشن کو فنڈ دیے تھے یا اس سے پہلے دیے تھے۔ انہوں نے کس موقع پر 88ء سے 90ء تک کس کس کو فنڈ دیا' یہ بھی فہرست دے دیں۔ تفریق پیدا کس نے کی اور یہ سازش شروع کس نے کی؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں اور وزیر قانون کو اس کی مہلت دیں۔ وہ اس کی وضاحت کریں گے۔

چودھری پرویز الٰہی، چودھری فاروق صاحب ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ اس وقت جو حکومت تھی اس کی ساتھ منسلک رہے ہیں ان کو اس بات کا پتا ہے کہ ہم ہمیشہ اپوزیشن کو برابر ہی فنڈ دیتے رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ سینئر ممبر ہیں۔ انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ میں 1988ء میں ممبر تھا۔ یہ کسی ایک ممبر کا نام لیں' ہاں کوئی اندر سے ان کے ساتھ نہ مل گیا ہو تو اس کا میں نہیں کہتا کہ چونکہ ان کو ہارس ٹریڈنگ کا بہت شوق تھا اور یہ اندر اندر سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ان کی میں بات نہیں کرتا۔ میں تو کہتا ہوں کہ کسی ایک ممبر کا نام لیں۔ کوئی چار پانچ ممبران کا ہمیں پتا نہیں۔ ہمیں تو علم نہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں۔ وہ بتائیں کہ کس کو فنڈ دیا تھا۔ یہ اتنے سینئر ممبر ہو کر ایوان میں غلط بیانی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ سب کچھ حکومت کے ریکارڈ میں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، فلور کے ریکارڈ پہ بھی تو آنا چاہیے۔

جناب سپیکر، وزیر صاحب کو موقع دیجئے۔ وصی ظفر صاحب' آپ واضح طور پر اور تحقیق کر کے کسی وقت ایوان میں یہ مسئلہ اٹھا لیجیے گا اور اس کا ثبوت مہیا کر دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں 1987ء سے 1990ء تک اسمبلی کا ممبر تھا۔ کسی ایک ممبر کو کوئی ڈویلپمنٹ فنڈ انہوں نے دیا ہو۔ اگر دیا ہے تو یہ کہیں۔ مجھے دیا ہے۔ میرے ساتھ فیصل آباد کے بیس

ممبر ہیں ان کو دیا ہے تو بتا دیں۔ جو اندر سے مل گئے ہوں ان کا تو ہمیں علم نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس۔اے۔حمید، اس تحریک میں جو قابل غور بات ہے وہ یہ ہے کہ جو پیپلز پارٹی اور جونیجو گروپ کے ہارے ہوئے لوگ پر تول رہے ہیں کہ ہمیں ایڈمنسٹریٹر بنایا جا رہا ہے بلکہ میرے اپنے شہر میں تو کچھ لوگ کارپوریشن کا روز چکر لگاتے ہیں کہ ابھی ہمارا نوٹیفکیشن ہونے والا ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تحریک اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اگر پیپلز پارٹی بلدیاتی اداروں کے انتخابات نہیں کراتی یہ جو بلدیاتی ادارے معطل کیے گئے ہیں یہ کیس کورٹ میں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بحال ہو جائیں لیکن اگر یہ بحال نہیں ہوتے تو یہ سسٹم انتخابات کے عمل سے مکمل ہونا چاہیے۔ یہ جو باتیں کی جا رہی ہیں کہ سیاسی اراکین اور خاص طور پر ہارے ہوئے لوگ سول ایڈمنسٹریٹر مقرر کیے جائیں گے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت نہیں۔

جناب سپیکر، کون کہہ رہا ہے؟

جناب ایس۔اے۔حمید، اخبارات میں آ رہا ہے کہ سیاسی اراکین کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون اس بارے میں واضح طور پر دو ٹوک فیصلہ کریں، دو ٹوک پالیسی کا اعلان کریں کہ آیا ان کا مطمع نظر کیا ہے؟

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر!

میاں عبدالستار، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن پنجاب کا سب سے بڑا بلدیاتی ادارہ ہے۔ اور وہاں پر بلدیات کے کونسلر موجود نہیں ہیں کیونکہ یہ معطل ہیں اور آج کل ان کا کیس عدالتیں حل طلب ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ بلدیاتی اداروں کے جتنے بھی ڈپٹی میئر ہیں ان کی جگہ پیپلز پارٹی کے زونل صدور کو انچارج بنا دیا گیا ہے۔ جو میونسپل کمیٹیوں کے دفاتر ہیں ان پر پیپلز پارٹی کے چیئرمین قابض ہیں۔ اور آج کل وہ وہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے اے یو سلیم صاحب جو کہ ایڈمنسٹریٹر ہیں ان سے بات کی تھی کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ سرکاری آدمی وہاں بیٹھنے چاہییں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ایسی بات نہیں ہے لیکن میرے پاس ثبوت موجود ہے کہ ایک یونین کمیٹی کے دفتر کو مجسٹریٹ کے حکم پہ سیل کیا گیا لیکن پیپلز پارٹی کے کارکن نے جا کر

اس کا تالا توڑا اور تالا توڑنے کے بعد وہاں بیٹھ گیا لیکن اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس وقت جو تحریک استحقاق پیش کی جا رہی ہے اس سلسلہ میں وزیر موصوف فرمائیں کہ جو میٹرو پولیٹن کارپوریشن کے دفاتر ہیں وہاں پر سرکاری آدمی بیٹھنے چاہییں۔ جو ڈپٹی میئر کے دفاتر ہیں وہاں پر سرکاری آدمی ہونے چاہییں اور جو ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا جا رہا ہے وہ بھی سرکاری آدمی ہونا چاہیے نہ کہ کوئی سیاسی آدمی۔

جناب سپیکر، بس اس سے زیادہ وضاحت نہیں ہو گی۔ اب وزیر صاحب اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! تحاریک استحقاق نمبر 3 اور 7 ایوان میں پیش کی گئی ہیں۔ میں اس امر کے بارے میں ایک تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رول 55 کے تابع یہ دونوں تحاریک نہیں آتیں۔ اور اس کے بعد محض اخباری خبر تحریک استحقاق کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ اس تحریک استحقاق میں کہیں یہ نہیں ہے کہ حکومت کے کس ذمہ دار شخص نے یہ بیان دیا ہے' کس کے حوالے سے یہ خبر آئی ہے۔ اگر کوئی اخباری رپورٹر اس قسم کی خبر لگا دے تو اس رپورٹر یا اس نمائندے کے خبر لگا دینے سے تحریک استحقاق نہیں بن جاتی۔ اس کے بعد ایس۔ اے۔ حمید صاحب بھی اور تابش الوری صاحب بھی اور جناب محترم شوکت داؤد صاحب نے تمام باتیں مفروضوں پر مبنی کی ہیں۔ تابش الوری صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیے جائیں گے۔ سرکاری ایڈمنسٹریٹر کو ہٹا دیا جائے گا۔ اور ان کی جگہ سیاسی لوگوں کو یا غیرسرکاری لوگوں کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد جناب ایس اے حمید نے کہا کہ بارے ہوتے لوگ پر تول رہے ہیں' چکر لگا رہے ہیں اور تاثر دے رہے ہیں کہ انہیں ایڈمنسٹریٹر لگا دیا جائے گا۔ جہاں تک شوکت داؤد صاحب کا تعلق ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ اس خبر سے کہ حکومت پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (جونیجو گروپ) کے حکومتی ارکان اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے اراکین کی صوابدید پر ضلع کونسلوں اور میونسپل کمیٹیوں کے فنڈز صرف کرنے کے لیے مختص کر رہے ہیں۔ یعنی یہ تمام تر معاملات مفروضوں پر مبنی ہیں کہ یہ ہو رہے ہیں' ہو جائیں گے۔ میں واضح طور پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے قطعی طور پر کسی ایسے فیصلہ کا اعلان نہیں کیا کہ اراکین قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کی صوابدید پر ان بلدیاتی اداروں کے فنڈ چھوڑ دیے جائیں اور وہی یہ فنڈز استعمال کریں۔

جناب سپیکر! جہاں تک مستقبل کا تعلق ہے اس کے حوالے سے کسی بات کو privilege matter

بنانا خلاف ضابطہ ہے اور یہ قواعد وضوابط کے مطابق نہیں ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ جہاں تک انہوں نے ہارس ٹریڈنگ کا ذکر کیا ہے کہ اگر یہ فنڈز اراکین قومی اور صوبائی اسمبلی کو دے دیے گئے تو اس سے انہیں یہ خدشہ ہے کہ شاید کہیں اپوزیشن کے اراکین اسمبلی بھی فنڈز کے لالچ میں آ کر جونیجو گروپ، پیپلز پارٹی یا حکومتی ارکان کا ساتھ دینا نہ شروع کر دیں۔ میں اس امر کے بارے میں بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارا ہارس ٹریڈنگ کا قطعی طور پر کوئی ارادہ نہ ہے اور ہم اپوزیشن کے ارکان اور حکومتی ارکان کے معاملات کے بارے میں اس ضمن میں کوئی تفریق پیدا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ تمام اراکین اسمبلی ہمارے لیے معزز ہیں اور ہم تمام اراکین اسمبلی کا برابر احترام کرنا چاہتے ہیں اور حکومت کے معاملات انشاء اللہ ہم تمام اراکین اسمبلی اور ایوان کے احترام کے مطابق چلائیں گے۔ لہذا اس تحریک کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!

میاں معراج دین، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میاں معراج دین صاحب چودھری شوکت داؤد صاحب۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب اس پر بہت بحث ہو چکی ہے لہذا اب اس پر مزید بحث نہیں ہو سکتی۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ کے لیے بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، جی فرمایے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! اس میں وزیر موصوف نے کہا ہے کہ یہ تحریک technically نہیں بنتی اور انہوں نے جو دوسرا جواب دیا ہے کہ عمومی طور پر اخباری خبر کو تحریک استحقاق نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کا matter نہیں ہے کہ اسے تحریک استحقاق بنائیں۔ تو میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہمارے پاس یا عوام کے پاس اور کون سے ذرائع ہیں جو حکومتی پالیسی اور مختلف قسم کے احکامات جو حکومتی بنچوں کی طرف سے جاری ہوتے ہیں یا پھر اور کوئی معلومات ہوتی ہیں اس کے لیے اخبار ایک واحد ایسا ذریعہ' میڈیا ہے کیونکہ اخبار کے بارے میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ حکومت کا نہیں ہے بلکہ آزاد صحافت ہے اور پھر ہر حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم نے آزاد صحافت کو جنم دیا ہے ہم

نے اخبارات سے پابندی اٹھائی ہوئی ہے یا تو یہ کہہ دیں کہ جو کچھ اخبارات میں چھپتا ہے وہ حقائق پر مبنی نہیں ہوتا۔ یا تو یہ اس کی تردید کر دیا کریں دوسرے دن پھر ہم ایسی کوئی تحریک استحقاق ایوان میں نہیں لائیں گے یا پھر یہ بے چارے ہمارے صحافی صاحبان جو ادھر بیٹھے ہیں ان کی طرف سے کچھ ایسا ہو جائے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صحافی بھائیوں کو بھی ایک بیان ضرور کل کے اخبارات میں دینا چاہیے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں ہم وہی اخبارات میں چھاپتے ہیں۔ آخر میں' میں ایک بات آپ سے کروں گا وہ یہ کہ اگر وزیر صاحب یہ یقین دہانی کروا دیں کہ حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ' حکومت ایسا کچھ نہیں کرے گی اور یہ جو خبر چھپی ہے یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے تو میں اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دوں گا۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نقطہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی الوری صاحب ارشاد فرمایئے۔

سید تابش الوری، جناب والا! فاضل وزیر قانون نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے اپنی تحریک استحقاق میں واضح طور پر نہیں لکھا بلکہ اندیشے اور مفروضے کا اظہار کیا ہے تو میں ان کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے لکھا ہے "کہ حکومت پنجاب کے حکمرانوں نے فیصلہ کر لیا" میں نے حکومت بھی نہیں کہا تھا۔ میری تحریک میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ حکومت پنجاب کے حکمرانوں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ لہذا اب یہ واضح طور پر اعلان کریں کہ انہوں نے یہ فیصلہ نہیں کیا۔ جناب والا! یہ مسلسل اخبارات میں تسلسل کے ساتھ خبر چھپی ہے اس پر نوائے وقت اور دوسرے اخبارات نے اداریے لکھے ہیں اور پھر اس کے ایک لفظ کی بھی تردید نہیں کی گئی تو ہم یہ باور کرتے ہیں کہ اگر کوئی خبر تسلسل کے ساتھ چھپے اور حکومت کی طرف سے اس کی تردید نہ کی جائے تو وہ خبر صحیح ہوتی ہے لیکن اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہے تو انہیں واضح طور پر اعلان کرنا چاہیے کہ حکمرانوں میں ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا اور پولیٹیکل ایڈمنسٹریٹر مقرر نہیں کیے جا رہے اور بلدیات کے فنڈز حکمران پارٹی کی صوابدید پر نہیں چھوڑے جا رہے۔ بس یہ اعلان کر دیں میں بھی اس تحریک پر زور نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر، یہ اعلان انہوں نے واضح کیا ہے۔

سید تابش الوری، جناب یہ نہیں کیا۔

جناب سپیکر، انہوں نے decision کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ ایسا کوئی decision نہیں کیا گیا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا ہوں اگر اجازت دیں تو۔

جناب سپیکر، جی آپ واضح طور پر بیان فرمائیں۔ الوری صاحب آپ تشریف رکھیں اور وزیر موصوف کو بیان کرنے دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں رولز کی طرف reference دوں گا کہ پنجاب اسمبلی کے رولز آف پروسیجر کے رول 55 آپ بھی اور یہ بھی ملاحظہ فرمالیں رول 55 کے لحاظ سے قطعی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ معاملہ جو حال ہی میں وقوع پذیر ہو گیا ہو۔ فوری نوعیت کا ہو' اہم نوعیت کا ہو حال ہی میں وقوع پذیر ہو گیا ہو اس پر تحریک استحقاق آیا کرتیں ہیں جبکہ یہ کہتے ہیں کہ حکومت مقرر کر دے گی۔ میں نے واضح طور پر یہ بات کی ہے کہ حکومت نے ابھی تک کہیں کسی ادارے میں کسی سیاسی ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی نہیں کی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! وزیر موصوف کو یہ کہنا چاہیے کہ حکومت ایسا نہیں کرے گی۔

جناب سپیکر، سلہری صاحب آپ ذرا انہیں سنئیے وہ یہ کہنے لگے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! ابھی تک حکومت نے کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا اور جب ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں تو محض اخباری خبر پر اور مفروضوں کی بنیاد پر تحریک استحقاق نہیں بنتی جناب سپیکر!

جناب سپیکر، شوکت داؤد صاحب حسب وعدہ اب آپ اس تحریک پر زور نہیں دیتے ہیں لہذا یہ lapse ہوتی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں ثبوت کے طور پر حوالہ دیتا ہوں کہ میں لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کا ڈپٹی میئر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ یہ دونوں تحریکیں 7 اور 13 نمٹا دی گئی ہیں۔ لہذا اس پر کوئی اور بات نہیں ہو سکتی۔

جناب ارشد عمران سلہری، میں اسی سلسلہ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں آپ اس سلسلہ میں بات نہیں کر سکتے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! پی پی 127' وارڈ نمبر 86 میں رانا عیش بہادر جو کہ میرے ساتھ صوبائی اسمبلی کا امیدوار تھا اور جو پندرہ ہزار ووٹوں سے ہارا ہے اس کے پیڈ پر لکھا ہوا لاہور کارپوریشن میں ایک پیپر گیا اور مجھ سے کونسلر کا الیکشن ہارے ہوئے راجہ ناصر محمود کو وہاں پر مقرر کیا ہے---

جناب سپیکر، آپ غیر ضروری باتیں کر رہے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں ثبوت پیش کرتا ہوں کہ لاہور کے اندر رحمان پورہ کے حلقے میں نواب دین صاحب کو جو کہ کونسلر کا الیکشن ہارے تھے ان کو وہاں پر تعینات کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، کیا حکومت نے کوئی ایسا آرڈر کیا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس سے خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ حکومت نے کوئی ایسا آرڈر جاری نہیں کیا۔ لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔ I disallow it۔ اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو تا ہے اور تحاریک ہائے التوائے کار نیک اپ کی جاتی ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق نمبر 2 تھی میں اس کو پریس نہیں کرنا چاہتا میں صرف یہی کہنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم تحاریک ہائے التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب امتیاز احمد، جناب سپیکر! مجھے ایک تحریک استحقاق out of turn پیش کرنا تھی اور یہ بات میں تین روز سے کہہ رہا ہوں لیکن مجھے اس کے لیے موقع نہیں دیا جا رہا کل سپیکر صاحب نے مجھے فرمایا کہ آپ مجھے میرے چیمبر میں آ کر ملیں میں ان سے وہاں ملا لہٰذا آج مجھے اسے out of turn پیش کرنے کا موقع دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی تحریک استحقاق کا نمبر کون سا ہے؟

جناب امتیاز احمد، جناب والا! اس کا نمبر 16 ہے۔ اور اسے میں نے out of turn لینے کے لیے کہا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ہاؤس سے اجازت لینا چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار نمبر 72، 73، 78 یہ جو حال ہی میں لاہور میں دھماکے ہوئے ہیں یہ ان سے متعلقہ ہیں تو میرے خیال میں اس کو پہلے لے لیتے ہیں اس کے بعد امتیاز صاحب کی تحریک لے لیں گے۔ میرے خیال میں یہ بہت ہی فوری اہمیت کے اہم واقعات ہیں اور میاں معراج دین صاحب نے بھی دیا ہے تو میں ہاؤس کی رائے لینا چاہتا ہوں کہ کیا اس کو آؤٹ آف ٹرن لے لیں؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی مہربانی۔ اب تابش الوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا اس سے یہ تاثر لیا جا رہا ہے کہ شاید اس کے لیے کوئی وقت مقرر ہے حالانکہ تحریک استحقاق کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ میں اب اس کے بعد دوسری کارروائی شروع کرتا ہوں لیکن آپ یہ نہیں فرما سکتے کہ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ چونکہ وقت مقرر نہیں ہے، تحریک التوائے کار کے لیے آدھ گھنٹہ مقرر ہے۔ وقفہ سوالات کے لیے وقت مقرر ہے لیکن تحریک استحقاق کے لیے وقت مقرر نہیں ہے اس لیے میں نے ریکارڈ درست کرنے کے لیے بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں مجھے اس بات کا بہت زیادہ پتا ہے لیکن چونکہ مجھے سپیکر صاحب کہہ گئے تھے کہ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ وقت ختم ہونے سے مراد ہے کہ انہوں نے اس chapter کو ختم کر دیا ہے اور اب تحاریک التوائے کار لیں گے۔ اسی مقصد کے لیے میں نے کہا تھا۔

میاں معراج دین صاحب، تابش الوری صاحب اور باقی دوستوں کی اسی طرح کی تحاریک

التوائے کار ہیں تو میں میاں معراج دین صاحب کو کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 72 پیش کریں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 76 میری طرف سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، 76 میاں عبدالستار کی ہے اور یہ تمام ایک ہی نوعیت کی ہیں تو میں کہوں گا کہ میاں معراج دین صاحب اس کو پڑھ دیں۔

آتش بازی' بارود اور کیمیکل کی ذخیرہ اندوزی پر کنٹرول میں ناکامی

میاں معراج دین، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک خاص اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 18 دسمبر 1993ء کو پاکستانی بازار' مدینہ مارکیٹ باغبانپورہ لاہور میں آتش بازی کی دکانوں میں خوف ناک اور لرزہ خیز دھماکوں کے بعد ہلاکت خیز آگ بھڑک اٹھی جس نے علاقے کے درجنوں دکانوں اور مکانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دھماکوں کی آوازیں میلوں دور تک سنی گئیں۔ آگ بجھانے کی جرأت کسی کو نہ ہو سکی اور لوگ روتے ہوئے اپنے جلتے ہوئے گھر دیکھتے رہے۔ آتشزدگی کے نتیجے میں مکان اور مارکیٹیں کھنڈر بن گئیں۔ جلنے سے 8 افراد جاں بحق ہو گئے اور متعدد افراد کو شدید زخم آئے اس المناک سانحہ نے پورے شہر لاہور کو سوگ میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور عوام میں اس امر پر اضطراب و احتجاج کی فضاء پیدا ہو گئی ہے کہ صوبائی حکومت آتش بازی کی خاطر بارود اور کیمیکل کی ذخیرہ اندوزی پر قانون کے مطابق مؤثر کنٹرول رکھنے میں ناکام ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے کل بھی یہ تحریک پیش کی تھی---

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب۔ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہوتی آپ نے پڑھ دی ہے اس کے بعد متعلقہ وزیر جواب دیں گے۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر---

میاں عبدالستار، جناب والا! باقی ممبرین کو بھی پڑھنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' ایک ہی پڑھا کرتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار میاں معراج دین صاحب اور غالباً سید تابش الوری صاحب کی طرف سے ہے اور میاں معراج دین صاحب نے پیش کی ہے۔ جناب والا! یہ واقعہ یقیناً انتہائی افسوسناک ہے اور اس واقعہ پر ایک رکن اسمبلی کی طرف سے جو تحریک اسمبلی میں پیش کی گئی ہے میں اس پر اختلافی معاملات لانے کی بجائے یہ کہوں گا کہ یہ افسوسناک واقعہ ہوا جس میں زندگیوں کا بھی نقصان ہوا ہے اور کچھ افراد زخمی ہوئے ہیں اس پہ ہر شہری افسردہ اور غم زدہ ہے اور صرف حزب اختلاف کے ارکان ہی اس واقعہ کی شدت کو محسوس نہیں کرتے بلکہ حزب اقتدار کے اراکین اسمبلی بھی اس اس کو شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ اس افسوسناک واقعہ پر خود جناب وزیر اعلیٰ صاحب موقع پر گئے۔ ایک واقعہ جو رونما ہو چکا ہے اس کو روکنا یا اس کا تدارک کرنا بے شک حکومت کے بس میں نہیں ہے۔ البتہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس حادثے میں جاں بحق ہونے والے افراد کے لیے ان کے ورثاء کے لیے حکومت کی طرف سے ایک لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا ہے۔ جبکہ زخمیوں کے مفت علاج کا بھی اعلان کیا ہے اور حکومت اس سلسلے میں تمام اقدامات کر رہی ہے کہ جو لوگ زخمی ہیں ان کا علاج معالجہ صحیح طریقے سے ہو سکے۔ جہاں تک آتشزدگی کے نتیجے میں مکانات اور مارکیٹوں کی تباہی کا تعلق ہے تو اس بارے میں حکومت نے باقاعدہ طور پر انکوائری کرانا شروع کر دی ہے کہ یہ افسوسناک واقعہ کس طریقے سے رونما ہوا ہے۔ جناب والا! حکومت اس معاملہ میں تمام تر ذمہ داریاں ادا کرے گی اور قطعی طور پر کوئی کوتاہی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔ میں اس سلسلے میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ جو واقعات اور حادثات قدرتی طور پر ہوتے ہیں ان کی رکاوٹ کے بارے میں یہ کہنا کہ حکومت یا حکومت کا کوئی وزیر یا محکمہ پیش بندی کرے کہ فلاں حادثہ ہو ہی نہیں سکتا تو یہ ناممکن ہے۔ اس لیے میں ہاؤس میں دوبارہ یہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ حکومت اس معاملے میں اپنی تمام ذمہ داریاں ادا کرے گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار، جناب والا! محترم وزیر صاحب نے صرف گزشتہ واقعہ کے بارے میں بات کی ہے کہ باغبانپورہ میں جو واقعہ رونما ہوا وہاں پر جانوں کا نقصان ہوا یہ واقعی بہت قابل افسوس بات ہے اور بہت ہی رنج آلود بات ہے اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ لیکن حکومت پنجاب کی طرف

سے اس بارے میں آئندہ جو اقدامات کیے جانے چاہییں وزیر موصوف نے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی اور میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں واضح طور پر لکھا ہے کہ موچی دروازہ لاہور میں آتش بازی کا اتنا زیادہ سامان بنتا ہے اور وہاں پر فروخت ہوتا ہے۔ کچھ سال پہلے بھی وہاں پر تین واقعات ہو چکے ہیں اور ان میں درجنوں جانیں بھی ضائع ہو چکی ہیں۔ اب میری یہ گزارش ہے کہ اس کے لیے حکومت کو کچھ اقدامات کرنے چاہییں اور وہاں پر جو دکانیں ہیں فیکٹریاں بنی ہوئی ہیں ان کو باہر نکالنا چاہیے اور آتشبازی کے لیے کوئی موثر قانون بنانا چاہیے صرف 188 کی کارروائی کرنے سے کوئی بات نہیں بنتی میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں بات کی جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا! اس تحریک میں جو بنیادی نکتہ اٹھایا گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کس پوائنٹ پر بات کر رہے ہیں؟

سید تابش الوری، جناب والا! میں وزیر موصوف کے جواب کے سلسلے میں عرض کر رہا ہوں وزیر قانون کے جواب کے بعد محرک کو اختیار حاصل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں معراج دین صاحب آپ سے پہلے ہیں۔ پہلے ان کو بات کرنے دیں۔

سید تابش الوری، ٹھیک ہے۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات بھی کہنی پڑتی ہے کہ کل جس وقت میں نے یہ قرارداد پیش کی تھی اور مختصر آ لکھ کر بھیجی تھی تو انہوں نے اس پر صرف اس لیے اعتراض کیا کہ آج یہ فنی وجوہات کی بناء پر پیش نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک خوش آئند بات ہے کہ میری اس تحریک التوائے کار کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب بھی اور وزیر اعلیٰ کے جو نگران وزیر اعلیٰ ہیں وہ بھی وہاں پر تشریف لے گئے اور وہاں پر انہوں نے حلقے کے لوگوں کی کچھ نہ کچھ داد رسی کی۔ میں اس بات پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری تحریک اس لیے یہاں پیش نہیں ہونے دی تھی تاکہ وہ لوگ وہاں پر جا سکیں۔

بہرحال جناب سپیکر! اخبارات میں تو آ چکا ہے اور انہوں نے اعلان بھی کیا ہے۔ میری اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ان کی امداد کے لیے جو پچاس ہزار روپے فی کس رکھا ہے اور ایک لاکھ روپے ان کے لواحقین کے لیے رکھا ہے یہ رقم ناکافی ہے کیونکہ وہاں پر بہت زیادہ نقصان

ہوا ہے کہ بعض لوگوں کے لیے نہ صرف رہنے کے لیے بلکہ چارپائی اور کپڑا وغیرہ تک محفوظ نہیں رہا۔ نہ ہی ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں رہی ہیں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ ان کے لیے فوری امداد کا کوئی بندوبست کیا جائے۔ جس سے وہ اپنا روزگار وغیرہ چلا سکیں۔ حالانکہ وہاں پر ایک ایسی مارکیٹ بھی ہے جس کا ہمیں ابھی تک یہ پتا نہیں چل سکا کہ اس کے ملبے کے نیچے کتنے لوگ ہیں وہ مارکیٹ کی مارکیٹ ہی زمین بوس ہو چکی ہے اور اس ملبے کو اٹھانے کے لیے بھی ابھی تک کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں کیا جا سکا۔ حالانکہ سول ڈیفنس کا محکمہ کل' پرسوں سے لگا ہوا ہے اور ابھی تک اس کے نوجوان کام کر رہے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے ابھی تک ملبہ اٹھانے کے انتظامات نہیں ہوئے۔ کل جب میاں منظور احمد وٹو صاحب وہاں تشریف لائے میں بھی وہاں پر موجود تھا اور اسی وقت میں نے لاہور میونسپل کارپوریشن میں ٹیلی فون کیا اور ڈپٹی کمشنر صاحب سے بھی یہ کہا کہ آپ ان کو کہیں کہ فوری طور پر لوڈر بھیجیں۔ کل شام تک کوئی لوڈر یا ٹیمپر نہیں پہنچا۔ اس کے لیے میں یہ عرض کروں گا وہاں پر جو ملبہ پڑا ہوا ہے اور پوری مارکیٹ جو زمین بوس ہو گئی ہے اس کا تدارک کریں تاکہ آفت زدہ لوگوں کا پتہ چل سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

رانا محمد اقبال خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس میرے خیال میں ٹھیک ٹھاک ہے کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے۔

رانا محمد اقبال خان : جناب والا! بعض معزز اراکین ابھی تک باتیں کر رہے ہیں اور ان کو ہاؤس کی کارروائی کا کوئی پتا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عارف نکئی صاحب معزز اراکین آپ کی توجہ چاہتے ہیں۔

میاں معراج دین: جناب سپیکر! اس سلسلے میں' میں یہ بھی عرض کروں گا جس طرح اخبارات میں آیا ہے کہ کوئی آدمی ایک ہوائی چیک کر رہا تھا اور اس کی چنگاری سے یہ آگ بھڑک اٹھی ہے۔ یہ بات قطعاً غلط ہے حالانکہ وہاں پر ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ معزز ایوان میں جتنے بھی حضرات تشریف فرما ہیں یہ اس بات کی گواہی دیں گے جب بھی کوئی آتش بازی خریدتا ہے دکاندار اس کی ٹرائی نہیں دیتا۔ وہاں پر کوئی شرارت ہوئی ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ دہشت گردی کی بناء پر یہ معاملہ ہوا ہے

میں اسے طول نہیں دیتا لیکن میرے علم میں یہی بات ہے کسی نے ایک دکان کے اندر ایسا آتش گیر مادہ پھینکا جس سے یہ آگ لگی ہے اس کی بھی وزیر موصوف انکوائری کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

میاں معراج دین، جناب والا! میری ایک اہم بات رہ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب کافی بات ہو گئی ہے۔

میاں معراج دین، جناب والا! ایک اہم بات جو میں کرنے والا ہوں وہ تو رہ گئی ہے۔ ادھر سے تو کوئی انفرمیشن پر بھی بات کرے تو وقت مل جاتا ہے لیکن میرا یہ حلقہ نیابت ہے مجھے آپ وقت نہیں دے رہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو دیکھیں آؤٹ آف ٹرن تحریک پیش کرنے کی اجازت دی گئی اب آپ سارا دن اس پر لینا چاہتے ہیں؟ سید تابش الوری صاحب نے بھی اس سلسلے میں کچھ کہنا ہے؟

میاں معراج دین، میری صرف یہ گزارش ہے کہ ان لوگوں کے لیے کوئی فوری امداد کا بندوبست کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات تو ہو گئی ہے۔

میاں معراج دین، اور آئندہ کے لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ جس طرح وزیر قانون نے کہا ہے کہ حادثے کا پتہ نہیں ہوتا اور رونما ہو جاتا ہے۔ میں بھی یہی عرض کر رہا ہوں کہ آئندہ کے لیے کوئی تدارک کیا جائے۔ ابھی معراج شریف آنے والا ہے اور شب برات بھی آئی ہے اس وقت بھی باغبانپورہ میں آتش بازی کی دکانیں موجود ہیں' موچی دروازہ اور کئی دیگر علاقوں میں بھی اب تک دکانیں موجود ہیں جہاں پر آتش بازی کے انبار لگے ہوئے ہیں دفعہ 144 بھی لگی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود واقعات ہو رہے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ اس کے لیے کوئی فوری طور پر جدوجہد کی جائے تاکہ آئندہ ایسے حادثات نہ ہو سکیں۔ جہاں تک انتظامیہ کا تعلق ہے میں صرف دو آدمیوں کو کریڈٹ دیتا ہوں ایک لاہور کے ایس۔ایس۔پی کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں معراج دین صاحب آپ تو پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ سید تابش الوری صاحب کو بھی بات کرنے کا موقع دیں۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں معراج دین، جناب والا! میرا وقت ابھی ہے تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید تابش الوری۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آتشزدگی کے اس خوفناک سانحے نے پورے لاہور میں کہرام برپا کر دیا ہے اور یہ پہلا واقعہ نہیں ہے یہ پہلا سانحہ نہیں ہے۔ گزشتہ تین سالوں میں آتشزدگی کے ان واقعات سے 74 افراد جاں بحق ہو چکے ہیں۔ نکتہ اس تحریک التوائے کار میں یہ ہے کہ اس کی وجوہ تلاش کر کے ہمیں ایسے مؤثر اقدامات کرنے ہوں گے کہ آئندہ اس قسم کے سانحے رونما نہ ہو سکیں۔ جناب والا! بارود کے گوداموں کو ایک قاعدے اور قانون کے مطابق اجازت دی جاتی ہے لیکن جہاں ان قاعدے اور قانون کو رشوت کی بنیاد پر پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور لوگوں کی جانیں اور ان کا مال غیر محفوظ ہو کر رہ گیا ہے۔ جناب والا! صرف اس حادثے کے نتیجے میں 15 کروڑ روپے کے مکانات اور دکانات تباہ ہوئے ایک لاکھ روپے تو آپ ایک جان کی قیمت کے طور پر دے رہے ہیں حالانکہ یہ بھی اس کی قیمت نہیں ہو سکتی لیکن جن لوگوں کی کروڑوں روپے کی جائیدادیں تباہ ہو گئی ہیں ان کو معاوضہ دینے کے لیے حکومت نے کوئی اعلان نہیں کیا۔ اس کو آفت زدہ علاقہ قرار دے کر حکومت کا فرض ہے کہ وہ فوری طور پر ان کی مکانات اور دکانات کو دوبارہ تعمیر کرانے کے انتظامات کرے۔ جناب والا! اس میں ان لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے وہ بے گناہ لوگ جو جاں بحق ہوئے ہیں وہ بھی صرف حکومت کی غفلت کی وجہ سے ہوئے ہیں کہ وہاں آتشزدگی کے گوداموں کا معائنہ نہیں کیا گیا اور وہاں ان کو کھلے عام اجازت دے دی گئی جس کے نتیجے میں بارود کے گودام نے اس پورے علاقے کو اوجڑی کیمپ میں تبدیل کر دیا۔ جناب والا! اس لیے ہماری درخواست یہ ہے کہ جناب وزیر قانون اگر اس سانحے پر افسوس کا اظہار کر رہے ہیں تو انہیں عملی اقدامات کا اعلان بھی کرنا چاہیے تاکہ لاہور کی شہری جو اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں اور وہ بارود کی زد میں ہیں ان کو تحفظ کا احساس دلایا جائے اور جو ان کے نقصانات ہوئے ہیں ان کی تلافی کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب والا! افسوس تو مجھے اس واقعے پر بھی ہے لیکن اس انداز پر بھی ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے ہم ان کے کسی مؤقف کی حمایت کرتے ہیں یا کسی بات پر ہم نہیں چاہتے کہ

اختلافی معاملات سامنے آئیں لیکن اس پر بھی یہ تنقید کا پہلو نکال لیتے ہیں۔ فاضل ممبر نے فرمایا کہ ان کی تحریک پیش کرنے کے بعد یہ موقع حاصل کیا گیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب وہاں پر یعنی موقع پر جائیں۔ جب کہ اس تحریک پیش ہونے کے دوران ہم نے یہ بات بتائی تھی کہ چیف منسٹر صاحب وہاں سے ہو کر آئے ہیں۔ آج یہ بات کر رہے ہیں کہ نہیں ہی اس کے بعد یہ موقع لیا گیا ہے۔ ضابطے کی کارروائی یہ خود مکمل نہیں کرتے اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ تحریک کو ایوان میں آؤٹ آف ٹرن آنا چاہیے۔ لیکن اس کی باوجود پھر تنقید---

میاں معراج دین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میرے فاضل وزیر صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے کہا ہے کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب گئے تھے تو وہ اعلان نہیں کر کے آئے تھے مگر جب نگران وزیر اعلیٰ وہاں گئے تو انہوں نے اعلان کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر قانون، پھر جناب سپیکر جہاں تک سید تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومت کی غفلت کی وجہ سے یہ دکانیں وہاں پر جلی ہیں۔ حکومت ان کا معائنہ نہیں کرتی میں ان باتوں کو ایوان کے سامنے نہیں لانا چاہتا تھا۔ یہ دکانیں پچھلے بیس پچیس دن یا ایک مہینے میں نہیں بنیں جب سے ہماری حکومت ہے---

سید تابش الوری، میں نے تین سال کی بات کی تھی۔

وزیر قانون، اور جناب سپیکر! یہ سابق حکومت کے دور میں---

جناب ڈپٹی سپیکر، 'no cross talk please' آپ ایسے بیٹھے بیٹھے بات نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی اور ممبر اسمبلی یہ بات کرے تو اور بات ہے مگر میں اس کا نوٹس ضرور لینا چاہتا ہوں کہ تابش الوری جیسے پرانے پارلیمنٹیرین کو اس طرح سے بیٹھے بیٹھے سیٹ پر بات نہیں کرنی چاہیے' میرے خیال میں ان کا یہ انداز اچھا نہیں ہے۔ شکریہ۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں شکریے کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا اور ذاتی نکتہ وضاحت پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو یہ کہا ہے کہ آپ نے بیٹھے بیٹھے لقمہ دیا ہے۔ میرے خیال میں آپ اسے تسلیم کریں گے۔

سید تابش الوری، میں تسلیم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ!

وزیر قانون، جناب والا! میں نے کہا ہے کہ ابھی ہماری حکومت کو آئے ہوئے دو مہینے ہوئے ہیں اس عرصے کے دوران وہاں یہ دو کانیں نہیں بنائی گئیں۔ یہ دو کانیں گزشتہ حکومت کے دور میں بھی موجود تھیں۔ اگر اب اس کو سامنے لانا چاہتے ہیں تو پھر یہ بات وہاں پر ہو گی کہ پھر دونوں طرف سے اختلافی معاملات اٹھنا شروع ہو جائیں گے۔ اس لیے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ضرور کی جائے۔ یہ ایک قدرتی حادثہ ہوا ہے۔ جہاں تک اس واقعہ کے بعد کے معاملات کا تعلق ہے ہم نے متعلقہ ایجنسی کو ہدایات کر دی ہیں اور وہ اس کی وجوہ تلاش کر رہی ہے۔ اور وجہ تلاش کرنے کے بعد ایسے مؤثر اقدامات کرے گی کہ آئندہ ایسے واقعات کا تدارک ہو سکے۔ جناب سپیکر! اگر معراج دین صاحب یہ فرماتے ہیں کہ یہ دہشت گردی کا واقعہ ہے' ہو سکتا ہے کہ یہ تخریبی کارروائی ہو۔ ان کے ذہن میں اگر یہ بات موجود ہے۔ اور تخریبی کارروائی کرنے والا کوئی شخص ان کے ذہن میں ہے تو وہ پھر حکومت کے ساتھ معاونت کریں اور وہ اسے ہمارے علم میں لائیں کہ ایسا کون سا شخص ہے جو اس قسم کی دہشت گردی یا تخریبی کارروائی کر سکتا ہے۔ یا جس نے کیا ہے۔ تو ہم اس کے خلاف باقاعدہ انکوائری کریں گے۔ ہم چہ جائیکہ اس شخص کو exploit کرنے کے لیے اسے سامنے لانے کے لیے انکوائری کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن محض باتوں کو بحث میں اس لیے بڑھایا جائے کہ حکومت کے خلاف یا چیف منسٹر کے خلاف ضرور ایوان میں بولا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی مناسب بات نہیں۔ جہاں تک ان کا مؤقف ہے میں نے اس کے بارے میں بھی پہلے بات کی ہے اور اب بھی یہی کہتا ہوں اور عبدالستار صاحب نے جس حوالے سے ذکر کیا ہے ایسی دوکانیں جن میں آتشزدگی کا مادہ یا بارود جو ہے یہ موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف پچھلی اسمبلی میں بھی رہے

ہیں اور ان کے ساتھ میرے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ انہیں میرا پورا نام نہیں آتا۔ میرا پورا نام میاں عبدالستار ہے۔

وزیر قانون، نام تو آپ کا عبدالستار ہی ہے۔ اگر آپ چودھری کہلوانا پسند نہیں کرتے تو ہم آپ کو میاں عبدالستار کہہ دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! تعلقات پر میں یقین دہانی کروا سکتا ہوں کہ واقعی ان کے بڑے اچھے تعلقات ہیں کیونکہ ایک قدر مشترک رہی ہے۔ جس سے یہ چودھری فاروق صاحب تو چھٹکارا پا چکے ہیں لیکن میاں عبدالستار صاحب نے ابھی چھٹکارا نہیں پایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شوکت صاحب آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر تھا۔۔۔ نعرہ ہائے تحسین۔۔ آپ خود ہی کہیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

چودھری شوکت داؤد، نہیں تھا۔ یہ تو ہاؤس میں مزاح پیدا کرنے کے لیے تھا۔ ویسے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

وزیر قانون، جناب والا! میرے اور میاں عبدالستار صاحب کے درمیان جو بھی قدر مشترک ہے اس میں ایوان کا وقار اور میرا وقار ہے یہ باعث عزت ہوگی۔ میاں عبدالستار صاحب نے جو بات کی ہے کہ ایسی دوکانیں جن میں اس وقت بھی آتش بازی کا سامان موجود ہے۔ اور اس میں انہوں نے یہ بات وضاحت سے بیان کی ہے کہ یہ شہر کا انتہائی گنجان آباد علاقہ ہے جس کی چھوٹی چھوٹی گلیاں چھ فٹ سے لے کر بارہ فٹ تک چوڑی ہیں جن میں پھلجڑی فروش اور آتش بازی والوں نے جگہ گھیر رکھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ایوان کے سامنے ایک اہم بات رکھی ہے۔ ہماری حکومت اس کا نوٹس لے گی۔ اور ایسی دوکانیں جنہوں نے آتش بازی کا سامان رکھا ہوا ہے' اور غیر قانونی طریقے سے رکھا ہوا ہے ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے پر تیار ہیں۔ لیکن حکومت اس سلسلے میں یہ احتیاط برتے گی کہ سیاسی لحاظ سے نہیں بلکہ قانونی لحاظ سے جنہوں نے غیر قانونی طور پر ایسا آتش گیر مادہ اور آتش بازی کا سامان رکھا ہوا ہے اور غیر قانونی طور پر یہ کاروبار شروع کر رکھا ہے ان کو اس گنجان آباد شہر سے ہٹانے کے لیے کارروائی کی جائے۔ چونکہ یہ میاں معراج دین صاحب کا' میاں عبدالستار صاحب کا حلقہ

بھی ہے۔ تو یہ نہ ہو کہ جب ایسے افراد کو ہٹایا جائے تو کوئی صاحب پھر یہ نہ کہے کہ جی وہ تو ہمارے ووٹرز تھے یا ورکرز تھے اور ان کے خلاف سیاسی یا انتقامی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ لیکن حکومت اس سلسلے میں باقاعدہ نوٹس لے گی اور اس پر کارروائی کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب چونکہ میں یہ ایک طریق کار بتانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جو تحریک التوائے کار اب پڑھی گئی ہے۔ وزیر موصوف نے جواب دیا۔ پھر ادھر سے مسئلہ ہوا پھر انہوں نے جواب دے دیا۔ اب اس کی admissibility before the House ہے کہ آیا مجھے اس کو ایڈمٹ کرنا چاہیے یا نہیں۔ باقی ممبران جو اس پر بولنا چاہتے ہیں اس کا اب مرحلہ نہیں ہے اس کے لیے وقت دیا جائے گا اور اس پر دو گھنٹے تک بحث ہو گی۔ میں طریق کار سب کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اب میں منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ آیا اس کو ایڈمٹ کر لیا جائے یا نہیں گورنمنٹ کیا چاہتی ہے۔ وہ کچھ بھی کہیں گے پھر میرا فیصلہ ہے۔ اگر اعتراض ہوتا ہے تو پھر میں کہوں گا کہ جو اس کے حق میں ہیں وہ اپنی سیٹوں پہ کھڑے ہو جائیں۔ اگر ون سکس (1/6) ممبر کھڑے ہوئے یعنی 41 ممبرز اکر کھڑے ہوگئے تو پھر ہم اس کو ایڈمٹ کریں گے۔ اور with in three days تین دن کے اندر اندر اس پر بحث کے لیے دو گھنٹے رکھے جائیں گے۔ یہ پروسیجر ہے جو میں تمام ممبران کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس کا کیا ہو گا۔ اس لیے میں پہلے لاء منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آیا ہم اس کو ایڈمٹ کر لیں یا نہیں' اس میں گورنمنٹ کا کیا نقطۂ نظر ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میں نے تو اس بارے میں پہلے ہی عرض کر دیا تھا۔ اور میں نے یہ عرض کیا تھا کہ میں اس تحریک کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے جو بیان دیا ہے اس کے حوالے سے میں نے اس کی کسی طور پر مخالفت نہیں کی' اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ اس تحریک کو ایڈمٹ کیا جانا چاہیے اور اس پر بحث ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں اس کو رول کے تابع پڑھوں گا پھر اگر اعتراض ہو گا تو پھر گنتی ہو گی اگر اعتراض نہیں ہوتا تو پھر یہ ایڈمٹ ہو جائے گی۔ اب میں اس تحریک التوائے کار کو پڑھتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، کھڑے ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی---

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! بس اس کو اب پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسے رول کے مطابق پڑھوں گا۔ رول 69 میں یہ طریق کار ہے۔

Rule 69 (1) If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order,

میں نے اب یہ کہہ دیا ہے کہ یہ matter ان آرڈر ہے۔ اب کیا ہوگا ....he shall read the statement to the Assembly.... پھر میں پڑھوں گا اگر پھر اعتراض نہیں ہوگا تو پھر اراکین کو سیٹوں پر بھی کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اعتراض اٹھایا جائے گا تو پھر اراکین کو اپنی اپنی سیٹوں پہ کھڑا کیا جائے گا۔ اب مجھے اجازت دیں۔

"یہ تحریک اسمبلی میں پیش کی گئی ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ 18 دسمبر 1993ء کو پاکستان بازار باغبانپورہ لاہور میں آتش بازی کی دکانوں میں خوفناک اور لرزہ خیز دھماکوں کے بعد ہلاکت خیز آگ بھڑک اٹھی جس نے علاقہ کے درجنوں دوکانوں اور مکانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دھماکوں کی آوازیں میلوں دور تک سنی گئیں، آگ بجھانے کی جرات کسی کو نہ ہوسکی اور لوگ روتے ہوئے اپنے جلتے ہوئے گھر دیکھتے رہے۔ آتشزدگی کے نتیجے میں مکان اور مارکیٹیں کھنڈر بن گئیں۔ آٹھ افراد جلنے سے جاں بحق ہوگئے اور متعدد افراد کو شدید زخم آئے۔ اس المناک سانحہ نے پورے لاہور شہر کو سوگ میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور عوام میں اس امر پر اضطراب و احتجاج کی فضا پیدا ہو گئی ہے کہ صوبائی حکومت آتشبازی کی خاطر بارود اور کیمیکلز کی ذخیرہ اندوزی پر قانون کے مطابق مؤثر کنٹرول رکھنے میں ناکام ہو گئی ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہے۔ اب ہم اس کے ایڈمٹ ہونے کے بعد اس پر دو گھنٹے کی بحث کے لیے کسی دن کو مقرر کرتے ہیں۔ تین دن کے اندر اندر بحث ہوئی ہے۔ آج بیس تاریخ ہے۔ تیئیس سے پہلے پہلے۔ لاء منسٹر صاحب! کون سی تاریخ رکھ دیں؟ کیونکہ اس دن ہاؤس کی جو کارروائی ہوگی اس سے آگے ہمیں دو گھنٹے prolong کرنا پڑے گا۔ تیئیس تاریخ تک۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! بے شک کل رکھ لیا جائے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ میرا خیال ہے پرسوں رکھ لیں۔

وزیر قانون، جب سیشن ختم ہو جائے گا۔ جب ایوان کی کارروائی ختم ہو گی تو اس وقت اس پر بحث رکھی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کل آپ کا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ تو پرسوں کے لیے رکھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! پرسوں رکھ لیتے ہیں۔ پرسوں legislation ہے اور ایوان کا وقت ختم ہونے کے بعد ہی دو گھنٹے بڑھایا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم اس پر بائیس تاریخ کو ایک بجے سے تین بجے تک بحث کریں گے۔

خواجہ ریاض محمود، ہمارے اور ان کے درمیان سوال و جواب سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ اس پر دو دن رکھے جائیں اور رپورٹ آنی چاہیے۔ کس طرح لوگوں کے گھر جلتے رہے ہیں اس رپورٹ کی روشنی میں ہمیں کاپیاں دی جائیں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ کن کن لوگوں کا اس میں کردار ہے اور کن لوگوں کا اس میں ہاتھ تھا جن کی وجہ سے یہ حادثہ رونما ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سب باتیں اس میں آئیں گے۔ دو گھنٹے کافی لمبی چوڑی بحث ہو گی۔

خواجہ ریاض محمود، لیکن رپورٹ تو آنی چاہیے۔ ورنہ وہ ہمیں کوستے رہیں گے۔ ریزلٹ کچھ نہیں نکلے گا۔ لاہور میں ایسے کئی واقعات ہوتے رہے ہیں اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ ایک بجے سے تین بجے کا وقت رکھ رہے ہیں۔ یہ وقت آپ آگے کر لیں۔ چونکہ legislation ہے تو ایک بجے تو وہ بزنس مکمل نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس وقت دیکھ لیں گے۔ ہمیں دو گھنٹے بحث کرنی ہے۔ اگر legislation رہ جائے گی تو وہ کر کے اس کے بعد ہم دو گھنٹے کر لیں گے۔ جس وقت بھی ہم فارغ ہوئے۔ ہم وقت میں توسیع کر لیں گے۔ شکریہ۔ 76,73,72 تین موشنیں تھیں وہ ڈسپوز آف ہوئیں۔ اب چونکہ تحاریک التواء کا وقت آدھا گھنٹا تھا اور آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ ہو گیا ہے۔۔۔

سید ظفر علی شاہ، کل سپیکر صاحب نے وعدہ کیا تھا اور 55 نمبر تحریک التواء ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہاں تو بھائی' ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ دس منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔ اور جب ایک ڈسپوز

آف ہو جائے تو پھر میرے خیال میں مہربانی شکریہ۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ میری ایک تحریک التواء اسی نوعیت کی ہے بڑی سنجیدہ۔ اس کا نمبر 53 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تو ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب ہم کل لیں گے۔ کل انشاء اللہ امتیاز صاحب کی' آپ کی اور سید ظفر علی شاہ صاحب کی تحریکیں لیں گے۔ (مداخلت) آپ اکثر بولتے رہتے ہیں۔ ایسے ممبران جو کبھی نہیں بولتے ان کو بھی ٹائم دینا چاہیے۔ مہربانی شکریہ۔ اب ہم لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو لیتے ہیں۔ میاں معراج دین صاحب! آپ کی تو تحریک التواء منظور ہو گئی ہے۔

میاں معراج دین، جناب والا! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کل جب رانا اکرام ربانی صاحب وائنڈ اپ کر رہے تھے تو بد قسمتی سے میں ایوان میں نہ تھا' باہر تھا۔ تو انھوں نے یہ فرمایا کہ معراج دین یہ کہتا ہے کہ مجھ پہ حملہ کیا گیا' میری ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ اللہ کا شکر ہے میری ٹانگیں ٹوٹی نہیں' بچ گئی ہیں۔ اگر دیکھنا ہے کہ میرے زخم کہاں کہاں ہیں تو میں انھیں اپنے زخم دکھانے کے لیے تیار ہوں---

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں معراج دین صاحب! ایک منٹ۔ طریقہ یہ ہے--- مجھے بات تو کر لینے دیں۔

سردار حسن اختر موکل، پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ وزٹرز گیلری سے ممبران پر چیزیں اوپر سے پھینکی جا رہی ہیں۔ اس کا خیال فرمایئے۔ اپنے عملے کو تنبیہ کروایئے۔ ایسے بد قماش لوگ اوپر بیٹھے ہیں ان کو گیلری سے نکالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سیکورٹی والوں کو کہا جاتا ہے کہ وہ اس چیز کا نوٹس لیں۔ میاں صاحب! میں ذاتی وضاحت کے بارے میں بھی سارے معزز اراکین کو بتانا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی ایسی بات ممبر کے بارے میں ہو جائے جس پر وہ ذاتی وضاحت دینا چاہتا ہو تو first available opportunity پہ' جب ہاؤس میں آپ آئے' تلاوت قرآن پاک ہو گئی اسی وقت آپ کو یہ پوائنٹ raise کرنا چاہیے تھا۔ یہ نہیں ہوتا کہ تمام دن آدمی اجلاس میں بیٹھا رہے اور اس کے بعد جس کا جب دل چاہیے یہ کہے کہ میرا نکتہ ذاتی وضاحت ہے۔ اگر وہ وہاں موجود ہے تو اسی وقت اٹھے اور اگر نہیں ہے تو اگلے دن جونہی وہ اجلاس میں آئے وہ اس پر ذاتی وضاحت دے۔ یہ میں نے اس لیے کہا ہے تاکہ تمام معزز اراکین کو

اس بات کا پتا چل جائے۔

میاں معراج دین، چونکہ معزز وزیر نے فرمایا تھا اس لیے میں نے بات کی۔ میں پھر ان سے بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ شکریہ۔ بیٹھیں۔

وزیر صحت، جناب والا! میں ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو میں نے انھیں مطمئن کر دیا ہے۔

وزیر صحت، جو انھوں نے سنا ہے تو میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے وہ کہا ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو بس ٹھیک ہے۔ بیٹھیں۔ مہربانی۔ سردار احمد خان (مداخلت) اب میرے ضلع کا ایک آدمی بولنے لگا ہے تو میرے خیال میں اسے بولنے دیں۔

میاں محمد سردار خان وٹو، جناب سپیکر! مہربانی۔ پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ میرا پورا نام محمد سردار خان ہے۔۔(مداخلت) جی ہاں' میں وٹو برادری سے بھی تعلق رکھتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں۔۔۔(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر، محمد سردار خان کھڑے ہیں۔ ان کو بات کر لینے دیں۔

میاں محمد سردار خان وٹو، جناب والا! جو ممبران ابھی تک اس فلور پر اپنے علاقوں کی نمائندگی نہیں کر سکے میری آپ سے گزارش ہے کہ پہلے ان کو موقع دیا جائے تاکہ ہم بھی اپنے علاقے کے مسائل لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں بھی آپ تک پہنچا سکیں۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اس میں بہتر یہ ہوگا۔ کیونکہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے ایک فہرست دی ہے۔ بہتر ہوتا ہے کہ آپ اپنے لیڈر کو کہیں کہ آپ کا نام ہمیں دیں کہ ان کو یہاں بلایا جائے۔ تو یہ بات اچھی ہے۔ میرے پاس ایک فہرست ہے۔ جو ادھر سے آئی ہے۔ کیونکہ سپیکر نے اس کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔

چودھری محمد حنیف خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پہ اپنا نام بھی بتا دیں۔ مجھے بھی پتا نہیں ہے اور پریس والوں کو بھی بتا دیں۔

چودھری محمد حنیف خان: میں یہی عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ ہمارے نئے ساتھی جو کھڑے ہوتے ہیں تو اکثر آپ کو بھی ان کے ناموں کا پتا نہیں ہوتا اور پریس والوں کو بھی دشواری ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس لیے آپ اپنا نام پہلے بتا دیں۔

چودھری محمد حنیف خان: لہذا جب بھی کوئی ساتھی کھڑے ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ اگر یہ اجازت دیں تو سارے ممبران کھڑے ہونے سے پہلے اپنا نام اور مقام بتا دیا کریں گے تو بہتر ہوگا۔ میرا نام چودھری محمد حنیف خان ہے۔ پی پی۔ 147 سے میرا تعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضلع بھی بتا دیں۔

چودھری محمد حنیف خان: میں ضلع قصور کا رہنے والا ہوں اور اگر آپ مہربانی فرمائیں تو آپ کی اجازت سے میں یہ بتانا بھی پسند کروں گا کہ آپ کے گروپ کے جیتے چودھری الیاس صاحب کے مقابلے میں کامیاب ہو کر میں یہاں آیا ہوں۔ وہ پہلے وٹو صاحب کے ایڈوائزر تھے اور اب بھی وٹو صاحب کے ایڈوائزر ہیں۔ ان کو ہرا کر بلکہ میں کہتا ہوں کہ لوٹا لیگ کو ہرا کر میں یہاں پہنچا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری: میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا محترم! کہ جب ہمارا اجلاس دس بجے شروع ہوتا ہے تو لامحالہ پانچ گھنٹے جاری رہ کر ختم ہوتا ہے۔ تو اس وقت تک نماز ظہر قضاء ہو جاتی ہے۔ اس درمیان اگر نماز کے لیے وقفہ کر دیا جائے یا ایسا اہتمام کر دیا جائے جیسے نیشنل اسمبلی میں جب مسجد میں آذان ہوتی ہے تو ہاؤس میں اس کی آواز آ جاتی ہے اور اجلاس نماز کے لیے ملتوی ہو جاتا ہے۔ ہم بھی ایسا انتظام کر لیں اور نماز کے لیے وقفہ سردیوں کے موسم میں انتہائی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ایک اچھی تجویز ہے۔ چودھری پرویز الہیٰ صاحب بتائیں اس بارے میں کون سا ٹائم رکھ دیں کیونکہ آج امن عامہ پر بحث بھی ہونی ہے۔

چودھری پرویز الہیٰ: جناب والا! ان کا یہ خیال ہے کہ آئندہ کے لیے آپ آذان کے سلسلے میں کوئی طریق کار بنا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ جانیں کہ کس وقت سے کس وقت تک نماز عصر کا وقفہ ہونا چاہیے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! ایک سے ڈیڑھ بجے تک یا ڈیڑھ سے دو بجے تک رکھ لیں یا جیسے آپ مناسب سمجھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں آئندہ ایک سے ڈیڑھ بجے تک نماز عصر کا وقفہ ہوا کرے گا۔

سید محمد عارف حسین بخاری، شکریہ جناب سپیکر!

سید تابش الوری، جناب والا! ہم آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے نکتہ ذاتی وضاحت یا point of personal explanation کے سلسلے میں اپنی explanations دی ہیں۔ میں آپ کی توجہ ضابطہ 178 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ "سپیکر کی اجازت سے کوئی رکن ذاتی وضاحت پیش کرنے کا مجاز ہوگا خواہ اسمبلی کے سامنے کوئی سوال پیش نہ ہو۔ لیکن اس وضاحت پر مباحثہ کی اجازت نہیں دی جائے گی۔" آپ نے یہ فرمایا ہے کہ اس کے لیے کوئی first opportunity مقرر ہے۔ ایسا کم از کم اس قاعدے میں موجود نہیں ہے۔ تو میں جاننا چاہوں گا کہ آپ نے کس حوالے سے یہ وضاحت فرمائی ہے۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں۔ ہر چیز رول آف پروسیجر میں نہیں ہے۔ precedents ہیں۔ طریق کار ہے۔ روایات ہیں۔ جو بھی بات ہو اگر وہاں وہ معزز رکن موجود ہے اسی وقت وہ personal explanation کرے اگر وہ موجود نہیں ہیں تو فرض کیجیے کہ آج کوئی بات ہوتی ہے تو وہ جب ہاؤس میں آتے ہیں تو اسی وقت first available opportunity مقصد یہی ہے کہ وہ جونہی آئے اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔ یہ میں نے precedents روایات کے حوالے سے بات کی ہے۔ شکریہ۔ مہربانی۔ اب میرے خیال میں ہم یہ لاء اینڈ آرڈر کی بحث شروع کریں۔ میرے پاس جو معزز اراکین حزب اختلاف کی فہرست ہے اس کے مطابق چودھری پرویز الہیٰ صاحب ہیں۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب ہیں۔ سید ظفر علی شاہ صاحب ہیں۔ یہ تین نام ہیں۔ آگے پھر سردار حسن اختر موکل صاحب کا نام ہے۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اس کو 6 نمبر پر لے جائیں۔ پھر خان زادہ تاج محمد خان صاحب کا نام ہے۔ یہ vice versa مجھے یہاں نوٹ کرایا گیا ہے۔ کیا یہ بات ٹھیک ہے۔ اب ہم آگے چلتے ہیں اور

چودھری پرویز الٰہی صاحب بحث کا آغاز کریں گے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میرا نام کس نمبر پر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی آپ تشریف رکھیں۔ جی چودھری پرویز الٰہی صاحب!

چودھری پرویز الٰہی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اب بحث کا آغاز ہو گیا ہے تو محترم ممبران ذرا توجہ دیں۔

چودھری پرویز الٰہی، مہربانی جناب!

سید تابش الوری، جناب والا! میرا خیال ہے کہ ایک وقفہ درخواست بھی ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب!

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج کے بہت ہی اہم موضوع پر بولنے کے لیے وقت دیا ہے۔ اور خاص طور پر یہاں پر بیٹھے ہوئے دو وزراء صاحبان کی بھی توجہ آپ نے اس طرف دلائی ہے' اس پر بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا! لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ امن و امان کا مسئلہ کسی بھی آئینی حکومت کے لیے، جمہوری حکومت کے لیے سب سے اہم ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ اگر کسی صوبے میں کسی ملک میں امن و سکون ہی نہ ہو۔ شہریوں کو تحفظ ہی حاصل نہ ہو ان کی جان و مال کی حفاظت ہی نہ کی جا سکے تو نہ ہی وہ حکومت کوئی نیک نامی کما سکتی ہے' نہ ہی اس ملک میں کوئی ترقی ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ ملک اچھی روایات قائم کر سکتا ہے۔ جب حکومت منتخب ہو کر آتی ہے تو اگر وہ حکومت پہلے برسراقدار رہ چکی ہو تو اس کے حوالے سے لوگوں کے ذہنوں میں اس حکومت کی پرانی کارکردگی جو کہ اس نے اپنے دور حکومت میں رہ کر امن و امان اور سکون کے لیے کی ہوتی ہے۔ وہ ابھر کر سامنے آتی ہے۔ وہ واقعات' وہ لمحات جو گزرے ہوتے ہیں وہ سامنے آتے ہیں۔ جناب والا! ہماری سابقہ حکومت ' مسلم لیگ کی حکومت' ہمارے سابقہ وزیراعظم میاں نواز شریف صاحب کے دور حکومت کو لوگ آج بھی یاد کرتے ہیں۔ لوگ وہ چیزیں نہیں بھلا سکے آج جب ملک کے کسی کونے میں کسی بچی کا اغواء ہوتا ہے کسی صوبے میں کوئی ڈکیتی ہوتی ہے۔ کسی گھر میں گھس کر ڈاکو گھر والوں کو قتل کرتے ہیں تو یقین جانیے لوگوں کو میاں نواز شریف صاحب یاد آتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) وہ اس لیے کہ جب حکمران یہ محسوس کرے' اس بات کا احساس کرے کہ

میرے دور حکومت میں، میرے اقتدار میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں اگر میرے ملک میں کسی کی بچی کی عزت محفوظ نہ ہو کسی کا گھر محفوظ نہ ہو، کوئی خود محفوظ نہ ہو۔ تو جناب والا! اخبارات کے ذریعے سے بھی اور آپ بھی اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ جب پاکستان کے ایک صوبہ میں، صوبہ سندھ میں امن و امان خراب ہوا۔ قتل و غارت بڑھی تو فیصلہ کرنے کا وقت آیا کہ وہاں پر کیا کیا جائے؟ کسی نے کہا کہ اگر آپ صوبہ سندھ فوج کے حوالے کریں گے تو آپ کی جو اتنی بڑی دو تہائی اکثریت ہے وہ آپ گنوا بیٹھیں گے۔ آپ کے ممبر قومی اور صوبائی اسمبلی آپ کا ساتھ دینا چھوڑ دیں گے۔ آپ کی کہیں حکومت ہی نہ جاتی رہے تو جناب والا! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میاں صاحب نے وہاں پہ فیصلہ کیا کہ میری دو تہائی اکثریت جاتی رہے۔ ممبران جائز بات پر اگر ناراض ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں۔ میری حکومت جاتی رہے لیکن میں وہاں امن و امان قائم کر کے دم لوں گا۔ میں کسی کی بچی اغواء ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ میں وہاں ڈاکے نہیں دیکھ سکتا۔ میں وہاں صوبے کا امن و امان تباہ و برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ تو جناب والا! جب یہ فیصلہ کیا کہ وہ علاقہ فوج کے حوالے کیا جائے تو اس وقت وہاں کے کور کمانڈر کو سابق وزیراعظم میاں نواز شریف نے جو پہلا حکم دیا وہ یہ تھا کہ آپ مت پرواہ کیجیے کہ یہ میری جماعت کا آدمی ہے، یہ لوگ مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں، آپ مت پرواہ کیجیے۔ آپ قطع نظر اس سے کہ کوئی بھی مجرم چاہے کسی بھی پارٹی کا ہو میری نظروں میں وہ مجرم ہے اور اگر وہ جرم کرتا ہے تو اس کو صحیح سزا ملنی چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس لیے لوگ آج میاں نواز شریف کو اور اس کی حکومت کو یاد کرتے ہیں۔ یہاں پر ہماری اپنی جماعت کے لوگ بھی ناراض ہوئے۔ ملتان کے ہمارے ایک ایم پی اے تھے، وہاں پر یہ حادثہ ہوا، وہاں پر میاں نواز شریف صاحب خود پہنچے، داد رسی کی پتہ چلا کہ ایم پی اے صاحب نے کچھ لوگوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ اس کے خلاف ایکشن لیا۔ وہ ناراض بھی ہوئے لیکن کوئی پراوہ نہ کی تو جناب والا! یہ ہماری جماعت کے قائد کا رویہ تھا۔ اسی طرح شیخوپورہ میں، پنڈی بھٹیاں میں جو آج ناراض ہو کر اسی وجہ سے مسلم لیگ کو چھوڑ کر گئے ہیں کیونکہ میاں نواز شریف نے ان کے خلاف، ان کے حلقے میں جا کر کہا تھا کہ مجھے ایسے ایم پی اے نہیں چاہییں، مجھے اپنی جماعت میں ایسے لوگ نہیں چاہییں جو امن و سکون کو تباہ کریں۔ جو کسی کی عزت لوٹنے میں کسی کی مدد کریں۔ مجھے وہ شخص اپنی جماعت کے لیے نہیں چاہیے۔ میں اپنی حکومت ختم ہوتے تو دیکھ سکتا ہوں لیکن کسی کی

عزت لئے نہیں دیکھ سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اسی طرح کے کئی واقعات ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کی حکومت' موجودہ حکومت' ابھی پچھلے دنوں حکومتی پارٹی کے ایک ایم پی اے جو سر گودھا سے تعلق رکھتے ہیں' میں نام لینا نہیں چاہتا وہاں ان کے کہنے پر ایس ایچ او کی مدد سے ایک بیوہ کو برہنہ کیا گیا اور پھر بازار میں گھمایا گیا۔ کوئی داد رسی نہیں ہوئی۔ لوگوں نے ہڑتالیں کیں تو پھر ڈی آئی جی صاحب نے کچھ ایکشن لیا لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا لیکن ڈی آئی جی کو یہ تنبیہ کر دی گئی ہے کہ تم اپنی تیاری کرو کیونکہ تم وفاق کے ملازم ہو اس لیے تمہیں وفاق واپس بھیج دیا جائے گا۔

جناب والا! جس طرح میں نے ذکر کیا ہے کہ جب بھی کوئی حکومت آتی ہے تو اس کی پچھلی کارکردگی لوگوں کے ذہنوں میں رہتی ہے اور جب دوسری کوئی حکومت آتی ہے تو اس کی کارکردگی بھی لوگوں کے ذہنوں میں رہتی ہے۔ جب 1988ء میں' 1977ء والی پیپلز پارٹی کا ذکر تو میں اس لیے نہیں کرتا کہ پھر بات کہیں کی کہیں پہنچ جاتی ہے لیکن تھوڑا سا ذکر یہ ضرور کروں گا کہ اس وقت تو خیر نہ کوئی قانون تھا' نہ کوئی عدالت تھی' صرف ہائی کورٹ میں ہی لوگوں کو ریلیف ملا کرتا تھا اور جو لوگ ضمیر کی آواز کے مطابق بولتے تھے سپیشل ٹریبونل کے تحت انہیں سزائیں دی جاتی تھیں اور مجھے آج بھی یاد ہے۔ میں اپنی فیملی کا ذکر نہیں کروں گا ہم پر تو 117 کیس بنے تھے لیکن مجھے آج بھی یاد ہے۔ ہم اپنے کیسوں کے لیے جایا کرتے تھے۔ آج وہ جگہ چلڈرن لائبریری کے نام سے بنی ہے۔ وہاں پر مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جناب نے بھی ضمیر کے مطابق کچھ باتیں کی تھیں تو ہتھکڑیاں لگا کر جناب کو سپیشل ٹریبونل کے سامنے پیش کیا جاتا رہا ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس وقت دیکھا تھا۔ 1988ء کی جب پیپلز پارٹی کی حکومت آتی ہے تو لوگوں کے ذہنوں میں واقعات بھی ابھرتے ہیں کہ ایک سیشن جج کو جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ آج تک کسی جمہوری حکومت نے' کسی ملک میں بھی یہ نہیں کیا کہ کسی سیشن جج کو جیل میں بھیج دیا گیا ہو کیونکہ اس نے اپوزیشن کے لوگوں کی ضمانت لی تھی۔ پھر 1988ء کی حکومت' پیپلز پارٹی کی حکومت جس نے آتے ہی---

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر---

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ یہ جو ہسٹری کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ میں ان سے پوچھوں گا کہ جب جمہوریت کی جنگ تھی۔ جب آمریت کے خلاف جنگ تھی تو پھر اس وقت پرویز الہیٰ صاحب کہاں تھے؟---

آوازیں، یہ کیا ہے؟ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ آپ بات سنیں انہوں نے بات شروع کی ہے آپ سپیکر کے فرائض سرانجام دینا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کم از کم کچھ انتظار تو کیا کریں۔ تھوڑا سا صبر کیا کریں۔ جی پرویز الہیٰ صاحب۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! میں اسی لیے اتنی دور تک نہیں گیا کہ اب ان کی شکل دیکھ کر مجھے وہ زمانہ بھی یاد آ گیا ہے کہ جب ان کے والد صاحب مسلم لیگ میں تھے اور ہمارے اس وقت 1971ء میں اپوزیشن لیڈر تھے اور ان کو اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تقریر جاری رکھیں اس طرح سے بات نہ کریں۔

سردار سکندر حیات خان، نکتہ وضاحت---

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' دیکھیں نا وہ جواب تو آ گیا۔

سردار سکندر حیات خان، جناب یہ میرے والد صاحب کی بات کرتے ہیں۔ وہ مسلم لیگ میں تھے اور ہیں' وہ اصلی مسلم لیگ جو اب نہیں ہے۔ وہ قائداعظم کی مسلم لیگ تھی۔ اگر یہ اس مسلم لیگ کی بات کرتے ہیں تو میں ان سے پوچھوں گا کہ آپ کون سی مسلم لیگ میں ٹھہرے۔ کبھی آپ کہاں پہنچے۔ میں وہ دن بھی نہیں بھولا کہ جب وہ کہتے تھے کہ جب تک میں آپ کی تصویر نہیں دیکھتا تو مجھے نیند نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

راجہ اشفاق سرور خان، جناب یہ اچھے باپ کے اچھے بیٹے ہیں انہیں والد کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ انہیں بھی مسلم لیگ میں ہونا چاہیے یہ پیپلز پارٹی میں کیا کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اشفاق سرور صاحب تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ہے کہ انہیں پتا ہونا چاہیے کہ یہ ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! 1988ء کی جب پیپلز پارٹی کی حکومت آتی ہے تو آتے ہی سینکڑوں کی تعداد میں ان لوگوں کو جیلوں سے رہا کر دیا جاتا ہے جو کہ قتل کے مقدموں میں ملوث' ڈکیتی کے مقدموں میں ملوث' بم چلانے کے مقدموں میں ملوث' الذوالفقار کی کارروائی میں ملوث' ہوائی جہاز ہائی جیک کرنے کی کارروائی میں ملوث' ان تمام کو رہا کر دیا جاتا ہے۔ اور رہا کرنے کے بعد مسائل پیدا کر دیے جاتے ہیں اور یہ مسائل اس وقت کی حکومت' میاں نواز شریف کی پنجاب کی حکومت کے لیے مسائل پیدا کر دیے جاتے ہیں کیونکہ سب سے زیادہ ایسے ہی لوگ کو رہا کر دیا گیا اور ہمارے لیے مسائل بنائے گئے میں میاں نواز شریف صاحب کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے وہ مقابلہ بھی جواں مردی سے کیا اور ایسے لوگوں کے بارے میں کوشش کی گئی کہ ان کو دوبارہ جیلوں تک پہنچایا جائے تو جناب والا! کچھ چیزیں ایسی ہوا کرتی ہیں جو جماعتوں اور حکومتوں کے ساتھ اس طرح سے منسلک ہو جایا کرتی ہیں کہ وہ اس جماعت کی شناخت بن جایا کرتی ہیں اب جب 1993ء کا الیکشن ہوا اب پھر پیپلز پارٹی کی حکومت آئی اور پھر جناب والا جس طرح موسم بدلتا ہے بہار آتی ہے تو اس بہار کا فائدہ جس کو پہنچتا ہے اس پر نکھار آجایا کرتا ہے تو جناب والا 1993ء کی پیپلز پارٹی کی حکومت جب آتی ہے تو نکھار کن لوگوں پر آتا ہے۔ یہ انہی لوگوں پر آتا ہے جو ڈکیتیوں' جو قتلوں اور جو الذوالفقار کی کاروائیوں میں ملوث چلے آتے ہیں اور جناب والا! کرائم کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے اور یہ پیپلز پارٹی کے برسر اقتدار آنے کے بعد بڑھی ہے کہ آپ اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے آپ اگر پچھلے دور کا موازنہ کیجیے اور صرف دو مہینے کا موازنہ کیجیے تو چند ایک حقائق جو میرے پاس ہیں اور میں یہ آپ کے اور پریس کے گوش گزار کرنا چاہوں گا اتنے مختصر سے عرصے میں یہ جماعت برسراقتدار آنے کے بعد کیا گل کھلاتی ہے جناب والا۔ پنجاب میں ہی دیکھ لیجیے صرف دو ماہ میں 800 کے قریب عورتوں کے ساتھ زیادتی کی گئی 15 افراد صرف ضلع گجرات میں دو ماہ میں قتل ہوئے ہیں اور ہر ضلع کی تفصیل لی

جائے تو اس ماہ کی جو اوسط آتی ہے وہ دس سے لے کر بارہ تک آتی ہے اور دو سو کے قریب اجتماعی زیادتیاں ہوئیں اسی طرح 50 کے قریب قریب ڈاکوؤں نے سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں کو قتل کیا اور اگر ڈاکوؤں کی اوسط نکالی جائے تو تقریباً صرف لاہور میں ایک ڈاکے کی اوسط آتی ہے اور اسی طرح کئی اضلاع ایسے ہیں وہاں پر اس طرح کا ماحول بنا دیا گیا ہے۔ جیسے کسی ایڈمنسٹریشن کا کوئی وجود تک ہی نہیں ہے۔ اسی طرح کاروں کی چوری ہے اسی طرح طالبات پر تیزاب پھینکنے کے واقعات ہیں اور وہ بھی سینکڑوں کے قریب ہیں بچوں کے اغوا کے کیسز ہیں اور وہ بھی سینکڑوں کے قریب ہیں تو جناب والا یہ تعداد کیوں بڑھتی ہے اس لیے کہ جب پیپلز پارٹی کی حکومت آتی ہے۔ اس کی وجہ اور بھی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اب کوئی حکومت ہی نہیں ہے آج کا ہی واقعہ لے لیجیے ہمارے ایک معزز رکن اسمبلی جب اسمبلی کی کارروائی کے لیے یہاں آ رہے تھے تو راستے میں ان کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا ہے اور پھر مارتا کون ہے یہ پولیس کا کانسٹیبل ہے۔ اور وہ بھی باوردی ہوتا ہے جناب والا! آج تک ایسا کوئی واقعہ ہمارے دور میں نہیں ہوا تو جناب والا! جہاں پر آپ کا ایک ایم۔پی۔اے بھی محفوظ نہیں ہے تو عام شہریوں کا کیا حال ہو گا پورا صوبہ اس وقت عدم تحفظ کا شکار ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر اس صوبے میں کسی کو پتہ ہی نہیں ہے کہ کس کی حکومت ہے وزیراعلیٰ صوبے کا انچارج ہوتا ہے اس کی خود چوری ہو چکی ہے اس کے اختیارات کی چوری ہو چکی ہے وہ مارا مارا ڈھونڈتا پھر رہا ہے وہ اپنے اختیارات کو ڈھونڈنے کے لیے مارو مار کر رہا ہے کبھی اسلام آباد، کبھی لاہور اور کبھی لاڑکانہ اور کبھی جنگلوں میں شاید اسے وہاں اختیار مل جائیں اور اس پر صرف ایک مہربانی کی جاتی ہے کہ ہاں تم وزیراعلیٰ تو ہو لیکن صرف ضلع اوکاڑہ کے ہو پنجاب کے نہیں وہاں تمہیں کھلی چھٹی ہے اور جناب وزیراعلیٰ وہاں کیا کیا گل کھلاتے ہیں میں مختصراً عرض کروں گا جناب والا! ان کے اپنے اوکاڑہ میں گیارہ زمین دار ایک لڑکی کو سر بازار برہنہ نچاتے اور گلی گلی گھماتے رہے کوئی بھی اس لڑکی کو بچانے کے لیے پاس نہیں جا سکا کیونکہ ان کے پاس اسلحہ تھا وہ ساتھ ساتھ فائرنگ بھی کرتے رہے اور وہ لڑکی اس حالت میں روتی، آہیں اور سسکیوں کے ساتھ منتیں کرتی رہی کہ خدا کے لیے مجھے کوئی کپڑا تو دے دیجیے کم از کم میں اپنے جسم کے اوپر تو لے لوں۔ اتنا تو ظلم نہ کیجیے مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ یہ میں وزیراعلیٰ کے اپنے ضلع اوکاڑہ کی بات آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں کچھ نہیں ہوا اس بات کی کوئی تردید تک بھی نہیں ہوئی۔ جناب والا! وزیراعلیٰ کے ضلع اوکاڑہ

کا ایک اور کیس ہے ایک بیوہ عورت کی 1960ء سے وہاں پر زمین ہے اور اوقاف کی الاٹی ہے وہاں پر وزیراعلیٰ صاحب کے اپنے کارندے جاتے ہیں اور قبضہ کر لیتے ہیں وہ بیوہ عورت ہے فصل تباہ کر دیتے ہیں درخت اکھاڑ لیتے ہیں جناب والا! درختوں کی ان کی بڑی کمزوری ہے یہ درختوں کی پرانی کمزوری ہے ان کے آدمی ان درختوں کو اکھاڑ کر لے جاتے ہیں ان کی مکان جلا دیے جاتے ہیں مال مویشی لے لیا جاتا ہے مگر اس بارے میں کوئی شنوائی نہیں کیونکہ یہ وزیراعلیٰ کا اپنا حلقہ ہے یہ ان کا اپنا علاقہ ہے۔ وہاں کے وائس چیئرمین میاں فضل الہیٰ صاحب ہیں وہ پہلے ان کے ساتھ تھے چونکہ وہ مسلم لیگ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اور جب انہوں نے رنگ بدلا وہ اس رنگ کے ساتھ نہیں مل سکے انہوں نے مخالفت کی۔ اس مخالفت کی وجہ سے ان کے خلاف ایک ڈکیتی کا جھوٹا پرچہ بنایا گیا جناب والا۔ یہ بات on record ہے۔ اس بات کی تردید نہیں کی ایک اور آدمی جس کا نام ارشد ہے اور جو وزیراعلیٰ کا عزیز ہے وہ شراب پیتا ہے۔ کیونکہ ان کا وزیراعلیٰ اپنا ہے اور ضلع اوکاڑہ کی حد تک نہ کوئی قانون ہے وہ شراب پی کر غل غپاڑہ کرتے ہوئے وہاں کے دکانداروں کو تنگ کرتا ہے وہ ایک' دو دکانوں کو لوٹتا ہے مگر اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوتا۔ پورے حویلی لکھا میں دکان دار ہڑتال کر دیتے ہیں تو پھر سردار تک خبر پہنچتی ہے اور پھر ایس۔پی اس کے خلاف ایکشن لیتا ہے۔ اس ایس پی کے ایکشن کے خلاف مسلسل کوششیں ہو رہی ہیں کہ اس کو بھی بدل دیا جائے۔ اس طرح کے کئی کیسز ہیں' وہ ہمارے اوکاڑہ کے ایم پی اے تفصیل سے بتائیں گے۔ اسی طرح گجرات کی حالت ہے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا---

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ کتنا وقت لیں گے۔ کیونکہ ایک گھنٹہ سے کم وقت باقی رہ گیا ہے۔ کافی معزز اراکین رہتے ہیں۔

چودھری پرویزالٰہی: میں کوشش کرتا ہوں کہ جلدی ختم کر دوں۔ بس تھوڑا سا اور وقت لوں گا۔ گجرات کی یہ حالت ہے اور جس کے بارے میں میں نے سپیکر صاحب کو کہا تھا کہ جب ایک وفاقی وزیر' قانون کو ہاتھ میں لیتا ہے تو ہمیں اس ایوان کا پاس کرتے ہوئے کم از کم resentment ضرور show کرنی چاہیے۔ میری تحریک استحقاق پتا نہیں کس تہہ خانے میں چلی گئی ہے۔ تو وفاقی وزیر کے آدمی اس کی ہدایت پر ہر اس گاؤں میں جاتے ہیں جہاں سے مسلم لیگ اور ہمیں ووٹ ملے تھے۔ کھلا اسلحہ

لے کر انہیں کہتے ہیں کہ باہر نکلو کس کس کو ووٹ دیے تھے۔ جناب والا! گیارہ قتل ہو چکے ہیں۔ اور آپ یہ ریکارڈ منگوا لیجیے کہ پچھلے دو ماہ میں جتنے قتل ہوئے ہیں، جتنی ڈکیتیاں ہوئی ہیں اور جتنی چوریاں ہوئی ہیں اس کے خلاف پوری گجرات کی انجمن تاجران نے دکانیں بند کر رکھی ہیں۔ ہڑتال کی ہے ایس پی کے خلاف۔ آپ ریکارڈ منگوائیے۔ ہمارے وقتوں کا ریکارڈ بھی منگوا لیجیے۔ ہمارا سابقہ ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیجیے پوری term کا مقابلہ کر لیجیے۔ اب میں اس طرف آتا ہوں کہ جو اس ایوان کے وزیراعلیٰ اور ایک منتخب وزیراعلیٰ کے اختیارات کو اڑا کر اور چوری کر کے اسلام آباد لے گیا اور نئی اصطلاح مشیر اعلیٰ سنی گئی۔ کہ جو اس ایوان کا ممبر بھی نہیں ہے، ان کے چوری شدہ اختیارات وہ لے جاتا ہے۔ اس کی اپنی حالت یہ ہے کہ اس کے اپنے ضلع کی بات سن لیجیے۔ ویسے تو ہمارے اس ضلع کے ایم پی اے صاحب ہیں وہ بھی بیان کریں گے لیکن میں مختصر انداز میں آپ کے سامنے چند ایک چیزیں بیان کرتا ہوں جو کہ نہایت ہی حیران کن ہیں مسلم لیگ کا کارکن، ایک معمولی کاروباری آدمی 80 ہزار روپے کے قریب اس کی اپنی مونجی وہاں پڑی تھی۔ وہ چوری ہوگئی۔ اس نے رپٹ درج کروائی۔ ان کو پتا چلا کہ ان کی مونجی چوری ہو گئی ہے۔ انہوں نے فوراً ڈی ایس پی کو کہا کہ پرچہ بھی اس کے خلاف دیا جائے۔ جس کی چوری ہوئی ہے اسی کے خلاف پرچہ۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ اسی کے خلاف پرچہ ہوتا ہے۔ یہ مشیر اعلیٰ کی کرتوت ہے اور جھنگ میں جو اندھیر نگری مچی ہے۔ اسی طرح غلام عباس مسلم لیگ کے ایک کارکن ہیں۔ وہ ایک بارات میں جا رہے تھے۔ ان کو اتار کر نا صرف اس کے خلاف کیس بنتے ہیں بلکہ اس کا بازو توڑ دیا جاتا ہے ایک ٹانگ بھی توڑ دی جاتی ہے اور کیس بھی ان پر درج ہوتا ہے۔ اسی طرح شبیر رضا ہیں اور ایک افتخار احمد صاحب ہیں جو کہ گاڈی صاحب کے حق میں بیٹھ گئے تھے ان کا یہی قصور تھا کہ وہ فیصل صالح حیات کی مخالفت کی تھی۔ جناب والا! یہ چیزیں اب حقیقت بن چکی ہیں۔ جب کسی جگہ شنوائی نہ ہوئی تو یہ معاملہ اس صوبہ کی اعلیٰ عدالت میں لے جایا گیا ہائی کورٹ میں لے جایا گیا تو یہ پنجاب کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے کہ ہائی کورٹ نے آرڈر دیے کہ مشیر اعلیٰ کے خلاف بھی پرچہ درج کیا جائے۔ یہ مشیر اعلیٰ ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے صوبہ کا امن قائم کرنا ہے۔ جناب والا! کیا یہ امن قائم کر سکتے ہیں، کیا ان میں اہلیت ہے۔ ان کے اپنے اضلاع میں جو میں نے چند ایک مثالیں پیش کی ہیں ان کے اپنے اضلاع کی یہ حالت ہے اور یہ اپنے لوگوں کے ساتھ یہ ظلم و ستم کر رہے ہیں تو یہ دوسرے شہروں کے لوگوں کی اور معزز شہریوں کی عزتوں کی

حفاظت کیسے کر سکیں گے۔ ہمیں دکھ ہوتا ہے اس بات کا اور افسوس ہوتا ہے اس بات کا کہ ایسے لوگ جن کا یہ مقام نہیں تھا کہ جس مقام پر آج یہ پہنچے ہیں اور انہیں کی وجہ سے یہ افراتفری اور بد انتظامی پھیلی ہوئی ہے۔ جو ڈاکے پڑ رہے ہیں اور پیپلز پارٹی کے کارندوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ جو مرضی ہو ان کی کرتے پھریں۔ جب پولیس کے چند باضمیر آفیسرز ان کے خلاف ایکشن لیتے ہیں تو ان کو یہ دھمکی دی جاتی ہے کہ تمہارا نہ صرف تبادلہ کر دیا جائے گا بلکہ تمہیں وفاق میں بھیج دیا جائے گا کیونکہ تم انصاف کرتے ہو' قانون کے مطابق چلتے ہو' ہماری ناجائز باتیں نہیں مانتے۔ جناب والا! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اندھیر نگری باہر کے لوگوں نے نہیں پھیلائی۔ جن لوگوں نے اس اندھیر نگری کو روکنا تھا اور جن لوگوں نے امن عامہ کو کنٹرول کرنا تھا' جنہوں نے ڈاکوؤں اور چوروں کو پکڑنا تھا' جنہوں نے ایسے لوگوں کو پکڑنا تھا جو دن دہاڑے اغوا اور ڈکیتی کے جرائم میں ملوث ہیں اگر وہ خود ہی نا صرف ایسے لوگوں کی پشت پناہی کرتے رہے بلکہ خاموش تماشائی بنے رہے تو پھر میں سمجھتا ہوں اس صوبے کا اور اس حکومت کا خدا ہی حافظ ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے ہمیں پوری امید ہے کہ یہاں تو اندھیر ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اندھیر نہیں ہے۔ اور یہ چند دنوں کی مہمان ہے۔ جو ان کے کالے کرتوت سامنے آ رہے ہیں۔ امن و امان' عدم تحفظ اور اس صوبے میں ہر طرف افراتفری کا جو عالم ہے اس کی صرف اور صرف پیپلز پارٹی ذمہ دار ہے اور یہاں پر اس دوعملی نے اس میں اضافہ کیا ہے اور کسی کو پتا ہی نہیں کہ اہل کار جو نچلی سطح پر بیٹھا ہے اس کو پتا ہی نہیں ہے کہ اس نے کس کو جواب دینا ہے۔ جب خبر پہنچتی ہے کہ کسی جگہ پہ کسی سے زیادتی ہوئی ہے---

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے' ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن بحث کر رہے ہیں اور آفیسرز گیلری میں ایک صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ constable تک موجود نہیں ہیں۔ یہ گھومنے کے لیے یہاں نہیں آتے۔ ان کی یہ ڈیوٹی ہے کہ آئی جی آج یہاں ہوتا۔ ان کو یہ پتا ہے۔ رانا صاحب یہاں بیٹھے ہیں کہ جب اپوزیشن لیڈر تھے۔ امن و امان کی صورت حال پر جب بحث تھی تو آئی جی یہاں بیٹھا رہا تھا۔ تین دن بحث ہوتی رہی اور وہ تین دن پابند رہا تھا۔ لیکن یہاں ایک کانسٹیبل بھی نہیں بیٹھا۔ یہ افسوس کا مقام ہے۔ پتا نہیں یہ کیا

اندھیر نگری مچانا چاہتے ہیں۔ پتا نہیں یہ ملک کے ساتھ کرنا کیا چاہتے ہیں۔ ان کو کوئی پرواہ تک نہیں ہے۔

چودھری شوکت داؤد، آدھے گھنٹے سے میں انتظار کر رہا ہوں۔ چودھری صاحب تقریر کر رہے تھے۔ میں اسی وجہ سے کھڑا ہوا تھا یہی ایک ایسا نسخہ ہوتا ہے کہ خود حکومت کی یہ ایک عادت ہے۔ یعنی لاء اینڈ آرڈر ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ جس پر حکومتیں چلتی ہیں۔ یہی ایک ایسا نسخہ ہوتا ہے جس پہ حکومت کی کار کردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ میں اس پر اپنی بات کرتا ہوں۔ شوکت داؤد صاحب آپ تشریف رکھیں۔ انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کر دیا ہے میں بھی اس پر اپنی بات کرتا ہوں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ ہماری حکومت میں دس منٹ کے اندر اندر آئی جی صاحب حاضر ہوگئے تھے جب ایک ممبر نے اعتراض کیا تھا کہ آئی جی نہیں ہیں۔

ملک نواب شیر وسیر، جناب سپیکر! ایک ایس پی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو نظر نہیں آ رہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، میرے بھائی بڑے افسوس کا مقام ہے۔ یہ دن آپ پر بھی آ سکتے ہیں۔ آپ ان کی وکالت کرتے ہیں کہ ایس پی صاحب بیٹھے ہیں ان کو آپ نے ابھی بلا لیا ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عباس کھوکھر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کرتا ہوں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور واقعی اس بات کا نوٹس لینا چاہیے۔ جب امن و امان کی صورت حال پر بحث ہوتی ہے تو انتظامیہ کے ذمہ دار افسران گیلری میں موجود ہوتے ہیں۔ لہذا یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! آپ اس بارے میں حکم دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھیں۔ اور آپ مجھے ڈائریکٹ تو نہیں کر سکتے۔ میں نے اپنی observation دی ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ جی چودھری پرویز الٰہی صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بات میں نے dispose of کر دی ہے اور جو پوائنٹ آف آرڈر انھوں نے

اٹھایا میں نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر اور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے اور وزیر قانون صاحب خود بھی یہاں تشریف نہیں رکھتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں! رانا اکرام ربانی صاحب موجود ہیں اور وہ wind up کریں گے۔ جی چودھری صاحب آپ فرمائیے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کو جائز قرار دیا ہے ویسے ایک عدد سپیشل برانچ کا ایس پی سزا کے طور پر یہاں بٹھا ہوگا غریب۔ لیکن یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے جناب کو بھی اس بات کا علم ہے کہ جب بھی لاء اینڈ آرڈر پر یہاں بحث ہوتی رہی ہے تو چیف سیکرٹری اور آئی جی تک کے لیول کے آدمی یہاں ہمیشہ موجود رہے ہیں۔

چودھری محمد حنیف خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی محمد حنیف خان صاحب کیا ہے؟

چودھری محمد حنیف خان، جناب سپیکر! پہلے اس کا (مائیک) چالو کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ آپ کی سیٹ ہے؟

چودھری محمد حنیف خان، جناب آپ مجھے بولنے کا موقع دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کی سیٹ کون سی ہے؟ کیا یہ آپ کی سیٹ ہے کیونکہ آپ صرف اپنی سیٹ پر بول سکتے ہیں۔ اگر یہ آپ کی سیٹ نہیں ہے تو آپ پہلے اپنی سیٹ پر جائیں۔ یعنی جو آپ کی سیٹ ہے وہاں تشریف لے جائیں اور وہاں سے بولیں۔

چودھری محمد حنیف خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں ایک شریف آدمی ہوں میں جب سے ممبر بن کر آیا ہوں اسی اپنی سیٹ پر بیٹھتا رہا ہوں اور میں کسی دوسری سیٹ پر کبھی نہیں گیا اور آج میں جب دوسری سیٹ پر گیا ہوں تو مجھے علم ہوا ہے کہ اس سیٹ اور دوسری سیٹوں کا فرق کیا

ہے۔ جناب ہم اگر یہاں نہیں بیٹھے تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ سیٹ بری سخت ہے جب کہ دوسری سیٹیں بہت نرم ہیں۔ اور اس سیٹ سے بہت مختلف ہیں اگر آپ چیک کرنا چاہیں تو پلیز تھوڑی دیر کے لیے یہاں تشریف لائیں اور دیکھیں کہ اس میں خرابی ہے۔ اور مجبوری یہ ہے کہ میرے بھائی آگے جا رہے تھے اور میں روز دیکھتا ہوں کہ یہ اپنی سیٹوں پر نہیں بیٹھتے اس کی وجہ کیا ہے؟ آج پہلی دفعہ اس سیٹ پر جا کر مجھے معلوم ہوا کہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ سیٹیں درست نہیں ہیں۔ جناب والا! میری سیٹ بدل دی جائے۔ اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو انتظامیہ کی گیلری ہے ممکن ہے کہ ان کی سیٹیں بھی ٹھیک نہ ہوں۔ اور اسی لیے یہ لوگ یہاں نہ بیٹھتے ہوں۔ آپ ازراہ کرم ان کی بھی سیٹیں چیک کروا دیں اور اگر یہ سیٹیں درست ہیں تو میرے خیال میں آئندہ سے یہ بیٹھا کریں گے۔ اور اب اگر آپ مناسب سمجھیں تو آئی جی صاحب کو زحمت دیں کہ یہ ایک اہم میٹنگ ہے' اہم اجلاس ہو رہا ہے اور انتظامی امور کے سلسلہ میں بات ہو رہی ہے لہذا وہ یہاں ابھی تشریف لائیں اور ہمارے لیڈر جو چیزیں انہیں بتانا چاہتے ہیں جو ان کے علم میں لانا چاہتے ہیں وہ سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا تھا میں نے اسے نمٹا دیا ہے باقی سیٹ کا جو مسئلہ آپ بیان کر رہے ہیں تو میں اس سلسلہ میں سیکریٹریٹ کو یہ کہتا ہوں کہ اگر واقعی اس سیٹ اور اگلی سیٹوں میں کوئی فرق ہے تو اسے بھی ان کے مطابق بنائیں۔ اور اب آپ تشریف رکھیں۔ وقت بڑا کم ہے اور باتیں بڑی مفید ہو رہی ہیں۔ باقی صاحبان نے بھی ابھی تقریر کرنا ہے لہذا میرے خیال میں وقت بچائیں۔ جی چودھری پرویز الہیٰ صاحب۔

چودھری پرویز الہیٰ: جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ باتیں بڑی اچھی ہو رہی ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسے حقائق سامنے آ رہے ہیں کہ جس سے شاید حکومت کے کانوں میں بھی بات پہنچ جائے۔ اور کوئی مثبت بات سامنے آ سکے لیکن لگتا نہیں ہے کیونکہ ان کی یہ عادتیں جانے والی نہیں ہیں۔ تو اب چند ایک الفاظ کہنے کے بعد میں اجازت لوں گا کیونکہ باقی ساتھیوں کو بھی وقت دینا ہے۔ تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہاں جو دوغلا پن چل رہا ہے یہاں صوبائی سطح پر جو حالات بن چکے ہیں یعنی کسی کو کسی کا کچھ پتہ نہیں ہر کوئی اپنے اختیار ڈھونڈنے کے لیے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور پھر جو نیچے اہل کار' کام کرنے والے ہیں جنہیں یہ خوف ہونا

چاہیے کہ ہمیں کل پوچھا جائے گا ان میں یہ خوف بھی اس لیے ختم ہو چکا ہے کیونکہ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے' کوئی ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والا ہی نہیں ہے اختیارات کا تضاد اتنا ہو چکا ہے ایک طرف تو منتخب وزیراعلیٰ کی توہین شاید عام ممبر تو اس توہین کو توہین سمجھتا ہو لیکن شاید وزیراعلیٰ صاحب اس کو توہین بھی نہ سمجھتے یہ ان کا اپنا کردار صوابدید ہے اور جو ان کے اختیارات لے چکا ہے وہ اس ہاؤس کا ممبر ہی نہیں ہے' وہ اس ہاؤس کو جوابدہ ہی نہیں ہے باہر بیٹھا اپنے علیحدہ پروگرام بنا رہا ہے۔ کسی کی وساطت سے ہاؤس کی خبر ان تک پہنچتی ہے تو وہ جناب والا! ہمارے اور آپ کے احساسات اور نکات جو یہاں پر اٹھائے جاتے ہیں کیسے ان کو دیکھ کر وہ اصلاح کر سکتا ہے یہ کبھی نہیں ہوا۔ کبھی ملک کی تاریخ میں اس صوبے کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا اختیارات ایک ایسے شخص کو دے دیے گئے ہوں جو کہ اس ہاؤس کا ممبر ہی نہ ہو تو اس دوغلے پن کا اثر بھی انتظامیہ پر اپنی جگہ موجود ہے۔ اور اس کھینچا تانی میں جیالے مزے کر رہے ہیں پیپلز پارٹی کے لوگوں کو نیچے سے کھلی چھٹی مل چکی ہے۔ چور اور ڈاکو مزے کر رہے ہیں اس کھلی چھٹی سے کیونکہ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے' کوئی روکنے والا نہیں ہے' کوئی آنکھ میں آنکھ ڈال کر دیکھنے والا نہیں ہے اور اسی لیے جناب والا! آج صوبہ پنجاب میں ہی نہیں بلکہ کراچی سے لے کر خیبر تک لوگ میاں نواز شریف کی حکومت کو خدا کے فضل و کرم سے یاد کرتے ہیں اور اچھے نام اور اچھے مقام سے یاد کرتے ہیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا جناب سپیکر تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی اب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! یہ جھوٹ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک صاحب فرمائیے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! وصی ظفر صاحب نے ابھی ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن کو یہ بات کہی ہے کہ یہ جھوٹ ہے میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنے آپ میں تھوڑی سی تبدیلی کریں ورنہ ہم ہاؤس میں قائد ایوان کو بھی نہیں بولنے دیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہ بولنے دینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر نے اپنی موجودگی ظاہر کر دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب آپ دس منٹ میں اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں میں نے وقت نوٹ کر لیا ہے۔ کیونکہ ابھی کافی دوست بولنا چاہتے ہیں لہذا مہربانی کرنا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، واجب الاحترام جناب سپیکر! صوبہ میں امن و امان کی صورت حال پر بحث ایک تلخ موضوع صحیح لیکن کوئی بھی باشعور انسان امن و امان کی افادیت ضرورت اور اہمیت کا منکر نہیں ہو سکتا۔ جب سے انسانی معاشرہ معرض وجود میں آیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک انسانیت جن مسائل سے دو چار ہے امن عامہ کا مسئلہ ان سب سے زیادہ اہم ہے۔ جناب والا! یہ حقیقت اپنی جگہ تسلیم شدہ ہے کہ کسی بھی مہذب معاشرے میں منتخب حکومت کا یہ فرض عین ہوتا ہے کہ وہ عوام کو ان کے مال و جان کو اور ان کی عزت و آبرو کو لاحق خطرات سے نپٹے اور عوام کو انتظامیہ کے شکنجے اور پنجے سے نجات دلائے، عوام کے لیے حق و انصاف کا حصول آسان بنائے اور عوام کے حقوق اور مفادات کا مؤثر طریقے سے دفاع کرے۔ اگر کوئی حکومت اپنے ان صحیح فرائض سے عہدہ براہ نہ ہو سکے تو ریاست میں امن قائم نہیں ہو سکتا اور جس دور حکومت میں امن قائم نہ ہو اس جماعت کو کسی صوبہ کسی ملک کے اقتدار اعلیٰ پر مسلط رہنے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ جناب والا! میں یہ بات بلا خوف تردید عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معاشرے میں اس وقت تک امن و امان قائم نہیں ہو سکتا جب تک رول آف لاء یعنی قانون کی حکمرانی، قانون کا خوف اور قانون کا احترام موجود نہ ہو۔ جناب والا! ہم جس سب فلسفہ حیات پہ یقین رکھتے ہیں وہ قانون کی بالا دستی اور معاشرے کے تمام طبقات کے ساتھ یکساں معیار مقرر کرتا ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں انصاف کے دوہرے معیار مقرر کر دیے گئے ہیں۔ آج یہ صورت ہے کہ عدالتیں بھی فیصلہ کرتے وقت جرم و سزا کا فیصلہ کرتے وقت مجرموں کی خاندانی وجاہت کو اور ان کے سیاسی اور سماجی رتبے کو مد نظر رکھتی ہیں۔

جناب والا! جس معاشرے میں دولت معیار عزت بن جائے وہ معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اسی لیے سرور کائنات فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے والی امتیں اس لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ انہوں

نے معاشرے میں انصاف کے دوہرے معیار مقرر کر لیے۔ جناب والا! رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور ان کے خلفائے راشدین کے عہد میں انصاف کے جو اعلیٰ معیار مقرر کیے گئے ان کی وجہ سے آج بھی وہ انصاف کی مثالیں حکم رانوں کے لیے قیامت تک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جناب والا! ایک بار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک بدو کا پاؤں حبشہ کے بادشاہ کے زرق و برق خلعت کے ساتھ چھو گیا بادشاہ نے غضب ناک ہو کر اس بدو کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا اور اس کے بعد جب اس بادشاہ کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو اس وقت اس بادشاہ کا رعب اس کا دبدبہ اس کی عظمت اور اس کی وجاہت اس کے کام نہیں آ رہی تھی اور محسن انسانیت نے تاریخ کا وہ مثالی فیصلہ صادر کیا کہ اس بدو کو حکم دیا کہ وہ اس بادشاہ کے منہ پر تھپڑ رسید کرے۔ اسی طرح فاطمہ نامی ایک لڑکی کو چوری کے الزام میں جب دربار نبوی میں پیش کیا گیا تو دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود جید صحابہ اس لڑکی کی تعظیم میں کھڑے ہو گئے اور اس لڑکی کے خاندانی وجاہت کا ذکر کرتے ہوئے اس لڑکی کے خاندان کی شان میں مناقب پڑھنے لگے اور سارے صحابہ نے یک زبان ہو کر اس لڑکی کا جرم معاف کرانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی لیکن روایت یہ کہتی ہے کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر جلال کے آثار نمودار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ و اہ وسلم بھی یہ جرم کرتی تو اس پر بھی شریعت کی حد لاگو کر دی جاتی۔ اسی طرح ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک مقدمہ کی پیروی کے سلسلہ میں ایک قاضی کی عدالت میں پیش ہونا پڑا اور جناب حضرت علی نے جناب حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو گواہ کے طور پر پیش کرنا چاہا لیکن قاضی نے یہ کہہ کر ان کی شہادت قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ interested witness ہیں اور جناب حضرت علی وہ مقدمہ ہار گئے لیکن اس قاضی کو نہ تو منصب قضاء سے ہٹایا گیا اور نہ ہی اسے اذیت دینے کے لیے کسی دور مقام پر تبادلہ کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وہ لوگ جو آج بہت خوش قسمت نظر آتے ہیں جن لوگوں کی زندگی کی کروفر آج قابل رشک دکھائی دیتی ہے اگر ان لوگوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو جرائم کی ایک خطرناک اور ہولناک تصویر سامنے آئے گی۔ میرے ملک میں اس وقت تک انصاف قائم نہیں ہو سکتا جب تک ان جرائم پیشہ لوگوں کے جرائم کا پردہ چاک نہیں کیا جاتا۔ جناب

والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کسی بھی ملک میں امن و امان کی صورت حال پر بحث کرنے سے پہلے ان اسباب اور محرکات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینا چاہیے جن کے سبب نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ دنیا بھر کے ترقی پذیر ممالک میں امن عامہ کی صورت حال روبہ زوال ہے۔

جناب سپیکر! آپ بھی اور میرے فاضل ارکان بھی میری اس گزارش کے ساتھ اتفاق کریں گے کہ ہمارے ملک میں بے روزگاری رشوت' معاشی عدم تحفظ' سماجی اور معاشرتی ناانصافی' ہی وہ حقیقی اسباب اور محرکات ہیں جن کی وجہ سے ہمارے ملک میں ڈاکہ زنی' قتل و غارت منشیات کی لعنت' جسم فروشی' اور جنسی تشدد کے واقعات رونما ہوتے رہے ہیں اور یہ واقعات اس طرح پروان چڑھے کہ ماضی کی حکومتیں امن و امان قائم کرنے سے عاجز آگئیں۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ امن و امان کے مسئلے کے ساتھ منشیات کا بڑا عمل دخل ہے اور اس وقت جو امن عامہ کی صورت حال ہے اس میں منشیات کے عمل دخل کا ذکر کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ پاکستان میں جو افیون کاشت ہوا کرتی تھی اسے امریکی سمجھوتے کے تحت تلف کر دیا جاتا تھا' افغانستان ایک ایسا ملک ہے جہاں پر افیون کی کاشت پر کوئی پابندی نہیں ہے' افغان مہاجرین کے روپ میں افیون اور ہیروئن کے تاجر ہیروئن اور افیون کی بڑی تعداد پاکستان میں لانے لگے۔ حکومت کے سروے کے مطابق 1982 میں نشہ کے عادی افراد کی تعداد پاکستان میں صرف تیس ہزار تھی جو بڑھ کر آج تیس لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ ڈرگ مافیاء کے ایجنٹوں نے ماضی میں اقتدار کے ایوانوں تک رسائی حاصل کر لی اور اس کے نتیجہ میں جب دنیا میں یہ قانون بنایا جا رہا تھا کہ منشیات کے سمگلروں کی جائیدادیں ضبط کر لی جائیں گی۔ تو اس پر ایک محب وطن پاکستانی نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا تھا کہ اگر پاکستان میں یہ قانون بنا دیا جائے تو کئی صوبوں کے گورنر ہاؤس بحق سرکار ضبط کرنے پڑیں گے کیونکہ اس وقت بعض صوبوں میں ایسے لوگ گورنری کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے جو کہ براہ راست منشیات کی تیاری میں اور منشیات کی سمگلنگ میں ملوث تھے۔ جناب والا! یہ سرکاری سرپرستی کا نتیجہ ہے کہ آج میرے صوبے کے کئی دیہاتوں میں منشیات فروشی کے ایسے اڈے اور ایسے سہراب گوٹھ تعمیر ہو چکے ہیں کہ روزانہ کروڑوں روپے کے حساب سے منشیات کی پڑیاں فروخت ہوتی ہیں اور وہ لوگ بغیر کسی خوف کے' ایسے فروخت کرتے ہیں جیسے کے مجمع باز عطائی دوائی کی پڑیاں فروخت کرتا ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح جہالت بھی ایک اہم وجہ ہے جو میرے صوبے میں امن و امان کی صورت حال کو متاثر کر رہی ہے۔ جہالت سوسائٹی کے

خلاف اور معاشرے کے خلاف ریاست کا ایک ناقابل تلافی جرم ہے اور ہم سب لوگ جو اس ریاست کے نظام کو چلا رہے ہیں وہ اس جرم میں شریک ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بچے جن کے ہاتھوں میں قلم اور کتاب ہونی چاہیے آج ان کے ہاتھوں میں جوتے پالش کرنے والے برش کیوں ہیں؟ وہ بچے آج شاہراہوں پہ کاروں کے شیشے صاف کرتے کیوں نظر آتے ہیں۔ وہ بچے ہوٹلوں کے گندے برتن صاف کرتے ہوئے کیوں نظر آتے ہیں؟ ان کے ہاتھوں میں کاسہ ہائے گدائی کس نے تھما دیے ہیں۔ جناب والا! ایک غریب کا بچہ جس وقت کسی رئیس زادے کا بستہ سکول کے دروازے پر پہنچا کر واپس لوٹتا ہے تو اس کے دل پر جو قیامت گزر جاتی ہے یہ بچے جنہیں ہم حقیر سمجھ کر نظر انداز کر رہے ہیں ہم جن بچوں کو نظر انداز کر رہے ہیں اور ہماری بے حسی کی وجہ سے جو بچے آج معاشرے کی بھیڑ میں گم ہوتے چلے جا رہے ہیں وہ غلط ہاتھوں میں پہنچ کر جرائم کی دنیا کے بادشاہ بن رہے ہیں۔ میں آپ لوگوں سے دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ سیاسی محاذ آرائی ایک ایسی صورت اختیار کر رہی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوتے ہیں میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ ہم سیاسی وابستگیوں سے بے نیاز ہو کر کم از کم ایک ایسا نظام تعلیم وضع کر جائیں کہ میری قوم کے بچے جرائم کے سیاہ راستوں پر چلنے کی بجائے ایک ذمہ دار شہری بن کر سامنے آئیں۔ جناب والا! معاشی عدم تحفظ بھی ایک ایسا مسئلہ ہے جو امن و امان کی صورت حال کے لیے ایک سوالیہ نشان بن چکا ہے۔ (وقت ختم ہونے کی گھنٹی بجی) جناب سپیکر! کہنے دیجیے میں عوام کے درد بیان کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن میں نے تو دوسروں کو بھی وقت دینا ہے میں نے تو پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ دس منٹ میں کوشش کیجیے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! مہربانی کیجیے۔۔۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ معاشی عدم تحفظ کی بناء پر امن عامہ کا مسئلہ ایک سوالیہ نشان بن کر سامنے آیا ہے۔ ہمارے ملک میں جو معاشی صورت حال ہے اس میں عوام کے لیے جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنا مشکل ہوگیا ہے۔ افراط زر اور کساد بازاری نے عوام سے جینے کا حق چھین لیا ہے۔ جناب والا! ہم عالمی بنک اور آئی۔ایم۔ایف کی ذلت آمیز شرائط پر قرضے اور

امداد سے کر زندہ رہنے کی کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ماضی میں ہمارے ملک میں معاشی استحکام اور صنعتی استحکام کا وسیع طور پر پراپیگنڈہ کیا گیا۔ حالانکہ صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ معاشی ترقی اور صنعتی ترقی اس وقت تک ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ علاقہ میں' اور اس ملک میں اس ریاست میں امن قائم نہ ہو۔ جناب والا! ماضی میں ہمارے ملک میں جو امن عامہ کی صورت حال تھی وہ تسلی بخش نہیں تھی ماضی میں بھرا گروپ اور ہتھوڑا گروپ سر گرم عمل تھے انسانوں کے قتل کی اجتماعی وارداتیں ہو رہی تھیں اور آج تک مقتول اور مقتولوں کے وارث ان مقتولوں کا خون ان حکم رانوں کے ہاتھوں میں تلاش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جناب والا! اس وقت ہمارے ملک میں غیر ملکی صنعت کاروں کو اور سفارت کاروں کو تاوان وصول کرنے کے لیے اغوا کیا جا رہا تھا۔ اور اسی طرح مارشلائی آمریت کی کوکھ سے کلاشنکوف اور ہیروئن کے کلچر نے جنم لیا۔ جس کی وجہ سے بیرون ملک بحیثیت قوم ہماری عزت وقار اور احترام میں کمی واقع ہو گئی۔ جناب والا! جسم فروشی اور جنسی تشدد کی وارداتیں بڑھنے لگی۔ لیکن حکم رانوں نے کیا طریقہ اختیار کیا؟ جناب والا! انہوں نے اس کی تشہیر کرنے کے لیے ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا۔ جب کہ میرا مذہب اس بات کا علم بردار ہے وہ خواتین کی عزت کا علم بردار ہے' وہ خواتین کے ایسے واقعات کی ستر پوشی کا علم بردار ہے۔ میں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ایک دفعہ چند قیدی خواتین حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئیں ان میں ایک ایسی بچی بھی شامل تھی جو ننگے سر تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اتار کر اس بچی کے سر کو ڈھانپ دیا۔ جب صحابہ کرام نے یہ اعتراض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ سلم یہ بچی تو کافرا ہے' تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمانے لگے کہ بیٹی بیٹی ہے خواہ وہ کسی کافر کی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہاں کے حکم رانوں نے اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کے لیے ان بچیوں کی ستر پوشی کرنے کی بجائے ان کو نمائش اور تشہیر کا ذریعہ بنایا۔

جناب سپیکر! اب میں بے روزگاری کی طرف آتا ہوں۔ بے روزگاری بھی ایک ایسا مسئلہ ہے جو امن و امان کے معاملے میں سنگ گراں بن چکا ہے۔ جناب والا! ہمارے کالج اور یونیورسٹیاں ہر سال بے روزگاروں کی ایک بہت بڑی تعداد کو معاشرے کے رحم و کرم پر اگل دیتی ہیں اور وہ بے روزگار نوجوان جو تعلیم یافتہ ہیں' scientific طریقے تلاش کرنے پر مجبور ہیں۔

جناب سپیکر، اب آپ ایک منٹ میں اپنی تقریر کو conclude کریں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! چند آخری نکات ہیں۔

جناب سپیکر، بس ایک منٹ کے اندر اندر مہربانی سے conclude کریں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! یہ نوجوان جن کے سامنے کوئی نشان منزل نہیں ہے۔ یہ بھیک منگوں کی طرح سڑکوں اور چوراہوں پر سیاسی کارکنوں کے دامن کھینچتے ہوئے نظر آتے ہیں اگر کل ان کے ہاتھ ہمارے گریبانوں تک پہنچ گئے اور اپنی محرومیوں کا حساب ہم سے مانگنا شروع کر دیا تو پھر؛ مقام ماتم ہے جناب سپیکر! کہ ماضی کی کسی حکومت نے اس سنگین مسئلہ کی طرف کسی ٹھوس منصوبہ بندی کی ضرورت محسوس نہیں کی اور ہر حکومت نے اس مسئلہ سے صرف نظر انداز کر کے اپنے اقتدار کے دن پورے کرنے کی کوشش کی جناب والا! یہ پریشان اور اداس نسل کے نمائندے جس وقت کلاشنکوف اٹھا کر سڑکوں پر آئیں گے تو اس معاشرے میں امن کیسے قائم ہو سکے گا؟ جناب سپیکر! امن و امان کی صورت حال کے سلسلے میں انتظامیہ اور پولیس کا جو کردار ہے اس کے بارے میں' میں یہ عرض کرنا چاہوں گا جناب والا! ہماری پولیس اور انتظامیہ اسی ڈھانچہ پر قائم ہے جسے---

جناب عبید اللہ شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل رکن کو تقریر کرتے ہوئے 15 منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر، بس صرف پندرہ سیکنڈ رہ گئے ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! پندرہ منٹ کی بات کریں۔

جناب سپیکر، جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ۔

جناب نذر عباس بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ کورم کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ اجلاس اپوزیشن کی ریکوزیشن پر بلایا گیا ہے تو اس سلسلے میں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو کورم بھی پورا کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، کورم پورا ہے؟

آوازیں، پورا ہے۔

جناب سپیکر، ہاؤس کہتا ہے کہ کورم پورا ہے۔ جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ۔

ملک محمد عباس کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جنجوعہ صاحب نے بڑی اچھی تقریر کی ہے' بڑی جامع قسم کی تقریر کی ہے اس کے صدقے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ انگریزوں نے کچھ نشانیاں ہمارے پاس چھوڑی ہیں ان میں سے ایک نشانی یہ بھی جو آپ کے سامنے پڑی ہے "گرز" جو آپ کے آنے پر یہ لے کر آتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ پہلے بھی ایک دفعہ یہ اٹھوا دیا گیا تھا۔ یہاں پر قرآن مجید کا نسخہ رکھا جائے اور اس کو یہاں سے اٹھوا دیا جائے۔ ان کی نشانیوں کو جب تک ہم مٹائیں گے نہیں تو اچھی روایات قائم نہیں ہوں گی۔ قائداعظم نے ہمیں ملک تو آزاد کروا کر دے دیا لیکن ان کی نشانیاں ابھی تک موجود ہیں ان نشانیوں سے اگر ہم آزادی حاصل کر لیں تو ملک میں اور بھی کئی کام بہتر ہو جائیں گے اور امن و امان کا مسئلہ بھی پیدا نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، یہ ہاؤس کی اپنی صوابدید پر ہے جو رولز اور ریگولیشن متعین ہوں گے تو اس پر بھی غور کر لیا جائے گا۔ جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھ سے پہلے یہاں چودھری پرویز الٰہی صاحب اپنی تقریر میں بیان کر چکے ہیں کہ حکومتی بینچز اور انتظامیہ یعنی بیورو کریسی کی دل چسپی اس اہم دن کی بحث میں آپ کو ہمیں اور پریس کے حضرات کو بھی نظر آ رہی ہے کہ حکومت کی طرف سے صرف ایک وزیر جنہیں صحت کا محکمہ سونپا گیا ہے تشریف فرما ہیں اس کے علاوہ حکومتی پارٹی کے چار یا پانچ اراکین بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو آفیشل گیلری ہے میں نہیں جانتا کہ وہ دو حضرات کون ہیں مہمان ہیں یا سرکاری ملازمین ہیں لیکن چیف سیکرٹری' آئی جی اور دوسرے ذمہ داران افسران جنہیں اس اہم بحث کے دو یہاں موجود ہونا چاہیے تھا وہ سب غیر حاضر ہیں اور ہمارے کچھ دوست اس وقت بھی حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں جو سابقہ دور میں بھی اسی اسمبلی کے ممبر رہے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ امن عامہ پر بحث کے دن حکومتی بنچیں اکثر و بیشتر فل ہوا کرتی تھیں اور انتظامیہ کے افسران کی بھی یہاں لائنیں لگی ہوا کرتی تھیں جس میں چیف سیکرٹری اور آئی جی خود موجود ہوا کرتے تھے لیکن افسوس کے آج کے دن کوئی افسر نظر نہیں آ رہا اور ایک وزیر اور چار یا پانچ اراکین اسمبلی حکومتی

بنچوں کی طرف سے نظر آ رہے ہیں۔ یہ غالباً سوچتے ہوں گے کہ اس بحث میں حکومت کے اوپر تنقید ہو گی تو میں یہ عرض کروں گا کہ تنقید بھی سن لینی چاہیے ممکن ہے اس تنقید میں بھی کوئی اصلاح کا پہلو مل جائے۔ ضروری نہیں کہ ہماری ہر تنقید غلط بنیادوں پر ہی ہو گی یا ہم تنقید برائے تنقید کر رہے ہوں گے۔ ہماری تنقید سے اصلاح کا پہلو بھی پیدا ہو سکتا ہے اور ہمیں خوشی ہوتی کہ آج کی بحث میں حکومت کے چار یا پانچ وزراء جو اب تک بنائے گئے ہیں وہ بھی موجود ہوتے اور انہی کی ہدایت کے تحت یا وزیراعلیٰ کی ہدایت کے تحت آئی۔جی' چیف سیکرٹری اور انتظامیہ کے جو باقی کل پرزے ہوتے ہیں وہ بھی یہاں موجود ہوتے۔ بہرحال یہ ان کی دل چسپی یا عدم دل چسپی کا مظاہرہ ہے اور اس طرف کی بنچوں کا حال آپ دیکھ رہے ہیں۔ جناب والا! میرے بہت سے ساتھیوں نے یہاں بات کرنی ہے اور وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ میں آپ کی اجازت سے چند حوالے یہاں پر پیش کروں گا اور ان اخبارات کے پیش کوں گا جو ہر کوئی جانتا ہے کہ حکومتی پارٹی کے اخبارات سمجھے جاتے ہیں یعنی مشرق اور مساوات۔ صرف اسی ماہ کی سولہ تاریخ کے حوالے میں یہاں پیش کر رہا ہوں۔ جو روزمرہ کی خبریں ہیں وہ نہیں بلکہ اہم نوعیت کی خبریں ہیں وہ میں پیش کر رہا ہوں۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ فیصل آباد کے نواحی چک میں دو بہنوں کو غنڈوں نے گھر سے نکال کر ننگا کر کے ناچنے پر مجبور کیا۔ لاہور میں تین ڈاکے۔ یہ صرف 16 دسمبر کے واقعات ہیں۔ سرگودھا میں بیوہ پر تشدد اور برہنہ کر کے نچایا گیا۔ لاہور میں اقبال ٹاؤن کی عائشہ کو اغواء کر لیا گیا۔لاہور میں مسلح پولیس کا ایک شریف شہری کے گھر پہ دھاوا۔ نقدی اور زیورات لوٹ کر لے گئے۔ لاہور ڈاکوؤں کے چنگل میں' ایک دن میں 8 وارداتیں۔ جگا ٹیکس وصول کرنے والے پولیس اہل کار تلاشی کے بہانے گھر صاف کر گئے لاہور میں منی سینما گھروں میں پولیس کی سرپرستی میں فحش فلموں کی نمائش۔ پتوکی کے قریب باپ کے سامنے بیٹی کی عزت لوٹ لی گئی۔ سوشل سیکورٹی دھماکے کے ملزمان اب تک گرفتار نہیں کیے گئے۔ پنجاب کی جیلوں میں ہیروئن کی لعنت پھیل رہی ہے۔ اوکاڑہ میں جواں سال طالبہ کو ٹرک نے کچل دیا۔ تین گھنٹے تک لاش سڑک پر پڑی رہی۔ طلبہ کے قتل میں ملوث احاطہ عدالت سے ملزمان کا ڈرامائی طور پر غائب ہو جانا۔ ظاہر ہے جناب والا! جب ملزمان عدالت میں لائے جاتے ہیں تو وہ پولیس کی custody میں لائے جاتے ہیں۔ یہ کون تسلیم کر سکتا ہے کہ پولیس کی custody جب کہ وہ پولیس اہل کاران عام طور پر مسلح ہوتے ہیں' اور ان کی custody سے ملزم جن کو بیڑیاں بھی لگی ہوتی ہیں وہ بھاگ

جائیں۔ یہ ظاہر کرتا کہ پنجاب کی پولیس اس واقعہ میں ملوث تھی۔ جناب والا! اگر میں اس طرح یہ فہرست پڑھتا جاؤں تو میں اپنے ساتھیوں کا وقت لے رہا ہوں۔ آخر وہ حالات کیوں اور کس وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی بنچز کے میرے ساتھی برملا تسلیم کریں یا نہ کریں۔ لیکن دل میں وہ بھی خوش نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا وزیراعلیٰ نظر ہی نہیں آتا' وزیراعلیٰ ہے کون؟ ہمیں تو کاغذات میں اخبارات میں اور باقی ذرائع کے مطابق کہا جاتا ہے کہ جناب میاں منظور وٹو صاحب وزیراعلیٰ ہیں' لیکن تمام تر اختیارات کس کے پاس ہیں' ہوم ڈیپارٹمنٹ کس کے پاس' باقی تبادلوں کے پرسنش کرنے کے حالات و واقعات وہ کس کے ہیں وہ کوئی اور شخص ہے جو کہ اس اسمبلی کا رکن بھی نہیں ہے۔ اور میری بات کو چھوڑیے میں وزیراعظم صاحبہ کی خبر کے حوالے سے یہ پیش کرنا چاہتا ہوں آپ کی اجازت سے اس ایوان میں' کہ جناب وزیراعظم صاحبہ نے یہ بیان دیا اور اخبار نے جو ان کا فقرہ quote کیا ہے وہ میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ Mr. Wattoo will stay as C.M in his own pay and scale. He will remain such and such in his own pay and scale. اور آگے جو تفصیل ہے وہ میں یہاں پڑھ کے پیش نہیں کرنا چاہتا۔ اس میں پھر وزیراعظم صاحبہ نے وضاحت کر دی کہ یہ ایک دوسرے کا احترام کریں گے اور ان کو تسلیم کریں گے۔ such and such والی بات کر دی گئی۔ بالفاظ دیگر جس طرح کہ کسی افسر کا تبادلہ کس کم درجے پہ کر دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ in his own pay and scale تو جناب والا! ایک طرف یہ کہ وزیراعلیٰ کے اختیارات واضح نہیں کیے گئے کہ کس کے پاس ہیں۔ کون کس افسر کی بد دیانتی کے خلاف ایکشن لے گا' جو جرائم میں نے آپ کے سامنے بیان کیے ہیں' ایسے جرائم کا کون نوٹس لے گا؟ اور پھر آئے دن اخبارات میں ایک موٹی سرخی کے ساتھ لمبی خبر لگ جاتی ہے کہ اتنے سو افسران کے تبادلے پر غور کیا جا رہا ہے' آج وٹو صاحب اور فیصل صالح حیات صاحب کے درمیان تصفیہ ہو گیا۔ آج اتنے افسران کی فہرست چن لی گئی۔ نتیجہ کیا ہے جناب والا! کہ وہ افسران جنہیں حکومت کی پالیسی کو carry out کرنا چاہیے جن کو آپ کے لیے میرے لیے اور عام شہری کے لیے تحفظ پیدا کرنا چاہیے وہ اپنی پوسٹنگ اور ٹرانسفرز کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے ہمارا محکمہ بھی غفلت برت رہا ہے۔ جب ایس پی صاحب' ایس ایس پی صاحب ڈی آئی جی اور آئی جی صاحب کے لیول کے افسران اپنی پوسٹ پہ اپنے آپ کو مستحکم نہیں سمجھتے تو پھر نیچے جو سب انسپکٹرز

ہیں انسپکٹرز ہیں یا ان کے اوپر ڈی ایس پی صاحبان ہیں وہ کیا سمجھتے ہوں گے کہ ہم سے پوچھنے والا کون ہے؟ یہی نتیجہ ہے کہ اس موجودہ حکومت کی uncertainty کا کہ کسی سرکاری ملازم کو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب پلیز اب آپ وائنڈ اپ کر لیجیے۔ کیونکہ 3-00 بجے یہ اجلاس ختم ہو جائے گا اور اس سے پہلے ربانی صاحب نے بھی کچھ کہنا ہو گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہمیں تو ویسے خوش ہونا چاہیے بطور اراکین' حزب اختلاف کہ موجودہ حکومت پنجاب کس طرح مظلوم بن کے بیٹھ رہی ہے کہ جس کے وزیراعلیٰ کا آج تک پتہ نہیں چلا۔ ہمیں تو ان حالات پہ خوش ہونا چاہیے۔ یہ بدنامی اس وقت صرف ان کے کھاتے میں پڑ رہی ہے' لیکن ہمیں فکر ہے اپنے شہریوں کا' اپنا اور ان کی حفاظت کا' کیونکہ اگر یہ ماحول اس طرح سے چلتا رہا' تو اللہ جانے کل کو پنجاب میں کیا صورت حال ہو گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، سردار حسن اختر موکل صاحب! اگر آپ مختصراً کچھ کہنا چاہیں تو دو منٹ ہیں اگر بول لیں تو ٹھیک ہے۔ وقت کم ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں تو یہاں ایک منٹ بھی بولنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ ہم پر مصیبتیں ٹوٹ رہی ہیں' ہمیں وقت نہیں دیا گیا' ہم اپنے علاقوں میں جا کر کیا منہ دکھائیں گے۔

جناب سپیکر، سردار حسن اختر موکل----

سردار حسن اختر موکل، شکریہ جناب سپیکر۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر--- میری درخواست یہ ہے کہ یہ ریکوزیشن اجلاس تھا۔ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر اس پر بات ہونی تھی۔ اگر بیس منٹ میں یا آدھے گھنٹے میں اتنے بڑے صوبے کے لاء اینڈ آرڈر کے اتنے مسائل کو سن کر جس طرح میرے پہلے فاضل دوست اس طرف اشارہ کر چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان سے بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ اس خصوصی اجلاس کو طلب کرنے کے لیے ہزار ہا روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور اس میں لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر بات ہونی تھی۔ اس میں اڑھائی آدمیوں کی رائے سن کر وقت کی کمی کا کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے' میں نے اس لیے گنجائش پیدا کی ہے کہ سردار صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیں۔ سردار صاحب پلیز۔۔۔صرف پانچ منٹ۔۔۔

سردار حسن اختر موکل، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

آدمیت ہی جب اس دور میں پامال ہوئی
ہمیں بھی ایک اپنے لٹنے کا ہی غم کیوں ہو
جس کے دانتوں میں میری قوم کے ریشے ہیں ابھی
وہی سفاک میرے دیس کا ہمدم کیوں ہو؟

جناب سپیکر! آپ نے بجا فرمایا اور مجھے پانچ منٹ دیے شکریہ! میں کوشش کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایسا موضوع ہے اور بدقسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا کہ لاء اینڈ آرڈر یعنی امن عامہ صرف پولیس کے متعلقہ باتوں پر ہی منحصر ہوتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ پولینڈ کی قرارداد کو پھاڑ کر ملک کو دو ٹکڑے کرنے کی بات ہو' یہ کشمیر پہ قرارداد واپس لے کر کشمیر کی آزادی کی پشت میں چھرا گھونپنے کی بات ہو' یہ سابقہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف پہ قاتلانہ حملہ کی بات ہو' یہ میاں معراج دین کے اوپر گاڑی چڑھا دینے کی بات ہو' یہ علامہ اقبال ٹاؤن سے ایک طالبہ کے اغوا کیے جانے کی بات ہو یا نہر دیپال پور کے کنارے آباد حلقہ 152 کے لوگوں کے ساتھ رسم یزیدی نبھائے جانے کی بات ہو' یہ کہیں سے کس آفیسر کے ناجائز تبادلہ کیے جانے کی بات ہو' یا یہ ناجائز پرچے درج کیے جانے کی بات ہو۔ یا یہ ایک رشوت خور' بدمعاش' بے ضمیر اور نہایت غنڈہ ٹائپ قسم کے ایکس ای این نہر کو ضلع قصور میں ایکس ای این مقرر کیے جانے کی بات ہو' یہ سب امن عامہ کے تحت آتے ہیں جناب والا! کیونکہ آپ نے فرمایا' باتیں تو بہت کرنے کے لیے تھیں' جیسے کہ سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب نے بات کی' میں آپ کو ریکارڈ کے ساتھ' یہ ایف آئی آرز میرے پاس ہیں' اگر وہ وزیرموصوف قابل احترام رانا صاحب جو کہ بڑے دھیمے انداز سے یہ فرمایا کرتے ہیں کہ پچھلی حکومتوں میں یہ ہوتا رہا' میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ پچھلی حکومتوں میں تو جو ہوتا رہا وہ تو عشر عشیر بھی نہیں۔ اگر وہ اس نظریے سے اپنی حکومتوں میں یہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر اللہ حافظ ہے۔ میرے پاس یہ ایف آئی آرز ہیں میں یہ ان کو پیش کروں گا۔ اور میں وہی حوالے آپ کے سامنے لاتا ہوں جو میرے سامنے بے شمار چیزیں کہنے کے

لیے ہیں' لیکن جناب والا! غور فرمایئے کہ ایک پانی کا پرچہ 430 کا درج کیا گیا' کہ یہ ایک آدمی نے' (وہ مسلم لیگ کا ورکر ہے اور ایک گاؤں کا نمبردار ہے) نہری پانی چوری کر لیا۔ محکمہ انہار لکھ کر دیتا ہے کہ جناب ہماری نہر میں تو پچھلے پندرہ دن سے پانی ہی نہیں ہے۔ جناب والا! یہ 188 کا پرچہ درج کیا گیا اور اس میں کہا گیا کہ وحیدہ بیگم کو موقع پر بلا کر یہ تنبیہ کی گئی کہ حصہ بٹائی دیے بغیر یہ فصل نہ اٹھائے۔ جناب والا! مبارک ہو ان کو ان کی کارکردگی پہ کہ وحیدہ بیگم بیس سال پہلے فوت ہو چکی ہے۔ جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ انتقامی کارروائیاں نہیں۔ بھونگی کے لیے ایسا ہوا ہے وہاں ایک مجسٹریٹ صاحب جاتے ہیں اور وہ جا کر یہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی نے یہ درخواست دی ہے کہ یہاں سے اینٹیں چرالی گئیں میں اس کی انکوائری کے لئے آیا ہوں وہ آدمی کہتا ہے کہ جناب' میں نے تو یہ درخواست ہی نہیں دی' کس نے میرے نام پہ دے دی؟ سات آدمیوں کے خلاف درخواست تھی لیکن مبارک ہو۔ سلام ہے اس مجسٹریٹ کی کارکردگی کو جس نے وہاں ایک پیپلزپارٹی کے کارکن کے کہنے پہ بائیس شرفاء کے خلاف پرچہ درج کر دیا۔ مبارک ہو ان کو ان کی اس بات پہ' ان کی انتقامی کارروائیاں جو یہ کر رہے ہیں کہ وہاں واسا اور واپڈا والے جاتے ہیں وہ جا کے ایک ایڈووکیٹ کے گھر جس کا ٹیوب ویل انجن پہ چل رہا ہے اس کے خلاف پرچہ درج کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی کہہ دیتے ہیں کہ جتنا یہ سکیم میں آیا ہوا ہے یہ پروجیکٹ ہے یہ سارا اکھاڑ لیا جائے۔ اور پروجیکٹ ڈائریکٹر سے بات ہوتی ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ ان وکیل صاحب کو کہہ دو کہ یا تو یہاں کے ایم این اے کے ساتھ سرج پر جائیں ورنہ ان کا سارا پروجیکٹ اکھاڑ لیا جائے۔ مبارک ہو ان کی حکومت کو یہ عوام کی حکومت جو کہتے ہیں' یہاں میرے معزز دوست کل فرما رہے تھے کہ جب بھی ہم نے جدوجہد کی جمہوریت کو چلانے کے لیے ان لوگوں نے ہماری طرف اشارہ کر کے کہا کہ انھوں نے ایسے ہی باتوں کے بتنگڑ بنا دیے۔ میں مبارک باد دیتا ہوں ان کو کہ جمہوری حکومت آگئی کہ یہاں پہ جیل کے دو سپاہیوں نے ایک لڑکی کو اغواء کر لیا۔ دو مہینے سے اس کا باپ روتا پھر رہا ہے' اس کا پرچہ نہیں درج کیا جا رہا۔ مبارک ہو ان کو' یہ 431 کا پرچہ چار دن پہلے ایف آئی آر نمبر 352 کے تحت میرے تھانے میں درج کروا دیا گیا۔ ایک یونین کونسل کے سابقہ چیئرمین اور پرائمری یونٹ کے چیئرمین پہ۔ ڈی سی صاحب ایم این اے کا کھانا کھانے کے لیے وہاں گئے اور حق نمک ادا کرتے ہوئے یہ کہا کہ اس پہ پرچہ دے دیں اس نے رستہ خراب کیا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! پلیز داٹنڈ اپ کریں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! یہ سب حقائق ہیں۔ ظلم کی انتہا ہے۔ ہم پس رہے ہیں۔ دو منٹ دے دیجیے میں یہ ختم کرنے لگا ہوں۔ بڑی طویل فہرست ہے۔ میں تو صرف وہ باتیں نوٹس میں لا رہا ہوں کہ دست شفقت ہمارے منسٹر صاحب کا ان غریب عوام پر، جو صرف عوام ہیں، اس ملک کے شریف شہری ہیں، ان پر آ جائے تو ان ظالموں کے ناکوں میں نکیل ڈالی جا سکے۔ میں یہاں پر یہ عرض کر دوں کہ یہ امن عامہ قائم کیسے ہو؟ جناب والا! ظلم بھی ہو اور امن بھی رہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جناب والا! کیسے ممکن ہے کہ دل بھی جلے اور دھواں بھی نہ ہو؟

چوٹ پڑتی ہے تو پتھر بھی صدا دیتے ہیں

اگر یہی ظلم روا رکھا گیا تو کہاں پہ پہنچیں گے ہم؟ کس داد پہ بات ہوتی ہے؟ جناب والا! گلزار چشتی مجسٹریٹ چونیاں ہیں۔ ان کی عدالت میں کیس تھا۔ تین ملزم تھے۔ انتہا ہے یہ سکھا شاہی کی کہ ایک ملزم کو دوسرے کا ضامن لے لیا گیا اور ملزم کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ جناب والا! یہ کہاں کی مثالیں ملتی ہیں؟ یہ سکھا شاہی کی انتہا ہے۔ جناب والا! میں کیا بتاؤں؟ کتنی لمبی فہرست ہے؟ ایک ایف آئی آر یہ میرے پاس ہے، 320/93 عبداللہ نامی ایک شخص جس کے تمام اہل خانہ کو مضروب کیا گیا۔ وہ ہسپتال میں موجود تھا۔ اس نے آگے پرچہ درج کرایا اور اسی مدعی کا چالان کر دیا گیا۔ آج تک ہمیں تھانے سے یہی نہیں پتا چل رہا اس کی ضمانت کروانی ہے کہ جنھوں نے وہاں پہ ایف آئی آر دی ہے بندہ جیل میں بیٹھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کے دو منٹ ہو گئے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں یہ بات کہہ کے ختم کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں یہ ساری باتیں نہ کر سکا لیکن میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے کہوں گا کہ یہ مجھ سے ریکارڈ لے لیں اور بدمعاشیاں روکنے کی کوشش کریں۔ یہاں پہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ تبادلے انتقامی نہیں کیے۔ ایک ایس ڈی او کو اس کے گھر کے حلقے میں پوسٹ کر دیا گیا۔ یہ کون سی بات ہے؟ یا کس انتقام کے تحت ہے؟ یا یہ کس انتظامی امور کے تحت ہوا؟ جناب والا! میں یہ آپ کی نذر بھی کرتا ہوں،

کیا ترے لطف کا معیار زباں بندی ہے؟
بات بات پہ بدل جاتے ہیں تیور تیرے

یہی عنوان کرم ہے تو زہے لطف و کرم
زبان چلتی رہے تو چلتے رہیں نشتر تیرے
شاہ ذی شاہ کے بھیجے ہوئے کارندوں نے
عین پت جھڑ میں بہاروں کا سماں باندھ دیا
کلاشنکوف کے تواتر سے جو گل کھلتے ہیں
رنگ دے سکتے ہیں مہکار نہیں دے سکتے

جناب والا! شکریہ۔

جناب سپیکر، رانا اکرام ربانی۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! ابھی تو بڑی بڑی باتیں رہتی ہیں۔

جناب سپیکر، ساری بنیادی باتیں ہو گئی ہیں۔ جناب پرویز الٰہی صاحب۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! ساری باتیں تو کیا ابھی تو کچھ بھی باتیں نہیں ہوئیں۔ اور ہمارے ساتھی بھی ابھی بہت رہتے ہیں۔

جناب سپیکر، اسمبلی چلتی رہے گی انشاء اللہ' باتیں ہوتی رہیں گی۔

چودھری پرویز الٰہی: میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ٹائم extend کر دیجیے۔

جناب سپیکر، دیکھیے' جتنی بھی کارروائی ہو گی باتیں یہی ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی: یہی نہیں ہیں' بہت مختلف ہیں۔ آپ سے پہلے منظور موہل صاحب یہاں بطور سپیکر تشریف فرما تھے۔ ان سے پوچھ لیجیے۔ مختلف باتیں ہوئی ہیں' پہلے اور اس کے بعد جب آپ آئے مختلف باتیں آ رہی ہیں۔

جناب سپیکر، تو یوں کیجیے کہ آپ بطور لیڈر آف دی اپوزیشن دو نام دے دیجیے۔ میں انھیں پانچ پانچ منٹ بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ آپ اپنے دو نام دے دیجیے۔

چودھری پرویز الٰہی: میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ایک دن اور بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

چودھری پرویز الٰہی: اس کے بعد ہمیں ایک دن دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ اب نہیں۔ جب طے ہو کے legislation آ رہی ہے۔ یہ ساری چیزیں اس طرح اب violate نہیں ہو سکتیں۔ آپ دو ممبران بتا دیجیے میں انھیں پانچ پانچ منٹ وقت دے دوں گا۔

چودھری پرویز الٰہی: آپ اگر ایک گھنٹہ اور بڑھا دیں تو اس میں کوشش کرتے ہیں کہ مختصر باتیں کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایک گھنٹا بہت زیادہ ہے۔ تین بج چکے ہیں۔ عملے کے سارے لوگ صبح سے بیٹھے ہیں۔ یہ اٹھ کے بھی نہیں گئے۔

چودھری پرویز الٰہی: ہم بھی جناب یہیں بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنے دو آدمی بتا دیجیے۔

چودھری پرویز الٰہی: اکرام ربانی صاحب کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ وہ ماشاء اللہ بہت زیادہ بیٹھنے والے ہیں۔

جناب سپیکر: میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ دو دوستوں کے نام دے دیجیے انہیں پانچ پانچ منٹ دے دیتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی: آپ سے تو میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ صرف ایک گھنٹے کی ضرور مہربانی کیجیے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایک گھنٹا بہت زیادہ ہے۔ آدھا گھنٹا ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ سوا تین بجے فلور جناب اکرام ربانی کو دے دیا جائے گا۔ (مداخلت) نہیں، ساڑھے تین تک ہاؤس کا وقت ہے۔ آخر انھوں نے بھی تو بات کرنی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی: وہ جتنا چاہے وقت لے لیں۔ چاہے وہ ایک منٹ میں ختم کر دیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ ساڑھے تین بجے انھیں دے دیں گے؟

چودھری پرویز الٰہی، (فاضل اراکین سے پوچھتے ہیں) ساڑھے تین تک' کیوں جی؟ ---انشاء اللہ پوری کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔ آپ کوئی commitment نہیں کریں گے؟ صرف میں commitment کروں گا۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب' ہم تو جو بھی commitment کرتے ہیں' وہ پوری کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' وہ بھی نئی روایات ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، پھر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک گھنٹا دیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں' ایک گھنٹا بہت زیادہ ہے۔ اتنے دوست نہیں ہیں۔ دو تین تو دوست ہیں۔ پانچ پانچ منٹ میں بات کر لیں۔

چودھری پرویز الٰہی، آپ پینتالیس منٹ دے دیجیے۔

جناب سپیکر، کیوں ضد کرتے ہیں؟ میں نے آدھے گھنٹے کا وقت دیا ہے۔ آدھے گھنٹے میں آپ ختم کریں۔ جناب سید ظفر علی شاہ صاحب۔ جناب اکرام ربانی صاحب! آدھے گھنٹے کے بعد آپ کھڑے ہو جائیے گا---آپ پہلے بات کرنا چاہتے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ، خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سپیکر، خان صاحب! آپ تقریر ہی کر لیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir, irrespective of the merits and demerits of law and order situation in the Province....

MR SPEAKER: Khanzada Sahib do you want to speak in English?

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Spaker Sir, I always speak English in the House.

MR SPEAKER: Then you will have to ask or permission to speak in English.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, there is no need of asking

for permission. It has already been provided in the rules, that members can speak in English also in the House. You may please allow me to speak in English.

MR SPEAKER: Now, that you asked for it and I allow you to speak in English. You may proceed.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Thank you Mr Speaker. Sir, irrespective of the merits and demerits...

(Interruption by Honble Members)

Please don't interrupt me. You have made your speeches. Now hear me also, please.

Mr Speaker Sir, irrespective of the merits and demerits of law and order in the Province of Punjab, I think enough has been said and much more would be said about the way the things are getting on in our country today. I don'ts want to blame the administration for badly deteriorating law and order situation in the country specially for the period this government remained in power to conduct elections. This is probably the law and order the country is facing and which is every day getting worse. The newspapers and the various examples quoted by our leaders are eye openers to this whole House. What really hurts me today is to see that the problem of law and order on which the existence and security of this country depends is being taken so lightly by the treasury benches. It really hurts me to see that when such an important problem is being discussed not a single officer responsible for the maintenance of law and order is present here to listen to us. As public

representatives it is our inherent right to bring before them our demands and what we observe. We as public representatives expect that all the law enforcing agencies and those who are responsible for law and order, and those who holds the reigns of government in their hands today should listen to us, and if we are wrong they should explain to us We admit where the mistakes are but they must also admit the circumstances under which the country is being run today. Sir, I know that I am speaking here to an empty House, but I expect from them who are sitting here to tell the people what is happening in this House. They are the defenders of law and order and they are the defenders of liberties.

I would appeal to them to bring out their cameras and take pictures of this empty House and let the people of this country appreciate what their representatives are doing They attach more importance to the postings and transfers of primary school teachers with the papers under their "baghal". They go round begging for transfer and they refuse to listen to this important subject of law and order. This session of the Assembly was requisitioned by the Members of the Opposition in order to highlight the difficulties faced by the public of the Province of Punjab.

Mr Speaker Sir, you were the Chief Minister of this Province and today you are the Speaker of this august House. Your predecessor Mian Manzoor Ahmad Wattoo has been the Speaker in this House and today, he is the Chief Minister and the Leader of this House. It really hurts me that the Chief Minister of this Province is not in a position to spare few minutes to come here and listen to us. Not only he should be here to listen to us but his

Ministers should also be present in the House. I don't know what prevents them. I don'ts know that invisible power have given them orders, that the treasury benches and the bureaucrats should desert the House and do not listen to us. I hope that our voice is not heard by them, but there is invisible Almighty who is listening to us and that Almighty surely will take notice of all that is being done. I don't lay blame on any individual, but I would certainly lay the blame on those who are so irresponsible, and lay the blame on those who even refuse, to listen to us. Mr Speaker Sir, they profess to be the followers of the Great Prophet Muhammad (Peace be upon him), but they should not run away.*****. Listen to us. Sir, I think you cannot even bear listen to me and that is why you are just running away. You are impatient to defend some body.

RANA IKRAM RABBANI: Point of order Sir. Sir, I apologise to interfere Mr Khanzada's speech, but when the honourable Speaker was leaving the Chair he said***. I would request your honour to expunge those remarks from the proceedings.

MR SPEAKER: I expunge those words from the proceedings.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I withdraw my words. But Sir, it is not for the leader who with his sarcastic smiles listening to the people responsible for maintaining law and order.

I would request him to recall the days when we used to listen to his speeches but today they cannot tolerate to hear a words from us. I appeal to

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

those in power, who rule this world that they should come forward to rescue the poor and the downtrodden people of the Islamic country. Mr Speaker Sir, nude women are being forced to parade the streets. You have listened to the Honourable Member from Jhang who said that in time of the Great prophet Muhammad (Peace be upon him) a non muslim lady came to him in a mosque bare headed. Rasul-i-Khuda (SAW) provided her his Chadar. Leave alone' the providing of a Chadar to a non muslim' by the greatest of the Prophets of the world, today we witness that in this Islamic country where 99.9 p.c. of the muslim population inhabit in different towns and villages, our beloved girls are being subjected to oppression. They are all his followers and all are his ghulams and yet we witness in different towns girls and women being paraded naked and the government does no take any notice of it at all What have youbeen upto? You may be very proud of it So was the Pharaoh and so were many other people and rulers who got the material power, but please don't forget that there is a power that comes and destroys. And when that power destroys it causes whole sale and widespread destruction of a country. Sir, in Qur'an you will see 'Qaum-e-Aad and Qaum-e-Lot, and so many other examples where the administrators paid no heed to the populace and insisted on defending injustices. Mr Speaker Sir, let us cast our mined back to that and take measures to allay the fears and the hazards through which some of our less fortunate people are being put through Sir, I don't want to deliver a long sermon, because I am neither a mullah nor I am a very highly educated person on some of these religious matters, but cartainly I have some sentiments as a Muslim to highlight my feelings personally although I know that my single

voice will prove a voice in the wilderness. One voice can change many things if it has the blessings of God, Who I am sure will come to our rescue. I appeal to the people who have the power, who have reigns in their hands to put the rail on even lines.

(At this stage Mr Deputy Speaker occupied the Chair)

Mr Speaker Sir, not a single official is present to take notes of our speeches except an S.P. Who is sitting here and listening to us he will probably report to some people who will not be able even to read it. You can see the negligence and the casualness with which our discussions are being treated just like my dear friend Mr Hayat who probably on personal matter is intending to leave, and Mr Ikram Rabbani is just waiting to see how he can condemn every thing and disown every thing that has been said by my comrades and by my friends here. Sir, as a protest against their casual attitude I am walking out of this Assembly and I hope my friends there will realive that my walk-out is against their casual attitude and the casual attitude of the government and their employees not listening to us. May God be, with you.

MR DEPUTY SPEAKER: He made his speech before the walk out. Mr Zafar Ali Shah.

(Time is extended till 3.30 p.m.)

جناب ڈپٹی سپیکر، خان زادہ صاحب اپنی تقریر کر کے جا رہے ہیں۔ اب ظفر علی شاہ صاحب تقریر کریں گے؛

سید ظفر علی شاہ، جی!

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ظفر علی شاہ صاحب! ٹائم ساڑھے تین بجے تک بڑھایا جاتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! معزز اراکین اسمبلی! آج کا یہ اجلاس جو

requisitioned اجلاس تھا اور جس میں پنجاب کے ٹریژری کو لاکھوں روپے کی تعداد میں ٹی اے' ڈی اے کی شکل میں نقصان پہنچا۔ اور لا اینڈ آرڈر کے مسئلے پر صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ کی بے حسی کو میں بار بار نہیں دہرانا چاہتا۔ اس کو جناب سپیکر نے' حزب اختلاف نے۔ حزب اقتدار کے ایک معزز منسٹر صاحب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور جناب سپیکر! میں اس بات کو بھی نہیں دہرانا چاہتا کہ ملک میں ان دو مہینوں کے اندر کتنے قتل ہوئے۔ کتنی high way robbery ہوئی ہمارے معزز لیڈر آف دی اپوزیشن نے اس پر بڑی تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ میں یہ بھی نہیں دہراؤں گا کہ اس دوران جیلوں میں بھی ہنگامے ہوئے۔ بختی خانوں کے بھی تالے ٹوٹے۔ کتنے لوگ ہتھکڑی سمیت قتل کر کے بھاگ کر چلے گئے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو کہ پہلے کہی جا چکی ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے جو بات کہنے کی' سننے کی' اور سمجھنے کی ہے میں اس کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کروں گا۔ پاکستان کے دستور میں یہ بات ہے کہ اگر کوئی صوبہ آئینی طور پر چلایا نہ جا سکے۔ چل نہ رہا ہو تو وہاں پر آئین میں گورنر راج جیسی پروویژن پائی جاتی ہے مگر چاروں صوبوں میں پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ پنجاب بدقسمت صوبہ ہے جو ابھی آئینی طور پر اپنی ڈگر پر چلا ہی نہیں تھا کہ یہاں پر پرنسپل ایڈوائزر راج قائم کر دیا گیا اور یہ وہ بنیادی وجہ ہے۔ اس سے پہلے بھی اس پر بات ہو چکی ہے مگر آج تک نہ ایوان اس طرف توجہ دے رہا ہے۔ نہ ہی حکومتی پارٹی اور نہ ہی اس حکومتی پارٹی کے وزیراعلیٰ' اور ابھی میرے ایک فاضل دوست فرما رہے تھے کہ پاکستان کی وزیراعظم نے یہ کہا ہے کہ۔۔۔

CH MUHAMMAD AFZAL SINDHU: Point of order, Article 260 of the constitution is very clear as regards the appointment of the Advisor of the Chief Minister.

سید ظفر علی شاہ، اب یہ بات لمبی ہو جائے گی۔ میں پہلے اس پر بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب بات سنیں۔ وہ آپ کی مرضی ہے آپ کر لیں۔ لیکن آپ کا اپنا ٹائم ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اس طرح میں facts کو disturb نہیں ہونے دوں گا۔ پورے آئین

میں میرے فاضل دوست یہ بتا دیں کہ پنجاب کے وزیراعلیٰ کو پنجاب میں اگر سوائے پنجاب کے رولز آف بزنس جو ہیں اس کی ایک سیکشن 6(8) ہے جس کے تحت پنجاب میں مشیر مقرر کیا جا سکتا ہے؟ مرکز میں تو پانچ مشیر مقرر کیے جا سکتے ہیں لیکن پنجاب میں کوئی ایڈوائزر مقرر نہیں کیا جا سکتا۔

چودھری محمد افضل سندھو: آپ یہ رول پڑھ لیں۔

سید ظفر علی شاہ: میں نے پڑھا ہے۔ اس لیے اس طرح facts کو disturb نہ کیا جائے۔ پنجاب میں مشیر مقرر کرنے کا دستور میں کسی جگہ پر کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس لیے میں کہہ رہا ہوں اور جہاں تک رولز آف بزنس پنجاب میں وزیراعلیٰ صاحب کو ایڈوائزر مقرر کرنے یا سپیشل اسسٹنٹ مقرر کرنے کے اختیارات دیے گئے ہیں۔ جس کی 1988ء میں amendment ہوئی تھی اور 6(A) کے تحت ان کو اختیار ہے اور اس میں بھی وہ اس کی محدود تنخواہ تک اور اس کے دائرہ اختیار تک کا تعین کر سکتے ہیں۔ وزیراعلیٰ کے اختیار' ہاؤس کا اختیار' وزیراعظم کے اختیارات' ان کے اختیارات کا تعین ہمارے آئین نے کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس لیے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس صوبے میں اقتدار کی بنیاد' جس صوبے میں اقتدار کی پہلی اینٹ غیر آئینی' غیر قانونی اور غیر اخلاقی طریقے سے رکھی جائے اس صوبے میں اگر کوئی شخص حزب اختلاف کا ہو یا حزب اقتدار کا یہ توقع رکھتا ہو کہ وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی گورنمنٹ ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ احمقوں کی جنت میں بستا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلاؤں گا کہ دو مہینے سے اوپر کا عرصہ گزر چکا ہے۔ جس طرح میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہاں پر پرسنل ایڈوائزر راج قائم ہے اور اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو پنجاب کے صوبے میں پنجاب کے ملازمین کی مختلف محکموں میں ساڑھے آٹھ لاکھ سے لے کر نو لاکھ تک کی تعداد ہے۔ اب نو لاکھ کے ملازمین کو کنٹرول کرنے کے لیے' ان کے day to day معاملات ٹھیک کرنے کے لیے ابھی تک صرف چار وزراء ہیں اور پھر لاء اینڈ آرڈر میں وزیراعظم صاحبہ کے آرڈر کی بات کر رہا ہوں کہ پاکستان کے صدر منتخب ہونے کے بعد پاکستان کی منتخب وزیراعظم صاحبہ نے اعلان کیا کہ تمام صوبوں اور وفاق میں---

CH MUHAMMAD AFZAL SINDU: Mr Speaker I want to insist on a

relevant point of order.

جناب ڈپٹی سپیکر، افضل صاحب' میری بات سنیں۔ یہ ان کا اپنا ایک نقطہ نظر ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا جو آپ نے پہلے بھی اٹھایا تھا اور اب بھی جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔ ان کو اپنی تقریر کرنے دیں جیسے بھی وہ کرتے ہیں۔ اگر آپ کو موقعہ ملے گا تو آپ یہ بات اس میں کر لیں۔ بڑی مہربانی آپ شروع کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! مہربانی یہ اجلاس کے بعد بے شک مجھ سے اس آئینی نکتہ پر بحث کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' ٹھیک ہے۔ پلیز آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! پاکستان کی وزیراعظم نے خوشی میں' میں اس آرڈر کی بات کر رہا ہوں چونکہ لا اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات ہو رہی ہے' حکم کی بات کر رہا ہوں کہ حکم کس کا؟ اور اس کی تفصیل کا اندازہ لگا لیں جس میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ وفاق میں اور صوبوں میں گریڈ ایک سے لے کر گریڈ 15 تک کے غریب مسکین ملازمین کو اس مہنگائی میں سات دن کی اضافی تنخواہ دی جائے گی۔ آج تک صوبہ پنجاب میں بالخصوص میں اس لیے بات کر رہا ہوں کیونکہ صوبہ پنجاب کے حوالے سے بات ہو رہی ہے کسی ایک غریب ملازم کو بھی سات دن کی اضافی تنخواہ دینا اس گورنمنٹ پارٹی کو اور اس ٹریژری بنچز کو گوارا نہ ہوئی اور پھر یہ اس مشینری سے اور اس میکانزم سے توقع رکھتے ہیں کہ پنجاب کے صوبے کا دارومدار امن سے چلے گا۔

جناب سپیکر! کس' کس کی بات کریں۔ کس کس واقعہ کی بات کریں۔ آج آپ کے سامنے لاہور کے جلنے کی بات ہو رہی تھی۔ پارلیمنٹ اسلام آباد میں پنجاب کا حصہ ہے وہاں پر بھی پنجاب کے قوانین لاگو ہیں وہ جل گئی کوئی پتہ نہ چلا اور وہی آگ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں پہنچ گئی اور یہ لوگ اب بھی اپنی آن بان پر ہیں۔ آپ جا کر دیکھیں تو یہ درخواستوں اور تبادلوں کے پیچھے لگے ہیں اور پھر جو مشینری' جن کے افسران اور جن کے وزیر اور ابھی آگ کے بارے میں تو آج ایک آدمی باہر یہ کہہ رہا تھا کہ بعض ممبر حضرات جنہوں نے ابھی دو چار دن کے بعد oath لینا ہے انہوں نے وزیر بننے کی خوشی میں وہاں دوکانوں پر آتش بازی dump کرا کر رکھی ہوئی تھی کیونکہ ان کو آتش بازی اور

مختلف بازیوں کا بڑا شوق ہے۔

جناب سپیکر! یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ اتنا سنجیدہ ہے۔ اتنے بڑے صوبے کا مسئلہ ہے کہ اگر اب بھی ٹریژری بنچز نے اس طرف توجہ نہ دی تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر اس صوبے کا امن و امان مزید تباہی کی طرف جائے گا اور کل جس طرف سپیکر صاحب توجہ دلا رہے تھے۔

جناب سپیکر! جس طرح کہ حکومتی جماعت کی بڑی جماعت کی بڑی لیڈر نے یہ کہا تھا اور سابقہ حکومت کے میاں نواز شریف کے دور کی بڑی تنقید کی جاتی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں اختلافات ہوں گے' سیاسی اختلافات ہوتے ہیں۔ امن عامہ کے حوالے سے' لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے' آج بھی اس دور کی میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے اور election manifesto میں اس بڑی جماعت کی بڑی لیڈر نے یہ کہا تھا کہ یہ جو ڈنگرو کنگرو عدالتیں ہیں' یہ جو سپیشل عدالتیں ہیں ان کو اب ختم کر دیں۔ آج ان میں کچھ سپیڈی کورٹس جہاں پر لوگوں کو فوری انصاف ملتا تھا اور وہ سپیڈی کورٹس کون سی جو بارہویں ترمیم کے ذریعے لائی گئی تھیں' جو اپنے پیچھے آئین کی طاقت رکھتی تھیں ان کو تو آج ختم کرنے کا اعلان کر دیا گیا مگر وہ دہشت گردی کی عدالتیں آج بھی انہوں نے بدستور رکھی ہوئی ہیں کیونکہ شاید وہ خود اس میں سے رہا ہو گئے ہیں اس لیے انہوں نے رکھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے انتظامی کارروائیوں کی یہاں پر بات ہوئی ہے۔ انہیں یہ تو خیال ہے کہ کس ضلع میں' کس تحصیل میں' کس گلی میں' کس محلے میں اور کس گھر میں ان کا مخالف ووٹر اور مخالف خیالات رکھنے والا آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ راولپنڈی میں شیخ رشید احمد ایم این اے کے بھائی کے خلاف قاتلانہ حملے اور کلاشنکوف کا جھوٹا پرچہ درج کرایا گیا کیونکہ وہ ان کے خلاف سچی بات کرتا ہے۔ راولپنڈی کے سابق میئر کے بیٹے کے خلاف جھوٹا فوج داری مقدمہ درج کرایا گیا اور جب ہم تفتیش کی بات کرتے ہیں۔ جب ملازموں کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو ابھی تک اس بات کی پڑی ہوئی ہے کہ ہم نے اپنا تبادلے' اپنی پوسٹیں secure کرنی ہیں۔ کسی کو اپنے آئی جی لگنے کی فکر ہے' کسی کو پکا سیکرٹری لگنے کی فکر ہے۔ کسی کو اے ایس آئی لگنے کی فکر ہے۔ کسی کو تحصیل دار لگنے کی فکر ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ دو اڑھائی

مہینے سوچنے کے لیے بڑے ہوتے ہیں۔ پتہ نہیں وہ فیصل صالح حیات صاحب نے سوچنا ہے یا میاں منظور وٹو صاحب نے سوچنا ہے۔ جس کسی نے بھی سوچنا ہے وہ سوچ کر ایک دفعہ فیصلہ کر لیں تاکہ اس صوبے کے انتظامی معاملات کسی ڈگر پر چل سکیں۔

سید ظفر علی شاہ، اور انتظامی مشینری اپنے آپ کو محفوظ سمجھ کر ان مظلوم لوگوں اور ان لوگوں کی جو چارہ جوئی کے لیے دن رات دھکے کھاتے ہیں ان کی چارہ جوئی کر سکیں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار محمد خان۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر' میں میو ہسپتال سے ابھی ہو کر آیا ہوں۔ آج میں ایوان میں موجود نہیں تھا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اس ایوان میں اس بات پر کافی بحث بھی ہوگئی ہے۔ ہمارے ایک معزز ممبر بابر خان کو گولی لگی۔ اور انہیں مغل پورہ کی طرف ایک پولیس کانسٹیبل نے گولی ماری۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس صوبے کے اندر آج جو کھیل کھیلا جا رہا ہے اور جس طرح ہر روز دن دہاڑے ڈاکے قتل و غارت' آتش زدگی' rape cases اور abduction کے واقعات ہوتے ہیں اور ان اسمبلیوں کو وجود میں آئے ہوئے دو ماہ بھی نہیں ہوئے کہ ہمارے معزز ممبر کو گولی ماری گئی۔ اس صوبے کے اندر لا قانونیت کا جو حال آج دیکھا جا رہا ہے پاکستان کی تاریخ میں اس بد ترین صورت حال کی مثال نہیں ملتی۔ اور خاص طور پر یہ پاور سٹرکچر میں جو دوہرا پن ہے یہ ہمیں تباہی کی طرف لے کر جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو گواہ بنا کر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج جو واقعہ ہوا ہے خدانخواستہ کل کوئی بہت بڑا حادثہ پیش آ سکتا ہے۔ براہ کرم آپ اس بات کا نوٹس لیں کہ اس صوبے کے اندر جو بد عملی ہے بے عملی ہے اور دو عملی ہے اس کی بیخ کنی ہونی چاہیے و گرنہ آنے والے دنوں اور مہینوں میں حاکم بدہن بہت بڑا حادثہ پیش آ سکتا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار محمد خان!

محمد سردار خان، جناب سپیکر! پہلے تو اپنے نام کے بارے میں آپ سے یہ عرض کر دوں کہ میرا نام محمد سردار خان ہے۔ اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ خواہش تو میری یہ تھی کہ آج جو باتیں میں نے اپنے علاقے کے بارے میں کہنی ہیں کیونکہ عرصہ تقریباً نو سال سے تحصیل منچن آباد کے عوام پر جو

ظلم ڈھائے گئے ہیں جو شخص اس وقت برسراقتدار تھا اس کے بارے میں' میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اگر انتظامیہ کے افسران اور خاص طور پر محکمہ پولیس اور محکمہ مال کے افسران آج تشریف فرما ہوتے تو زیادہ بہتر تھا۔ میں آواز ان تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ تحصیل منچن آباد ضلع بہاول نگر کی تحصیل ہے اور صوبہ پنجاب کی پسماندہ ترین تحصیلوں میں سے ایک تحصیل ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کے بارے میں' میں عرض کروں کہ اس تحصیل میں مسلسل نو سال سے ہمیں یہ مسئلہ در پیش رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو مسئلہ تھا وہ اب بھی جاری ہے۔ اللہ کرے کہ وہ اس اسمبلی کی مدت کے دوران پورا ہو جائے یا وہ ختم ہو جائے' وہ پانی کی قلت کا مسئلہ ہے۔ یہ ہماری بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ قانون نام کی کوئی چیز اس طرف سے گزری تک نہیں اور اگر کوئی اصرار کرے کہ نہیں وہاں کوئی قانون تھا تو پھر میں کہوں گا کہ وہ جنگل کا قانون نافذ تھا۔ ہمارے پیارے پاکستان کے مقدس آئین کی اس علاقے میں دھجیاں اڑائی گئیں۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی شبے کی بات نہیں ہے۔ لوگوں کی سوچوں پہ پہرے لگے ہوئے تھے۔ کسی بھی شخص کی عزت محفوظ نہ تھی۔ لوگوں کے سروں پر جو سفید پگڑیاں ہیں وہ تھانوں اور کچہریوں میں اچھالی جاتی تھیں۔ طرح طرح کے جھوٹے پرچے درج کیے جاتے تھے۔

جناب محمد افضل سندھو، جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں یہ کس دور کی بات کر رہے ہیں۔ الیکشن سے پہلے کی بات کر رہے ہیں یا بعد کی بات کر رہے ہیں۔

محمد سردار خان، میں اس معاملے میں جانا نہیں چاہتا تھا۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جو اس دور میں ظلم کرتے رہے وہ آج آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم ظلم سہہ رہے ہیں ہمیں پتا ہے۔ اس وقت بھی وہ ظلم کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں اور معزز رکن کو تقریر جاری رکھنے کا موقع دیں۔

محمد سردار خان، ملک صاحب نے ان کے سوال کی وضاحت کر دی ہے۔ میں کسی بھی شخص کے بارے میں کسی بھی معاملے میں پرسنل نہیں ہونا چاہتا۔ لیکن میں ان اجتماعی حالات و واقعات کی بات کر رہا ہوں جو ہمارے ساتھ وہاں گزرے ہیں اور جو اب دوبارہ شروع ہونے والے ہیں۔ جناب سپیکر! اللہ کے حکم سے میں جو باتیں کروں گا وہ سچ پہ مبنی ہوں گی۔ زمین کا اشتمال ہوتا ہے۔

جناب محمد افضل سندھو، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، معزز ممبر کو آزاد کرایا جائے جس طریقے سے ان کو پریشرائز کیا جا رہا ہے۔

محمد سردار خان، جناب سپیکر! میں کبھی بھی پریشرائز نہیں ہوا۔ جو میرے ایمان کی بات ہوتی ہے وہ میں کھڑا ہو کے کہہ دیتا ہوں۔ مجھے نہ کبھی پہلے کسی نے پریشرائز کیا ہے' اللہ تعالیٰ مجھے حفظ و امان میں رکھے اور نہ ہی وہ کسی کو توفیق دے کہ وہ مجھے پریشرائز کرے۔ زمین کی اختتال کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی بکھری ہوئی زمین ایک جگہ اکٹھی کر کے ان کی سہولت کے لیے دے دی جائے لیکن ہمارے علاقے کی بدقسمتی یہ رہی کہ اس کو اس طرح استعمال کیا گیا کہ جن لوگوں کی زمینیں الاٹ کی شکل میں اکٹھی ہوا کرتی تھیں ان کو بکھیر کے دریاؤں کے پیٹ میں ڈال دیا جاتا تھا یا پھر اس جگہ پہ ڈال دیا جاتا تھا کہ جہاں پر صدیوں سے جگہ بے آباد رہی ہے اور اب بھی غیر آباد ہے۔ اور وہ بھی اس انداز سے کہ زمین اپنے نام لے لی اور پھر پچھلی تاریخوں میں اختتال کے ریکارڈ پہ لا کے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ممبران کے ذہن میں ابہام ہے۔ آپ ذرا تفصیل سے بات کریں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' میں ان سے یہ کہنے گیا تھا اور شاید وہ سننے پہ مصر تھے۔ صرف چہرہ بدل گیا ہے۔ یہ ماضی قریب کی بات ہے۔ وہ جناب خادم حسین وٹو تھے اور غیر سرکاری طور پر منظور وٹو صاحب کے تمام اختیارات ان کے پاس تھے۔ ان کے کہنے سے ڈائریکٹو جاری ہوتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ میں بھی بہاول نگر سے ہوں' جو مقرر تقریر کر رہے ہیں وہ بھی بہاول نگر سے ہیں اور جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہے ہیں وہ بھی بہاول نگر سے ہیں۔

جناب محمد افضل سندھو، جناب والا! میرے دوست فرمانا یہ چاہ رہے تھے کہ پچھلے دو سال سے بہاول نگر میں جنگل کا قانون نافذ ہے۔ یہ تھوڑی سی کنجوسی کر گئے حالانکہ پورے پنجاب میں جنگل کا قانون نافذ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ 50,50 percent مسئلہ ہے۔

محمد سردار خان: جناب والا! میں حلقہ 225 سے منتخب ہو کر یہاں آیا ہوں۔ اور میری کوشش یہ ہے کہ میں اپنے حلقے تک ہی محدود رہ کے یہاں پر بات کروں کیونکہ ہم پہ جو مظالم ڈھائے گئے ہیں اور اس ایک شخص نے جو ہم پر ظلم کیے ہیں ان کی داستان بہت لمبی ہے۔ پہلے میں وہ مکمل کروں گا۔ اس شخص کا نام غلام حسین وٹو ہے۔

جناب محمد افضل سندھو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے پوائنٹ آف آرڈر پہ ایک چھوٹی سی بات کروں گا۔ میرا خیال ہے کہ میرا چھوٹا بھائی جن سے ہمارے بہت تعلقات ہیں۔ ان کے والد صاحب میرے بڑے قریبی دوست ہیں اور ان کے ہمارے خاندان سے بڑے دیرینہ مراسم ہیں کیا یہ اس بات سے انکار کریں گے کہ یہ اس دور کی بات کر رہے ہیں کہ جب نواز شریف صاحب اس صوبے کے وزیراعلیٰ تھے اور اس کے بعد جناب وائیں صاحب اس صوبے کے وزیراعلیٰ تھے۔ یہ حقائق ہیں جو اس ایوان کے سامنے آنے چاہییں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو میں نے پہلے کہہ دیا کہ 50,50 percent معاملات تھے۔

ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! آپ کے پیشرو جو یہاں تشریف رکھتے تھے انہوں نے ایوان کا وقت نصف گھنٹے بڑھایا تھا۔ اگر آپ ایوان کی کارروائی مزید جاری رکھنا چاہتے ہیں تو وقت کو مزید بڑھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چار بجے تک آدھا گھنٹا وقت اور بڑھاتا ہوں۔

محمد سردار خان: میری گزارش یہ ہے کہ یہاں ماشاء اللہ مجھے ہوئے مقرر تشریف فرما ہیں۔ میں ان میں سے ایک نہیں ہوں۔ برائے مہربانی مجھے اپنی تقریر مکمل کر لینے دیں۔ میں واقعی disturb ہوتا ہوں اور میری تقریر کا تسلسل متاثر ہوتا ہے۔ میں اپنے محترم ممبران کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں غلام حسین وٹو کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ میرا اور کسی پہ تنقید کرنے کا مقصد نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اشتمال کے بارے میں جو عدالتوں سے فیصلے ہوتے تھے ان فیصلوں کی نقول اڑھائی اڑھائی سال تک ہمارے علاقے میں نہیں پہنچتیں اور جو شریف زمین دار ہیں ان کو نہیں لینے دی جاتیں۔ یہ ظلم کی انتہا ہے۔ وہاں انتظامیہ بالکل لاچار ہے۔ میں اس وقت بھی کہتا رہا اور اب بھی کہوں گا کہ جو بے بس اور مجبور افسران ہوتے ہیں وہ ہماری ہی تحصیل میں تعینات کیے جاتے ہیں۔ چونکہ جب

ہم اپنے دکھ لے کر ان کے پاس انصاف کے لیے جاتے ہیں تو وہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ آپ لوگ حق پہ ہیں لیکن اپنی بے بسی اور مجبوری کا اظہار کرتے ہوئے ان کا ہمیشہ یہ فرمان ہوتا تھا کہ ہمیں اپنی نوکری اور اپنی کرسی کا آپ کو انصاف دینے سے زیادہ خیال ہے۔ جناب والا! میں مختصر عرض کروں کہ یہ حقیقت ہے کہ تحصیل منچن آباد کے عوام آٹھ نو سال مسلسل ظلم کی چکی تلے پستے رہے ہیں۔ میں اپنے دوستوں کی خدمت میں دوبارہ عرض کر رہا ہوں کہ غلام حسین وٹو کے کرتوت اجاگر کر کے آپ تک پہنچا رہا ہوں۔ گو آپ کو اس کے اعمالوں کا پہلے سے ہی علم ہے۔

جناب طارق بشیر چیمہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر' مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا زیر بحث ہے۔ جب مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا ہوگا تو اس آدمی کا ذکر ہوگا جو حاکم وقت تھا۔ آج جو ظلم ہو رہے ہیں وہ اس سے متعلق نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ جو آدمی اپنے آپ کا دفاع نہ کر سکے اس کا نام نہیں لینا چاہیے۔

جناب محمد سردار خان، میں نے نام لینے کی کوشش ہی نہیں کی تھی لیکن میرے محترم طارق چیمہ صاحب نے بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب محمد سردار خان، بہرحال 6 اور 9 تاریخ 1993ء میں جب عوام کو موقع ملتا ہے انہوں نے ووٹ کے ذریعے اپنی آزادی کا حق دوبارہ واپس چھین لیا۔ جناب سپیکر! ہم تو اس ایوان میں یہ عزم لے کر آئے ہیں کہ اپنے علاقے کے اندھیروں کو ہم دور کریں گے۔ جنہوں نے ہمیں اعتماد کا ووٹ دیا ہے تو ہم تعلیم اور صحت کے میدان میں ان کی خدمت کریں گے۔ جناب سپیکر! میرا تو یہ ایمان ہے کہ میں سب سے پہلے ان لوگوں کے لیے جو پینے کے پانی کو ترستے ہیں ایسے وسائل پیدا کروں کہ ان کو پینے کے لیے پانی میسر ہو۔ جناب سپیکر! ہمارے علاقے میں آج بھی ایسی جگہیں ہیں کہ جہاں بذریعہ ریل گاڑی دس یا پندرہ دن میں ایک یا دو ٹینکر بھر کر لائے جاتے ہیں اور سٹیشن پر لا کر اتار دیے جاتے ہیں وہاں پر عورتیں اور معصوم بچے انتظار میں ہوتے ہیں کہ گاڑی آئے گی اور وہاں سے ہمیں پانی ملے گا اور اس کے بعد وہ اپنے اپنے گھروں کو پانی لے کر جاتے ہیں۔ ہمارے علاقے کا یہ حال

ہے۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی شبے کی بات نہیں ہے۔ (آپ کی مرضی ہے ہمارے دکھڑے تو بہت سارے ہیں لیکن آپ شاید سننا پسند نہیں کریں گے) میں اپنی تقریر کو مختصر کیے دیتا ہوں۔ باقی جو ہمارے زخم ہیں وہ کسی اور وقت پہ اور کسی اور موقعے پر انشاء اللہ اسی پلیٹ فارم پر دکھاؤں گا۔ آج کے حالات یہ ہیں کہ وہی لوگ جو پہلے ظلم کیا کرتے تھے آج وہی لوگ برسراقتدار پارٹی ہیں۔ اور انہوں نے پرچوں کی دوبارہ دوکانداری شروع کر دی ہے۔ جناب سپیکر! میرے پاس یہ پانچ ایف آئی آر ہیں جو پچھلے چند دنوں میں کاٹی گئی ہیں۔ یہ ایک ثبوت ہے کہ جو میں نے باتیں کی ہیں کہ وہ لوگ اپنے کردار سے آج بھی باز نہیں آئے۔ میں تو صرف آپ سے یہی اپیل کرتا ہوں کہ ہماری تحصیل منچن آباد کے لوگ روتے اور ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے ہماری صرف عزت نفس بحال ہونی چاہیے۔ ہمیں کچہریوں اور تھانوں سے بچانا چاہیے۔ جناب سپیکر! ہر ایک کی عزت نفس محفوظ رکھنا یا محفوظ ہونا یہ ہمارا بنیادی حق ہے۔

جناب طارق بشیر چیمہ، ہمارے دوست فرما رہے ہیں کہ ہمیں ریلیف چاہیے۔ انشاء اللہ پچھلے آٹھ سال کی repeat history نہیں ہو گی۔ ان کو انصاف یقیناً ملا بھی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ان کو ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محمد سردار خان، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے میاں منظور احمد وٹو صاحب جو ہمارے وزیراعلیٰ ہیں ان کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے چند ایک شعر لکھ کر لایا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ میں بات ختم کریں۔

محمد سردار خان، میں اس سے پہلے ختم کیے دیتا ہوں۔

کتھے دھونس پولیس سرکار دی اے کتھے دھاندلی مال پٹوار دی اے
ایویں ہڈیاں وچ کچلے جان میری جیویں پھاہی وچ کونج کر لاوندی اے
مینوں شاہی نہیں چاہی دی رب میرے میں تے عزت دا نکر منگناں واں
مینوں تانگ نئیں محلاں ماڑیاں دی میں تے جیون لئی نکر منگناں واں

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا اکرام ربانی صاحب!

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! ابھی ہمارے تین ساتھی رہتے ہیں جنہوں نے بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات سنیں۔ پہلے میری بات سن لیں پھر جیسے آپ کہیں گے کر لیں گے۔ پہلے میری بات سن لیں پھر آپ پوائنٹ آف آرڈر کر لیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! ہمیں جو سزائیں دی جا رہی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اب پریس جا چکی ہے' ہم تقریر کرنا ہی نہیں چاہتے۔ ہم نے جو ظلم یہاں بتائے اگر وہ پریس میں نہیں آئیں گے تو ہمارے محسنوں کو کیا پتا چلے گا۔ مجھے کتنی دیر ہو گئی ہے کہتے کہتے۔ میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی آپ صبر تو کریں۔ میری بات سن لیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، آج اگر ہم بات کریں گے بھی تو وہ پریس میں نہیں آئے گی۔ اس کا فائدہ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجلاس کے اختتام کا وقت تین بجے تھا۔ آپ سپیکر صاحب سے چار بجے تک کا مطالبہ کر رہے تھے۔ سپیکر صاحب نے ساڑھے تین بجے تک وقت مقرر کیا تھا' آپ کی طرف سے یہی مطالبہ تھا کہ چار بجے تک کریں۔ تو جب سپیکر صاحب یہاں سے گئے تو انہوں نے مجھے یہی کہا تھا کہ آپ ساڑھے تین بجے فلور رانا اکرام ربانی صاحب کو دے دیں۔ میں نے اس کے باوجود بھی آپ کو پونے چار بجے تک اجازت دے دی۔ اب چونکہ میں نے چار بجے تک وقت میں اضافہ کیا ہے تو پندرہ منٹ میں بمشکل وہ conclude کریں گے۔ اگر آپ خواہش مند ہیں تو پھر کتنا اور وقت دیا جائے کیونکہ ان کو بھی تو پندرہ بیس منٹ لگیں گے۔ اب پونے چار بج چکے ہیں پرویز الہیٰ صاحب بتائیں کہ اور کون کون صاحب بات کریں گے۔ اور انھیں بھی پانچ پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ملیں گے۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب ایک تو ملک محمد عباس کھوکھر صاحب ہیں اور جھنگ سے ہمارے کاذی صاحب ہیں' ایس اے حمید صاحب' شوکت داؤد صاحب اور پانچویں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! آپ نے پہلے ایک آدمی کو 20 منٹ دے دیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری بات سنیں۔ وہ آدمی پہلی دفعہ بولا ہے اور پھر آپ ہی کی جماعت کا رکن ہے۔

چودھری پرویز الہیٰ، کوئی بات نہیں لیکن جناب تقریباً بیس منٹ پوائنٹ آف آرڈر پر ضائع ہو گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں آپ مجھے یہ بتائیں کہ پانچ آدمی ہیں اور اگر ہم ان کو پانچ پانچ منٹ بھی دیتے ہیں تو یہ 25 منٹ بن جائیں گے بلکہ درمیان میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر بھی آجاتا ہے لہذا آدھا گھنٹہ تو یہ ہو گیا۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر! ہماری طرف سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب آپ ایسا کریں کہ پانچ آدمیوں کی بجائے کم آدمی کریں۔ یعنی آپ تین آدمی کر لیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر! ہماری طرف سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جائے گا لہذا آپ مہربانی کریں۔ میں نے تو سپیکر صاحب سے درخواست کی تھی کہ ایک دن اور بڑھا لیں لیکن وہ نہیں مانے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم نے آپ کی ایک تحریک التوائے کار admit کی ہے اس پر بھی آپ کو دو گھنٹے ملیں گے۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب وہ تو صرف ایک واقعے کے بارے میں ہے۔ آپ برائے مہربانی رانا اکرام ربانی کو سوا چار بجے فلور دے دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا اتنی دیر تک ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ ہمارے سب ساتھی بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ کی ڈیمانڈ تھی کہ آپ کو چار بجے تک وقت دیا جائے یعنی آپ نے کہا تھا کہ ہاؤس کو ایک گھنٹے کے لیے extend کر دیں لہذا چار بجے تک تو ہو گیا ہے۔

چودھری پرویز الہیٰ، نہیں جناب والا! چار بجے تک ہم اپنی تقریریں ختم کر لیں گے یہی ہماری ڈیمانڈ تھی اور چار بجے کے بعد فلور رانا صاحب کو دے دیں گے لیکن ہمارے پندرہ منٹ ضائع ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ٹھیک ہے آپ کے کہنے کے مطابق میں آپ کو چار بجے تک وقت دیتا ہوں اس میں چاہے آپ کا ایک سپیکر بولے یا پانچ بولیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! براہ کرم آپ رانا صاحب کو سوا چار بجے فلور دے دینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو پھر رانا صاحب کے لیے وقت کیا رہ جائے گا؟

چودھری پرویز الٰہی، رانا صاحب پندرہ منٹ مزید بیٹھ لیں گے کیونکہ جب یہ اپوزیشن لیڈر تھے تو اس وقت بھی صرف یہی بیٹھا کرتے تھے اور ان کو عادت ہو گئی ہے بیٹھنے کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں وقت ساڑھے چار بجے تک بڑھاتا ہوں اور چودھری صاحب آپ کو سوا چار بجے تک اجازت ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، بڑی مہربانی جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ایس اے حمید صاحب آپ شروع کریں۔

جناب ایس۔اے حمید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! حکومت کی بنیادی ذمہ داری امن و امان کا قیام ہوتا ہے اور جو حکومت امن و امان کے قیام میں ناکام ہو جائے اسے حکومت چلانے اور حکومت کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے ضمنی بجٹ میں 90 کروڑ روپے کی رقم پولیس کے لیے رکھی تھی اور اس کے بعد 94-1993ء کے میزانیہ میں 197 کروڑ روپے کی رقم پولیس کی ٹریننگ کے لیے' اس کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے اور صوبے میں امن و امان کے قیام کے لیے' بہتر حالات پیدا کرنے کے لیے رکھی۔ اور یہ بات بھی صوبہ کے عوام کے لیے باعث تشویش تھی کہ صحت اور تعلیم کے شعبوں میں پچاس فیصدی کمی کر کے پولیس کے شعبے میں اتنی بڑی رقم مختص کی گئی۔ جناب سپیکر! وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ بات بڑے واضح الفاظ میں کہی تھی کہ "صوبے میں امن و امان کے قیام کے لیے ہمیں پولیس کو زیادہ سے زیادہ رقم مہیا کرنا ہے اس کے ساتھ انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ صوبے میں امن و امان کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے وہ کسی قسم کی کوئی کوتاہی برداشت نہیں کریں گے"۔ جناب والا! پولیس کو جدید خطوط پر استوار کرنے' ملازمین کے حالات کار بہتر بنانے' بہتر تربیت اور جدید اسلحہ و ساز و سامان مہیا کرنے کے لیے ایک بڑی رقم تقریباً 60 کروڑ روپے رکھی گئی لیکن صورت حال اس قدر خراب ہو چکی ہے کہ جرائم پیشہ گروہوں کو اس کا خوف ہی نہیں رہا اور جناب سپیکر! اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ گھروں' دکانوں' سڑکوں اور کاروبار کی جگہوں پر ڈکیتیاں عام ہو رہی ہیں۔ موبائل یونٹوں کی گشت کے باوجود شہری علاقے کھلی ڈکیتیوں کا شکار ہیں۔ اور جناب سپیکر! اتنی بڑی گرانٹ ملنے کے بعد پولیس افسران نے

صرف اپنی وردیوں کو چمکانا مقصود کر رکھا ہے۔ جرائم پر قابو پانے کے لیے اور عوام کی جان و مال کی حفاظت کے لیے کوئی عملی طور پر پیش رفت نہیں ہو رہی۔ جناب والا! اس وقت چادر اور چار دیواری کا تحفظ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ کسی کاروباری جگہ پر اور کسی شہر میں شاید ہی کوئی ایسی سڑک موجود ہو جہاں پر پولیس کے ناکے نہ ہوں لیکن ان ناکوں سے واردات کرنے والے لوگ تو فرار ہو جاتے ہیں البتہ شہری ان ناکوں پر عملے کے حسن سلوک کے شاکی نظر آتے ہیں۔ جناب سپیکر! آج اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر سال پولیس کو زیادہ سے زیادہ بجٹ دے کر مسلح کیا جا رہا ہے۔ اور ان کو جو سہولتیں دی جا رہی ہیں اس کے حساب سے اگر کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو جرائم کا گراف کم ہونے کی بجائے بڑھتا جا رہا ہے۔ ہم اس بات کے مخالف نہیں کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو سہولتیں نہ دی جائیں لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ وسائل کی کمی کے باوجود صوبے کے عوام نے پولیس کو جو مطلوبہ بلکہ اس سے بڑھ کر فنڈز دیے ہیں لہذا پولیس سیکورٹی کا نظام بھی بہتر بنائے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سید ظفر علی شاہ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین، ایس اے حمید صاحب آپ جاری رکھیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! حقیقت حال یہ ہے کہ پولیس عوام کو ڈاکوؤں کی سرگرمیوں سے محفوظ نہیں رکھ سکی البتہ خود عوام کے آئینی حقوق کو پامال کرنے کے لیے تھانوں میں ان کے ساتھ جو برا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اور ان کے حقوق کو جس طرح سے پامال کیا جا رہا ہے اس کی اطلاعات تواتر سے ہم روز اخبارات میں پڑھتے ہیں اور پولیس کا محکمہ خود معاشرے میں عمومی کرپشن، بعض اہل کاروں کی جرائم کی سرپرستی، اختیارات کا ناجائز استعمال جیسا جاگتا ثبوت ہے۔ اس کا نتیجہ جناب سپیکر! یہ نکلا ہے کہ پورا محکمہ انحطاط کا شکار ہو چکا ہے۔ جناب والا! افسوس ناک بات یہ ہے کہ پولیس آئے دن بے گناہ شہریوں کے ساتھ زیادتیاں کرتی ہے اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ پنجاب حکومت کی طرف سے فراخدلانہ مراعات کے باوجود۔۔۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، غلام عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم موجود نہیں ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! یہ طے ہوا تھا کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جائے گا اور کورم کی بھی بات نہیں ہو گی۔

جناب غلام عباس، چونکہ آپ نے اجلاس بلایا ہے اس لیے پہلے کورم تو پورا کریں۔

چودھری پرویز الٰہی، جی آپ نے کیا کہا؟

MR.CHAIRMAN: Mr.Ghulam Abbas Khan please no cross talks.

جناب غلام عباس، جناب والا! میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، غلام عباس صاحب! یہ بات جناب سپیکر صاحب اور دونوں دھڑوں کے درمیان طے ہو چکی تھی کہ کوئی point raise نہیں کیا جائے گا لیکن اگر آپ اسے insist کرتے ہیں تو یہ آپ کا right ہے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا میرا right ہے۔

جناب چیئرمین، بلاشبہ یہ آپ کا right ہے اور میں آپ کے right کو نہیں چھیڑ رہا بلکہ میں تو صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ کے وزیر صاحب بھی موجود ہیں ابھی انہوں نے بھی بات کرنی ہے سوا چار بجے۔ اگر آپ اپنے اس حق پر insist کرتے ہیں تو ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! کیا اگر ایوان میں کورم پورا نہ ہو تو ہاؤس چل سکتا ہے؟

جناب چیئرمین، غلام عباس صاحب اگر طے ہوا ہو تو اخلاقی لحاظ سے بات ہو سکتی ہے لیکن جہاں تک آپ کے point یا right کا تعلق ہے میں اسے تو تسلیم کر رہا ہوں۔

جناب غلام عباس، ٹھیک ہے آپ کورم دیکھ لیں اور کورم کے حساب سے چلیں۔

جناب چیئرمین، سیکرٹری صاحب (سیکرٹری اسمبلی) گنتی کرائی جائے۔

(گنتی کی گئی)

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! اگر انہیں کورم پر اعتراض ہے تو آپ اسے pending کر دیں اور بحث کو کل یا پرسوں تک لے جائیں۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں میں عرض کرتا ہوں۔ چونکہ ایک معزز رکن

جناب غلام عباس صاحب نے point out کیا ہے کہ ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔ کورم کے لیے گنتی کرائی گئی ہے اور کورم نہیں ہے اب اس اجلاس کو اسی صورت میں جس صورت میں یہ ختم کیا جا رہا ہے' اسی صورت میں' انہی حالات میں' اسی بحث کی اجازت دیتے ہوئے دوبارہ جو ہے وہ۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! چونکہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے لہذا پرسوں کا پورا دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لیے رکھ لیں۔

جناب چیئرمین، چونکہ کورم مکمل نہیں ہے۔۔۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، جناب والا! آپ بحث ہونے دیں۔

جناب چیئرمین، ربانی صاحب with due respect چونکہ یہ بات اب ریکارڈ پر آ چکی ہے اس لیے یہ مناسب اور اچھا نہیں لگتا لہذا لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر ہی کل۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! پورا دن رکھ لیں۔

جناب چیئرمین، نہیں پورا دن نہیں۔ لہذا کل لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر' اسی مسئلے پر جس پر بحث ہو رہی ہے اس کے لیے مزید دو گھنٹے مقرر کیے جاتے ہیں اب ہاؤس برخاست کیا جاتا ہے اور یہ دو گھنٹے مقرر کیے جاتے ہیں اب ہاؤس برخاست کیا جاتا ہے اور یہ دو گھنٹے کل کی کارروائی سے دیے جائیں۔

وزیر صحت، جناب والا! کل کے اجلاس کا وقت تو announce کر دیں۔

جناب چیئرمین، کل کا باقاعدہ اجلاس صبح 10.00 بجے ہو گا۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

منگل، 21 دسمبر 1993ء

(سہ شنبہ 7 رجب المرجب 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر، لاہور میں سوا دس بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم O

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ
إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾
لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۚ
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ﴿١٤٨﴾ إِنْ تُبْدُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا
عَنْ سُوْٓءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ﴿١٤٩﴾

سورۃ النساء آیات 147 تا 149

اگر تم (اللہ کے) شکر گزار ہو اور (اس پر) ایمان لے آؤ تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور اللہ تو قدر شناس (اور) دانا ہے۔ اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو اعلانیہ برا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو اور اللہ (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔ اگر تم لوگ بھلائی کھلم کھلا کرو گے یا چھپا کر یا برائی سے درگزر کرو گے تو اللہ بھی معاف کرنے والا (اور) صاحب قدرت ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ **جناب آفتاب احمد خان**۔۔۔۔۔۔

محکمہ صحت میں ملازمین کی تفصیلات

*128- **جناب آفتاب احمد خان**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جون 1993ء سے 10 اکتوبر 1993ء کے دوران محکمہ صحت اور اس کے ذیلی اداروں میں کل کتنے ملازم کس کس حیثیت میں کس کس تاریخ اور کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے بھرتی کیے گئے ایسے تمام ملازمین کے مکمل نام و پتہ جات تعلیمی معیار تاریخ تقرری سے تاریخ تعیناتی اور موجودہ جگہ تعیناتی سمیت مکمل تفصیلات الگ الگ ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران جو افراد بھرتی کیے گئے ان میں سے کتنے افراد بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن اور دیگر کن کن اداروں کی سفارشات پر بھرتی کیے گئے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، یکم جون 1993ء تا 10 اکتوبر 1993ء تک کی گئی تقرریوں اور درخواست دہندگان کی جامع تفصیلات تیار کرنا ایک وقت طلب کام ہے جس کے لیے مزید مہلت درکار ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا یہ پنجاب اسمبلی رولز آف پروسیجر 1973ء کے مطابق چلتی ہے۔ یہ جو میں نے سوال دیا تھا یہ رول 36 کے تحت سوال ہوا۔ اور رول 39 کے تحت اس کی ایڈمشن ہوئی۔ ایڈمشن کے بعد اب میرا یہ جو سوال ہے یہ مجھے ملا' اور اس میں واضح ہے کہ مندرجہ بالا سوال کے جواب کی متعلقہ وزیر سے منظور شدہ کی 10 عدد نقول اردو ٹائپ شدہ سوالات موصول ہونے کی تاریخ سے آٹھ یوم تک سیکرٹریٹ ہذا میں لازمی پہنچا دی جائیں۔

خان زادہ تاج محمد، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔ جی۔

جناب آفتاب احمد خان، بصورت دیگر اسمبلی کے اجلاس کے دوران آپ کے محکمہ سے متعلق سوالات کے لیے مقرر شدہ یوم سے دو روز قبل جواب کی پانچ سو نقول مہیا کرنی ہوں گی۔ جناب والا! اس کا جواب آنا ضروری ہے۔ میرا سوال کوئی اتنا لمبا نہیں تھا صرف یہ تھا کہ چار ماہ دس دن میں محکمہ صحت نے

کتنے ملازمین بھرتی کیے ہیں؟ میں بتاتا ہوں کہ vigilance کمیٹی کی وجہ سے اور اس vigilance کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق اس میں بڑی بے قاعدگیاں اور بے ضابطگیاں تھیں، وہ چھپانے کے لیے اس کمیٹی کی رپورٹ کو شق کر دیا گیا۔ اور یہ دانستہ طور پر بیوروکریٹس کا ایک طریقہ کار ہے کہ حکومت کو چلانے کے لیے رکاوٹیں پیدا کی جائیں۔ اور اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پہ تقریر نہیں کی جا سکتی۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! یہ میرا بڑا اہم سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ تقریر کر چکے ہیں، میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو جائز قرار دیتا ہوں۔ وزیرصحت صاحب آپ اپنے محکمہ کو آئندہ ہدایت کریں کہ اس طرح کی بات نہ کریں۔ انہوں نے یکم جون 1993ء تا 10 اکتوبر 1993ء تک کی تفصیلات مانگی ہیں کوئی خاص زیادہ پریڈ بھی نہیں ہے۔ آپ تو حزب اختلاف کے لیڈر بھی رہے ہیں اور آپ کو یہ سب پتہ ہے میرے خیال میں آپ ان کو defend نہیں کریں گے بلکہ ان کو کنٹرول کریں گے۔

وزیرصحت، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس کو defend نہیں کر رہا۔ لیکن معزز رکن نے جو یہ کہا ہے کہ جو پوسٹیں ہیں ان کو چھپانے کے لیے، جناب والا! وہ تو میرے قابل احترام ساتھی بھی ہیں اور اس فلور پر پوچھنے کے مجاز ہیں۔ اس پر باقاعدہ ایک کمیٹی بن چکی ہے جو نہ صرف یہ ساری بلکہ اس سے پہلے بھی کہیں رولز کو violate کر کے اگر کسی شخص کو promote بھی کیا گیا ہو جو اس کا حق دار نہیں تھا ان سب کو remove کر کے معاملات کو درست کیا جائے گا۔ ان کو یہ شک ہے کہ یہ اس لیے کیا گیا ہے تو ان کو یہ شک مٹا دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے observation دی ہے اور یہ observation یہی ہے کہ یہ کوئی اتنا لمبا مسئلہ نہیں ہے۔ آئندہ آپ ان کو ہدایات کریں کہ وہ اس طرح سے فاضل اراکین کے سوالوں سے پہلو تہی نہ کریں۔

وزیرصحت، جی بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! آج کے جو سوالات ہیں ان میں سے چھ سوالوں کے جوابات

موصول نہیں ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب اس پہ بات آئے گی تو کرلیں گے۔ یہ تو میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست تسلیم کیا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، شکریہ جناب، مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خان زادہ صاحب۔۔۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, although I would not like to disturb the proceedings of the House but we have come to such a difficult state of affairs when the Assembly is being presided over by the Deputy Speaker and there are only 6-7 members in the House. I strongly object to this state of affairs and point out that there is no quorum. In future also, if there is no quorum, I will be the first man to point it out. It is your duty to see that quorum is there before the proceedings start. It also happened yesterday when there were only three members sitting on the Treasury Benches and there were no officials.. ...

جناب ڈپٹی سپیکر، خان زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے نوٹ کیا ہے۔ میں اس پر بتانا چاہتا ہوں کہ دس بجے کے لیے۔۔۔

جناب تاج محمد خان زادہ، میں کہتا ہوں کہ کورم نہیں ہے، گنتی کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو آپ نے کہا ہے کہ ڈپٹی سپیکر preside کر رہے ہیں وہ آپ کو clear کرنا چاہتا ہوں۔ دس بجے تک کے لیے اجلاس ملتوی تھا۔ دس بجے سپیکر کرسی کو at the appropriate time occupy کرتا ہے۔ دس بجے کے بعد دس بج کر پانچ منٹ پر بھی وہ کرسی occupy کر سکتا ہے۔ میں دس بج کر پچیس منٹ پر آیا ہوں تو اب ہاؤس کی کارروائی شروع ہوئی ہے۔ اگر کوئی نشان دہی نہ کرے۔

جناب تاج محمد خان زادہ، میں نے نشان دہی کر دی ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب آپ نے نشان دہی کر دی ہے۔ یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا۔ تو آپ گنتی کریں آیا کورم ہے یا نہیں؟

گنتی کی گئی--- کورم نہیں ہے' پانچ منٹ کے لیے گھنٹی بجا ئی جائے--- گھنٹی بجائی گئی---پانچ منٹ ہوگئے ہیں' دوبارہ گنتی کی جائے--- گنتی کی گئی---ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ میں ہاؤس کو بیس منٹ کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

(دس بج کر اڑتیس منٹ پر اجلاس کی کارروائی کورم نہ ہونے کے باعث بیس منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(گیارہ بجے جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، بیس منٹ ہوگئے ہیں۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔ آیا ایوان میں کورم ہے یا نہیں۔

(گنتی کی گئی۔ ایوان میں کل 31 ممبر حضرات تشریف فرما تھے)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایوان میں صرف 31 ممبر حضرات موجود ہیں اور کورم پورا نہیں ہے۔ اب اجلاس کل مورخہ 22 دسمبر 1993 ، دس بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

بدھ' 22- دسمبر 1993ء

(چہار شنبہ 8- رجب المرجب 1444ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح دس بج کر پندرہ منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر' میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ
اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٤٥﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ
فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٤٦﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ
رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤٧﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ
يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ
دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ
دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٩﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ
وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ ۩

سورۃ النحل آیات 45 تا 50

کیا جو لوگ بُری بُری چالیں چلتے ہیں اس بات سے بے خوف ہیں کہ خدا ان کو زمین میں دھنسا دے یا (ایسی طرف سے) ان پر عذاب آ جائے جہاں سے ان کو خبر ہی نہ ہوo یا ان کو چلتے پھرتے پکڑ لے وہ (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتےo یا جب ان کو عذاب کا ڈر پیدا ہو گیا ہو تو ان کو پکڑ لے بے شک تمھارا پروردگار بہت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہےo کیا ان لوگوں نے خدا کی مخلوقات میں سے ایسی چیزیں نہیں دیکھیں جن کے سائے دائیں سے (بائیں کو) اور بائیں سے (دائیں کو) لوٹتے رہتے ہیں (یعنی) خدا کے آگے عاجز ہو کر سجدے میں پڑے رہتے ہیںo اور تمام جاندار جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب خدا کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے بھی اور وہ ذرا غرور نہیں کرتےo اور اپنے پروردگار سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں۔ اور جو ان کو ارشاد ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیںo

وما علینا الا البلاغo

پوائنٹ آف آرڈر

حکومت پنجاب کے متعلقہ افسران کی آفیسرز گیلری میں موجودگی

جناب محمد ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس اجلاس میں پچھلے چند دنوں سے آفیسرز گیلری میں چند ایک معزز افسران کے علاوہ کوئی یہاں موجود نہیں ہوتا۔ جب کہ یہ اجلاس اپوزیشن کی طرف سے ریکوزیشن کیا گیا ہے اور ایک بہت اہم نکتے پر یعنی امن عامہ جیسے اہم معاملے پر بحث ہوتی رہی ہے اسی اجلاس میں بیوروکریسی کے سینئر آفیسرز کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔ میں اسی سلسلے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ یہاں پر آپ بھی آ گئے ہیں، معزز ممبران بھی آ گئے ہیں کیا ان افسران کا وقت پر آنا ضروری نہیں ہے؟ وہ آئیں اور گیلری میں بیٹھ کر مشاہدہ کریں اور ایوان میں جو تجاویز پیش کی جائیں ان پر عمل درآمد کریں۔ کیا بیورو کریسی کو پابند نہیں کیا جا سکتا کہ وہ یہاں آ کر اس ضرورت کو پورا کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ پوائنٹ کل بھی اپوزیشن کی طرف سے اٹھایا گیا تھا اور میں نے اس پر رولنگ بھی دے دی تھی اور آج بھی میں رولنگ دیتا ہوں کہ جب امن عامہ پر بحث ہو تو ہمارے جو انتظامیہ کے افراد کو یہاں پر لازمی موجود ہونا چاہیے۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر، سوال نمبر 5 راجہ جاوید اخلاص کا ہے۔

راجہ جاوید اخلاص، سوال نمبر 5۔

کھاریاں میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*5۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر زراعت نشان زدہ سوال نمبر 1232 جس کا جواب ایوان میں 14 فروری 1993ء کو دیا گیا تھا کہ حوالہ سے ازراہ کرم بیان کریں گے کہ۔

(الف) کھاریاں تحصیل میں محکمہ نے کس کس جگہ ٹیسٹ بور کیے اور بور پر کتنی لاگت آئی ہر جگہ کا نام اور زمین دار کا نام بھی بتایا جائے۔

(ب) اصلاح آبپاشی پروگرام کے تحت اس سال کھاریاں تحصیل میں کس کس جگہ ٹیوب ویل لگائے جانے کا پروگرام ہے۔

(ج) کیا محکمہ ڈنگہ رسول پور، پھالیہ، چوکالیاں کے علاقے میں جہاں پانی ناقص ہے کہ رقبہ کو آباد کرنے کے لیے کوئی سکیم تیار کر رہا ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت(مخدوم الطاف احمد)۔

(الف) کھاریاں تحصیل میں محکمہ زراعت کے شعبہ زرعی انجینئرنگ نے 91-1990ء تا 93-1992ء میں 111 ٹسٹ بور کیے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اصلاح آبپاشی پروگرام کے تحت ٹیوب ویل لگانا شعبہ اصلاح آبپاشی کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔

(ج) محکمہ زراعت ناقص پانی والے علاقوں کو آباد کرنے کے لیے کوئی سکیم تیار نہیں کر رہا۔ تاہم محکمہ زراعت کا شعبہ زرعی انجنیئرنگ، ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لیے ڈرلنگ کی سہولت رعایتی نرخوں پر فراہم کرتا ہے اور ڈیزل ٹیوب ویل کی تنصیب کے لیے سب سڈی بھی فراہم کرتا ہے۔ خواہشمند زمیندار ڈرلنگ کی سہولت حاصل کر کے اپنے رقبہ کو آباد کر سکتے ہیں۔ زیادہ گہرے اور ناقص پانی والے علاقوں خصوصاً ضلع گجرات بشمول ڈنگہ رسول پور تحصیل کھاریاں اور ضلع سرگودھا کی ترقی کے لیے شعبہ زرعی انجنیئرنگ نے ایک سکیم تیار کی ہے۔ جس کے تحت دریائے جہلم اور دریائے چناب کے درمیانی علاقہ یعنی رچ دوآب میں زیر زمین زمینی خاصیتوں کی تحقیق اور پانی کے وسائل کی تلاش کے امکانات معلوم کیے جائیں گے۔ یہ سکیم منظوری کے لیے حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔ اس سکیم کے تحت درآمدہ آلات کی مدد سے زیر زمین پانی کی تلاش بھی ممکن ہو سکے گی۔

اسی کے علاوہ اصلاح آبپاشی پروگرام جو سال 77-1976ء سے صوبہ پنجاب کے نہری اضلاع میں جاری تھا۔ اسی سال 92-1991ء سے صوبہ کے بارانی اضلاع تک بھی وسیع کر دیا گیا ہے۔ جس میں تحصیل کھاریاں بھی شامل ہے۔ اصلاح آب پاشی پروگرام کے تحت

تحصیل کھاریاں میں اب تک مندرجہ ذیل کام مکمل کیے جا چکے ہیں۔

اہداف برائے سال 94-1993ء

1۔	اصلاح کردہ نہری کھالا جات	17 عدد	15 عدد
2۔	اصلاح کردہ ٹیوب ویلوں کے کھالا جات	12 عدد	10 عدد
3۔	تعمیر کردہ پختہ سٹوریج ٹینک	7 عدد	8 عدد
4۔	ہموار کردہ زمین	165 ایکڑ	160 ایکڑ
5۔	کاشت کاروں کو فراہم کردہ سپر نکر	22 عدد	10 عدد
6۔	اصلاح آبپاشی کے جدید طریقوں کی تربیت پانے والے افراد	45 عدد	50 عدد

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کسی فاضل رکن نے اس پر ضمنی سوال کرنا ہے؟ جناب محمد بشارت راجہ۔

جناب محمد بشارت راجہ، سوال نمبر 23۔

ملازمین کے تبادلوں کی تفصیل

*23۔ جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

18 مئی 1992ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ زراعت اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ 20 تک کے کتنے ملازمین کا تبادلہ کیا گیا۔ تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کا ہر اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی کیا تھا۔ ہر ملازم کا نام عہدہ اور جگہ تعیناتی الگ الگ بیان کی جائے اور ہر ملازم نے ٹرانسفر کے سلسلے میں کتنا ٹی اے، ڈی اے وصول کیا اور محکمہ کو دیگر کتنے متفرق اخراجات برداشت کرنا پڑے۔

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد)۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ زراعت اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ 20 تک 1037 ملازمین کا تبادلہ کیا گیا۔

تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کے نام، عہدہ، ہر اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی اور وصول شدہ رقم برائے ٹی اے ڈی اے کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ملک سلیم اقبال ، عرصہ تعیناتی اور وصول شدہ رقم برائے ٹی اے/ڈی اے کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ممکن نہیں ہو سکتا ہے کہ اگر میں ضمنی سوال کرنا چاہوں تو پہلے ایوان کی میز پر جاؤں۔ وہاں سے تفصیل پڑھوں اس کے بعد اپنی سیٹ پہ آ کے میں ضمنی سوال کروں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ جو تمام تفصیل ہے وہ یہاں پر لف ہو تاکہ ہمارے لیے آسانی ہو اور ہم اس پر ضمنی سوالات کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! اصل میں بات یہ ہے کہ جوابات بڑے لمبے ہوتے ہیں اگر ایک ممبر کو تفصیلات دی جائیں تو پھر تمام ممبران کو متداول کرنی پڑیں گی۔ آپ بھی اس سے پہلے معزز وزیر رہے ہیں۔ تو میرے خیال میں ہر ممبر کو یہ ساری تفصیل بہم پہنچانی بڑی ناممکن سی بات ہے۔ اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ جو interested اراکین ہوتے ہیں وہ میز پہ آ کر consult کر لیتے ہیں۔ یہ possible نہیں ہے۔

ملک سلیم اقبال، جناب والا! جبکہ سوالات کے جوابات ابھی ہو رہے ہیں اور تفصیلات ایوان کی میز پہ رکھی جا چکی ہیں تو کیا اب میں اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہوں تو پہلے وہاں جاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں یہ ہوتا ہے کہ یہ آپ کو ایک دن پہلے circulate ہوتے ہیں۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! جن ملازمین کے تبادلے ہوئے ہیں ان کا عہدہ اور نام' یہ 1037 ہیں۔ یہ تفصیل تو بہت طویل ہو جائے گی۔ ویسے میں اپنے بھائی کی معلومات کے لیے ان کو اتنا عرض کیے دیتا ہوں کہ ان پر ٹی اے /ڈی اے کا خرچ کتنا ہوا ہے؟ یہ معلومات میں ان کے ذہن تک پہنچا دیتا ہوں۔ اس پر ٹی۔اے / ڈی۔اے کی مد میں 29 ہزار ایک سو دو روپے خرچ ہوئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، ضمنی سوال۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شوکت داؤد۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! یہ 18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء کا جو عرصہ بتایا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں اکثر تبادلے ایسے ہوئے ہیں جو الیکشن کو شفاف بنانے کے لیے کیے ہیں تو کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے۔ جو الیکشن کو شفاف بنانے کے لیے تبادلے کیے

گئے تھے ان کے تحت اس طرح دور دراز علاقوں میں لوگوں کو بھیج دیا گیا تھا۔ میں اس بحث میں نہیں پڑوں گا کہ ان کو نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ان کو ان کے گھروں کے نزدیک ٹرانسفر کریں گے دوبارہ' اگر ہاں تو کب تک ارادہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر موصوف۔۔۔۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! یہ بحث کی بات نہیں ہے ہم اس وقت سوالات پوچھ رہے ہیں اور ان کا جواب دے رہے ہیں۔ تو جو سوال پوچھا گیا ہے یہ سوال اس سے متعلقہ نہیں ہے۔

سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ کتنے لوگوں کا تبادلہ ہوا ہے ان کا عہدہ کتنا ہی اور انہیں ٹی۔اے / ڈی۔اے کتنا دیا گیا ہے۔ انہیں واپس لے جانے کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ تو میں اس سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔ بہرحال میں اس سلسلے میں اتنا ضرور عرض کر سکتا ہوں کہ یہ Government Policy Matter ہے جیسے وہ فیصلہ کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مطلب یہ ہے کہ ابھی پالیسی بنی نہیں ہے۔

وزیر زراعت، نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بیٹھیں شکریہ! بس اب ضمنی سوال کریں اور ضمنی سوال پہ بحث در بحث نہیں ہوتی۔ میں نے ان سے پوچھا ہے کہ ابھی پالیسی نہیں بنی تو انہوں نے کہا ہے کہ ابھی نہیں بنی۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں جی! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب وزیر موصوف نے یہ جو جواب دیا ہے کہ "میں پابند نہیں ہوں" ۔ کیا یہ لہجہ درست ہے۔ کہ اسمبلی میں اگر کوئی سوال پوچھا جائے یہ اس کے جواب میں یہ کہہ دیں کہ میں اس کا پابند نہیں ہوں۔ کیا یہ درست ہے کہ اس کو اس انداز میں لیا جائے۔ میں نے ایک ضمنی سوال پوچھا ہے جو اس سے متعلقہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ 13 مئی سے 15 اکتوبر تک جو ٹرانسفر کیے گئے تھے وہ الیکشن کی وجہ سے ہی اتنی بڑی تعداد میں ٹرانسفر کیے گئے تھے یہ ایک حقیقت ہے اور میں نے اس لحاظ سے یہ پوچھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس کا اچھی طرح سے جواب دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں اس کا پابند نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی مخدوم صاحب! اب آپ کیا بات کریں گے؟

وزیر زراعت. میں پابند صرف اس سوال کا ہوں جو یہاں پوچھا جائے یہ سوال ایک جنرل قسم کا پوچھا گیا تھا اس کا اس سے تعلق تو بنتا ہے لیکن یہ تو ایسے ہیں کہ میں ویسے ہی پوچھ لوں کہ جناب یہ حکومت کیسے چل رہی ہے تو یہ ایک سوال جو ہے یہ پوری حکومت پہ محیط ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. یعنی اس پر وہ fresh نوٹس دیں یعنی تازہ سوال دیں تو اس پر بات ہو سکتی ہے۔

وزیر زراعت. جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. آگے کوئی اور ضمنی سوال---

چودھری غلام احمد خان. میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بتانا مناسب سمجھیں گے کہ 19 نومبر سے لے کر آج تک ان لوگوں میں سے کچھ لوگوں کے تبادلے واپس ہوئے ہیں؟ اگر ہوئے ہیں تو کن وجوہات کی بنیاد پر ہوئے ہیں۔ کیا پالیسی طے ہو چکی ہے یا پالیسی کے بغیر وہ تبادلے ہوئے ہیں؟

وزیر زراعت. جناب والا! حقیقت تو یہ ہے کہ یہ تبادلے تھوڑے بہت تو کیے جا رہے ہیں اور تبادلے بھی میرے ان بھائیوں کے کہنے پر ہی کیے جا رہے ہیں اور اس بنیاد پر کیے جا رہے ہیں جو حکومت کی پالیسی ہے۔ بہرحال یہ 30 ہزار تبادلے جو interim گورنمنٹ کے دوران ہوئے تھے۔ ان کو یک دم reverse کرنا بھی ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ان کو آہستہ آہستہ reverse کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ان بھائیوں کے تعاون کے ساتھ ٹرانسفرز اور پوسٹنگ کے بارے میں بھی ایک مربوط پالیسی طے ہو جائے' بن جائے اور اس سے آگے عمل درآمد ہوتا رہے۔

چودھری شوکت داؤد. ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کچھ ٹرانسفر کیے جا رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ ایک طرف تو حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ ٹرانسفرز پر بین ہے۔ بلکہ ذاتی طور پر بھی میں نے کل ایک منسٹر صاحب سے آرڈرز کروائے تو اس پر انہوں نے لکھا ہے کہ after ban تو کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ ٹرانسفر پر بین ہے یا نہیں ہے؟ میں تو صرف یہ پوچھنا

چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں انہوں نے ابھی بالکل واضح طور پر بتایا ہے کہ ابھی کچھ تبادلے administrative ground پر ہوئے ہیں لیکن کلی طور پہ نہیں۔ لیکن ہمارے ذہن میں یہ بھی ہے کہ جو بھائی دور دراز گئے ہوئے ہیں ہم کوشش کریں گے لیکن اس طرح سے نہیں کہ جس طرح یک دم نگران گورنمنٹ نے کیا ہے۔ انہوں نے واضح کر دیا ہے۔ کوئی اور ضمنی سوال۔۔۔ آگے سوال ہے محمد بشارت راجہ۔

جناب محمد بشارت راجہ، سوال نمبر 36۔

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*36 جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ زراعت اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے 15 تک کے کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا بھرتی کا طریقہ کار کیا تھا اگر میرٹ پر بھرت کی گئی تو میرٹ لسٹ تیار کرنے والے محکمہ کے افسران کے نام اور عہدہ کیا ہیں کتنے آدمیوں نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں ان کے نام بھی بتائے جائیں۔ انٹرویو کے لیے کتنے امیدواروں کو کال کیا گیا جن افراد کو ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا ان افراد کے نام پتہ اور دیگر کوائف فراہم کیے جائیں؟

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد)،

18 مئی 1993ء تا 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ زراعت اور اس کے ذیلی اداروں میں 934 ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔ فہرست تفصیلات طریقہ کار بھرتی میرٹ تیار کرنے والے افسران کے نام عہدہ، مختلف اسامیوں پر درخواست دینے والوں کے نام اور ان اسامیوں پر تعینات کیے گئے افراد کے نام پتہ جات و دیگر کوائف، ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟۔۔۔ اگلا سوال نمبر 68۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، سوال نمبر 68۔

مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کے اخراجات کی تفصیل

*68۔جناب محمد ظہیر الدین خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کی عمارات کی مرمت و توسیع پر مالی سال 88-1987ء سے 94-1993ء کے عرصہ کے دوران کل کتنے اخراجات آئے اور کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم پر۔

(ب) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کے چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر و دیگر کن کن افسران و عملہ نے کن کن مقامات پر متذکرہ سالوں کے دوران سرکاری طور پر سفر کیا اور انہوں نے کتنی کتنی مالیت کے ٹی اے، ڈی۔اے وصول کیے۔ تفصیل سال وار بتائی جائے؟

اخراجات مرمت /توسیع دفتر

وزیر زراعت، (مخدوم الطاف احمد)

سال	اخراجات	دورہ چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر
88-1987ء	17663.00 روپے	میاں غلام دستگیر باری چیئرمین
89-1988ء	———	———
90-1989ء	45400.00 روپے	چودھری محمد اکرم ایڈمنسٹریٹر
91-1990ء	233842.00 روپے	چودھری محمد ارشد چیئرمین
92-1991ء	228700.00 روپے	" " "
93-1992ء	———	———
	525605.00 روپے	

دیگر تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اس پر ضمنی سوال کریں۔۔۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میرا اس پر ایک ضمنی سوال ہے کہ جڑانوالہ مارکیٹ کمیٹی میں مرمت اور توسیع کے نام پر 91-1990ء کے دوران ساڑھے چار لاکھ روپے کی خطیر رقم کس مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بغیر مارکیٹ کمیٹی کے دفتر پر خرچ کی گئی۔ جو کہ خود جواب سے ظاہر ہے اور موقع پر مرمت اور توسیع نہیں کی گئی۔ بلکہ 1990ء کے الیکشن پر یہ سیاسی رشوت کے طور پر استعمال

کی گئی۔ کیا یہ اس کی انکوائری کروانا پسند فرمائیں گے۔ اتنی بڑی رقم ایک دفتر کی مرمت اور توسیع کے لیے ساڑھے چار لاکھ روپے۔

وزیر زراعت، جہاں تک مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کا تعلق ہے یا اس سوال کا تعلق ہے تو میں اپنے بھائی کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر اس مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین، سیکرٹری اور دیگر عملے جو بھی ہیں ان کے خلاف شکایات موصول ہوئی تھیں۔ ان کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے، جو بھی رپورٹ مرتب ہو گی، جس نوعیت کی رپورٹ ہو گی اس رپورٹ کے مطابق ان کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے گی۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! جو انکوائری کمیٹی وہاں پر گئی ہے کیا ہم اس کے ساتھ اس انکوائری میں co-ordinate کر سکتے ہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! مجھے یہ کہنا کہ چونکہ وہاں تو کمیٹی بن چکی ہو گی اس میں ان کا باضابطہ شامل ہونا تو مناسب نہیں ہوگا۔ محکمے کی طرف سے میں ان کو اتنی یقین دہانی ضرور کروا دوں گا کہ ہم ان کو اس انکوائری کمیٹی کے ساتھ co-ordinate کرا دیں گے یہ بھی مفاد عامہ کا سلسلہ ہے اگر کسی نے corruption کی ہے تو ہم کسی corruption کو تحفظ دینے کے لیے کسی بھی قیمت پر تیار نہیں ہیں۔ اگر اس میں کسی نے corruption کی ہے تو اسے ضرور سامنے آنا چاہیے۔ اس کے خلاف کارروائی بھی ہونی چاہیے۔ یہ اس ایوان کے معزز رکن ہیں میں ان کا اس کمیٹی کے ساتھ co-ordinate کرنے کا انتظام کروا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ!

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال جز "ب" کے بارے میں ہے کہ 1989-90ء سے لے کر 1991-92ء کے دوران سابق صوبائی وزیر اور اس کے بھائی مارکیٹ کمیٹی کے ایڈمنسٹریٹر رہے اور انھوں نے لاکھوں روپے سفر واخراجات کے نام پر وصول کیے۔ مگر اس کی تفصیلات اور ان کا نام گوشوارے میں نہیں دیا گیا۔ یہ میرا استحقاق ہے کہ میں پوچھوں اور یہ چھپایا گیا ہے۔ deliberately ان کا نام نہیں دیا گیا۔ کیا یہ میرا استحقاق مجروح ہونے کے مترادف نہیں؟ ان کا نام کیوں نہیں دیا گیا؟

وزیر زراعت، جناب والا! یہ دوسرا صفحہ پلٹ کے دیکھ لیں تو وہ گوشوارہ لگا ہوا ہے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، اس میں ان کا نام نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کن کا نام؟

جناب محمد ظہیر الدین خان، چودھری محمد اکرم سابقہ صوبائی وزیر اوقاف اور ان کا بھائی محمد ارشد جو کہ انہی سالوں کے اندر رہے تھے۔ ان سے پہلے میاں دستگیر تھے جن کا نام لکھا ہوا ہے۔ لیکن ان کا نام نہیں لکھا ہوا اور یہ جان بوجھ کر کیا گیا ہے۔ وہ دونوں اس سارے عرصے میں ایڈمنسٹریٹر رہے ہیں۔ اور ان کا نام نہیں دیا گیا۔ یا تو یہ اسمبلی میں جواب بھیجنے والوں کا قصور ہے تاہم میرے خیال میں یہ deliberate attempt ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے۔۔۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں ان کی بات سمجھ گیا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں عرض کر سکتا کہ یہ دانستہ ہوا ہے یا غیر دانستہ۔ بہرحال' میں پوچھ کے انہیں عرض کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو "ب" جز کو پینڈنگ رکھ دیں؟

وزیر زراعت، بے شک اس کو پینڈنگ رکھ دیں جو کچھ کر لیں۔ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ ان کا نام یہاں کیوں نہیں چھپا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، "ب" جز کو برائے ضمنی سوالات پینڈنگ رکھ لیتے ہیں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جیسے آپ حکم فرماتے ہیں میں تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن میری اس میں ضمناً تجویز ہے کہ پچھلے دور کی high handedness کو چھپانے کے لیے بیورو کریسی اسی قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ آپ حکم صادر فرمائیں کہ نام نہ چھپائے جائیں بلکہ نام ظاہر کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات یہ ہے کہ ضمنی سوال پر آپ تقریر نہیں کر سکتے۔ صرف مخصوص بات کی جا سکتی ہے۔ ہم نے آپ کا مقصد پورا کر دیا ہے۔ تو سوال نمبر 68 کا جز "ب" از سر نو آئے گا اور جب اس سوال کی باری آئے گی اس وقت یہ سوال آئے گا۔ جز "الف" کا جواب آ چکا ہے۔ اس پر ضمنی سوالات بھی آ چکے ہیں۔ جز "ب" کو ہم پینڈنگ کرتے ہیں۔ اور اس کی تشریح بھی ساتھ ہونی چاہیے۔

اگلا سوال، جناب محمد ظہیر الدین خان۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، سوال نمبر 69۔

پجارو جیپ کی قیمت خرید اور مرمت کی تفصیل

*69۔جناب محمد ظہیر الدین خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ نے پجارو جیپ کب، کتنی مالیت میں کس سے اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے خریدی اور اس کی خرید کا کیا جواز تھا۔

(ب) متذکرہ پجارو گاڑی کی مرمت پر اور اس کی خرید سے رواں مالی سال کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کے پاس متذکرہ پجارو جیپ کی خرید سے پہلے کون کونسی اور کتنی گاڑیاں تھیں اور وہ کس کس کے استعمال میں تھیں۔ اور اس وقت وہ کس کس افسر مجاز کے استعمال میں ہیں؟

وزیر زراعت(مخدوم الطاف احمد)۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ نے پجارو جیپ نمبر ایف۔ڈی۔کے 7522 مورخہ 22-1-87 کو مبلغ -/295800 روپے میں قاضی انٹرپرائزز، شاہراہ فاطمہ جناح لاہور 13 سے بذریعہ ڈرافٹ نمبر 34744/10 یو بی ایل مورخہ 21-1-87 کو خرید کی بذریعہ اخبار ٹنڈر طلب کیے گئے۔ اس کی منظوری جناب سیکرٹری صاحب محکمہ زراعت پنجاب لاہور نے بذریعہ چٹھی نمبر پی ڈی اوی 85/4-111 مورخہ 7-12-86 کو دی

<u>جواز</u>

نوٹیفائڈ مارکیٹ ایریا سے وصولی کو یقینی بنانے کے لیے خریدی گئی۔

(ب) تفصیل مرمت /خرچ جیپ مورخہ 15-9-87 تا 13-9-93 حسب ذیل ہے۔

مرمت خرچہ	خرچہ ڈیزل	کل میزان
381652/10 روپے	124518/15 روپے	506170/25 روپے

(ج) مذکورہ بالا /جیپ پجارو نمبر ایف ڈی اے 7522 کے علاوہ کوئی گاڑی نہ تھی اور نہ ہے۔

ایک سکوٹر مورخہ 24-2-79 کو مبلغ -/12515 روپے سکوٹر نمبر ایف ڈی ڈی 3704 خریدا گیا اور نیلام عام مورخہ 30-7-86 کو مبلغ -/6130 روپے میں بذریعہ رسید نمبر 32/15132 مورخہ 22-3-87 مسٹر محمد صدیق ولد نور احمد چک نمبر 24 گ۔ب کو فروخت کر دیا گیا۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں جواب لکھا گیا ہے نوتھائیڈ مارکیٹ ایریا سے وصولی کو یقینی بنانے کے لیے خریدی گئی۔ (پجارو گاڑی) جو کہ اس سے پہلے کسی حکومت نے مارکیٹ کمیٹی کے لیے نہیں خریدی تھی۔ ان کو ضرورت نہ تھی۔ کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ مارکیٹ کمیٹی کا چیئرمین رقم وصول کرتا ہے؟ چیئرمین کے لیے گاڑی لی گئی ہے اور اگر یہی رقم وصول کرتا ہی تو اس گاڑی کی خریداری کے بعد رقم کی وصولی میں کچھ اضافہ نہیں ہونا چاہیے تھا؟

وزیر زراعت، جہاں تک رقم کی وصولی یا اس میں اضافے کا تعلق ہے اس سلسلے میں تو انہیں ایک تازہ سوال دینا پڑے گا۔ میں ان کی خدمت میں اتنی گزارش کروں گا کہ جو جواب ہم نے دیا ہے اس میں ایک چیز میرے بھائی نے over look کی ہے اس کی گاڑی پہ جو خرچہ ہے' جو ڈیزل کا خرچہ ہے وہ اتنا زیادہ ہے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، میں اس پر بھی آ رہا ہوں۔

وزیر زراعت، میں آپ کے سارے ضمنی سوالات جو آپ اس پر آئندہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں اتنا میں عرض کر دوں گا کہ محکمے نے سپیشل آڈٹ' نارمل آڈٹ نہیں' سپیشل آڈٹ کا آرڈر کیا ہوا ہے۔ وہ آڈٹ ہو رہا ہے۔ جیسے ہی اس آڈٹ کی جو بھی رپورٹ آئے گی اس پہ مناسب کارروائی کر دی جائے گی۔ میں خود بھی تسلیم کرتا ہوں کہ یہ زیادتی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر موصوف نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ اس پر ڈیزل وغیرہ اور دیگر اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ سپیشل آڈٹ ہو گا۔

وزیر زراعت، میں ایوان کی توجہ بھی دلانا چاہتا ہوں کہ یہ دیکھ لیں کہ ایک پجارو جیپ خریدی گئی ہے۔ اس کی مرمت پہ اگر 3,81,652 روپے خرچ کیے جا سکتے ہیں تو جناب والا! اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اس کی قیمت تین لاکھ سے کم تھی۔

وزیر زراعت، جی ہاں! قیمت سے بھی زیادہ اس پر خرچ کی گیا ہے۔ تو یہ سپیشل آڈٹ ہو رہا ہے۔ جونہی اس کی رپورٹ آئے گی ہم اس پر مناسب کارروائی ضرور کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس مارکیٹ کمیٹی کے لیے اتنی مہنگی جیپ خریدی گئی ہے اس کا بجٹ کتنا ہے جس بجٹ سے یہ جیپ خریدی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو تازہ سوال ہونا چاہیے۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال، جس مارکیٹ کمیٹی کے لیے یہ جیپ خریدی گئی ہے اس کے بجٹ کا تو ہمیں پتا چلے کہ وہ کتنا ہے؟

وزیر زراعت، جناب والا! اس کے لیے تو انہیں تازہ سوال دینا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو اس سوال کے متعلق نہیں ہے۔ وہ معلومات منگوانی پڑیں گی۔ یہ تازہ سوال بنتا ہے۔ جی' ظہیر الدین صاحب۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میں صرف دو اور ضمنی سوالات کی اجازت چاہوں گا وہ بھی ریکارڈ پر لانے کے لیے' کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ specific ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، بات یہ ہے کہ 295800 روپے میں نئی خریدی گئی گاڑی پر 381652 روپے مرمت پر اخراجات ہوئے ہیں' نئی گاڑی پر۔ اور یہ ایک درویش حکومت کے درویش وزیر کے بھائی کی ہے۔ میں انکوائری رپورٹ کے بارے میں کہہ رہا ہوں کہ specifically وقت دیا جائے' ورنہ "کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک" انکوائری کمیٹیاں بنتی ہیں اس کمیٹی کے ارکان ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ تو پھر نئے لوگ وہاں پر آ کر انکوائری ٹیم کب تک اس کی انکوائری مکمل کرے گی؟ یہ میرا سوال ہے اور جناب والا! درست سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں' انہوں نے اس کا واضح جواب دے دیا ہے۔ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے

آپ کے ضمنی سوال پوچھنے سے پہلے indication وزیر موصوف نے خود دی ہے۔ وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ سپیشل آڈٹ کر کے ہم اس پر ایکشن بھی لیں گے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان: ٹھیک ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میرا خیال ہے کہ آگے چلیں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان: ایک میرا چھوٹا سا سوال ہے۔ یہ سکوٹر جو بارہ ہزار روپے میں خریدا گیا اور بارہ سو روپے میں فروخت کیا گیا تو کیا آئندہ نیلام عام کو بہتر بنانے کے لیے کوئی بہتر طریق کار اختیار کیا جائے گا کہ آئندہ بارہ ہزار روپے کی چیز بارہ سو روپے میں یا بارہ لاکھ کی چیز بارہ ہزار روپے میں نہ بکے۔

وزیر زراعت: جناب والا! یہ نیلام عام جو ہوتا ہے اس کا ایک specified procedure پہلے ہی laid down ہوتا ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے ہے۔ اگر اس سے ہٹ کر کوئی کرتا ہے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ بہرحال جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے سپیشل آڈٹ ہو رہا ہے اس لیے یہ بات بھی نوٹس میں آ جائے گی۔ اس بات کے بارے میں بھی نوٹس لے لیا جائے گا۔ اگر اس میں کوئی بے ضابطگی ہو گی اور طریقہ کار سے ہٹ کر کسی نے کوئی کام کیا ہے تو وہ بھی رپورٹ میں آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ظہیر الدین صاحب! میرے خیال میں آپ کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ گورنمنٹ نے اس کا نوٹس لے لیا ہے اور اس پر ضرور کارروائی ہو گی۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! یہ جو سیکرٹریٹ پنجاب محکمہ زراعت کی منظوری سے جیپ خریدی گئی ہے تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک جیپ اگر حکومت کی منظوری سے خریدی جائے اس کا گورنمنٹ کیا ایکشن لے سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مخدوم صاحب۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں یہ سوال سمجھ نہیں سکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز رکن فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ یعنی سیکرٹری کی منظوری سے جیپ خریدی گئی ہے تو گورنمنٹ اس پر کیا ایکشن لے سکتی ہے۔ تو کس بارے میں ایکشن لے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! میرا مقصد یہ ہے کہ جو جیپ گورنمنٹ کی منظوری سے خریدی گئی ہے اس پر پھر گورنمنٹ کیا ایکشن لے سکتی ہے؟

وزیر زراعت، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس سوال کے ذریعے یہ نہیں پوچھا گیا کہ جیپ کا خریدنا صحیح تھا یا غلط تھا۔ سوال یہاں یہ ہے کہ جیپ خریدی گئی ہے اس کو mis-use کیا گیا ہے۔ اگر mis-use کیا گیا ہے تو کیوں کیا گیا ہے۔ سوال کی نوعیت تو یہ ہے۔ اس کا جواب میں نے عرض کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ذرا تفصیل سے فرما دیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ جو بھی جیپ خریدی گئی ہے وہ گورنمنٹ کی منظوری سے خریدی گئی ہے تو اس پر گورنمنٹ کیا ایکشن لے سکتی ہے؟ وہ فرما رہے ہیں کہ ہم انکوائری کریں گے۔ کمیٹی بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ جیپ خریدی تو گئی۔ خریدنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ آگے اسے استعمال میں جو لایا گیا ہے۔ اس کی مرمت کی گئی۔ اس پر دیگر اخراجات وغیرہ ہوئے اور mis-use ہوئی۔ اس پر انہوں نے کہا ہے۔

اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 110 جناب آفتاب احمد خان کا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، سوال نمبر 110۔

سڑکوں کی تکمیل

*110۔ **جناب آفتاب احمد خان**، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے عرصہ کے دوران مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد نے مارکیٹ سے کھیتوں تک کن کن ذرائع سے کتنی کتنی لمبی سڑکیں و دیگر ترقیاتی منصوبے کس کس مقام پر کتنی کتنی لاگت سے مکمل کیے گئے ہیں ہر ایک منصوبہ جات اسٹرک وغیرہ کی مکمل تفصیل سال وار ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد)،

مارکیٹ کمیٹی۔ فیصل آباد نے مالی سال 85-1984ء تا 94-1993ء میں جو کھیت سے منڈی

تک و دیگر ترقیاتی منصوبے مکمل کیے ہیں۔ ان کی تفصیل معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ ہذا نے جو ہمیں معلومات فراہم کی ہیں اور جو ہمیں تفصیل ہے اس کی مطابق صفحہ نمبر 6 پر سال 89-1988ء میں تعمیر پلیوں پر 15 لاکھ 27 ہزار روپے، تعمیر شیڈ پر 6 لاکھ 8 سو پانچ روپے تعمیر پلیاں 90-1989ء میں 19 لاکھ 95 ہزار۔ 91-1990ء میں 19 لاکھ 96 ہزار 9 سو انسٹھ روپے خرچ ہوئے۔ میرا یہ سوال ہے کہ یہ پلیاں اور شیڈ موقعہ پر موجود نہیں ہیں۔ یہ صرف فرضی ادائیگیاں ہوئی ہیں۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان پلیوں کو ضلع کونسل بھی claim کر رہی ہے اور ساتھ بورڈ بھی لگا دیے جاتے ہیں۔ اصل میں یہ پیسے چیئرمین مارکیٹ کمیٹی صاحب نے اپنے الیکشن میں لگائے تھے اور یہ پلیاں اور شیڈ موقع پر نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف اس پر کوئی سپیشل کمیٹی بنا کر سپیشل انکوائری کرائیں گے جو موقع پر جائے تاکہ یہ اتنی بڑی دھاندلی یا بدعنوانیاں ہوئی ہیں اور جیسے کہا گیا ہے کہ لینڈ کروزر لے لی گئی ہے۔ تو اس پر آپ کوئی انکوائری کروائیں گے؟

وزیر زراعت، جناب والا! ہم سے سوال صرف یہ پوچھا گیا تھا کہ مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد میں specified عائم کے اندر کس کس کام پر کتنی کتنی لاگت سے اپنے منصوبہ جات مکمل کیے گئے تھے۔ تو اب انہوں نے corruption کے سلسلے میں پوچھا ہے تو یہ انہوں نے اصل سوال میں نہیں پوچھا اور اب اس کے بارے میں ذکر فرما رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں جانتا ہوں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ جو جواب دیا گیا ہے یہ پلیاں دراصل مارکیٹ کمیٹی نے نہیں بنائی ہیں بلکہ کسی اور ادارے کی بنائی ہوئی ہیں اور انہوں نے صرف وہاں پر اپنے بورڈ لگا دیے ہیں اور وہ رقم اس پر صرف کرنے کی بجائے کہیں اور خرچ کی گئی ہے۔

وزیر زراعت، جناب والا! جو یہ فرما رہے ہیں مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جناب والا! میں as a matter of principle, in relevance to this question. بات کر رہا تھا۔ ان کو شکایات ہیں تو یہ ہیں شکایات لکھ کر دے دیں۔ ہمیں کسی کی corruption چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جس مقام پر، جس لیول پر اور جہاں بھی corruption ہوئی ہے اگر مارکیٹ کمیٹی میں بھی

corruption ہوئی ہے تو انہیں کسی قسم کی رعایت نہیں دی جائے گی۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! وہاں fudge payment سے وہ exist کر رہی ہیں۔ انہوں نے اس کی detail بھی نہیں دی اور لکھ دیا ہے کہ پلیاں 19 لاکھ روپے میں تعمیر ہوئیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں وہی تو عرض کر رہا ہوں کہ اگر ان کو یہ شکایات ہیں کہ وہ corruption ہوئی ہے تو یہ مجھے لکھ کر دے دیں۔ یہ میرے بھائی ہیں۔ میں ان سے پورا پورا تعاون کروں گا۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! میں ہاؤس کے فلور پر کہہ رہا ہوں کہ ایسا ہوا ہے۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں بھی ہاؤس کے فلور پر ان سے عرض کر رہا ہوں کہ یہ مجھے لکھ کر دے دیں ہم انکوائری کروا لیتے ہیں۔ جو رپورٹ آئے گی اس پر ہم مناسب کارروائی کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! انہوں نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے یہ جواب توڑ مروڑ کر دیا ہے اور وہاں corruption ہوئی ہے تو آپ اس کے لیے درخواست دے دیں' وہ اس پر پورے طور پر کارروائی کریں گے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب میں ہاؤس کے فلور پر کہہ رہا ہوں کہ یہ بنی نہیں ہے۔ اس پر درخواست کی کیا ضرورت ہے۔ it becomes part of the record یہ تو جب ہم سائن بھی لیتے ہیں تو یہ ریکارڈ پر آ جاتا ہے۔ اس پر مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ انکوائری نہیں چاہتے تو مجھے کیا ہے۔ وزیر موصوف اگر ان کی دھاندلیوں کو چھپانا چاہتے ہیں تو یہ ان کا prerogative ہے۔ کہیں اور ہو گا تو میں اس کی Anti Corruption میں درخواست دے دوں گا۔ مگر ان کو چاہیے کہ جو میں ہاؤس کے فلور پر کہہ رہا ہوں۔ میں بھی ایک ذمہ دار ممبر ہوں اور پہلے بھی ممبر رہا ہوں اور میں یہ وثوق سے کہتا ہوں کہ وہاں جو مارکیٹ کمیٹی میں corruption ہوئی ہے اسے یہ اسی طرح defend نہ کریں۔ یہ اس پر نوٹس لے لیں۔ باقی جو آڈٹ ہو رہے ہیں اس پر انکوائری کیوں نہیں ہو سکتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مخدوم صاحب!

وزیر زراعت، جناب والا! میں نے تو باضابطہ طور پر کوئی باہر جا کر بات نہیں کی میں نے بھی ہاؤس کے فلور پر کھڑے ہو کر کہا ہے کہ جہاں تک میرے محکمے کا تعلق ہی اس کا کوئی ونگ ہو' کسی

event پر کسی مقام پر اور کسی وقت بھی اگر کسی قسم کی corruption ہوئی ہے تو اس کے لیے ہم ایکشن لینے کے لیے تیار ہیں ہم کسی صورت میں کسی corruption پر پردہ ڈالنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ تو میں بھی یہ بات ہاؤس کے فلور پر کہہ رہا ہوں۔ لیکن یہ مجھے ایک جواز تو پیدا کر کے دیں۔ مجھے کیا پتا ہے کہ وہاں corruption ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ میری اسی سٹیٹمنٹ پر کارروائی ہونی چاہیے۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں ان کی ہی سٹیٹمنٹ پر عرض کر رہا ہوں اور ہاؤس کے فلور پر عرض کر رہا ہوں کہ ہمیں انکوائری کرانے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ اس کی انکوائری ہو گی؟

وزیر زراعت، جناب والا! انشاء اللہ ان کی شکایت پر ضرور انکوائری ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انکوائری ہو گی۔ جی جناب ظہیر الدین صاحب!

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آفتاب احمد خان صاحب کے سوال میں لکھا ہوا ہے کہ کس کس مقام پر۔۔۔تو جب اس کی تفصیل دیکھی گئی ہے تو اس میں چک نمبر 87 اور چک نمبر 86 کے رابطہ پلی لکھا جانا چاہیے۔ تو ان کے مقام نہیں لکھے گئے تو کیا مہربانی کر کے آئندہ ایسے سوال کے جواب میں محکمہ جات کو کیا جائے گا کہ وہ مقام لکھا کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وہ مقام تو لکھا ہوا ہے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! پلی جب کسی جگہ بنتی ہے تو وہ moving یا mobile پلی نہیں ہوتی۔ وہ ایک جگہ پر ہوتی ہے۔ اس کا لکھے جانے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ کہ فلاں گاؤں یا فلاں بستی کو منسلک کرنے والی پلی کی ضرورت تھی۔ یہاں پر لکھ دیجیے۔ تھوڑی سی کاوش تو کرنی پڑے گی۔ لیکن اس میں ضمنی سوال کرنے سے اور وزیر موصوف کو زحمت دینے سے ہمیں بچت ہو جائے گی۔ مقام جب پوچھا گیا ہے تو مقام لکھا جانا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ چاہتے ہیں کہ مستطیل یا مربع لائن نمبر وہاں specifically mention ہونا چاہیے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! جب پلی بنتی ہے تو اس پر اخراجات آتے ہیں تو اس

وقت بھی یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں مربع جات کے درمیان پٹی کی ضرورت ہے۔ اور مارکیٹ کمیٹی اس کے لیے فلاں بجٹ منظور کرتی ہے۔ اگر ہم نے پوچھا ہے کہ بیس لاکھ روپے یہاں پر خرچ ہوئے ہیں اور اس میں محل وقوع نہیں لکھے جاتے تو کیا وجوہ ہے کیوں نہیں لکھے جاتے۔ ہم پھر بھی کہتے ہیں کہ آئندہ کے لیے ان کو پابند کیا جائے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ جب مقام پوچھا جائے تو مقام لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے آئندہ لکھ دیا جایا کرے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مخدوم صاحب!

وزیر زراعت، جناب والا! یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہمیں مقام لکھنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے ضرور لکھ دیا کریں گے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! اسی سوال سے متعلق میرا ضمنی سوال ہے کہ وزیر زراعت صاحب نے جواب دیا ہے کہ فیصل آباد کے ملازمین کی تفصیل ایوان کے میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کون سے سوال سے پڑھ رہے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود، یہی جو مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد کے ملازمین کے سلسلے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سوال کا نمبر کیا ہے؟

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! سوال کا نمبر 36 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں جناب! ہم تو سوال نمبر 110 پر جا رہے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد کے ملازمین کی تفصیل!

جناب ڈپٹی سپیکر، اس وقت سوال نمبر 110 زیر بحث ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب sorry۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا محمد فاروق سعید خان۔ جی نمبر پڑھیں۔

رانا محمد فاروق سعید خان، سوال نمبر 186۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بھی بہت لمبا جواب ہے۔ اس کو ہم پڑھا ہوا تصور کرتے ہیں اب اس پر کسی

کا ضمنی سوال ہے تو وہ آپ پوچھ سکتے ہیں۔

مارکیٹ کمیٹی سمندری کے ملازمین اور آمدن کی تفصیلات

*186۔رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی سمندری میں ملازمین کی تعداد کیا ہے۔ یہ کس کس حیثیت میں ملازم ہیں۔ ان تمام کی تاریخ تقرری کیا ہے۔ اور ان کو کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت کس کس تاریخ کو بھرتی کیا گیا ہے۔ تفصیلاً بتایا جائے۔

(ب) متذکرہ مارکیٹ کمیٹی میں مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء تک کے عرصہ کے دوران کن کن مدوں سے کتنی آمدن ہوئی۔ تفصیل سال وار بتائی جائے؟

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد)،

(الف) مارکیٹ کمیٹی سمندری کے ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مارکیٹ کمیٹی سمندری کی مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے عرصہ کے دوران آمدن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا محمد فاروق سعید خان، جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ پہلے 1983ء تک تو دو انسپکٹر اس پر کام کرتے رہے ہیں اور اس کی بعد 1984ء، 1987ء اور 1990ء میں پانچ سب انسپکٹر اور ایک انسپکٹر تعینات کیا گیا ہے تو اس میں جس کے لیے یہ کیا گیا ہے آمدن تو اتنی نہیں بڑھی لیکن اس میں اخراجات زیادہ بڑھے ہیں۔ ابھی 5 ماہ یا 6 ماہ کی آمدن بتائی گئی ہے وہ 2 لاکھ 85 ہزار 419 روپے بتائی گئی ہے۔ تو یہ پہلے 1993-1992ء میں 9۔لاکھ ہے۔ اب یہ کم ہے اور یہ چھ مہینے میں کیسے اس کو یہاں تک پورا کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مخدوم صاحب' آپ ضمنی سوال سمجھ گئے ہیں؟

وزیر زراعت، نہیں جناب۔

رانا محمد فاروق سعید خان، میں یہ چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں آپ specifically ضمنی سوال پوچھیں نا۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے۔ اس کا آپ مختصر ترین ان سے پوچھیں کہ کیا بات ہے؟

رانا محمد فاروق سعید خان، ہاں جی۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ یہ چار آدمی جو فالتو بھرتی کیے گئے ہیں ان سے کیا فائدہ ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، آپ نمبر کوئی حوالہ یہاں سے بتائیں تاکہ وزیر موصوف کو relevancy دیکھنے میں آسانی ہو۔

رانا محمد فاروق سعید خان، یہ نمبر 9,8,7 ہے۔ نمبر 7 ظفر اقبال ہے۔ نمبر 8 افتخار وسیم عارف ہے، نمبر 9 محمد اعظم ہے۔ نمبر 4 پر منیر احمد انسپکٹر ہے۔

وزیر زراعت، جناب والا! جہاں تک مجھے سمجھ آئی ہے یہ کچھ ملازمین کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ ان کی بھرتی کی justification کیا تھی؟ تو میں اس وقت انہیں یہ معلومات فراہم نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے اگر یہ fresh question دے دیں تو میں ان کو معلومات فراہم کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے رانا صاحب؟

رانا محمد فاروق سعید خان، جی میں fresh question دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دے دیں۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اگلا سوال رانا فاروق سعید خان۔

رانا فاروق سعید خان، سوال نمبر 187۔

مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ کے ملازمین اور آمدن کی تفصیلات

*187۔ رانا فاروق سعید خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ میں ملازمین کی تعداد کیا ہے۔ یہ کس کس حیثیت میں ملازم ہیں۔ ان کی تاریخ تقرری کیا کیا ہیں اور ان کو کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت کس کس تاریخ کو بھرتی کی گیا۔ تفصیلاً بتایا جائے؟

(ب) متذکرہ مارکیٹ کمیٹی کو مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء تک عرصے کے دوران کن کن مدوں میں کتنی آمدن ہوئی۔ تفصیل سال وار بتائی جائے۔

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد)،

(الف) مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ کے ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل آمدن مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا محمد فاروق سعید، اس میں بھی وہی ہے جو میں نے پہلے عرض کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا بھی پھر وہی جواب ہے کہ اس پر fresh question دے دیں۔

رانا محمد فاروق سعید، ہاں جی۔ میں اس پر بھی fresh question دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال جناب بدرالدین چودھری۔ نمبر پڑھیں۔

جناب بدرالدین چودھری، سوال نمبر 316۔

Serial Botanist کے اختیارات کی بحالی

*316۔جناب بدرالدین چودھری، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت میں 1926ء سے ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ سے منسلک ڈائرکٹریٹ تحقیقاتی ادارہ گندم کے ماتحت سیریل بوٹینسٹ کی اسامی بدستور چلی آ رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سیریل بوٹینسٹ اسامی کو جو انتظامی و مالی امور کی سلسلے میں اختیارات حاصل ہیں وہ بدستور مالی سال 93-1992ء تک مختص رہے بعد ازاں یہ اختیارات بغیر کسی وجوہ کے محکمہ نے واپس لے کر ڈائرکٹریٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو مختص کر دیے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائرکٹر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد کو سیریل بوٹینسٹ کے حاصل مالی و انتظامی اختیارات دینے سے قبل محکمہ نے کسی قسم کی وجوہ اور جواز پر غور کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

(د) کیا حکومت سیریل بوٹینسٹ کے بلا جواز اختیار اور انتظامی وجوہ کی بناء پر مالی و انتظامی اختیارات واپس لینے اور اسے ڈائرکٹر متذکرہ کو مختص کرنے کے واقعہ کی تحقیقات کرائے گی اور اختیارات کی بحالی کرے گی اگر ہاں تب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت(مخدوم الطاف احمد)،

(الف) یہ درست ہے کہ سیریل بوٹینسٹ کی اسامی 1926ء سے زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں بدستور چلی آ رہی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ انتظامی و مالی امور 93-1992ء تک Serial Botanist کے پاس رہے۔ حالانکہ

ناظم ادارہ۔ ادارہ تحقیقات گندم کی اسامی 75-1974ء سے وجود میں آئی۔ 1992ء میں اس وقت کے سربراہ ایوب تحقیقاتی ادارہ نے مناسب خیال کیا کہ ناظم گندم چونکہ پورے پنجاب کے لیے ذمہ دار ہے۔ لہذا مالی و انتظامی اختیارات بھی ناظم گندم کو تفویض کیے جائیں۔

(ج) مناسب غور و خوض کے بعد یہ ضروری سمجھا گیا کہ Serial Botanist کے اختیارات واپس لینا مفاد عامہ میں ہے۔ جس کی وجہ سے ادارہ تحقیقات گندم کا تجرباتی و انتظامی کام احسن طریقہ سے سر انجام پا رہا ہے۔

(د) سیریل بوٹینسٹ کے اختیارات مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر بحال نہیں کیے جا سکتے اور اس معاملہ کی تحقیقات کرانے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ اختیارات واپس لینا نہ ہی انتظامی کارروائی اور نہ ہی بلاجواز ہے۔ بلکہ ایسا مفاد عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بحکم سرکار کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پر کوئی ضمنی سوال؟ جی رانا صاحب۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1974ء میں ادارہ تحقیقات گندم کے علاوہ کپاس، Horticulture، سبزیات، چارہ جات، چاول، Oil seed، Water Management کے علاوہ 46 دیگر تحقیقاتی ادارے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ڈائرکٹر ناظم گندم کو ہی Serial Botanist کے اختیارات واپس دیے گئے۔ کیا وجہ ہے کہ باقی جو Serial Botanist کے عہدے کے برابر لوگ مختلف تحقیقاتی اداروں میں ہیں ان کے اختیارات کیوں نہیں واپس دیے گئے؟ کیا ان سے بھی اختیارات واپس لے لیے گئے ہیں یا صرف ایک ہی Serial Botanist کو انتقامی نشانہ بنایا گیا ہے؟ وزیر موصوف سے میرا یہ ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے بھی کوئی اس طرح کی غلطیاں کی تھیں؟

جناب آفتاب احمد خان، اگر ہیں تو وہ اس کے نوٹس میں لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مخدوم صاحب۔

وزیر زراعت، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ اختیارات اصل میں ڈائرکٹر کے ہیں وہ Botanist کو

delegate ہوئے تھے جو مذکورہ Botanist جن کے بارے میں انہوں نے یہ سوال پوچھا ہے اس کے بارے میں' میں نے ابھی معلوم کیا ہے۔ وہ واقعی ایک قابل انسان ہیں لیکن یہ کیس جسے آپ victimization کہہ لیں یا کوئی انتقامی کارروائی کہہ لیں اس کے تحت نہیں ہوئے ہیں۔

یہ as a matter of policy ہوئے ہیں اور واپس ہوئے ہیں جہاں سے یہ delegate ہوئے تھے اور یہ موصوف جو ہیں یہ واحد بوٹینسٹ نہیں ہیں اور بھی Botanist ہیں۔ جہاں جہاں بھی Botanist تھے اور ان کے اوپر ڈائرکٹر صاحب تھے تو وہ پاور واپس ان کے پاس چلی گئی ہے۔ اکیلے یہاں نہیں ہوئی۔ سرگودھا میں جو Fodder Botanist ہیں ان کے اختیارات بھی ڈائرکٹر کے پاس چلے گئے ہیں۔ کالا شاہ کاکو میں جو رائس کے باٹینسٹ ہیں ان کے اختیارات بھی وہاں کے ڈائرکٹر کو منتقل ہو چکے ہیں تو اس میں کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ مجھے اتنی یقین دہانی کرا دیں کہ جو بھی Serial Botanist کے عہدے کے برابر لوگ مختلف تحقیقی اداروں میں ہیں کیا ان سب سے اختیارات واپس لے لیے گئے ہیں یا صرف دو تین جن کے نام لیے گئے ہیں کیونکہ یہ specific میرا سوال ہے کہ یہ جو انہوں نے خود on the floor of the House کہا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب بہت قابل انسان ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ایک قابل انسان پر آپ نے اتنا اعتماد کیوں نہیں کیا کہ ان کے پاس انتظامی و مالی اختیارات بھی رہیں؟ کیا انہوں نے mis-use تو نہیں کیے ہیں اگر کیے ہیں تو اس میں انہوں نے بتا دیا ہے کہ نہیں ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر باقیوں سے بھی لے لیے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ ایک پالیسی بتا دیں کہ ہم نے کسی کے پاس اختیارات نہیں رہنے دیئے صرف انہیں کو دیئے ہیں جو ڈائرکٹر صاحب ہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! یہ ہم نے رائس بوٹینسٹ سے واپس لیے ہیں۔ Fodder Botanist سے واپس لیے ہیں۔ maize botanist سے واپس لیے ہیں۔ Economic Botanist سے واپس لیے ہیں۔ Serial Botanist سے واپس لیے ہیں۔ کوئی ایک آدمی جن صاحب کا یہاں ذکر ہے صرف اکیلے ان سے واپس نہیں لیے گئے۔ یہ اختیارات باقی والی Botanist صاحبان سے بھی واپس لیے گئے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، **********

جناب ڈپٹی سپیکر، This is not point of order. شوکت داؤد صاحب آپ بیٹھیں۔ بڑی اچھی کارروائی چل رہی ہے۔ Please have a seat. میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ یہ غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، پوائنٹ آف انفرمیشن۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی پوائنٹ آف انفرمیشن نہیں۔ لنگڑیال صاحب بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔ ضمنی سوال جی؟

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری ظہیر الدین صاحب۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! جز (ج) میں ہے کہ

"مناسب غور و خوض کے بعد یہ ضروری سمجھا گیا کہ Serial Botanist کے اختیارات واپس لینا مفاد عامہ میں ہے تو کیا جناب وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ سابقہ Serial Botanist نے مفاد عامہ کے خلاف کیا کام کیا ہے؟

وزیر زراعت، جناب والا! یہ کسی ایک particular person کے بارے میں پالیسی نہیں بنا سکتے اور نہ ہی ان پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ان Botanist نے مفاد عامہ کے خلاف کام کیا تھا اور نہ کسی نے کسی کے خلاف کوئی کام کیا ہے یہ بطور پالیسی کے یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ مفاد عامہ میں ہوئے تھے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میں اپنے سوال کو واضح کرتا ہوں یہ وزیر موصوف کے چارج لینے سے پہلے کے آرڈر ہیں۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میں نہایت ادب سے آپ سے گزارش کروں گا

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا) ***

کہ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ میں رول آؤٹ کرتا ہوں جو میرا پوائنٹ آف آرڈر تھا لیکن اسے حذف کرنے کا کیا مطلب تھا کیا میں نے کوئی غیر اخلاقی بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسے میں رول آؤٹ کرتا ہوں کیونکہ یہ غیر متعلقہ ہے اس کا تو کارروائی سے کوئی تعلق ہی نہ ہے آپ میری رولنگ پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! میں اسے واضح کرتا ہوں۔ ہمارے محترم وزیر صاحب کے چارج لینے سے پہلے کے آرڈر ہیں اور اگر اس وقت اس بارے میں نہیں بتایا جا سکتا ویسے ان کے جواب سے ظاہر ہے جناب والا! مفاد عامہ کے حق میں اگر کوئی چیز کسی سے واپس لی جائے یا کوئی قدم اٹھایا جائے اس بارے میں اگر کوئی چھوٹا موٹا نوٹ یا کوئی چیز یا کوئی وجہ نہیں دینی ہوتی تو پھر یہ مفاد عامہ کے خلاف کام کیسے ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ظہیر الدین صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں مفاد عامہ کی ایک ٹرم ہے مفاد عامہ کے بھی پالیسی میٹر ہوتے ہیں جو یہاں پر بیان نہیں کیے جا سکتے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا! جہاں پر کوئی مفاد عامہ کام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہ ہے---- بدرالدین صاحب۔ کیا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب بدر الدین چودھری، جناب والا! گندم کی تحقیقات کا ادارہ 75-1974ء سے موجود ہے۔ 1992ء کے سربراہ نے ان سے اختیارات واپس لینے کو کیوں ضروری سمجھا جبکہ اس سے قبل یہ ضروری نہیں سمجھا گیا یہ صورت حال تو نہیں ہے کہ جو اب ناظم ادارہ ہیں وہ ان سے کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا چاہتے ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مخدوم صاحب۔

وزیر زراعت، جناب والا! ان کا سوال میری سمجھ میں نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ ان کو اتنے دیرینہ اختیارات ملے ہوئے تھے اور یہ 1992ء میں یعنی اتنے عرصے کے بعد واپس لیے۔ یہ اس وقت کیوں ضروری نہ سمجھا گیا اور اب کیوں ضروری سمجھا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر زراعت، جناب والا! نہ تو میں 1992ء میں وزیر زراعت تھا اس بارے میں مجھے تو پتہ نہیں۔ یہ تو جنہوں نے پالیسی بنائی ہو گی انہوں نے یہ واپس لیے ہوں گے پالیسی کے مطابق جو بھی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ It is taken as in the interest of public. تو جناب والا! وہی الفاظ یہاں درج ہیں یہ کہیں بھی ذکر نہیں کیا گیا جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں یہ کوئی انتظامی کارروائی کے تحت نہیں ہوا نہ کسی پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے کوئی مفاد عامہ کے خلاف کام کیا ہے یہ تو پالیسی فیصلہ کیا ہو گا۔ یہ ہم سے پہلے کی حکومت کے احکامات موجود ہیں۔ انہوں نے کوئی فیصلہ کیا ہو گا اور کوئی بات قابل غور ہو گی۔

جناب بدرالدین چودھری، جناب والا! میری استدعا ہے کہ اس سوال کو ملتوی کر دیا جائے تاکہ وزیر موصوف اس بارے میں معلومات حاصل کر لیں کہ اس کی کیا وجوہات تھیں کہ 1992ء میں یہ اختیارات واپس لیے گئے۔ 1974-75ء کے جو ناظم ادارہ تھے یا اس کے بعد کے جو ناظم ادارہ تھے انہوں نے تو اختیارات واپس نہیں لیے۔ جناب اس کی تہہ میں جانے کے لیے میں یہ کہوں گا کہ اس سوال کو ملتوی کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اس کا کافی واضح جواب بھی دیا گیا ہے اور اس پر ضمنی سوالات بھی کافی ہو گئے ہیں اس کے باوجود اگر اس بارے میں کوئی تشنگی ہو تو پھر اس کو ہم ملتوی کرتے ہیں۔

جناب بدرالدین چودھری، جناب والا! صرف ایک خاص آدمی سے یہ اختیارات واپس لیے گئے ہیں اس سے پہلے جو آئے تھے۔ انہوں نے تو یہ اختیارات واپس نہیں لیے تھے اور جن وجوہات کی بناء پر یہ اختیارات واپس لیے گئے ہیں وہ وجوہات نہیں بتائی گئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے یہاں کافی مثالیں دی ہیں کہ فلاں' فلاں شخص سے یہ واپس لیے گئے ہیں۔ آپ اس بارے میں وزیر موصوف سے مل لیں اگر کوئی نا انصافی ہو گی تو انشاء اللہ وہ ضرور اس پر کچھ کریں گے۔ اگلا سوال جناب بدرالدین چودھری۔ بی نمبر پڑھیں۔

جناب بدرالدین چودھری، سوال نمبر 317۔

زرعی تحقیقاتی رابطہ بورڈ کو واپس فیصل آباد منتقل کرنے کے لیے اقدامات

*317۔جناب بدرالدین چودھری، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زرعی تحقیق اور توسیع کے اکثروبیشتر ادارے عرصہ دراز سے فیصل آباد میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زرعی تعلیم کی سب سے پرانی درسگاہ اور پہلی یونیورسٹی بھی فیصل آباد میں ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1979ء میں زراعت کے شعبے میں دوھری تحقیق پر ضائع ہونے والی رقم کے خاتمے اور تحقیق و توسیع کے اداروں میں باہمی رابطہ بورڈ فیصل آباد میں قائم کیا گیا اور اس کا سربراہ زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو مقرر کیا گیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بورڈ اب لاہور میں منتقل کر دیا گیا ہے اور اس کا سربراہ پنجاب منصوبہ بندی و ترقیات کے چیئرمین کو مقرر کیا گیا ہے۔ جو زرعی شعبہ میں نہ تو تعلیم یافتہ اور نہ ہی زراعیت کے شعبے میں کوئی مہارت رکھتا ہے۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بورڈ کی لاہور میں بغیر کسی معقول وجوہ کے منتقلی کے فیصلے پر نظر ثانی کر کے دوبارہ اسے فیصل آباد کسانوں اور زرعی ماہرین کے مفاد کے پیش نظر منتقل کرے گی اور اس کا سربراہ کسی زرعی ماہر یا دوبارہ وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی کو مقرر کرنے پر غور کرے گی اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا گیا۔

وزیر زراعت(مخدوم الطاف احمد)،

(الف) درست نہ ہے۔ کیونکہ فیصل آباد میں حکومت پنجاب کے صرف تین تحقیقاتی ادارے ہیں جن میں زرعی یونیورسٹی بھی شامل ہے۔ کام کر رہے ہیں۔ جبکہ بیشتر تحقیقاتی ادارے فیصل آباد سے باہر واقع ہیں۔ جن میں کپاس کا تحقیقاتی ادارہ ملتان۔ چاول کا تحقیقاتی ادارہ کالا شاہ کاکو۔ چارہ جات کا تحقیقاتی ادارہ سرگودھا۔ بارانی زرعی تحقیقاتی ادارہ چکوال' علاقائی زرعی ادارہ بہاول پور۔ مکئی کا تحقیقاتی ادارہ عارف والا۔ مرغبانی کا تحقیقاتی ادارہ راولپنڈی بارانی لائیو سٹاک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فتح جنگ۔ لائیو سٹاک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بادل نگر (اوکاڑہ) جانوروں کا

تولیدی ادارہ پتوکی۔ جانوروں کی خوراک کا تحقیقاتی ادارہ لاہور۔ ویٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور، منہ کھیر کا تحقیقاتی ادارہ لاہور اور ماہی پروری کا تحقیقاتی ادارہ لاہور قابل ذکر ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ پنجاب زرعی تحقیقاتی رابطہ بورڈ کی تشکیل 1970ء میں ہوئی اور سال 1979ء میں حکومت پنجاب کے حکم کے مطابق تشکیل نو کی گئی اور ساتھ ہی اس کا صدر مقام فیصل آباد منتقل کیا گیا۔ جس کی سربراہی وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی کو سونپی گئی۔

(د) پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ کا اجلاس منعقدہ 31 مارچ 1992ء جس پر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے تین سینئر پروفیسر صاحبان بھی شامل تھے متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ بورڈ کا صدر مقام لاہور ہو گا۔ اسی فیصلہ کے تحت ستمبر 1992ء میں باقاعدہ طور پر صدر مقام لاہور منتقل کیا گیا۔ نو تشکیل شدہ بورڈ کے سربراہ (چیئرمین) منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب کے چیئرمین کو مقرر کیا گیا۔ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب کے سربراہ کی حیثیت سے صوبہ کے تمام ترقیاتی پروگرام کے انچارج ہیں جن میں زرعی تحقیق اور توسیع شامل ہیں۔ بحیثیت انچارج ان پروگراموں کا وسیع تجربہ اور مہارت رکھتے ہیں۔

(ہ) پنجاب زرعی تحقیقاتی ادارہ کے صدر دفاتر کی دوبارہ فیصل آباد منتقلی حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں ہے۔ ادارہ ہذا کا صدر دفتر لاہور میں درج ذیل وجوہات کی بناء پر رکھنا ضروری ہے۔

i یہ کہ بورڈ کے ممبران کی اکثریت (11 ممبران) لاہور میں ہے

ii بورڈ کے سیکرٹریٹ کا زیادہ تعلق حکومت کی پالیسیوں سے ہے اس لیے حکومتی دفاتر سے رابطہ کے لیے لاہور میں صدر دفتر ہونا ضروری ہے۔ بورڈ کا کام رابطہ کی حد تک ہے اس لیے صدر دفتر لاہور میں رہنے سے بہتر طور پر رابطہ ہو سکتا ہے۔

iii فیصل آباد میں صرف دو یا تین تحقیقاتی ادارے ہیں باقی تمام صوبہ بھر میں پھیلے ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے بورڈ کا صدر مقام فیصل آباد میں رکھنا کوئی زیادہ موزوں نہ ہو گا۔

iv حکومت پنجاب نے عالمی بنک سے تعاون حاصل کرنے کے لیے طے کیا تھا کہ بورڈ کا ہیڈکوارٹر لاہور میں قائم کیا جائے گا تاکہ صوبہ بھر کے تحقیقاتی اداروں کے

ساتھ بہتر طور پر رابطہ رکھا جا سکے۔

v) پروگرام کے تحت غیر ملکی مشیران (consultants) مارچ 1993ء سے اپنی ذمہ داریوں کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اس موقع پر بورڈ کا کسی دوسری جگہ منتقل کرنا موزوں نہ ہو گا۔

vi) وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی کچھ عرصہ قبل اس معاملہ پر تفصیلی غور کیا اور فیصلہ کیا کہ بورڈ کا ہیڈ کوارٹر لاہور میں ہی رہے گا۔

جناب بدرالدین چودھری، جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے جواب میں بھی یہ بات شامل ہے کہ مختلف تحقیقاتی ادارے ملتان، سرگودھا، چکوال، بہاولپور، عارف والا، راولپنڈی، فتح جنگ، اوکاڑہ، پتوکی اور دوسری جگہوں پر موجود ہیں جناب فیصل آباد کا جو بورڈ ہے اس کو لاہور میں خاص طور پر کیوں منتقل کیا گیا ہے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! فیصل آباد میں تین تحقیقاتی ادارے ہیں جن میں یونیورسٹی بھی شامل ہے 1962ء میں وہاں پر ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کھولا گیا اور 1970ء میں ایک ایگریکلچر تحقیقاتی رابطہ بورڈ قائم کیا گیا اس بورڈ کا دفتر فیصل آباد میں 1990ء تک قائم رہا اس وقت اس بورڈ کو یونیورسٹی کے وائس چانسلر فیصل آباد کے تحت دیا گیا تھا وہ اس کو کنٹرول کرتے تھے 1990ء میں غالباً ورلڈ بنک کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا اس معاہدہ کے تحت اس بورڈ کا ہیڈ کوارٹر فیصل آباد سے لاہور منتقل کیا گیا کیونکہ صوبے کے باقی علاقوں میں تقریباً 24 ریسرچ انسٹی ٹیوٹ موجود ہیں جب اس بورڈ کو فیصل آباد سے لاہور شفٹ کیا گیا تو ملازمین بھی یہاں شفٹ ہوئے۔ اس بورڈ کے ممبر سیکرٹری ایگریکلچر ہیں۔ سیکرٹری فارسٹ ہیں، سیکرٹری لائیو سٹاک ہیں، سیکرٹری فنانس ہیں حتیٰ کہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے چیئرمین اس بورڈ کے چیئرمین ہیں تو یہ ملازمین بھی فیصل آباد سے یہاں شفٹ ہو گئے فیصل آباد اکیلے ہی ایک ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پر تحقیقات ہو رہی ہو مختلف علاقوں میں بھی تحقیقاتی سنٹر کھلے ہیں یہ بورڈ ان تمام کو کنٹرول کرتا ہے اس کا دائرہ کار صرف ایگریکلچر تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اٹریگیشن بھی اس میں شامل ہے پوری پلاننگ اس میں شامل ہے۔ اس لیے اس بورڈ کو وہاں سے یہاں پر شفٹ کیا گیا ہے۔

جناب والا! یہ جو سوال پوچھ رہے ہیں اور جس غرض سے یہ پوچھا گیا ہے اور جو مجھے سمجھ آئی ہے میں عرض کرتا ہوں کہ اس بورڈ کے جو ملازمین ہیں اور جو فیصل آباد سے اس بورڈ کے شفٹ ہونے کے ساتھ یہاں لاہور میں شفٹ کیے گئے ہیں اگر ان کو کوئی شکایات ہیں اگر کوئی تکالیف ہیں ہم ان کو رفع کرنے کی کوشش کریں گے اور اگر وہ چاہیں تو ہم ان کو فیصل آباد یا اس کے قریب کے محکمہ جات جہاں بھی ان کو adjust کر سکتے ہیں ہم کر دیں گے۔ صرف اتنا سا مسئلہ ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال صرف اتنا سا ہے جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ بیشتر ملازمین فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کو جتنی تنخواہ ملتی ہے اس سے یہاں پر ان کا گزارہ مشکل ہے اور پچھلی حکومت میں یہ وعدہ بھی ہوا تھا کہ وہاں پر ایک چھوٹا سا ادارہ یعنی sub research ادارہ بنا دیا جائے گا اگر وزیر صاحب اس بارے میں ہمیں یقین دہانی کرائیں کہ وہاں پر ایک دفتر کھل جائے گا تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! ایک specific دفتر جن کے بارے میں یہ ذکر فرما رہے ہیں اس بارے میں تو میں یہاں کھڑے ہو کر کچھ نہیں کہہ سکتا اتنی میں ان کو یقین دہانی کرا رہا ہوں کہ وہ ملازمین جو فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا لاہور میں رہنا مشکل ہے۔ ہمارے ایگریکلچر محکمے کے مختلف wings ہیں ان کو ان میں adjust کرنے کی ہم کوشش کریں گے تاکہ ہم ان کو فیصل آباد منتقل کر دیں ہمارے مختلف wings ہیں۔ اور یہ جو ایک specific ادارے کی بات کر رہے ہیں اس specific ادارے میں ان کو adjust کرنے کی میں یقین دہانی نہیں کرا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال۔

جناب عبدالرشید بھٹی، سوال نمبر 328۔

مارکیٹ کمیٹی لاہور کی خرید کردہ گاڑیوں کی تفصیلات

*328۔ جناب عبدالرشید بھٹی، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال 86-1985ء سے 94-1993ء کے دوران مارکیٹ کمیٹی لاہور نے کون سی گاڑیاں/موٹر سائیکل جیپ وغیرہ کتنی مالیت میں کن افسران کے استعمال کے لیے اور کن تاریخوں میں کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت خریدیں۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی مرمت و سروس پر کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل الگ الگ بتائی جائے؟

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد)،

(الف) مذکورہ عرصہ کے دوران جو گاڑیاں خرید کی گئیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل اخراجات بابت مرمت و سروس اور ڈیزل وغیرہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹی لاہور نے 1988ء میں ایک گاڑی نسان خریدی ہے اور جس کا نمبر ایل۔ایچ۔وی 9527 ہے اور یہ بغیر منظوری کے خریدی گئی ہے اور ایک سال کے بعد وہ گاڑی انہوں نے ایک لاکھ تیس ہزار میں بیچ دی جناب والا! کوئی بھی ایسی گاڑی نہیں ہے جس کی اتنے عرصے میں اتنی depreciation ہو جائے پھر اسی ادارے نے بغیر اسے بیچے ہوئے ٹیوٹا لینڈ کروزر 89ء میں سات لاکھ 8 ہزار روپے میں خریدی۔ پھر 1992ء میں پندرہ لاکھ پچاس ہزار روپے سے ایک اور پجارو خرید لی۔ تو جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ یہ کون سا اتنا بڑا ادارہ تھا جس کو ہر سال اس کے چیئرمین کے لیے اتنی مہنگی گاڑیاں خریدنے کی ضرورت تھی کیا اس پر وہ کوئی انکوائری فرمائیں گے؟

وزیر زراعت، جناب والا! جہاں تک انکوائری کا تعلق ہے ہمیں انکوائری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جو دو گاڑیاں لینڈ کروزر اور پجارو خریدی گئی ہیں۔ یہ اس وقت کی حکومت کی اجازت سے خریدی گئی ہیں۔ اس وقت کی حکومت نے اس کی justification دیکھی ہو گی کہ یہ justified ہے یا نہیں ہے۔ اس لیے ہم اس کی انکوائری نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اس وقت کی حکومت کی اجازت سے خریدی گئی تھی۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! 1988ء میں بھی بغیر اجازت کے خریدی گئی ہے۔ اس کی کیا justification تھی۔

وزیر زراعت، جناب والا! اس وقت ہماری حکومت موجود نہیں تھی۔ یہ اس وقت کی حکومت بتا سکتی ہے اور جن صاحب نے خریدی تھی وہ مرحوم ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مخدوم صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ جو گاڑی بغیر منظوری کے خریدی گئی۔ حکومت چاہے کسی کی ہو اس وقت آپ حکومت ہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! اس وقت کے جو چیئرمین تھے وہ اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں تو کس کی خلاف انکوائری ہو سکتی ہے اور کس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں نہایت ادب سے مخدوم صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ محکمے کی کارکردگی کو اس انداز سے لینا کہ ہماری حکومت نہیں تھی یا چیئرمین صاحب مرحوم ہو چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر کا کونسا مسئلہ ہے۔

چودھری شوکت داؤد، یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہرگز نہیں۔ آپ ضمنی سوال تو کر سکتے ہیں۔ آپ سے پہلے دو فاضل اراکین بات کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے آپ کو اس لیے فلور دیا کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ اگر آپ کا ضمنی سوال ہوتا تو آپ سے پہلے وصی ظفر صاحب کھڑے ہوئے تھے میں ان کو اجازت دیتا۔ اس لیے یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر اور کس جگہ ہوتا ہے۔ اس کی کیا تعریف ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر اسی لیے ہوتا ہے کہ جو بات ایوان میں ہو رہی ہے اور متعلقہ ہو اس پر پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے اوپر میں آپ کو بریفنگ دوں گا۔ اس کے بارے میں چیپٹر کھولوں گا اور اس پر تفصیلی گفتگو کروں گا۔ جناب وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ گاڑیاں جو رولز میں نرمی کر کے یا اختیارات سے تجاوز کر کے یا ایسی گاڑیاں جو بغیر اجازت کے خریدی گئی ہیں آیا موجودہ حکومت ان کو ضبط کرنے کے لیے تیار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا سوال یہ ہے کہ ایسی گاڑیاں جو پہلے قواعد میں نرمی کر کے یا بغیر منظوری کے خریدی گئی ہیں حکومت ان کو ضبط کرنا چاہتی ہے؟

وزیر زراعت، جناب والا! جو گاڑیاں بغیر اجازت کے خریدی گئی ہیں ان کو ضبط کرنا ہے یا کیا کرنا ہے اس کے بارے میں جائزہ لے لیتے ہیں۔ بہرحال جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے جو زیر بحث ہے اور جس کا جواب دیا جا رہا ہے۔ میرے پاس وہ آرڈر بھی موجود ہیں۔ جو میرے بھائی اس پر اعتراض کر رہے ہیں۔ یہ اس وقت چیف منسٹر غلام حیدر وائیں صاحب کی اجازت سے محکمہ نے خریدی تھی۔ تو اس وقت یہ سوال پوچھ لیتے ۔ اس وقت ان کی اپنی حکومت تھی اور ان کے اپنے چیف منسٹر تھے۔ جس کا جواب اس وقت مجھ سے یہ پوچھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب اقبال لنگڑیال صاحب!

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! ذاتی نکتہ وضاحت! میں ایک policy matter کی بات کر رہا تھا۔ خدانخواستہ میرا اشارہ مخدوم صاحب کی طرف نہیں تھا۔ میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ کوئی بھی آدمی یہ کہہ کر اپنے فرائض سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہاں جو بھی وزیر ہوتے ہیں وہ محکمے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس وقت بھی میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا۔ جواب جو بھی ہو لیکن اس طرح نہیں کہنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب!

ملک اقبال احمد لنگڑیال، وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ یہ جو گاڑی محمد اشرف بٹ صاحب نے بغیر منظوری کے خریدی ہے وہ تو فوت ہو گئے لیکن جو چیک جاری کیا وہ تو کسی چیف افسر نے جاری کیا ہو گا' کسی Account Officer نے کیا ہو گا اور کسی آڈٹ والے نے اس کی منظوری بھی دی ہو گی۔ کیا وزیر موصوف ان افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر زراعت، جناب والا! اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی سرکاری افسر نے کسی نہ کسی سطح پر ضرور کچھ کیا ہو گا۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب وزیر صاحب یہ نہیں کہنا چاہتے کہ میں کسی کے خلاف کارروائی کروں گا۔

وزیر زراعت، میں سمجھتا ہوں کہ جہاں بھی corruption ہوئی ہے اور کسی لیول پر بھی ہوئی ہے ہم اس کو چھپانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر یہ کرپشن کا حصہ۔۔۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جو گاڑی بغیر منظوری کے خریدی گئی ہے اس کا چیک صرف چیئرمین تو جاری نہیں کرتا۔

وزیر زراعت، اگر بغیر منظوری کے خریدی گئی ہے تو اس میں irregularity تو آسکتی ہے ممکن ہے corruption نہ ہو۔ irregularity اور corruption میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، یہ irregularity نہیں ہو سکتی۔ یہ تو corruption ہے۔ یہ تو بغیر مقصد کے اور بغیر منظوری کے خریدی گئی ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کسی محکمے کے چیئرمین یا سیکرٹری کی منظوری کے بغیر کوئی چیک جاری کر دیا جائے۔ کوئی بھی ذمہ دار افسر کیسے چیک جاری کر سکتا ہے۔ ان دونوں کے چیکوں پر دستخط ہوتے ہیں جو چیک جاری ہوتے ہیں۔ ویسے اس کے ٹینڈر بھی ہوتے ہیں اور دوسری کارروائی بھی ہوتی ہے۔

وزیر زراعت، جناب والا! اس کو چیک کر لیں گے۔ جو بھی اس پہ مناسب کارروائی ہو گی وہ کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ اس پر مناسب کارروائی ہو گی۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، اس کی انکوائری کی جائے اور باقاعدہ کوئی کمیٹی بنائی جائے۔ اگر چیئرمین صاحب فوت ہو گئے ہیں تو ہمیں ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ذمہ دار سرکاری افسران ہوتے ہیں۔ جو چیکوں پہ دستخط کرتے ہیں اور جو Accounts والے ہیں وہ اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں جو چیک جاری کرتے ہیں اور پیسے لیتے ہیں۔ چیئرمین تو جو بھی ہوتے ہیں وہ تو عارضی طور پر ہوتے ہیں۔ سرکاری ملازمین تو ذمہ دار ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لنگڑیال صاحب' انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر اس میں ایسی کوئی بات ہے جیسے کہ لکھا ہوا ہے "منظوری کے بغیر" اس کی انکوائری کروا لیتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، مجھے کیسے پتا چلے گا کہ اس کی انکوائری ہو گئی ہے یا اس کا کوئی ایکشن ہوا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، مجھے اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ سوال کن کا تھا۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، رشید بھٹی صاحب کا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مخدوم صاحب، آپ رشید بھٹی صاحب کا اعتماد میں لے کر بات کر لیں۔ ٹھیک ہے بھٹی صاحب! اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر! جناب کسی نے ایک موقع پر کیا خوب کہا تھا۔

قسمت کی خوبی دیکھیے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

میں نے ایک سوال دیا تھا جب اس کی باری آئی تو آپ نے وقفہ سوالات کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھا نہیں ہوں۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، میں نے ایک سوال محکمے پہ کیا تھا۔ جب اس کی باری آئی ہے تو آپ نے وقت کی کمی کا اعلان کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو آج سوالات کے جوابات بھی نہیں پڑھنے دیے۔ میں چاہتا تھا کہ سارے سوالات کے جوابات آ جاتے۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، میرا بڑا مختصر سا سوال ہے۔ میں نے پہلے کبھی نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کون سا سوال نمبر تھا۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، سوال نمبر 421

جناب ڈپٹی سپیکر، سوال نمبر 421 کو دہرا لیتے ہیں۔ جب دوبارہ محکمے کی باری آئے گی تو اس سوال کو لے لیں گے۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، جناب والا! ابھی اس سوال کو take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، یہ روایت نہیں ہے کہ جب وقفہ سوالات ختم ہو جائے تو دوبارہ نہیں لیا جاتا۔ اگر یہ روایت پڑ گئی تو یہ وقفہ سوالات ختم ہی نہیں ہوا کرے گا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ کے ملازمین کی تعداد

4-جناب محمد ظہیر الدین خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے دوران ڈائریکٹوریٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ میں کل کتنے ملازمین کس کس حیثیت میں کس کس تاریخ اور کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم پر بھرتی کیے گئے اور ان کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟ تفصیلاً بتایا جائے۔

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد)،

(الف) مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے دوران دفتر ہذا میں ملازمین کی بھرتی کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کے آمدن و اخراجات کی تفصیل

6-جناب محمد ظہیر الدین خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کو مالی سال 88-1987ء سے 94-1993ء کے دوران سالانہ کل کتنی اور کن کن مدوں سے کتنی کتنی آمدن اور اخراجات ہوئے۔ آمدن و اخراجات کے مکمل کوائف سال وار اور مدوار الگ الگ ایوان میں پیش کیے جائیں۔

(ب) متذکرہ مارکیٹ کمیٹی میں 88-1987ء تک کل کتنے ملازم تھے۔ ان کے نام عہدہ جات و پتہ جات کی تفصیل بتائی جائے۔ نیز 89-1988ء سے 94-1993ء کے دوران کل کتنے افراد اور کس کس حیثیت میں کس کس تاریخ کو اور کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت بھرتی کیے گئے۔ ان کے مکمل نام پتہ جات، عہدہ جات، تعلیمی معیار اور تاریخ تقرری سے مطلع کیا جائے۔

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد)،

(الف و ب) گوشوارہ آمدن و خرچ مالی سال 88-1987ء تا 94-1993ء و دیگر مطلوبہ تفصیلات ایوان کی میز

پر رکھ دی گئی ہیں۔

مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد کے ملازمین کی تفصیل

26۔جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد میں کل کتنے ملازم ہیں یہ کس کس حیثیت میں ملازم ہیں۔ ان کی تاریخ تقرری کیا کیا ہے۔ اور ان کو کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت کس کس تاریخ میں بھرتی کیا گیا ہے۔ مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ب) متذکرہ مارکیٹ کمیٹی کو مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء تک کے عرصے کے دوران کن کن مدوں سے کتنی آمدنی ہوئی۔ تفصیل سال وار ایوان میں پیش کی جائے۔

وزیر زراعت(مخدوم الطاف احمد)،

(الف و ب) مارکیٹ کمیٹی۔ فیصل آباد کے ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈائریکٹر گندم تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی بھرتی کی تفصیل

42۔راجہ ریاض احمد، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈائریکٹر گندم تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت بھرتی ہوا اور وہ اپنی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک کہاں کہاں اور کن کن تاریخوں میں تعینات رہا ہے۔ تفصیلاً بتایا جائے۔

(ب) مذکورہ افسر کے تعلیمی معیار اور ڈومیسائل کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں۔

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد)،

(الف) ڈاکٹر محمد حسین چودھری بطور ایگری اسسٹنٹ توسیع ڈائریکٹر آف ایگریکلچر مغربی پاکستان کے حکم سے بھرتی ہوئے تھے اور شیخوپورہ تعینات کیے گئے تھے بعد ازاں مختلف جگہوں پر تعینات ہو کر کام کرتے رہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	از	تا	جس اسامی پر تعینات رہا
1۔	31-7-58	7-8-59	زراعت آفیسر (توسیع) شیخوپورہ
2۔	8-8-59	6-12-66	ریسرچ اسسٹنٹ سرگودھا

3۔	7-12-66	20-9-67	اسسٹنٹ بائنسٹ کاٹن ملتان /فیصل آباد
4۔	20-9-67	12-8-72	" "(سیریل) فیصل آباد
5۔	12-8-72	13-8-73	" "(کاٹن)"
6۔	13-8-73	24-10-73	" "(فاڈر)"
7۔	25-10-73	12-12-76	تمباکو /اکنامک بائنسٹ بہاولپور
8۔	13-12-76	27-10-83	فاڈر بائنسٹ سرگودھا
9۔	28-10-83	30-11-85	ڈائریکٹر فارورڈ سرگودھا
10۔	1-12-85	آج تک	ڈائریکٹر گندم فیصل آباد

(ب) مذکورہ آفیسر کی تعلیمی اسناد اور رہائشی سرٹیفکیٹ کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ کی خرید کردہ گاڑیوں کی تفصیل

143۔رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ نے مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے عرصے کے دوران کتنی کتنی مالیت میں کس کس تاریخ کو اور کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم پر کون کون سی گاڑیاں خریدیں۔ تفصیلاً بتایا جائے۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران متذکرہ مارکیٹ کمیٹی کی گاڑیوں کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی۔ تفصیل سال وار بتائی جائے۔ نیز ان گاڑیوں کے پٹرول / ڈیزل/سروس وغیرہ پر کتنی کتنی رقومات خرچ کیں؟ تفصیل سال وار بتائی جائے۔

وزیر زراعت(مخدوم الطاف احمد)،

(الف) مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ نے سال 85-1984ء سے 94-1993ء تک کوئی گاڑی نہیں خریدی۔

(ب) چونکہ مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ نے کوئی گاڑی نہیں خریدی لہذا مرمت، پٹرول، سروس وغیرہ کا بھی کوئی خرچہ نہ ہے۔

مارکیٹ کمیٹی سمندری کی خرید کردہ گاڑیوں کی تفصیل

144۔رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی سمندری نے مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے عرصے کے دوران کتنی کتنی مالیت میں کس کس تاریخ کو اور کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم پر کون کون سی گاڑیاں خریدیں۔ تفصیلاً بتایا جائے۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران متذکرہ مارکیٹ کمیٹی کی گاڑیوں کی مرمت وغیرہ پر کتنی رقوم خرچ کی گئیں۔ تفصیل سال بتائی جائے۔ نیز ان گاڑیوں کے پٹرول /ڈیزل /سروس وغیرہ پر کتنی کتنی رقومات خرچ کیں۔ تفصیل سال وار بتائی جائے۔

وزیر زراعت(مخدوم الطاف احمد)،

(الف) متذکرہ عرصہ میں مندرجہ ذیل دو گاڑیاں خریدی گئیں۔

(i) سوزو کی جیپ نمبر FDL 142 قیمت -/1,67,000 روپے مورخہ 11-6-1987 مجاز اتھارٹی' سیکرٹری محکمہ زراعت پنجاب Sanctioned vide Govt. No PD/VIII-4/85 Dated - 25-5-87

(ii) ٹیوٹا لینڈ کروزر گاڑی نمبر FDO.75 قیمت -/10,20,000 مورخہ 20-6-91 San.Vide No. PD/VIII-4/85-III Dated 20-6-91

(ب) تفصیل خرچہ حسب ذیل ہے۔

سال	پٹرول	مرمت /سروس
85-1984ء	-	-
86-1985ء	-	-
87-1986ء	1390.28	3537.27
88-1987ء	27100 09	32255.96
89-1988ء	24574.87	15977.50
90-1989ء	16233.98	44215.28
91-1990ء	4980.25	8140 00
92-1991ء	49195.53	32699.00

1992-93ء	56433.80	74159.00
1993-94ء	8150.94	3765.00

بذریعہ گورنمنٹ نوٹیفکیشن نمبر PD/VIII-4185-III مورخہ 20-6-91 کے تحت 31-1-93 کو دوسری دفعہ نیلامی کرنے پر جیپ نمبر FDL-142 -/71,500 میں نیلام کر دی گئی۔

تعیناتی میں بے ضابطگی کی تحقیقات

193۔جناب بدرالدین چودھری، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب زرعی تحقیقاتی رابطہ بورڈ کے انچارج کی اسامی 20 گریڈ کی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ سال سے متذکرہ اسامی پر ملک شاہ نواز نامی ایک شخص کو انچارج مقرر کیا ہوا ہے۔ اور وہ گریڈ 18 کا افسر ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ افسر کی تعیناتی کی منظوری کسی بھی سلیکشن بورڈ چیف سیکرٹری وزیر اعلیٰ، گورنر یا دیگر مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت عمل میں نہیں لائی گئی۔

(د) جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو متذکرہ افسر کی تعیناتی جس مجاز اتھارٹی اور جن وجوہ کی بناء پر کی گئی ان کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں اور آیا حکومت اس افسر کی تعیناتی میں برتی جانے والی بے ضابطگیوں کی تحقیقات کروائے گی اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت(مخدوم الطاف احمد)،

(الف) درست نہ ہے اس لیے کہ پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ کے انتظامی انچارج چیف ایگزیکٹو خود ہیں۔ جو کہ اس وقت سیکرٹری زراعت اضافی ذمہ داریوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ انچارج کی باقاعدہ کوئی اسامی بورڈ کے اندر نہیں ہے۔ چیف ایگزیکٹو کی اسامی کا منظور شدہ سکیل نمبر 21 ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مسٹر شاہنواز بحیثیت (اینٹل سائنسز) انچارج کے طور پر کام کرتے رہے ہیں۔ نہ کہ بطور چیف ایگزیکٹو۔ اب مذکورہ آفیسر ان ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیے گئے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ کیونکہ انچارج کی کوئی علیحدہ اسامی نہ ہے۔ جس کے لیے حکام بالا سی تعیناتی کے لیے باقاعدہ منظوری لی جاتی۔ چیف ایگزیکٹو کے حکم کے مطابق روز مرہ میں چیف ایگزیکٹو

کو مدد دینے کے لیے مذکورہ افسر نے اضافی ذمہ داریوں کے ساتھ آنریری خدمات انجام دیں۔
ان خدمات کے عوض مذکورہ انجینئر نے کوئی مالی فائدہ نہیں اٹھایا۔

(د) حقائق بالا کی روشنی میں کسی قسم کی کوئی بے ضابطگی نہیں کی گئی۔ جس کی نقول پیش کی جا سکیں۔

رکن اسمبلی کا حلف

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک نئے ممبر آئے ہیں ان سے پہلے حلف لے لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن چودھری وقار علی خان صاحب نے حلف اٹھایا اور رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائے)

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے بعد ایس اے حمید صاحب کی طرف سے Call Attention Notice تھا لیکن ابھی تک وزیر اعلیٰ صاحب تشریف نہیں لائے اور معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب تھوڑی دیر میں تشریف لے آئیں گے لہٰذا جب وہ تشریف لائیں گے تو پھر اس وقت اس Call Attention Notice کو take up کر لیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اب تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق چودھری اصغر علی گجر صاحب کی ہے۔

پنجاب کے بڑے ہوٹلوں میں شراب فروشی

چودھری اصغر علی گجر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب کے بڑے ہوٹلوں میں ام الخبائث شراب کی عام فروخت جاری ہے۔ غیر مسلموں کے لیے اذن عام ہے جبکہ مسلمان چھپ چھپا کر اس گندگی کو حلق سے اتار کر خدا کا عذاب خرید کرتے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر اسلامی تعلیمات کے ساتھ یہ سنگین مذاق اسلامی فلاحی مملکت کا دعویٰ کرنے والے حکمرانوں کے لیے ایک کھلا چیلنج ہے۔ اسلام کے نام پر الیکشن جیت کر اسلام سے بے وفائی کر کے بار بھی چکے ہیں۔ ان کو ان کی بداعمالیوں کی سزا خوب مل چکی ہے مگر موجودہ حکمران

بھی اپنے آپ کو اسلامی فلاحی حکومت کا دعویدار قرار دیتے ہیں مگر ان کی اجازت سے شراب نوشی اور شراب فروشی کا دھندہ جاری ہے اگر اجازت غیر مسلموں کے لیے ہے تو یہ بھی ناجائز ہے۔ غیر مسلموں کو پاک سرزمین پر آ کر اسلام کے قوانین کی پابندی کرنا چاہیے۔ اللہ کے قانون سے اس بغاوت اور خدا کی نافرمانی میں اس ڈھٹائی سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی تشخص کو دھندلا کر رکھ دیا ہے اور شراب کے چلتے جام اسلامیان پاکستان کے لیے باعث رسوائی و تباہی ہیں۔ ان کے دین مذہب ایمان کے استحقاق کو بلا نوشی کے تالاب میں ڈبونے کی یہ جسارت اس قابل ہے کہ استحقاق کمیٹی اس پر غور کرے اور میں کہ جو ایک مسلمان ہوں میری پاک ملک کی پاک دھرتی پر گندگی اور غلاظت کو لائسنس دیکر اس کو پھیلانے کی اس جرأت نے میرا جو استحقاق مجروح کیا ہے اس کے پیش نظر میری تحریک استحقاق منظور کر کے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ اس ملک میں' خاص طور پر پنجاب کا ذکر کرتا ہوں کہ شراب قانونی طور پر ممنوع ہے اور آئے دن اخبارات میں یہ بات آ رہی ہے کہ خاص طور پر لاہور کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب بیچی جا رہی ہے اور لائسنسوں کی آڑ میں جو کہ غیر ملکیوں کے لیے مہیا کیے جاتے ہیں عام مسلمان بھی شراب کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لائسنس جاری کرنے کی وجہ سے شراب کو بند کرنے کا جو قانون ہے وہ غیر مؤثر ہو چکا ہے۔ اور اس طرح جو عام مسلمان ہیں وہ اس برائی میں ملوث ہو چکے ہیں حتیٰ کہ بیئیوں کے حساب سے شراب کو گورنمنٹ کے اپنے اداروں میں یعنی چیمبر ہاؤس' سرکٹ ہاؤس میں بک رہی ہے۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا برا فعل ہے اور اس سے پورے پنجاب کا' اس ایوان کا اور میرا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کو بھی مؤثر بنانے کے لیے کوئی کمیٹی بنانی چاہیے اور اس کمیٹی میں یہ معاملہ پیش ہونا چاہیے تاکہ اس قانون جو کہ شراب کی بندش پر لاگو ہے کو موثر بنایا جا سکے اور اس بری چیز کا سد باب کیا جا سکے۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون(چودھری محمد فاروق)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں ریفرنس تو جو استحقاق ممبران اسمبلی کو حاصل ہے اس کے حوالے سے دوں گا کہ رول 55 کے تحت قطعی طور پر یہ privilege

matter نہیں بنتا۔ جہاں تک شراب پینے، شراب بیچنے کا معاملہ ہے اور شراب کے ملنے کا معاملہ ہے اس سلسلے میں مذہبی تقاضوں کے مطابق قوانین موجود ہیں اور Prohibition and enforcement of Had Ordinance, 1979. جو ہے اس کے تحت مسلمانوں کے لیے شراب نوشی قطعاً ممنوع قرار دی گئی ہے اور شراب پینے پر ان کے خلاف حد نافذ ہوسکتی ہے۔ جناب سپیکر! ہوٹلوں میں شراب کی جس طریقے سے فروخت اور اس بارے میں جناب چودھری اصغر علی گجر صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ فلاں ہوٹلوں میں جو غیر ملکی آتے ہیں انہیں بھی شراب کھلے عام دی جاتی ہے اور مسلمانوں کو بھی ملتی ہے۔ جناب والا! حکومت نے تو قوانین کے مطابق ہی چلنا ہوتا ہے اس وقت جو بھی صورت حال ہے اسے بہتر بنانے کے لیے حکومت اپنی جگہ پر اقدامات کر رہی ہے البتہ کہیں کوئی ایسا واقعہ ہو جہاں کوئی مسلمان شراب پیتا پایا جائے، پکڑا جائے یا قانون سے ہٹ کر کہیں شراب اگر فروخت ہو رہی ہے تو اس کی نشان دہی کی جائے تو حکومتی ایجنسیاں فوری اس کا نوٹس لیتی ہیں اور اقدامات بھی کیے جاتے ہیں۔ لیکن جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق جو ہے فنی نقطہ نگاہ سے تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اس سے قطعی طور پر معزز ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہوا اس لیے تحریک استحقاق کو جناب سپیکر! خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میرے ہر استحقاق سے وزیر موصوف کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بندش بھی ہے اور قانونی کارروائی بھی کی جاتی ہے لیکن اگر اس صوبے کا وزیر قانون میرا ساتھ دے تو میں انہیں دکھا سکتا ہوں کہ شراب کھلے عام بکتی ہے، اس کا دھندہ ہوتا ہے اور پھر یہ اس کے خلاف کارروائی کریں۔ میرا خیال ہے کہ یہ اتنے کمزور ہیں کہ شاید ان شرابیوں کے خلاف یہ کارروائی نہ کر سکیں۔ اسی لیے میں کہتا تھا کہ ایوان کے اندر اس پر کوئی بات ہو جس سے ان لوگوں پر کوئی ہاتھ ڈالا جاسکے اور ان پر گرفت مضبوط کی جاسکے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! ایوان میں اس پر بات ہو گئی ہے۔ وزیر قانون نے اس بات کی لیے وعدہ کیا ہے کہ قانون کے مطابق جو بندش ہے اس کو نافذ کیا جائے گا لہٰذا یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اسے rule out کیا جاتا ہے۔ چودھری شوکت داؤد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

میاں محمد سردار خان وٹو، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میں حکومتی بنچز سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ

کیا انہوں نے قائد ایوان تبدیل کر دیا ہے اگر کر دیا ہے تو ان کا نام بتا دیں۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جی شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کی جو تحریک استحقاق نمبر 8۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، وہ سات تھی یہ آٹھ ہے

جناب سپیکر، نہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسی سلسلے میں تابش الوری صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 14 ہے اگر ان دونوں کو جمع کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تابش صاحب آپ ذرا دیکھ لیجیے۔

سید تابش الوری، چودھری شوکت داؤد صاحب پیش کر دیں میں پیش نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، یعنی 8 اور 14 ایک ساتھ ہی لے لیتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سید تابش الوری، میں اسے withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ اسے withdraw کرتے ہیں۔

سید تابش الوری، جی۔

جناب سپیکر، اچھا۔ جی چودھری شوکت داؤد صاحب۔

وزیر اعلیٰ کی جانب سے ضلعی صدر اور جنرل سیکرٹری کو رکن اسمبلی کے برابر درجہ دینا

چودھری شوکت داؤد، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے اس بیان سے کہ مسلم لیگ کے ضلعی صدر اور جنرل سیکرٹری رکن اسمبلی کے برابر ہو گا۔ جناب والا! یہ صحیح لکھی ہوئی نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر، کوئی نہیں آئندہ صحیح لکھا کریں۔

چودھری شوکت داؤد، نہیں، میں نے تو صحیح لکھا ہے لیکن یہ دیکھ لیں کہ پرنٹنگ کیسی ہے۔ یہ تو آپ اپنے سیکرٹریٹ کو کہیں کہ صحیح پرنٹ ہو۔ میں یہ پڑھوں گا تو سمجھا جائے گا کہ صحیح نہیں پڑھ رہا۔

بہرحال میں اس کا متن بیان کر دیتا ہوں۔ کہ ضلعی صدر اور جنرل سیکرٹری کا عہدہ رکن اسمبلی کے برابر ہو گا۔ اس بیان سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا درخواست ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، شارٹ سٹیٹمنٹ دیجیے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں یا ہمارے معاشرے میں اگر خرابی کی وجہ ہے یا جو اداروں کی ناکامی کی وجہ ہے اس میں سب سے اہم نکتہ یہ ہی کہ ہر ادارے نے اپنے اختیارات سے تجاوز کر لیا ہے۔ اگر یہ ادارے اپنے اختیارات کے اندر رہتے ہوئے اختیارات استعمال کریں ان اداروں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے اس اسمبلی کے اختیارات کا تحفظ کریں اور اراکین اسمبلی کے اختیارات کا بھی تحفظ کریں تو میرا خیال ہے کہ نہ صرف یہ معاشرہ سدھر سکتا ہے بلکہ اس ملک میں قانون پر عمل بھی کیا جا سکتا ہے اور ہر کسی کو اس کا حق بھی مل سکتا ہے۔ اسی لیے میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے اس سے پہلے بھی چند تحاریک پیش ہوئی ہیں آپ کے بیانات بھی آئے ہیں۔ میں ممبران کی بات نہیں کرتا میں عدالتوں کی بات نہیں کرتا کیونکہ contempt of court لگ جاتا ہے۔ کسی جج کے اختیارات فلاں کو دے دیے جائیں' کسی وزیر اعلیٰ کے اختیارات کسی اور کو دے دیے جائیں جیسا کہ اس صوبے میں ہو رہا ہے اب اسی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اسمبلی کے اختیارات 'صدور' جنرل سیکرٹریز اور تنظیموں کو چاہے وہ پیپلز پارٹی ہے چاہے مسلم لیگ ہے یا اور کسی جماعت کو جس کی حکومت ہو ان کے عہدیداروں کو دیے جائیں تو میرا خیال ہے کہ اس طرح یہ ادارے نہیں چل سکتے۔ تو میری یہی درخواست ہے کہ اس تحریک کو منظور کیا جائے اس پر غور کیا جائے اور ایک واضح پالیسی اختیار کی جائے۔ اب وزیر موصوف ایک ہی جواب دیں گے کہ کسی اخباری خبر کو تحریک استحقاق نہیں بنایا جا سکتا۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، آپ یہ presume نہ کریں پہلے انہیں موقعہ تو دیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں انتہائی احترام سے عرض کروں گا اور میرا پوائنٹ یہ ہے کہ ہمیں ایک پالیسی بنا لینی چاہیے اور حکومت کو ایک پالیسی کا اعلان کرنا چاہیے اور یا یہ کہہ دیں کہ اخبارات میں جو کچھ چھپتا ہے ہمارے رائے کے خلاف چھپتا ہے یا اس کی تردید کر دیا کریں یا اخبار

والے یہ بتائیں کہ جو یہ بیان دیے ہیں ہم اس کو چھاپتے ہیں اس پر ایک تصفیہ ہو جائے تاکہ آئے دن کا مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں داڑھی میں تنکے والی بات تو نہیں کرتا کیونکہ شوکت داؤد صاحب کی داڑھی نہیں ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! وزیر قانون ذرا دوبارہ سے کہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ میں داڑھی میں تنکے والی بات نہیں کرتا اس لیے کہ شوکت داؤد صاحب باریش نہیں ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! یہ داڑھی رکھ لیں تو میں بھی رکھ لوں گا۔

جناب سپیکر، ویسے بھی کئی لوگوں کے پیٹ میں داڑھی ہوتی ہے۔

وزیر قانون، ورنہ انہوں نے اپنی تحریک استحقاق خلاف ضابطہ ہونے کے بارے میں خود ہی جائز رائے دے دی ہے۔

جناب سپیکر، ہاؤس کی مدد کرتے ہیں۔

وزیر قانون، اور خود ہی تسلیم کیا ہے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ایک اخباری خبر پر تحریک استحقاق دی ہے اس کی تردید کی ضرورت نہ پہلے پیش آئی اور نہ ہی میں نے ان کی تحریک کے حوالے سے کوئی تردید کرنی ہے بلکہ میں ان کی تحریک کا فنی نکتہ نگاہ سے جواب دوں گا۔ رولز 55 کے تحت یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور جہاں تک اراکین اسمبلی کے اختیارات کسی پارٹی کے عہدیداروں کو منتقل کیے جانے کی بات ہے یہ معاملہ قطعی طور پر درست نہیں ہے۔ ایم پی اے کا سٹیٹس کسی elected ممبر کو ملتا ہے۔ اس کی تنخواہیں' اس کی دیگر مراعات' اس کا اسمبلی میں آ کر بیٹھنا ایوان کی کارروائی میں حصہ لینا یہ اختیارات صرف منتخب نمائندوں کو ہی حاصل ہیں۔ ہماری حکومت نے قطعی طور پر کسی پارٹی عہدیداروں کو اراکین اسمبلی کے اختیارات نہیں دیے اور نہ ہی ایم پی اے کا سٹیٹس دیا ہے کہ وہ آ کر ایوان کے معاملات میں دخل اندازی کرے۔ کسی پارٹی عہدیدار کو نہ پارٹی کی ہدایات کے لحاظ سے نہ رولز کے لحاظ سے ایسے اختیارات نہیں دیے گئے کہ وہ ہمارے ایوان کے معاملات میں

مداخلت کر سکے یا ایم پی اے کا سٹیٹس حاصل کر سکے اور جہاں تک اس سٹیٹمنٹ کا تعلق ہے تو یہ پارٹی کے internal affairs ہیں اگر وزیر اعلیٰ بحیثیت صدر پنجاب مسلم لیگ اپنے پارٹی عہدیداروں کہتے ہیں کہ آپ کو بھی پارٹی کے اندر وہی مقام دیا جائے گا جو ہم اپنی پارٹی کے اراکین اسمبلی کو دیتے ہیں تو یہ کوئی غلط بات نہیں ہے۔ ہمارے جو fundamental rights ہیں ان کے تحت تو ایک غریب آدمی کی بھی وہی عزت و احترام ہونا چاہیے جو وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ کا ہوا کرتا ہے اس لیے یہ کوئی غلط بات نہیں ہے۔ پارٹی کے معاملات چلانے کے لیے پارٹی ڈسپلن چلانے کے لیے، جمہوری نظام میں سیاسی نظام میں پارٹی کے عہدیدار یقیناً قابل احترام ہوتے ہیں اور وہ اراکین اسمبلی کے برابر احترام رکھتے ہیں۔ لیکن میں یہ ایوان کی یقین دہانی کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم قطعی طور پر ایم پی اے کا سٹیٹس پارٹی عہدیداران کو نہیں دے رہے ہیں اور نہ ہی دیا ہے اور جناب والا! احترام کے حوالے سے پارٹی معاملات چلانے کے لیے اس قسم کا بیان قطعی طور کسی بھی ممبر اسمبلی کا استحقاق مجروح نہیں کرتا۔ اس لیے یہ تحریک استحقاق خلاف ضابطہ ہے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! وزیر موصوف نے اپنی تقریر کے دوران دو باتیں کی ہیں ایک تو انہوں نے اخباری۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت داؤد، ایک ہی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے اور میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔ جناب والا! میں already پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

He is on a point of order with my permission.

چودھری محمد وصی ظفر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ابھی انہوں نے بات بھی نہیں کی تو آپ نے کیسے اندازہ کر لیا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

I am here to judge whether it is a point of order or not and it is not for the honourable member to decide it.

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں نہایت ادب سے یہ بات کروں گا۔ یہی ایک فورم ہے جہاں پر ہم نے عوام کے مسائل پیش کرنے ہوتے ہیں اور عوام کو یہ بتانا ہے کہ ہم ان کی نمائندگی کر رہے ہیں منظور کرنا یا نہ کرنا آپ کی صوابدید پر ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک تو یہ پالیسی بننی چاہیے یا تو یہ کہیں دیں کہ اخباری خبر کی بنیاد پر کوئی تحریک پیش نہ کی جائے اور ہم اخبارات کو پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ میری بات سنئے آپ روز یہ بات کرتے ہیں اخبارات میں بہت کچھ صحیح چھپتا ہے۔

چودھری شوکت داؤد، نہیں جناب یا تو وہ تردید کرتے کہ غلط بیان دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، شوکت داؤد صاحب آپ میری بات سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اخبارات میں بہت کچھ چھپتا ہے جو صحیح ہوتا ہے اخبارات میں ایسی بھی چیزیں چھپتی ہے جو مفروضے ہوتے ہیں۔ جو اندازے ہوتے ہیں اس لیے یہ بات کی جاتی ہے کہ اخبارات میں ہر چیز جو چھپتی ہے یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ اخبارات میں چھپنے والی چیز یا تو تمام کی تمام غلط ہوتی ہے یا تمام کی تمام صحیح ہوتی ہے۔ اس لیے یہ آپ پر واضح ہونا چاہیے کہ اخبارات میں سب کچھ جو چھپتا ہے اس میں بہت کچھ صحیح ہوتا ہے اور کچھ چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو صرف مفروضے ہوتے ہیں۔ اب آپ بات کیجیے گا۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک ذمہ دار آدمی کی طرف سے سٹیٹمنٹ ہے' اخباری خبر نہیں ہے یہ ایک سٹیٹمنٹ ہے سٹیٹمنٹ اور خبر میں واضح طور پر فرق ہوتا ہے۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف نے جو یہ کہا ہے کہ ان کو احترام دیا جائے گا احترام کی بات نہیں ہے' درجہ دینے کی بات ہوئی ہے' اختیارات کی بات ہوئی ہے۔ اگر صرف احترام کی بات کی جائے ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے ایک ایم پی اے کا احترام بھی اتنا ہونا چاہیے جیسے کوئی ریڑھی والے کا ہے' تانگے والے کا ہے ایک عام شہری کا احترام ہے۔ ہر پاکستانی کو احترام ملنا چاہیے اگر آپ احترام کی بات کریں گے تو۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت داؤد، لیکن جہاں اختیارات کی بات ہو گی تو جو اختیارات ہمارے ہیں وہ ہم کسی اور کو نہیں دینے دیں گے۔

جناب سپیکر، چودھری شوکت صاحب ویسے آپ براہ مہربانی یہ بتائیے کہ یہی بات آپ نرم لہجے میں نہیں کر سکتے تھے؟ یہی بات جو آپ نے اتنے زور سے کی ہے یہی بات آپ آرام سے بھی کر سکتے تھے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! اگر یہ بات آپ نے محسوس کی ہے تو میں معذرت کرتا ہوں لیکن میرا یہ مقصد نہیں تھا میں نے تو اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے لڑنے والی تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ یہاں اپنے خیالات کا اظہار کیا کریں۔

چودھری محمد افضل سندھو، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! مجھے بھی کچھ عرض کرنے دیں۔

جناب سپیکر، آپ ذرا ٹھہر جائیں آپ رکیے میں بات کر رہا ہوں۔

چودھری محمد افضل سندھو، جناب والا! آپ اس سائیڈ کی طرف بھی دیکھا کریں میں تین دفعہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو چکا ہوں اور آپ نے ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا۔

جناب سپیکر، آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بولیے۔

چودھری محمد افضل سندھو، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو اتنی بحث چل رہی ہے اور پوائنٹ آف آرڈر کی اوپر چل رہی ہے۔ میرے چھوٹے بھائی شوکت داؤد صاحب جو کچھ فرماتے رہے ہیں اس میں کسی قسم کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ مہربانی فرما کر یہ رولنگ دیں اور میری دوسری گزارش یہ ہے کہ تقریر کرنے سے پہلے جیسا کہ وصی ظفر صاحب نے فرمایا ہے اور درست فرمایا ہے کہ ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے ہی نہیں۔ اس لیے آپ پہلے آپ پوائنٹ آف آرڈر کو طے کیا کریں اور پھر آپ آگے بات چلایا کریں۔ بڑی معذرت کے ساتھ میری یہ آپ سے گزارش ہے۔

جناب سپیکر، جی میری بات سنیے۔ انہوں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے اس پر انہوں نے ایک شارٹ سٹیٹمنٹ دی ہے' اس پر وزیر قانون نے وضاحت کی ہے ہاؤس کی روایت ہے کہ اگر اس وضاحت کے بعد بھی تحریک استحقاق پیش کرنے والا شخص اگر مزید کسی اپنی چھوٹی موٹی بات کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ اس پر وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میری تسلی ہو گئی ہے یا میں اپنی تحریک کو واپس لیتا ہوں' یا پھر میری تسلی نہیں ہوئی۔ یہ پوائنٹ بھی وضاحت طلب ہے تو اسی اس کا موقع دیا جاتا ہے۔ میں نے یہ موقع دینے کے لیے ان کی بات سنی۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک تو یہ روایت نہیں ہے آپ کتابیں نکال کر دیکھ لیں یہ میرا چیلنج ہے؛ ایک ان کو یہ کم از کم ضرور بتایا جائے کہ وہ سپیکر صاحب سے کہیں کہ مجھے آپ اجازت فرمائیں کہ میں اس کے بارے میں مزید کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پوائنٹ آف آرڈر کا لفظ کہہ کر جو مرضی نہ کہنا شروع کر دیں۔ یہ بھی اسی ایوان کی توہین ہے' ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

What is the difference between a point of order and the permission for speaking a few words?

تحریک التوائے کار پر تو بحث ہو سکتی ہے تحریک استحقاق پر بحث نہیں ہو سکتی تحریک استحقاق پر شارٹ سٹیٹمنٹ اسی مقصد کے لیے ہوتی ہے جو کچھ انہوں نے اپنا مدعا بیان کرنا ہے اس میں وضاحت کر دیں لیکن اگر کہیں پر تشنگی رہ گئی ہے اور سپیکر صاحب بھی اس کو مناسب سمجھتے ہیں اجازت دیتے ہیں تو وہ اس کو پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر نہ کھڑے ہو جائیں۔ پھر جناب والا! اگر کوئی لفظ کہہ دیتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم سے زیادتی کرتے ہیں پھر وہ جاہلیت کے دور والی بات آ جاتی ہے۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر' پوائنٹ آف آرڈر ہے لیکن میں نے ان کی بات اس لیے سنی کہ انہوں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے اور اس کی وضاحت وزیر قانون کی طرف سے ہوئی ہے۔ اگر تو یہ مطمئن ہیں یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں اپنی تحریک واپس لیتا ہوں' میں پریس نہیں کرتا۔ یہ کہنے کا موقع ملنا ہے اور یہ ملنا چاہیے۔ لیکن انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر کہہ دیا حالانکہ پوائنٹ آف آرڈر کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر یہ مزید اپنی وضاحت کرنا چاہتے تھے تو انہیں اس کی اجازت لے لینی چاہیے تھی۔ بہرحال یہ تحریک استحقاق وزیر قانون کی وضاحت کے بعد آؤٹ آف آرڈر قرار دی جاتی ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب والا! جس طرح میرے فاضل دوست نے فرمایا اور اس کی جس طرح میرے فاضل وزیر نے وضاحت کی۔ میں بھی اسی حوالے سے وزیر صاحب سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جب وزیر صاحب کو کہا کہ آپ نے میرے حلقے سے فلاں آدمی کو نوکری سے نکال دیا ہے۔ آپ نے یہ کس کے کہنے پر نکالا ہے؟ اور میرے سیاسی مخالف کرنل یامین صاحب جو مسلم لیگ (جونیجو) گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے آرڈر ہیں کہ ان کو بھی بطور ایم پی اے treat کیا جائے۔ لہٰذا ان کی جو بات ہوتی ہے ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد افضل سندھو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بحث جہاں سے چلی تھی وہیں پر واپس آ گئی ہے۔ میں جناب والا! کی خدمت میں بڑے ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وضاحت جو معزز رکن شوکت داؤد دے رہے تھے وہ قطعی طور پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

چودھری محمد افضل سندھو، میری جناب والا! آپ گزارش سن لیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس بات کو طے کرنا چاہیے اس ہاؤس کو یہ طے کرنا چاہیے کہ ایوان کو اچھے طریقے سے چلانے کے لیے جب بھی کوئی بات آگے بڑھنے لگتی ہے تو دوسرا ایک ممبر کھڑا ہو جاتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! آپ کے اوپر یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ جب میرے چھوٹے بھائی یہ بات کر رہے تھے تو آپ انہیں یہ کہتے کہ معزز ممبر یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اگر آپ کوئی وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو اس کی اجازت لیں۔ جب تک آپ کوئی صحیح طریقہ اختیار نہیں کریں گے جناب سپیکر! یہ ہاؤس صحیح طریقے سے چل ہی نہیں سکتا بس میری یہی گزارش ہے۔

جناب سپیکر، میں نے بڑی وضاحت سے یہ بات کر دی ہے کہ میں نے انہیں جو موقع دیا تھا وہ صرف اس لیے دیا تھا کہ یا تو وہ یہ بتائیں کہ وہ مطمئن ہیں؟ اسے واپس لے رہے ہیں اور اگر وہ مطمئن نہیں ہیں تو ان کا کوئی پوائنٹ رہ گیا ہے۔۔۔

چودھری محمد افضل سندھو، جناب والا! بات پھر وہیں کی وہیں ہے۔ آپ کی رولنگ جس بات کی آئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔ آپ پہلے یہ رولنگ دیں کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں تھے۔

جناب سپیکر، وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا بلکہ میں نے انہیں وضاحت کا حق دیا تھا۔

چودھری شوکت داؤد، ذاتی وضاحت۔

جناب والا! میں صرف اس بات سے اپنی بات ختم کروں گا میں چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس چلے۔ اس لیے میں اسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا ورنہ میں بھی اس کا جواب دے سکتا تھا۔

جناب سپیکر، آپ کی ایک تحریک استحقاق ہے جو آپ نے آؤٹ آف ٹرن لیے جانے کی خواہش کی تھی۔ میاں امتیاز احمد کی ایک تحریک استحقاق ہے کیا ہاؤس اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ان کی تحریک استحقاق آؤٹ آف ٹرن لے لی جائے۔ (اجازت دی گئی)

جناب سپیکر، میاں امتیاز احمد۔ تحریک استحقاق نمبر 16

ایس پی رحیم یار خان کا رکن اسمبلی کی بات سننے سے انکار

میاں امتیاز احمد، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ روز میں ایس۔ پی رحیم یار خان کے دفتر میں لوگوں کے مسائل کے سلسلہ میں گیا۔ جب میں دفتر میں داخل ہونے لگا تو اردلی نے روکا کہ پیپلز پارٹی کے ایم پی اے اندر بیٹھے ہیں۔ ایس۔پی صاحب نے روکا ہے۔ میں نے اپنا کارڈ دیا جو وہ اندر لے کر گیا اور واپس آ کر جواب دیا کہ ایس۔پی صاحب نے کہا ہے کہ آپ اندر نہیں آ سکتے جبکہ اس دوران ایک اور پیپلز پارٹی کا ایم پی اے دفتر میں چلا گیا۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ایس۔پی نے میرا استحقاق مجروح کیا بلکہ ایسے رویہ سے میری پوزیشن خراب ہوئی۔ لہذا درخواست ہے کہ میری تحریک استحقاق کو آؤٹ آف ٹرن لے کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی شارٹ سٹیٹمنٹ۔

میاں امتیاز احمد، جناب والا! بطور عوامی نمائندہ ہمارا یہ استحقاق ہے کہ لوگوں کے مسائل کے سلسلے میں جب ہم افسروں کے پاس جائیں تو انہیں ہماری بات توجہ سے سننی چاہیے اور اگر ایس پی صاحب مصروف بھی تھے تو انہیں مجھے اندر آنے سے نہیں روکنا چاہیے تھا۔ وہ مجھے اندر بلا کر یہ کہتے کہ آپ پھر کسی وقت آ جائیں۔ کیونکہ اس وقت ایس۔پی کے دفتر کے باہر تقریباً دو سو آدمی کھڑے تھے۔ جنہوں نے یہ واقعہ دیکھا۔ جناب سپیکر! اس واقعہ کے بعد چونکہ میری پوزیشن حلقہ میں خراب ہوئی ہے۔

میں آپ سے یہ التجا کرتا ہوں کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ صاحب بہادر ایس پی صاحب جو کہ ہمارے رحیم یار خان میں ہیں' امن و امان کی صورت حال بھی ان کے کنٹرول میں نہیں ہے۔۔۔(شور)۔۔۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

میاں امتیاز احمد، قتل عام ہمارے شہر میں شروع ہے۔ میرے مخالف پیپلز پارٹی کے امیدوار کا بیٹا بھی قتل ہو چکا ہے۔ مگر ایس پی صاحب کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ قتل بعد میں ہوتا ہے دفتر میں مک مکا پہلے ہو جاتا ہے۔ شہر میں چوریوں اور ڈکیتیوں کے بارے میں تفصیل آپ کو بعد میں فراہم کروں گا۔ ایک تو صاحب بہادر 11-00 بجے دفتر میں آتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کے مسائل نہیں سنتے بلکہ ان کے ساتھ misbehave شروع کر دیتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس ایس پی کو فوری طور پر رحیم یار خان سے تبدیل کیا جائے۔ کیونکہ اس ایس پی کے خلاف شہر میں دو دفعہ ہڑتال بھی ہو چکی ہے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کو فوری طور پر لیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب لاء منسٹر۔۔۔

وزیر قانون، جناب والا! اس تحریک استحقاق میں فنی لحاظ سے بے شک فاضل محرک نے گزشتہ روز کی جو الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ان سے یہ قطعی طور پر یہ واضح نہیں ہوتا کہ کون سے روز۔ یہ ایس پی کے آفس میں گئے تاکہ اس کی وضاحت لی جا سکتی۔ لیکن انہوں نے جہاں یہ بات کہی ہے کہ مذکورہ ایس پی صاحب جو ہیں انہوں نے دو پارٹیوں کے اراکین میں اسمبلی کے لحاظ سے تفریق کی ہے۔ ایس پی صاحب نے ایک پارٹی کے اراکین کو تو اندر بلایا اور انہیں اندر بٹھایا ہے۔ اور انہیں اندر نہیں آنے دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہرحال قطعی طور پر مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایس پی صاحب نے اس قسم کا اگر کوئی رویہ اختیار کیا ہے کہ جس سے ایک سیاسی جماعت کی ایم پی اے کو تو باہر کھڑا کیا گیا اور دوسروں کو اندر بٹھایا گیا۔ اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی جو ہتک ہوئی ہے اور ان کے لیے جو وہاں پر صورت حال پیدا ہوئی وہ اس لحاظ سے اپنے استحقاق کے بارے میں جناب والا! درست بات کر رہے ہیں۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی تفصیلی انکوائری کے لیے اور صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لیے اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب سپیکر، وہ کمیٹی جو کہ سپیشل کمیٹی میاں افضل حیات صاحب کی سربراہی میں بنائی گئی تھی اس کے حوالے کیا جائے۔

وزیر قانون، جی سپیشل کمیٹی جو بنائی گئی تھی اسے اس کے حوالے کیا جائے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔

جناب سپیکر، جی۔۔۔

سید تابش الوری، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسٹر امتیاز احمد کی تحریک پر غور کرنے کے لیے ایک مجلس خصوصی تشکیل دی جائے۔ جو حسب ذیل ارکان پر مشتمل ہو گی۔ اور ایک ماہ کے اندر اپنی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے گی۔ میاں عمران مسعود' محمد منشاء بٹ' خواجہ محمد اسلام' انعام اللہ خان نیازی۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر وصی ظفر۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ نام تجویز نہیں کر سکتے under the rules he can not move رول بنائیں۔ یہ جناب آپ کی discretion ہے یہ کمیٹی جناب نے تشکیل دینی ہے۔ سپیشل کمیٹی جناب نے تشکیل دینی ہے۔ پھر ہاؤس نے اس کو منظور کرنا ہے۔

جناب سپیکر، وہ کون متعین کرتا ہے؟ جو موشن دے۔۔۔ ایک منٹ رولز دیکھ لیتے ہیں۔

سید تابش الوری، رولز بڑے واضح ہیں جناب والا! میں آپ کی توجہ رول 160 کی طرف مبذول کرواتا ہوں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ اسمبلی کسی تحریک پر ایک مجلس خصوصی مقرر کر سکتی ہے جس کی تشکیل ایسے طریق پر ہو گی اور جس کے فرائض ایسے ہوں کہ جیسا کہ اس تحریک میں تصریح کی جائے۔ نمبر 2' مجلس سپیکر یا وزیر کے علاوہ اگر ان میں سے کسی کا نام بطور رکن تحریک میں دیا گیا ہو زیادہ سے زیادہ 12 ارکان پر مشتمل ہو گی۔ جناب والا! اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جو رکن یہ تحریک پیش کرے وہ نام بھی تجویز کرے گا جو بارہ سے زیادہ نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر، میں آپ کو suggest کر رہا ہوں۔

سید تابش الوری، اس میں یہ ہو سکتا ہے کہ ان ارکان کے ناموں پر اتفاق ہو جائے۔ لیکن وصی ظفر

صاحب کا یہ کہنا کہ نام تجویز نہیں کیے جا سکتے یہ صحیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر، نام تجویز کیے جا سکتے ہیں۔ اور موومنٹ اس رول کے اندر ہی ہو سکتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن میری تجویز تھی آپ اس پر غور کر لیں۔ کہ ایک سپیشل کمیٹی پہلے بنی ہوئی اگر یہ معاملہ اس کے سپرد کر دیا جائے تو زیادہ بحث مباحثے میں نہ پڑیں۔

سید تابش الوری، ہر تحریک کے لیے سپیشل کمیٹی الگ nominate ہو گی۔

جناب سپیکر، یہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ایک کمیٹی پہلے بنی ہوئی ہے تو مزید کمیٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

سید تابش الوری، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وہ کمیٹی ایک خاص مقصد کے لیے بنی تھی۔ اس خاص تحریک استحقاق کے لیے بنی تھی۔ اب اس کا مقصد ختم ہو گیا ہے۔ اور اس کی رپورٹ withdraw ہے۔ لہٰذا اسے دوبارہ ایک نئی تحریک کی شکل میں بنانا ہو گا۔ چاہے اس میں وہی نام رکھ دیے جائیں جو اس میں پہلے موجود ہیں۔

جناب سپیکر، اگر آپ میری اس تجویز سے متفق ہوں اور آپ اپنی طرف سے یہ کہہ دیں کہ اس کمیٹی کے سپرد کر دیں تو آسانی ہو جائے گی۔

سید تابش الوری، سر مجھے نام تو لینے پڑیں گے۔ جو پہلے والی کمیٹی ہے اس کے نام دہرائے جائیں۔

جناب سپیکر، وہ نام بھی مہیا کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ یہ کہہ دیں کہ یہ اس کمیٹی کے سپرد کر دیں جو راجہ ریاض صاحب کے سلسلے میں بنی تھی۔

سید تابش الوری، جی میں اس سے متفق ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب نے بھی رولنگ دے دی اور انہوں نے بھی فرما دیا۔ نام propose کرنا اور کمیٹی تشکیل دینا زمین آسمان کا فرق ہے۔ نام وہ چاہے 12 propose کریں یا 20 propose کریں کہ جی ان میں سے بنا دیں لیکن کمیٹی تو جناب نے تشکیل دینی ہے۔ وہ confuse کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ رول سنیے۔

The Assembly may by motion appoint a special committee

یہاں تو may ہے لیکن آگے چلیے۔

which shall have such composition and functions and may be specified in the motion.

یہ نام اس میں دے سکتے ہیں۔ ہاؤس میں put ہوں گے۔ ہاؤس اگر ان کو agree کرتا ہے یا اس میں کوئی ترمیم پیش کرتا ہے۔ میں نے اس ساری مشق سے بچنے کی خاطر یہ تجویز دی تھی کہ ایک کمیٹی ہاؤس کی منظوری سے پہلے طے پا چکی ہے جو میاں افضل حیات صاحب کی صدارت میں بنی تھی جس نے راجہ ریاض صاحب اور ایک دو اور صاحبان کے معاملات کی تحقیق کی ہے۔ اگر اس کے سپرد کر دیا جائے تو ٹھیک ہے۔

سید تابش الوری، اس میں وہی ارکان ہوں جو سابقہ سپیشل کمیٹی میں تھے اس میں جن کے نام تھے۔

جناب سپیکر، جی بالکل ٹھیک ہے۔ کیا ہاؤس کو یہ تجویز منظور ہے؟ یہ کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ میاں افضل حیات صاحب آپ اپنی کمیٹی کی میٹنگ کر کے اس کی رپورٹ اگلے سیشن میں۔۔۔ کیا اس کی مدت بھی متعین ہوتی ہے۔

سید تابش الوری، جی نہیں اگر آپ چاہیں تو متعین کر سکتے ہیں۔ اس کو ایک مہینہ کر دیجیے۔

جناب سپیکر، افضل حیات صاحب آپ ایک مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ پیش کر دیجیے۔ اب میں نے ایک مہینہ کہہ دیا ہے آپ کر دیں تو یہ اگلے سیشن میں پیش ہو جائے گی۔ لاءمنسٹر صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہونے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ۔۔۔

سید تابش الوری، ابھی تو ایک تحریک استحقاق discuss ہونی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! تحریک استحقاق کا وقت ختم نہیں ہوا؟

جناب سپیکر، میں نے تجویز پوچھی تھی کہ ختم کر دیا جائے' میں نے آرڈر نہیں کیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آج بہت اہم معاملات ابھی بقایا ہیں' جنرل لا اینڈ آرڈر پر بھی بحث ہونی ہے۔ اس کے علاوہ جناب چیف منسٹر نے کال اٹینشن نوٹس کا بھی جواب دینا ہے۔ اور لیجسلیشن بھی بقایا ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق کا وقت اب ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، تقریباً پینتالیس منٹ ہو گئے ہیں۔ چلیے ایک تحریک استحقاق لے لیتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں حال ہی میں---

جناب سپیکر، کون سا نمبر ہے؟

سید تابش الوری، نمبر 10۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔ تحریک استحقاق چل رہی تھی۔ اب جو تحریک استحقاق نمبروار آئے گی اسی کا نام پکارا جائے گا۔ تو اب کس تحریک کا نمبر بنتا ہے؟ اب 9 نمبر آئے گی۔

جناب سپیکر، 9 نمبر withdraw ہو گئی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، جو بھی نمبر ہے۔

جناب سپیکر، سید تابش الوری، نمبر 10۔

سید تابش الوری، سوال نمبر 10۔

پرنسپل ایڈوائزر کی غیر قانونی تقرری

سید تابش الوری، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ محترم سید فیصل صالح حیات کو وزیر اعلیٰ پنجاب کا پرنسپل ایڈوائزر یا مشیر اعلیٰ کہا اور لکھا جا رہا ہے اور وہ سرکاری طور پر بھی اسی عہدے کے نام سے کام کر رہے ہیں لیکن پاکستان کے موجودہ آئین اور قانون میں پرنسپل ایڈوائزر سینئر ایڈوائزر یا مشیر اعلیٰ کے نام سے کوئی عہدہ موجود نہیں۔

حکومت پنجاب کے رولز آف بزنس 1974ء (تصحیح شدہ تا جنوری 1991ء) کے مطابق وزیر اعلیٰ کو صرف ایڈوائزر یا اسپیشل اسسٹنٹ کے تقرر کا اختیار ہے اور دستور پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 260 کے تحت بھی صرف ایڈوائزر اور اسپیشل اسسٹنٹ کو ہی ملازمت پاکستان سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اور پرنسپل ایڈوائزر یا مشیر اعلیٰ کا اس میں کہیں ذکر ہی موجود نہیں۔ اس اعتبار سے پرنسپل ایڈوائزر، سینئر ایڈوائزر یا مشیر اعلیٰ کے طور پر۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری گزارش ہے کہ کیا کسی معاملے کو اسمبلی میں زیر بحث لانا مناسب ہے؟ یہ معاملہ ہائی کورٹ میں رٹ کی صورت میں پینڈنگ ہے۔ میں یہ ایوان کے نوٹس میں لاتا ہوں۔ جناب اس کا فیصلہ فرمالیں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون یہاں پر موجود ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب' وہ موجود ہیں۔ میری بھی اطلاع ہے میں بھی موجود ہوں۔ کچھ میرے بھی فرائض ہیں۔ میں نے بھی بتانا ہے۔ میں نے جناب کے علم میں لایا ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ اس پر رولنگ فرمائیں کہ subjudice معاملہ زیر بحث لانا مناسب ہے یا نہیں؟

سید تابش الوری، جناب انہیں منسٹر فار قرار دے دیا جائے۔ کیوں کہ اس کے علاوہ یہ کبھی کوئی اور بات نہیں کرتے۔

جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ سید فیصل صالح حیات کی تقرری یا سرکاری امور کی بجا آوری صریحاً غیر آئینی اور غیر قانونی ہے اور اس حیثیت میں انہوں نے اب تک جو احکام جاری کیے ہیں وہ کالعدم اور ناقابل عمل ہیں۔ نتیجتاً اس سے پارلیمانی اور صوبائی امور میں ناجائز مداخلت کے سبب پوری اسمبلی کا آئینی و قانونی استحقاق بھی مسلسل پامال ہو رہا ہے۔ دوسری طرف سید فیصل صالح حیات پرنسپل ایڈوائزر کے طور پر عملاً ایک سرکاری اہلکار بن گئے ہیں اور قومی اسمبلی کی رکنیت سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔ لہٰذا یہ اہم مسئلہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔۔۔جناب والا!

جناب سپیکر، مختصر سٹیٹمنٹ۔ آپ کی تحریک کافی لمبی ہے۔ اب اس پر سٹیٹمنٹ کی ضرورت تو نہیں ہے۔ مختصر ترین سٹیٹمنٹ دیجیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، میرے پوائنٹ آف آرڈر پر جناب نے رولنگ نہیں فرمائی کہ subjudice معاملہ زیر بحث لایا جا سکتا ہے؟ میں نے جناب کو اطلاع دی ہے کہ یہ میٹر subjudice ہے۔ لاء منسٹر تو

تب بیان دیں گے جب ان کی تقریر اور شارٹ سٹیٹمنٹ ختم ہو جائے گی۔ یہ معاملہ تو زیر بحث ہی نہیں لایا جا سکتا۔ یہ معاملہ تو اسمبلی میں زیر بحث آ ہی نہیں سکتا۔ معاملہ تو جب زیر بحث آ جائے گی وہ تو اس کے بعد ہی جواب دیں گے ناں۔ میں نے جناب کے علم میں پہلے لایا ہے جناب اس پر رولنگ فرمائیں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب جانیں کہ کیوں subjudice ہے؟ کیا کہیں اس کے خلاف کوئی رٹ ہے؟ یا یہ کسی عدالت میں ہے؟ محض اس بات کے کہہ دینے سے کہ subjudice ہے---

چودھری محمد وصی ظفر، میں فلور پہ کہہ رہا ہوں کہ لاہور ہائی کورٹ میں رٹ پینڈنگ ہے۔

جناب سپیکر، ہاں' تو یہ بات آپ نے نہیں کی۔ جب تک میرے سامنے یہ وضاحت نہیں آتی میں اس پر کیسے رولنگ دے سکتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں---

سید تابش الوری، وہ پوائنٹ آف آرڈر کی وضاحت فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر کی وضاحت نہیں ہو رہی۔

سید تابش الوری، مجھے شارٹ سٹیٹمنٹ کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ کی جو تحریک ہے وہ بڑی واضح ہے۔ اس میں شارٹ سٹیٹمنٹ کی تو کوئی ضرورت ہے نہیں۔

سید تابش الوری، آپ جو فرماتے ہیں میں اس کی تعمیل کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کوئی فقرہ کہنا چاہتے ہیں تو وہ بھی کہہ لیجیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے میری تحریک سے اندازہ فرمایا یہ پورے پنجاب اور پوری پنجاب کی اسمبلی کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ آئین اور قانون کے خلاف اختیارات ایک ایسے شخص کے سپرد کیے جا رہے ہیں اور وہ اختیارات بھی جنرل ایڈمنسٹریشن اور ہوم سے متعلق ہیں---

چودھری محمد افضل سندھو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی! افضل سندھو صاحب۔

چودھری محمد افضل سندھو، وصی ظفر صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا وہ ایک قانونی بات ہے۔ جس کے تحت اس قرارداد کا پڑھا جانا بھی اس ہاؤس کے قوانین کے منافی ہے۔ ایک معاملہ جو کہ کسی عدالت میں زیر تجویز ہو اسی کو subjudice کہا جاتا ہے۔ وصی ظفر صاحب نے صحیح طور پر فرمایا تھا۔ اور میری گزارش یہ نہیں کہ اس قرارداد کے بارے میں فیصلہ کیا جائے یا نہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس موشن کو ابھی اس کارروائی سے حذف کیا جائے تاکہ ہم عدالت کے اختیارات کو اپنے دائرہ عمل میں نہ لائیں۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت داؤد، اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ یہ کرنا چاہیے کہ اس کو پینڈ کر لیں۔ وزیر موصوف اس کو دیکھ لیں۔ اگر یہ واقعی۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں' میں یہ سمجھتا ہوں (قطع کلامیاں) میری بات سنیے۔ میں بات کر رہا ہوں۔ میں وزیر قانون سے اس کی لیگل پوزیشن پوچھتا ہوں۔ جناب وزیر قانون' آپ جائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جو تحریک استحقاق ہے' یہ معاملہ subjudice ہے اور اس کی رٹ پٹیشن نمبر 1993---15722 دائر ہو چکی ہے۔ یہ چودھری احمد یار ایڈووکیٹ کی طرف سے سید فیصل صالح حیات ایم این اے کے خلاف دائر ہوئی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔

سید تابش الوری، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ رٹ کا نمبر کیا ہے؟ انہوں نے کیا چیلنج کیا ہے؟ ہزار رٹیں دائر ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، اس میں ان کی تقرری کو چیلنج کیا گیا ہے اور اس کا متن اس تحریک استحقاق سے ملتا جلتا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق subjudice ہے۔ اس لیے اس کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

سید تابش الوری، اس سے ملتا جلتا کوئی بات نہیں۔۔۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! جو نکتہ انہوں نے اٹھایا ہے یہ رٹ پٹیشن اسی مسئلے سے تعلق رکھتی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! بالکل اسی مسئلے سے تعلق رکھتی ہے۔

جناب سپیکر، اگر یہ اسی مسئلے سے تعلق رکھتی ہے تو اس کو subjudice سمجھ کے اسے out of order قرار دیا جاتا ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ایک شخص کے کہنے پر۔۔۔

جناب سپیکر، ایک شخص کے نہیں' وزیر قانون۔

سید تابش الوری، آپ اس کو پینڈنگ کیجیے۔ وزیر قانون کو ہدایت کیجیے کہ آپ کی سامنے رٹ میٹر پیش کریں۔ اگر آپ خود مطمئن ہوں تو میں آپ کے فیصلے کو تسلیم کرلوں گا۔ یہ آپ غلط روایت قائم کر رہے ہیں۔ ایک شخص اٹھ کر یہ کہہ دیتا ہے کہ اس مسئلے پر رٹ داخل ہو گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، تابش صاحب! میری بات سنیے۔ آپ تشریف رکھیے۔ دیکھیے' آپ واضح طور پر جانتے ہیں کہ میں نے ان کے بار بار اٹھنے پر' افضل سندھو صاحب کے اٹھنے پر یہ فیصلہ نہیں کیا۔ میں نے اس ہاؤس میں وزیر قانون جو حکومت کے ایک معزز اور معتبر رکن ہیں۔ ان کی assurance پر' ان کی وضاحت پر یہ فیصلہ کیا ہے۔ اس لیے آپ بھی اس پر اعتماد کیجیے جو میرا فیصلہ ہے۔ میری رولنگ کے بعد اس مسئلے پر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں آپ پر اعتماد کرتا ہوں لیکن وزیر قانون صاحب نے اس وقت یہ نہیں کہا کہ پرنسپل ایڈوائزر حق کے موضوع پر کوئی رٹ داخل کی گئی ہے۔ اگر یہ موضوع پرنسپل ایڈوائزر حق کے مسئلے کو چیلنج کرنے کے لیے کیا گیا ہے تو میں ان کی بات پر یقین کرتا ہوں لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! پرنسپل ایڈوائزر حق کی تقرری کے بارے میں یہ رٹ پٹیشن ہے۔ میں اس پر بحث نہیں کر رہا اور میں اس رٹ پٹیشن کی کاپی آپ کے ریکارڈ کے لیے پیش کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی رٹ ہے یا کاپی ہے تو وہ مہیا کی جائے۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر، بدرالدین صاحب! آپ بہت دفعہ کھڑے ہو چکے ہیں۔ جی چودھری صاحب۔

چودھری محمد افضل سندھو، جناب والا! رولنگ میں ایک ترمیم کرنے کی ضرورت ہے جناب وصی ظفر صاحب نے جب اس معاملے کو اٹھایا تھا' جب یہ معاملہ شروع ہی کیا گیا تھا اسی وقت انہوں نے اعتراض کیا تھا۔ گزارش یہ ہے کہ اس کو غلط قرار دینا کافی نہیں ہے جب بروقت ایک چیز ہاؤس کے سامنے لا دی جائے اس کو جناب نے اسمبلی کی کارروائی سے حذف کرنا ہے' اس کو غلط قرار دینا کافی نہیں ہے۔ میں یہی تجویز آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، میں اس پر بھی وزیر قانون صاحب کی رائے چاہتا ہوں۔

وزیر قانون کی جانب سے مشترکہ قرارداد پیش کرنے کے لیے قاعدہ 92 کی معطلی کی تحریک کا پیش کیا جانا

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایوان کی جو کارروائی ہو گئی ہے اس کے بعد آپ کی رولنگ بھی آ گئی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اسے کارروائی سے حذف کیا جائے۔ جناب سپیکر! میں رول 202 کے تحت یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کے قواعد کار کے قاعدہ نمبر 92 کو معطل کر کے مجھے ایک مشترکہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! پہلے جس مسئلے پر بحث ہو رہی تھی کیا اس پر فیصلہ ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر، اس پر رولنگ دی جا چکی ہے۔ فیصلہ وہی ہے جو میں نے کیا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے دو تین ماہ سے پنجاب حکومت کا جتنا بھی بزنس ہے رکا ہوا ہے اور آپ نے اگر اس پر اس طرح بہانہ بنایا ہے تو میں آپ کی اس رولنگ پر واک آؤٹ کرتا ہوں (اس مرحلہ پر خواجہ ریاض محمود صاحب ایوان سے واک آؤٹ کر گئے) (قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر، جی ایس اے حمید صاحب! I call the House to order.

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب والا! اس تحریک میں میرا بھی نام شامل ہے۔

جناب سپیکر، کون سی تحریک؟

جناب ایس۔اے۔حمید، جناب والا! تحریک نمبر 10۔

جناب سپیکر، جو تحریک گزر چکی ہے اور اس پر رولنگ دی جا چکی ہے اسے دوبارہ نہیں لیا جا سکتا۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! جو معاملہ کورٹ میں اس وقت زیر بحث ہے وہ مختلف ہے۔ یہ تحریک قطعی طور پر اس سے ملتی جلتی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسے ہاؤس میں زیر بحث لانا چاہیے۔ یہ ہمارے اختیارات کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، میں نے رولنگ دے دی ہے۔ اب اس کے بعد اس پر بحث نہیں ہو گی۔ جی جناب وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! قاعدہ 92 معطل کرنے کے لیے میں نے تحریک پیش کی تھی لہٰذا آپ ایوان سے اجازت لے لیں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون ایک ضروری قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے متعلقہ قاعدہ نمبر 92 معطل کرنے کی اجازت ہاؤس سے چاہتا ہوں۔

آوازیں، اجازت ہے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون!

مشترکہ قرارداد

عوامی جمہوریہ چین کے صوبہ جیانگ سو (JIANGSU) اور پاکستان کے صوبہ پنجاب کو جڑواں صوبے قرار دینا

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ مشترکہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

کہ پاکستان کو اپنے عظیم ہمسایہ ملک عوامی جمہوریہ چین کے ساتھ دیرینہ و خوشگوار تعلقات اور اصولوں پر مبنی دوستی پر ہمیشہ فخر رہا ہے۔ عوامی جمہوریہ چین نے ہر مشکل گھڑی میں پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر سماجی، ثقافتی اور معاشی شعبوں میں باہمی تعلقات زیادہ باوقار اور مضبوط ہوئے ہیں ان تعلقات کو مزید استحکام اور جلا بخشنے کے لیے دونوں ممالک میں روابط کا بڑھانا ضروری اور عوام کی امنگوں کے عین مطابق ہے۔ اس جذبے کے تحت عوامی جمہوریہ چین کے صوبہ جیانگ سو (JIANGSU) اور

پاکستان کے صوبہ پنجاب کو جڑواں صوبے قرار دیا جانا ہماری دوستی کی شاہراہ پر ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا اصولی فیصلہ تقریباً ایک سال پہلے ہو گیا تھا۔ تاہم مزید کارروائی ابھی باقی ہے۔

یہ ایوان حکومت کے اس فیصلے کی حمایت کرتا ہے اور اس امر کی توقع کرتا ہے کہ اس بابت تمام کارروائی فوری طور پر مکمل کر لی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ مشترکہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

پاکستان کو اپنے عظیم ہمسایہ ملک عوامی جمہوریہ چین کے ساتھ دیرینہ و خوشگوار تعلقات اور اصولوں پر مبنی دوستی پر ہمیشہ فخر رہا ہے۔ عوامی جمہوریہ چین نے ہر مشکل گھڑی میں پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر سماجی، ثقافتی اور معاشی شعبوں میں باہمی تعلقات زیادہ باوقار اور مضبوط ہوئے ہیں۔ ان تعلقات کو مزید استحکام اور جلا بخشنے کے لیے دونوں ممالک میں روابط کا بڑھانا ضروری اور عوام کی امنگوں کے عین مطابق ہے۔ اس جذبے کے تحت عوامی جمہوریہ کے صوبہ جیانگ سو (JIANGSU) پاکستان کے صوبہ پنجاب کو جڑواں صوبے قرار دیا جانا ہماری دوستی کی شاہراہ پر ایک منگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا اصولی فیصلہ تقریباً ایک سال پہلے ہو گیا تھا۔ تاہم مزید کارروائی ابھی باقی ہے۔

یہ ایوان حکومت کے اس فیصلے کی حمایت کرتا ہے اور اس امر کی توقع کرتا ہے کہ اس بابت تمام کارروائی فوری طور پر مکمل کر لی جائے گی۔

کیا یہ مشترکہ قرارداد ہاؤس کو منظور ہے؟

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

جناب سپیکر، قرارداد منظوری ہوئی۔

میں پریس کی سہولت کے لیے جیانگ سو کے سپیلنگ کرنا چاہتا ہوں "JIANGSU"

جناب محمد طارق انیس، جناب والا! ہمارے ایم پی اے امان اللہ بابر صاحب پر جو دو روز قبل قاتلانہ حملہ ہوا تھا ان کے ملزموں کی بابت آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ قائد ایوان بھی

ہاؤس میں موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اور جو ملزم قاتلانہ حملے کی سازش میں ملوث تھے جنہوں نے ان پر قاتلانہ حملہ کروایا وہ ملزم لاہور میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ میں نے ایس ایس پی کی انفرمیشن کے لیے ان سے عرض کیا کہ ان ملزموں نے اس سے قبل امان اللہ خان ایم پی اے کے بڑے بھائی کو قتل بھی کروایا۔ تو کیا پولیس اس وقت حرکت میں آئے گی جب امان اللہ خان کو یہ قتل کر دیں گے یا اس سے پہلے بھی حرکت میں آ سکتی ہے؟ تو میری آپ کی وساطت سے استدعا ہے جناب سپیکر! کہ وہ دونوں ملزم جو اس قاتلانہ حملے سے بچ نکلے ہیں وہ لاہور میں دندناتے پھر رہے ہیں اور پولیس کوئی پرواہ نہیں کر رہی ہے۔ ایم پی اے کی پچھلی ساری دشمنی بھی واضح ہے۔ اس کے باوجود پولیس اب بھی اگر ثبوت فراہم کر کے پھر ان کو گرفتار کرنا چاہتی ہے تو تب تک کوئی اور واقعہ رونما نہ ہو جائے۔ میری درخواست ہے کہ جناب والا! وہ ملزم جو یہاں لاہور میں گھوم رہے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے ایم پی اے صاحب جو ہسپتال میں ہیں انہیں تحفظ نہیں مل سکتا۔

نوٹس برائے طلبی توجہ

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات واضح ہے۔ حسن اتفاق سے وزیر اعلیٰ پنجاب' وزیر قانون اور دیگر وزراء موجود ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم امید کر سکتے ہیں کہ کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔ اب ایک نوٹس برائے طلبی توجہ (کال اٹینشن نوٹس) ہے اسے لیتے ہیں۔ جناب ایس اے حمید۔

مسماۃ بلقیس اختر سے زیادتی کے مرتکب پولیس اہل کار ان کے خلاف

جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ لاہور کی مقامی پولیس نے ریلوے اسٹیشن پر ایک خاتون مسمات بلقیس اختر کو جو سندھ کے شہر نوشیرو سے بازہ میں کچھ سامان خریدنے جا رہی تھی۔ آوارہ گردی کے جرم میں گرفتار کر لیا اور اس سے 20 ہزار روپے چھین لیے اور تھانہ ملت پارک' تھانہ نولکھا' تھانہ بکی گیٹ اور تھانہ ریلوے پولیس کے اہلکار اس سے اجتماعی زیادتی کے مرتکب ہوئے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس والوں نے بعد ازاں ایک جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کے ساتھ

مذکورہ خاتون کو جیل میں بند کروا دیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس گھناؤنے جرم کے مرتکب پولیس اہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟ اگر نہیں کی گئی تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

جناب سپیکر، جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ (میاں منظور احمد وٹو)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔۔۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، میں نے وزیر اعلیٰ کو ہاؤس دیا ہے آپ ان کی بات سن لیں۔ آپ بات سن لیں۔ یہی روایت ہے۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، یہی روایت ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر اعلیٰ، میں ایس اے حمید صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس Call Attention Notice کے ذریعے مجھے موقعہ فراہم کیا کہ میں اس مخصوص معاملے پر انتظامیہ کا نقطہ نظر اس ایوان میں پیش کروں۔ انتظامیہ کی طرف سے جو رپورٹ مجھے موصول ہوئی ہے وہ میں عرض کیے دیتا ہوں۔

ایس ایس پی لاہور کی رپورٹ کے مطابق نعیم حیدر سب انسپکٹر تھانہ یکی گیٹ لاہور نے مورخہ 24 ستمبر کو بوقت 12-5 بجے رات مسمات بلقیس بیوہ شمس دین کو ہمراہ اظہر حسین باغ کارپوریشن سرکلر روڈ میں سیمنٹ کے بنچ پر قابل اعتراض حالت میں بیٹھے دیکھا اور ان کو پکڑا جس پر مقدمہ نمبر 86/93 بجرم 29 ت پ تھانہ یکی گیٹ لاہور درج ہوا۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ مقامی پولیس نے مسمات بلقیس کو ریلوے سٹیشن سے گرفتار کیا۔ مذکوریہ کی جامہ تلاشی پر 500 روپے برآمد ہوئے۔ گواہوں کی موجودگی میں باقاعدہ فرد جامہ تلاشی مرتب کی گئی۔ جس پر نوٹوں کے نمبر بھی درج کیے گئے۔ اس لیے یہ کہنا کہ اس سے 20 ہزار روپے چھین لیے گئے درست نہ ہے۔ جہاں تک مذکوریہ سے مبینہ زیادتی کا تعلق ہے تو اس نے اس بارے میں خود ساختہ کہانی بنائی ہے۔ الزامات برخلاف پولیس من گھڑت اور غلط قرار دیے گئے ہیں۔

جز (ب) کے بارے میں حقائق اس طرح ہیں کہ مسمات بلقیس کو اس رات 12 بج کر 45 منٹ پر تھانہ سول لائنز کی زنانہ حوالات میں بند کیا گیا۔ صبح عدالت میں پیش کیا گیا۔ روبرو عدالت اس نے کسی زیادتی وغیرہ کا ذکر نہ کیا۔ مذکوریہ کا ضامن نہ ہونے کی بناء پر اسے جیل لے جایا گیا۔ جیل میں جا کر مذکوریہ نے اپنے طبی معائنے کا مطالبہ کیا۔ اس پر جیل حکام نے اس کا ملاحظہ کرانے کو کہا۔ اسے واپس لا کر پھر تھانہ سول لائنز میں بند کر دیا گیا۔ مورخہ 25-9-93 کو مجسٹریٹ کے روبرو پیش کر کے اجازت ملاحظہ حاصل کی گئی۔ ڈاکٹر نے اگلے روز پیش کرنے کو کہا اور مورخہ 26 ستمبر کو اس کا ڈاکٹری معائنہ بمطابق رپورٹ نمبر 570 این آر 93 مورخہ 26-9-93 کروا کے اسے جیل بھجوا دیا گیا۔ اس وضاحت کی روشنی میں جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر جیل بھیجنے کا الزام بھی درست نہ ہے۔ ڈاکٹری ملاحظہ کی رپورٹ کی نقل برائے ملاحظہ لف ہذا ہے۔

جز (ج) کے جواب میں یہ عرض ہے کہ جیسا کہ جز (الف) اور جز (ب) کے جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ پولیس کے خلاف الزامات میں صداقت نہیں ہے۔ مقدمہ کی تفتیش جاری ہے اور جلد ہی چالان مرتب کر کے عدالت مجاز میں پیش کر دیا جائے گا۔

ان حالات میں پولیس اہلکاروں کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ جی۔۔۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! یہ بیان فرمائیں گے کہ جو یہ خبر اخبار میں چھپی ہے اور اس کے بعد جو رپورٹ آج جناب وزیر اعلیٰ نے ایوان میں پیش کی ہے۔ یہ تو سراسر اس میں تضاد نظر آتا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اخبارات میں خبریں جو چھپتی ہیں جیسے آپ نے فرمایا کہ ان میں کبھی کچھ خبریں ٹھیک ہوتی ہیں اور کبھی کچھ ان میں کمی بیشی ہوتی ہے لیکن وزیر اعلیٰ صاحب کی رپورٹ کے بعد تو اس خبر کا وجود ہی نظر نہیں آتا۔ تو کیا وزیر اعلیٰ یہ بیان کرنا پسند فرمائیں گے کہ یہ اپنے طور پر اس کی انکوائری کروائیں گے۔ یہ تو پولیس کی رپورٹ ہے اور پولیس اپنے اوپر تو کبھی الزامات ثابت ہونے دیتی نہیں۔ تو پھر کیا وزیر اعلیٰ کوئی Independent inquiry کرنا پسند فرمائیں گے یا کوئی ہاؤس کی کمیٹی بنانا پسند فرمائیں گے؟

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! Call Attention Notice پر ضمنی سوال تو نہیں ہو سکتا۔ اس پر discussion ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر، ہو سکتا ہے جی۔۔۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میرے محترم دوست نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کیا میں اس بارے میں اپنے طور پر اس کی تحقیقات کروانے کے لیے تیار ہوں تو اگر مسمات بلقیس اختر یہاں آ کر کوئی حسب ضابطہ درخواست حکومت کو دے کہ ان کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اور اس کے لیے ان کے پاس کوئی ٹھوس بات موجود ہو تو حکومت مسمات بلقیس اختر کی درخواست پر اس کی انکوائری کروانے کو تیار ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ایس۔اے۔حمید، جناب سپیکر! مسمات تو جیل میں ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ڈاکٹری رپورٹ آ چکی ہے۔ تو کیا ڈاکٹری رپورٹ بالکل clear ہے کیونکہ ہم نے نہیں دیکھی۔ وہ تو ان کے پاس ہی ہے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، کیا آپ سرپرست ہیں؟ (قہقہے)

جناب ایس۔اے۔حمید، ہم عوام کے حقوق کے سرپرست ہیں جناب۔ آپ شاید نہ ہوں۔

جناب سپیکر، جناب وزیر اعلیٰ جواب دیں گے؟

وزیر اعلیٰ، یہ رپورٹ جس کا ذکر میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے۔ یہ ڈاکٹری معائنہ کی رپورٹ Chemical Examiner Punjab کو بھیجی گئی جو انہوں نے مزید معائنہ کے لیے سیالوجسٹ کے پاس بھیج دی ہے۔ ابھی تک سیالوجسٹ کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ اس کے موصول ہونے پر حتمی رائے قائم کی جا سکتی ہے اور اس کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! یہ بات بڑی کلیئر ہو چکی ہے کہ ابھی معاملہ جو ہے وہ پولیس میں ہے اور اس نے فرضی کہانی بنائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک رپورٹ نہ آ جائے اس کہانی پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا میری یہ درخواست ہے کہ اس کو پینڈنگ کریں۔ اس کی رپورٹ جب آئے تو پھر دوبارہ وزیر اعلیٰ صاحب اس پر بیان دیں۔

جناب سپیکر، لیکن نہیں۔ جو آپ کی بنیادی خواہش ہے کہ اس کی تحقیق کی جائے اگر آپ کا رابطہ ہے تو بلقیس سے آپ درخواست کیوں نہیں دلواتے۔ درخواست دی جا سکتی ہے۔ درخواست دینے کا حق ہوتا ہے۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں اور عوام کے ساتھ کسی قسم کی بھی کوئی زیادتی ہو تو ہم نے اسے ایوان میں ٹیک اپ کرنا ہے۔ انفرادی طور پر کوئی بھی ممبر سندھ یا کراچی سے یا پنجاب کے کسی دور افتادہ علاقے آئی ہوئی عورت سے رابطہ کر کے بات نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اس وقت وہ عورت کہاں ہے۔

جناب ایس۔اے حمید، وہ تو جیل میں ہے۔

جناب سپیکر، کون سی جیل میں ہے۔

جناب ایس۔اے حمید، یہ تو وزیراعلیٰ صاحب بتائیں گے۔ ہمیں کیا پتہ ہے۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر شیلا صاحبہ۔

وزیراعلیٰ، ڈاکٹر شیلا سے معذرت کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں میرے دوست ایس۔اے حمید صاحب کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ خاتون بلقیس اس وقت جیل میں نہیں ہے بلکہ ان کی ضمانت ہو چکی ہے اور ضمانت پر رہائی حاصل کرنے کے بعد وہ اپنے گھر جا چکی ہے۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر ان کی رہائی ہو چکی ہے تو پھر ان کا رابطہ وزیراعلیٰ کے ساتھ ہے۔ جناب والا! مقصد صرف یہ ہے۔۔۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر، "رابطہ" کا لفظ معلومات کے لیے ہے۔

جناب ایس۔اے حمید، sorry جناب سپیکر۔ جناب والا! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر، انہوں نے وہ الفاظ واپس لے لیے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ایس۔اے حمید، میں نے جناب اپنے الفاظ واپس لے لیے ہیں۔

آوازیں۔ انہیں معذرت کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر، یہ معذرت ہی ہوتی ہے۔ جب کوئی شریف آدمی یہ کہتا ہے کہ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں تو وہ بہتر معذرت کر رہا ہوتا ہے۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ عوام سے رابطہ ایک political term ہے وزیراعلیٰ کا بھی رابطہ ہوتا ہے اور ہمارا بھی ہوتا ہے مگر اس کے باوجود میں نے اپنے الفاظ واپس لے لیے ہیں۔

جناب سپیکر، اچھا کیا اگر آپ نے اپنے الفاظ واپس لے لیے ہیں۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب والا! عرض یہ ہے کہ یہ جو سوال کیا گیا ہے کہ متعلقہ خاتون سے درخواست دلوائیں میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی یہ توہین ہے اس لحاظ سے کہ یہاں ہم اخباری خبروں کی بنیاد پر اور ممبران لاتے بھی ہیں جناب سپیکر! ان کی داد رسی کے لیے کچھ کرنا ہی پڑتا ہے اور ممبران کی یہ ڈیوٹی نہیں ہوتی کہ وہ درخواستیں لے کر further کارروائی کروائیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب نے اس میں بڑی دل چسپی لی یہ ان کی بڑی مہربانی ہے میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں لیکن میری یہ درخواست ہے کہ چونکہ یہ پولیس کی طرف سے زیادتی ہے اور پولیس آئے دن زیادتی کرتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت سنگین جرم ہے کہ ایک عورت کے ساتھ تین۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب والا! ابھی اس کا فیصلہ نہیں ہوا ابھی تو اس کی رپورٹ آئی ہے جب تک medical report آ نہ جائے اور اس میں یہ واضح نہ ہو جائے اس وقت تک یہ الزام لگا ہی رہے گا۔

جناب سپیکر، حمید صاحب، وزیراعلیٰ صاحب کی یہ یقین دہانی کہ اگر بلقیس اختر اس سلسلے میں کوئی petition کریں یا درخواست دیں تو اس پر انکوائری ہو سکتی ہے یہ بھی ان اخبارات میں ضرور چھپے گی جن کے حوالے سے آپ نے یہ سوال کیا تھا۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ بلقیس اختر اپنے منہ میں زبان رکھتی ہے اس نے پہلے بھی بہت سی باتیں کی ہیں اگر وہ اخبار میں پڑھے گی کہ اس کے لیے یقین دہانی موجود ہے اور اگر وہ درخواست دے گی تو وزیراعلیٰ صاحب انکوائری کروا دیں گے۔ اب

پندرہ منٹ ہوتے ہیں اور اس سوال کا جواب ختم ہوتا ہے۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! آپ نے یہ فرمایا ہے کہ اس کو ٹیک۔اپ کیا جا سکتا ہے اور اسے کورٹ میں لے جایا جا سکتا ہے تو اس بارے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر لوگوں نے اپنے انفرادی مسائل کے بارے میں صرف عدالتوں سے ہی رجوع کرنا ہے تو پھر ہم ممبران کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، یہ عدالتوں سے ریلیف کی بات نہیں کی گئی۔ ہم نے وزیراعلیٰ سے یقین دہانی لی ہے انہوں نے وزیراعلیٰ یعنی executive کے طور پر اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ اگر وہ درخواست دے گی تو وہ اپنی سطح پر یعنی executive کی سطح پر انکوائری کروائیں گے۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! جو ابھی انکوائری ہوئی ہے کیا اس کے لیے اس خاتون نے درخواست دی تھی جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی تحریک تھی جس سے پورے صوبے کے عوام۔۔۔

جناب سپیکر، اب آپ فالتو بات کر رہے ہیں۔۔۔۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! کیا یہ فالتو بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر، اب جب کہ یقین دہانی ہو گئی۔۔۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ چونکہ ابھی رپورٹ آئی ہے اور ابھی اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔۔۔

جناب سپیکر، جناب اس پر ڈیبیٹ نہیں ہو سکتی۔ اس بارے میں یقین دہانی ہو گئی اور میں نے مزید یقین دہانی کرا دی اور یہ سب کچھ اخبار میں چھپے گا اگر اس کے باوجود بھی وہ خاتون چاہتی ہے تو اس کی انکوائری ہو جائے گی۔ اب تحاریک التوائے کار لی جاتی ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، اب سوال پر کوئی ڈیبیٹ نہیں ہو سکتی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں تو درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کس بات کی درخواست کرنا چاہتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں تو صرف درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں درخواست کس بات کی کرنا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھا ہوں اور میں ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، فرمائیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! مجھے میری فوری توجہ کا ایک نوٹس دیا گیا ہے اور جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ یہ فوری توجہ طلب نوٹس وزیراعلیٰ صاحب کے گوش گزار کرنے کے لیے ہے اور اس کی تاریخ 23 دسمبر ہے اور میری آپ سے گزارش ہو گی کہ جناب وزیراعلیٰ صاحب موجود ہوں تاکہ جس علاقے کے بارے میں نوٹس توجہ طلبی کا دیا گیا ہے اس کے لیے وزیراعلیٰ صاحب کی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب انعام اللہ خان نیازی، اب لازمی بات ہے کہ نئے سپیکر صاحب موجودگی میں ساری صورت حال تبدیل ہو چکی ہو گی۔

جناب والا! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری درخواست پر فوری توجہ طلب کا ایک نوٹس serve کیا گیا ہے جس کی تاریخ 23 دسمبر ہے اور آپ کے توسل سے میری وزیراعلیٰ سے گزارش ہے کہ وہ کل ایوان میں موجود رہیں کیونکہ اس وقت پنجاب کی جو امن عامہ کی جو صورت حال ہے اس سلسلے میں ہماری گزارش ہو گی کہ وزیراعلیٰ صاحب۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ سراسر زیادتی ہے کہ میری بات میں بار بار مداخلت کی جا رہی ہے۔

جناب والا! میری درخواست ہے کہ یا تو اس نوٹس کو آج discuss کرا دیں اگر وزیراعلیٰ کے پاس کل کے لیے کوئی وقت نہیں ہے۔ ورنہ اس نوٹس کو کل ضرور لیجیے۔ اور جناب والا! میری

ایک گزارش ہے کہ وزیر موصوف۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کتنی گزارشیں کرنا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں اپنے نوٹس کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ ویسے اگر آپ نے مجھے بٹھانا ہی ہے تو آپ مجھے بٹھا لیں۔ جناب والا! وزیر موصوف بھی یہاں موجود ہونے چاہئیں تاکہ جو حالات ہیں وہ وزیراعلیٰ کے سامنے بیان کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ آپ بیٹھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اس بارے میں کیا کچھ سوچا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ dictate کرتے ہیں کہ فیصلہ کر دیں۔ آپ جناب تشریف رکھیں۔ میاں فضل حق

میاں فضل حق، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر' میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میرا بھی آج ہی تاریخ کے لیے No.2 Call Attention Notice تھا جس کا جواب جناب وزیراعلیٰ نے دینا تھا۔۔۔اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پڑھ دوں اور اس کے مطابق یہ اس کا جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ آج کے ایجنڈے پر ہے؟

میاں فضل حق، جی بالکل مجھے ملا ہے۔ اور یہ 22 تاریخ کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے سامنے تو نہیں ہے۔ صرف ایس اے حمید صاحب کا تھا۔

میاں فضل حق، میں آپ کو پیش کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے لیکن مقررہ پندرہ منٹ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا! آپ اس کو کل فیک اپ کریں گے۔ آئندہ ہم اس کو سب سے پہلے treat کر لیں گے۔ کل اجلاس ہو رہا ہے اسے کل لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کی urgency ختم ہو جائے گی۔

میاں فضل حق، آج ہی اسے لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آج وقت نہیں بڑھایا جا سکتا' مہربانی' شکریہ!۔۔۔جناب تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر' اگر Call Attention Notice کے سلسلہ میں آپ وقت مقرر نہیں کریں گے تو یہ ختم ہو جائے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کل کا وقت مقرر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی درخواست پہ ہم نے ایک بجے نماز کا وقفہ بھی دیا ہوا ہے۔ پھر وہ تحریک التوائے کار بھی دو گھنٹے discuss ہونی ہے۔ قانون سازی کا کام بھی ہے۔ اور کل بھی قانون سازی کا کام ہے۔ میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں جناب میاں عبدالستار صاحب!

تحاریک التوائے کار

میاں عبدالستار، اس سے پہلے بھی میں نے پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہی تھی لیکن محترم وزیراعلیٰ پنجاب کو فلور دے دیا گیا تھا اور میں بیٹھ گیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ آج وہ ایوان میں تشریف لائے ہیں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ انہیں مصروفیت ہو گی اور مصروفیت کی بنا پر وہ تشریف نہیں لا سکے تھے۔ شاید فیصل صالح حیات اور وزیراعلیٰ کے درمیان اختیارات کی بات بھی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ میاں صاحب آپ بڑے سنجیدہ رکن ہیں اور بڑے قابل احترام اور معزز رکن ہیں۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ سردار محسن عطا خان کھوسہ!---- ان کی تحریک التوائے کار کا نمبر 53 ہے۔ یہ بغیر باری کے پیش کی جا رہی ہے۔ اس کے لیے میں پہلے ایوان سے اجازت لینی چاہتا ہوں کہ سردار محسن عطا خان کھوسہ صاحب کی ایک تحریک التوائے کار ہے جس کے بارے میں انہوں نے درخواست کی تھی اور میں نے وعدہ بھی کیا تھا۔ تو کیا ایوان اس کی اجازت دیتا ہے۔

(تحریک باتفاق رائے منظور ہوئی)

واٹر سپلائی سکیمیں بند ہونے کی وجہ سے ڈیرہ غازی خان کے عوام کی پانی سے محرومی

سردار محسن عطا خان کھوسہ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ میں تقریباً چھ واٹر سپلائی سکیم گزشتہ ایک ماہ سے بند ہیں۔ جس سے علاقہ کے

عوام پانی کی ایک ایک بوند کے لیے ترس رہے ہیں اور یہ ایک فوری توجہ کا حامل مسئلہ ہے۔ جس میں کہ انسانی زندگی متاثر ہو رہی ہے۔ حالانکہ محکمہ اور متعلقہ افسران کو اس سلسلہ میں کئی دفعہ مطلع کیا جا چکا ہے۔ مگر اس اہم اور انسانی مسئلہ پر ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اس لیے ہاؤس میں یہ مسئلہ زیر بحث لایا جائے۔ متعلقہ واٹر سپلائی سکیمز کے نام درج ذیل ہیں۔

1- واٹر سپلائی سکیم چک نو آباد تحصیل ڈیرہ غازی خان

2- واٹر سپلائی سکیم چک کوڑا خان تحصیل ڈیرہ غازی خان

3- واٹر سپلائی سکیم موضع کھلول تحصیل ڈیرہ غازی خان

4- واٹر سپلائی سکیم موضع بستی بغلانی تحصیل تونسہ

5- واٹر سپلائی سکیم گزی ستائی تحصیل ڈیرہ غازی خان

6- واٹر سپلائی سکیم بستی بنڈی تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان

وزیر قانون، جناب سپیکر! دیہی واٹر سپلائی سکیمیں دیہی علاقوں کے غریب عوام کے لیے انتہائی ضروری سکیمیں ہوا کرتی ہیں اور واٹر سپلائی سکیموں کے سلسلہ میں حکومت قطعی طور پر کوئی کوتاہی نہیں کر رہی۔ یہ تمام پرانی سکیمیں ہیں اگر فاضل ممبر چاہیں تو ان سب کے بارے میں الگ الگ صورت حال بھی ایوان میں پیش کر سکتا ہوں۔ جو سکیمیں انہوں نے بتلائی ہیں جیسا کہ چک نو آباد ضلع ڈیرہ غازی خان کی سکیم۔ اس کے فلٹر ہیڈ برساتی نالوں کی زد میں آ کر ناکام ہوئے تھے۔ ان کی مرمت کا تخمینہ حکومت لگا چکی ہے۔ بہرحال اس گاؤں کو چک کوڑا خان سے سپلائی مہیا کی جا رہی ہے۔ جہاں تک سکیم چک کوڑا خان کا تعلق ہے اس کو پچھلے سال طغیانی نالوں سے نقصان پہنچا تھا لیکن اسے پانی کی سپلائی جاری ہے۔ واٹر سپلائی سکیم کھلول میں بجلی موٹروں کے ذریعے ڈیرہ غازی خان کینال سے سپلائی کرتے ہیں وہاں اکتوبر 93ء میں بجلی کے کھمبے گر گئے تھے جس سے سکیم بند ہو گئی تھی۔ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے واپڈا حکام سے رابطہ کیا ہے لیکن چونکہ واپڈا کے کھمبے لگانا وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔ انشاء اللہ اس سلسلہ میں ہم پوری کوشش کر رہے ہیں اور یہ سکیم جلد جاری کر دی جائے گی اور عوام کو اس سکیم سے پانی ملنا شروع ہو جائے گا۔ اس میں قطعی طور پر کوئی کوتاہی نہیں کی جائے گی اور نہ ہی زیادہ دیر لگے گی۔ جہاں تک سکیم بستی بغلانی کا تعلق یہ ٹھیک حالت میں کام کر رہی ہے۔ وہاں

صورت حال یہ ہے کہ اصل سکیم جس طریقے سے بنائی گئی تھی اور جن آبادیوں کو پانی مہیا کیا جانا تھا۔ اس سلسلہ میں رکاوٹ یہ ہے اس کے پائپوں میں 89 غلط کنکشن لوگوں نے لے رکھے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم نے ضلع انتظامیہ کو لکھا ہے اور ہدایات دی ہیں کہ یہ جو غلط کنکشن لیے گئے ہیں اور ان کی وجہ سے پانی کی سپلائی میں کمی ہوئی ہے اس کو درست کیا جائے اور ان ناجائز کنکشن لینے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ تاکہ سکیم اصل صورت حال کے مطابق کام کر سکے۔ جہاں تک واٹر سپلائی سکیم گڑھی 27 ہے اس کے بارے میں فاضل ممبر نے فرمایا ہے یہ تقریباً مہینے بھر سے بند ہے۔ اس کی صورت حال یہ نہیں ہے۔ یہ سکیم گزشتہ دو ہفتے سے بند ہے۔ تقریباً ایک ہفتے تک یہ سکیم بھی جاری کر دی جائے گی۔ اور ایک ہفتے تک اس سکیم سے بھی پانی ملنا شروع ہو جائے گا۔ جہاں تک واٹر سپلائی سکیم بستی بنڈی کا تعلق ہے اس کے ذریعے تین دیہات کو مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے دو دیہات کو پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ صرف ایک گاؤں کا مسئلہ۔ اس کا مسئلہ بھی حل کر دیا جائے گا۔ اس کے سلسلہ میں بھی رکاوٹ یہی ہے۔ راستے میں اینٹوں کے بھٹے ہیں اور اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے والے جو لوگ ہیں انہوں نے بھی ناجائز طور پر ان پائپوں میں سے پانی لے رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے تیسرے گاؤں کو پانی نہیں مل رہا تھا۔ اس سلسلہ میں ہم نے اس ضلع میں اپنے محکمہ کے متعلقہ شعبے کے ایگزیکٹو آفیسر کو بھی ہدایات جاری کر دی ہیں اور ضلعی انتظامیہ کو بھی ہم نے ہدایات کی ہیں کہ یہ ناجائز کنکشن ختم کیے جائیں ان کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے اور محکمہ کو یہ بات کی ہے کہ ناجائز کنکشن ختم کرنے کے بعد تیسرے گاؤں کو فی الفور پانی مہیا کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں، میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ تینوں دیہات کو سکیم کے مطابق پانی انشاء اللہ ضرور مہیا کر دیا جائے گا اور مکمل مقدار میں انہیں پانی ملے گا۔ جناب سپیکر! جو سکیمیں خراب تھی اور درست حالت میں بھی نہیں تھیں جن کے بارے میں یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی اس کے حوالے سے میں نے وضاحت کی ہے کہ حکومت اور محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ اس ضمن میں اپنی تمام تر کارروائی جاری رکھے ہوئے ہے اور جو سکیمیں عوام کی سہولت کے لیے ہیں ان کے لیے انہیں پانی مہیا کیا جائے گا ہم اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ فاضل محرک کو میری یقین دہانی کے بعد اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دینا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب محسن عطا خان کھوسہ صاحب میرے خیال میں وزیر صاحب نے کافی تفصیل کے ساتھ بات کر دی ہے۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، جناب والا! میں اس بارے میں تھوڑی سی مزید گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ نے کیا فرمایا؟

سردار محسن عطا خان کھوسہ، میں اس پر تھوڑی سی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، جناب سپیکر! وزیر صاحب کی تقریر کا جو آخری حصہ ہے اس سے تو مجھے تسلی ہے کہ آئندہ کے لیے یہ سکیم انشاء اللہ ٹھیک کام کرے گی۔ لیکن جو انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ فلاں سکیم جو ہے اس کے بارے میں ان کے پاس یہ اطلاع آئی ہے کہ یہ سکیم ٹھیک طریقے سے کام کر رہی ہے۔ جناب والا! دو سکیموں کے بارے میں ان کے پاس جو اطلاع ہے وہ ٹھیک نہیں ہے یعنی یہ سکیمیں تاحال بند ہیں اور ان لوگوں کے لیے محکمہ نے آب رسانی کا کوئی متبادل ذریعہ یا انتظام نہیں کیا۔ اس کے لیے اور وزیر موصوف کوئی انکوئری کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کر لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں انکوائری اور تحقیقات میں اس لیے نہیں جانا چاہتا کہ ہمارا ارادہ ان دیہات کو پانی مہیا کرنے کا ہے۔ ہم رسمی تحقیقات سے نہ تو اس تحریک التوائے کار کو الجھانا چاہتے ہیں اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ اس معاملہ کو تحقیقات میں لے جا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے کہ آیا یہ بات غلط ہے یہ بات درست ہے جو فاضل دوست کی خواہش ہے ہم اسے پورا کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب یہ ہوا کہ سردار محسن عطا خان صاحب آپ سے ملیں اور آپ اس کے لیے فوری طور پر جو کچھ کر سکتے ہیں وہ کریں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! جی بالکل یہ انسانی مسئلہ ہے اور ہم ان دیہات کو پانی مہیا کرنے کے لیے پوری کوشش کریں گے۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، جناب والا! یہ معاملہ on the floor of the House پیش کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ محکمہ متعلقہ کے پاس میں بار ہا گیا ہوں سپرنٹنڈنٹ انجینئر کے لیول

تک فریاد کی ہے کیونکہ ان لوگوں کا پینے کے پانی کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ یا انتظام نہیں ہے اور وہ اسی وجہ سے نقل مکانی کے لیے مجبور ہوگئے ہیں' ان کے مال مویشی مر رہے ہیں اس کا back ground یہ ہے کہ پہاڑوں کے دامن کے ساتھ یہ ایک لمبا بیلٹ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب وزیر قانون نے آپ کو کافی یقین دہانی کرائی ہے اور ان کے بیان کے آخری حصہ سے آپ خود بھی اتفاق کرتے ہیں اور وہ انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ ان سے ملیں اور اس بارے میں وہ جس قدر مدد کر سکیں گے آپ کی پوری مدد کی جائے گی۔

سردار محسن عطا خان کھوسہ، ٹھیک ہے جناب میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ شکریہ۔ ہم نے ایک وعدہ سید ظفر علی شاہ صاحب سے کیا تھا۔ وہ نہیں ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ایک بجے سے لے کر تین بجے تک کا وقت آپ نے تحاریک ہائے التوائے کار کے لیے مختص فرمایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ہاں۔

سید تابش الوری، میں اس پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں پہلے نماز ظہر کے لیے وقفہ کر لیں اور وقفے کے بعد ہم دوبارہ ایک بج کر تیس منٹ پر meet کریں گے۔ لہٰذا نماز کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے اور دوبارہ ہم ایک بج کر تیس منٹ پر meet کریں۔

(نماز کے لیے وقفہ کیا گیا)

(وقفہ نماز ظہر کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ ایک بج کر 32 منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں جی لاء منسٹر صاحب۔۔۔

وزیر قانون، یہ تحریک التوائے کار کا وقت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس میں دس منٹ رہتے ہیں۔

وزیر قانون، ابھی کافی دیر رہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آدھا گھنٹہ تھا اس کے لیے، ہم تقریباً 20 منٹ کی کارروائی کر گئے ہیں اور دس منٹ باقی اس کے رہتے ہیں۔ اس کو پہلے لے لیں۔

وزیر قانون، جناب والا تحاریک التوائے کار کو لے لیں۔ جو جو ہیں وہ ٹھیک ہے جو نہیں ہے وہ ظاہر ہے رول کے مطابق lapse ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب نہیں ہیں، اب تحریک التوائے کار نمبر 4 صاحب زادہ محمد فضل کریم صاحب، جناب ارشد عمران سلہری اور میاں عبدالستار صاحب، نہیں ہیں۔ تو یہ lapse ہو گئیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 5 میاں عمران مسعود، میاں عبدالستار اور جناب عبداللہ شیخ صاحب، no one is present therefore, it lapse. اب نمبر 12,11,10,9,8,7,6 یہ تھیں لاء اینڈ آرڈر سے متعلق ان پر بحث ہو چکی ہے اس لیے یہ dispose of تصور ہوں گی۔ تحریک التوائے کار نمبر 13، عمران مسعود، چودھری اعجاز احمد اور جناب عبداللہ شیخ no one is present therefore, it lapse نمبر 14 لاء اینڈ آرڈر کے متعلق تھی اس لیے dispose of تصور ہو گی۔ نمبر 15، جناب ایس اے حمید، جناب ارشد عمران سلہری اور میاں عبدالستار، no one is present therefore, it lapse. اب ہم اگلی تحریک پہ آ جاتے ہیں، ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، میاں عمران مسعود اور میاں فضل حق، no one is present therefore, it lapse. چودھری اختر رسول، جناب محمد منشاء اللہ بٹ اور صاحب زادہ فضل کریم۔

میاں معراج دین، جناب والا وہ تشریف لے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اس وقت تو میں اگلی تحریک پر چلا گیا تھا۔

میاں معراج دین، جناب والا! جب آپ نے نام بولا ہے تو وہ تشریف لے آئے ہیں وہ تو اسی وقت آ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے فیصلہ بھی دے دیا تھا کہ lapse ہو گئی تو اب اگلی تحریک میں ان کا نام آ جائے گا۔ اب میں یہ تو revise نہیں کر سکتا۔ دیکھیں یہ تو پھر سارے ہی اس طرح کریں گے۔ کہ میں آ گیا، میں ادھر تھا۔ میں نے ایک فیصلہ دے دیا ہے اب آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں اگلی پہ آپ کا نام آ جاتا ہے۔ چودھری اختر رسول کو میں نے announce کر دیا تھا۔ چودھری اختر رسول، جناب

منشاء اللہ بٹ اور صاحب زادہ فضل کریم no one is present therefore, it lapse. جناب ایس اے حمید' جناب ارشد عمران سلہری اور صاحب زادہ فضل کریم' no one is present therefore, it lapse. جناب ایس اے حمید' جناب منشاء اللہ بٹ جناب ارشد عمران سلہری' یہ اب آپ کی باری آ گئی۔ نمبر 20 میاں فضل حق' صاحب زادہ فضل کریم اور میاں عبدالستار۔

میاں عبدالستار، میں پوائنٹ آف آرڈر پہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں' فرمائیے۔

میاں عبدالستار، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے آپ پچھلی اسمبلی میں بھی رہے ہیں اس وقت یہ ایسی تلوار کبھی نہیں چلائی جاتی تھی جس طرح جناب والا! آج آپ چلا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑی سی رعایت دینی چاہیے تھی۔ جناب والا! یہ رویہ جو آپ کی طرف سے اختیار کیا جا رہا ہے یہ کوئی مناسب بات نہیں لگتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں اب آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 20 ہے۔ آپ بیٹھیں اور دیکھیں کہ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دیتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ کافی تحاریک التوائے کار ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے دوسری بات میں یہ بھی سمجھ رہا ہوں کہ کل کا اجلاس صرف ایک دن ہے صرف ایک دنہی بقایا رہتا ہے۔ اور یہ تحاریک التوائے کار کا نمبر میرے پاس 76 تک ہے۔ ابھی تک ہم نمبر 20 پر پہنچے ہیں۔ 76 ابھی رہتی ہیں۔ اور یہ ہمارے پاس موجود ہیں۔ میں نے ہاؤس کو ڈیڑھ بجے تک کے لیے ایڈجرن کیا تھا۔ تو میں ایک بج کر 32 منٹ پہ آ گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جن دوستوں کا کوئی business ہے وہ اپنی سیٹ پہ موجود ہونے چاہییں۔ ایک بج کر 32 منٹ پر میں نے ساتھ آٹھ تحاریک کے نمبر پڑھے ہیں وہ دوست موجود نہیں تھے اب وہ lapse ہو گئی ہیں۔ باقی ان کی تحاریک التوائے کار ہیں۔ جس طرح میاں عبدالستار ہیں۔ اب ان کا 20 نمبر پہ نام ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمد شہباز شریف)، آپ بالکل بجا فرما رہے ہیں یہ تو صرف ایک آدھ منٹ کی تاخیر ہوئی ہے۔ یہ تحریک بڑی اہمیت کی حامل ہے آپ براہ کرم وقت بڑھا دیں۔ ہم آپ کے بہت مشکور ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اس کے بعد باغبانپورہ والے کیس کے لیے بھی دو گھنٹے

کے لیے بحث رکھی ہوئی ہے۔ اور اب میں ان کو 20 نمبر پہ وقت دے رہا ہوں یہ اپنی تحریک نمبر 20 پڑھیں۔ میرے خیال میں جن فاضل اراکین نے یہ تحاریک دی ہیں وہ اہم سمجھتے ہوئے ہی دی ہیں اس لیے آپ اپنی 20 نمبر کو ہی پڑھیے۔ مہربانی۔

مین بلیوارڈ، گلشن راوی لاہور سڑک کی ناگفتہ بہ حالت اور بجلی کی عدم دستیابی

میاں عبدالستار، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" لاہور مورخہ 18-11-93 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ محکمہ ٹیلی فون کی طرف سے سڑکوں اور گلیوں میں کھدائی کی وجہ سے مین بلیوارڈ گلشن راوی اس قدر ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں کہ کسی بھی قسم کی گاڑی کا گزرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ گلشن راوی کے تمام پارک رات کو اندھیرے میں ڈوبے رہتے ہیں جس کی وجہ سے جرائم پیشہ افراد نے ان پارکوں کو اپنی آماجگاہ بنا رکھا ہے جس سے علاقہ کے لوگ بے حد پریشان اور خوفزدہ ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔ جناب سپیکر! لاہور کی تمام کی تمام سڑکیں ٹیلی فون کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! یہ مخصوص معاملے پر تحریک ہے۔ اس کو ہم اور نہیں چھیڑ سکتے۔ لاء منسٹر صاحب۔ ہم بیس نمبر پر ہیں۔ اس کے بارے میں آپ بیان فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میاں عبدالستار صاحب نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس میں انھوں نے سڑکوں کی کھدائی اور اس باری میں ایک اخباری خبر کے حوالے سے یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ محض اخباری خبر پر تحریک التواء قابل پذیرائی نہیں ہوتی بہرحال جہاں تک سڑکوں کی اصل صورت حال کا تعلق ہے اور گلیوں میں کھدائی کا تعلق ہے میں اس بارے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بے شک ان کی یہ بات اس حد تک درست ہے کہ مختلف سڑکوں اور گلیوں میں کھدائی ہوئی ہوئی ہے۔ لیکن جناب سپیکر! وہ عوام کو زحمت یا تکلیف میں مبتلا کرنے کے لیے ان سڑکوں گلیوں میں کھدائی نہیں کی گئی بلکہ عوام کی سہولت کے لیے ایسا ہوا ہے۔ ٹیلی فون

cables بچھانے کے لیے مختلف سڑکوں اور گلیوں کی کھدائی کی گئی ہے۔ بہرحال بہت سی سڑکوں اور گلیوں کی کھدائی کے بعد اور cables بچھنے کے بعد مرمت ہو چکی ہے اور جہاں تک main روڈ اور چھوٹی سڑکوں کی خستہ حالی کا تعلق ہے تو حکومت کی ہدایت پر ایل ڈی اے نے ان کی مرمت اور درستگی اور ان کو اصل حالت میں لانے کے لیے اٹھارہ لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے اور انشاء اللہ یہ دسمبر کے اسی ہفتے کے دوران یہ کام شروع کر دیا جائے گا۔ باقی سڑکوں کی مرمت اور درستگی اور تکمیل کے لیے کام شروع ہو جائے گا اور اس طرح ڈیڑھ سے دو مہینے تک یہ کام انشاء اللہ مکمل کر لیا جائے گا تاکہ عوام کو وہ سہولت جس کے لیے میاں عبدالستار صاحب نے یہاں تحریک پیش کی ہے وہ مہیا کی جا سکے۔ جہاں تک ترقیاتی ادارے کے حوالے سے گلشن راوی کے پارک میں بجلی اور روشنی نہ ہونے کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے سلسلے میں صورت حال اچھی نہیں ہے اور اس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ مناسب روشنی کی سہولتیں اور انتظامات وہاں پر موجود نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے لاہور ترقیاتی ادارے کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ فوری طور پر اس ضمن میں فنڈ مختص کریں اور اس کے بعد وہاں روشنی کے اقدامات کیے جائیں۔ البتہ چونکہ ہمیں حکومت میں آئے بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ اس لیے بے شک یہ سارے انتظامات کرنے ناممکن تھے لیکن انھوں نے جس امر کے بارے میں توجہ دلائی ہے میں اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پہلے بھی محکمہ اس ضمن میں بہت سے اقدامات کر رہا ہے اور میں ان کی یقین دہانی کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ روشنی کے انتظامات بھی انشاء اللہ عنقریب کر دیے جائیں گے۔ اس لیے فاضل محرک اگر اپنی تحریک پر زور نہ دیں تو میں ان کا شکرگزار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ میاں شہباز شریف صاحب۔

میاں محمد شہباز شریف، محترم وزیر صاحب نے وضاحت سے ساری بات سڑکوں کے حوالے سے کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ضمنی انتخابات کے موقع پر جن حلقوں میں الیکشن ہو رہے تھے وہاں پر سڑکوں کی کھدائی کی حوالے سے تمام گلیاں اور محلے توڑ دیے گئے، کھودے گئے اور سیٹیں جیتنے کی اندھی ہوس کے حوالے سے ہر جائز اور ناجائز طریقہ استعمال کرتے ہوئے، الیکشن جیتنے کی خواہش تھی۔ آج جب سے یہ ضمنی انتخابات ختم ہوئے ہیں تمام گلیاں اور سڑکیں کھدی ہوئی ہیں۔ بوڑھے اور عورتیں ان

میں گر رہے ہیں اور انھیں خوف خدا نہیں آتا کہ کم از کم اگر وہاں پر انھوں نے سڑک بنانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ وہاں پر انھیں شکست فاش ہوئی ہے تو کم از کم گلیاں کھودنے کا کام رک جائے جو عوام کے لیے عذاب بن گیا ہے' ان کھڈوں کو بند کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے وزیر موصوف نے وضاحت کی ہے۔ میرے حلقے پی پی۔ 127 میں علاقہ کلفٹن کالونی سے ایک ویلفیئر ایسوسی ایشن کا وفد میرے پاس آیا تھا کہ وہاں بھی ٹیلی فون کا عملہ آیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عمران سلہری صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کا status ہے' روایات ہوتی ہیں۔ انھوں نے اگر ایک بات کر دی ہے۔ ہمارے سامنے ایک تحریک التوائے کار ہے۔ اب کر ہر فاضل رکن اپنے علاقے کی بات کرے گا تو یہ بات بنتی نہیں ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ ایل ڈی اے کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' دیکھنا یہ ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر کا سہارا لے کر بات کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ اس طرح نہیں ہے کہ جس طرح ہم پوائنٹ آف آرڈر raise کر کے اپنا مسئلہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' آپ بیٹھیں۔ میں میاں عبدالستار صاحب کو فلور دیتا ہوں۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری، ایل ڈی اے جو کام کر رہا ہے وہ ناقص کام کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ہاں جی۔ خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ اٹھارہ لاکھ روپیہ ایل ڈی اے کو دیا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ لاہور جو اتنا تاریخی شہر ہے۔ یہاں پر اتنی بڑی بڑی سڑکیں ہیں۔ ایک سڑک پہ اٹھارہ لاکھ روپیہ خرچ آ جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میری عرض سن لیں۔ لوگ ہمارا گریبان پکڑ رہے ہیں' ان کے بچے گڑھوں میں گر رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو کچھ بھی ہو۔ رولز ہم نہیں بدل سکتے۔ بڑی مہربانی۔ میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار، میں محترم وزیر صاحب کا شکر گزار ہوں۔ انھوں نے اپنی ناکامی کا بھی اعتراف کیا ہے کہ وہ ابھی تک سڑکوں کی مرمت نہیں کر پائے۔ لیکن انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ جلد ہی کام کریں گے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک سڑکوں اور روشنی کی بات کی ہے تو لائٹوں کے بارے میں انھوں نے جو ایل ڈی اے سے کہا ہے کہ وہ جلد از جلد سڑکوں اور گلیوں کو lit کرنے کا بندوبست کریں تو میں انھیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے پیپلز پارٹی کے جو علاقوں کے چیئرمین ہیں ان کو الیکشن کے دوران انھوں نے لاتعداد لائٹیں دی ہیں۔ سٹریٹ لائٹس دی ہیں۔ اگر وہ سٹریٹ لائٹس ان سے واپس لے لی جائیں تو پورے کا پورا لاہور lit ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عبدالستار صاحب! آپ بات سنیں۔ آپ نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی۔ لاء منسٹر صاحب نے اس کا جواب دیا۔ تو آپ اس پر مطمئن ہیں اور اس کو پریس نہیں کرنا چاہتے؟

میاں عبدالستار، انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے اور مجھے امید ہے کہ سڑکوں کی حالت درست ہو جائے گی۔ میں پریس نہیں کرتا۔

تحریک التواء پر بحث

باغبانپورہ لاہور میں آتش گیر مادہ پھٹنے سے جانی و مالی نقصان

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی شکریہ۔ اور اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ تو ہم نے ایک تحریک التوائے کار منظور کی تھی جو کہ باغبانپورہ کے واقعے سے متعلق تھی۔ اس پر دو گھنٹے کے لیے میں بحث کا آغاز کرتا ہوں۔ تو میں میاں معراج دین صاحب سے کہوں کہ وہ اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! اس میں میری بھی تحریک التوائے کار نمبر 76 تھی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کل کے اخبارات تھے ان میں صرف میاں معراج دین صاحب کی تحریک التوائے کار کے بارے میں لکھا گیا ہے لیکن میری تحریک التوائے کار کا جس کو جناب نے ازراہ کرم آج بحث

کے لیے ایڈمٹ فرمایا تھا اخبارات میں ذکر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تین فاضل اراکین تھے۔ میاں معراج دین صاحب' میاں عبدالستار صاحب اور تابش الوری صاحب کی طرف سے تحریک تھی۔ میں پریس سے یہ کہوں گا کہ وہ واضح طور پر باقی فاضل اراکین کے نام بھی لکھیں۔ تو اب میاں شہباز شریف صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ بولنے والے کتنے ہیں تاکہ اسی حساب ہر ممبر کو ٹائم دے دیں۔ تابش الوری صاحب اس بارے میں رہ نمائی کریں کہ ہر فاضل رکن کو کتنا وقت دے دیا جائے۔ دس منٹ' پانچ منٹ یا پندرہ منٹ؛ جتنا آپ کہتے ہیں اس حساب سے ٹائم دے دیا جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا! اگر اراکین کم ہیں تو وہ دس دس منٹ تقریر کر لیں۔ اگر زیادہ ہیں تو پھر پانچ منٹ لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بتائیں کہ ہر معزز رکن کو بولنے کے لیے کتنا وقت دیں۔ کیونکہ دو گھنٹے سے آگے ہم نہیں بڑھ سکیں گے۔

سید تابش الوری، جناب والا! جو محرک صاحبان ہیں وہ تو بیس منٹ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جو دوسرے ہیں وہ دس منٹ تقریر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں محرک صاحبان کو پندرہ منٹ دے دیتے ہیں اور باقی حضرات کو دس منٹ دے دیتے ہیں۔ شکریہ۔

سید تابش الوری، ٹھیک ہے جناب!

MIAN MIRAJ DIN: Sir, I move___

"That the Assembly do now adjourn".

MR SPEAKER: Motion moved is___

"That the Assembly do now adjourn."

اب تحریک التوائے کار پر بحث ہوگی۔ میاں معراج دین صاحب! ذرا یہ خیال رکھنا کہ جو آپ کی تحریک التوائے کار ہے اسی فریم ورک میں بات ہونی چاہیے۔

میاں معراج دین، انشاء اللہ تعالیٰ۔ جس طرح آپ ہمیں اسمبلی کی کارروائی پر بڑے اچھے طریقے سے

اچھے انداز سے ہمیں سبق سکھلا رہے ہیں انشاء اللہ اسی طرح کروں گا۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کاش کہ اگر آج یہاں رامے صاحب تشریف فرما ہوتے تو انکی خدمت میں میں یہ عرض کرتا کہ وہ خود بھی موقع پر تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے موقع ملاحظہ کیا۔ میں نے شروع میں یہ کہا تھا کہ یہاں کوئی تخریب کاری کا مسئلہ ہے۔ اور انہوں نے موقع دیکھتے ہوئے کہا کہ یہ بھی کسی صورت سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تخریب کاری نہیں ہے۔ اس کی مثال جناب سپیکر! میں یوں دیتا ہوں کہ وہاں اتنے بڑے بڑے blasts ہوئے ہیں کہ کئی کئی مکانوں کی چھتیں اڑ گئیں ہیں۔ کئی لینٹروں کے جو centre beam ہوتے ہیں وہ اڑ گئے ہیں۔ سریے کہیں کے کہیں جا کر گرے ہیں۔ آتش بازی کا اتنا دھماکہ نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ میرے حلقے میں یہ واقعہ ہوا ہے اور میرے علاقہ کے لوگوں نے مجھے جو بات کہی ان کی ترجمانی کرتے ہوئے میں پہلی بات یہ کہہ دیتا ہوں' انہوں نے کہا کہ ہماری طرف سے سپیکر صاحب کو خاص طور پر یہ کہا جائے اور بالخصوص اپنے بھائیوں کو بھی کہ ہم اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے جو نقصانات ہوئے ہیں ان کو پورا کرنے کے لیے جلد سے جلد کوشش کی جائے۔ جب کہ میاں منظور احمد وٹو صاحب جو قائد ایوان ہیں انہوں نے وہاں میری موجودگی میں یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم تین دن کے اندر اندر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو کسی نہ کسی طریقے سے compensate کریں گے۔ اور آپ کو positive جواب دیں گے۔ لیکن آج چوتھا دن ہو گیا ہے اور ابھی تک وہاں صورت حال جوں کی توں ہے۔ میں وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مہربانی فرماتے ہوئے جن لوگوں کی موت واقعہ ہو چکی ہے ان کے لواحقین کو چیک تقسیم کر آئے ہیں۔ لیکن جو مضروب ہوئے ہیں ان کی طرف بھی وزیر موصوف کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ بعض مضروب ابھی ہسپتال میں ہیں' بعض مضروب گھروں میں آ گئے ہیں اور وہ لوگ جو وہاں کی مارکیٹ کے دکان دار ہیں جن کا کوئی اثاثہ نہیں رہا' جن کے پاس کوئی چیز نہیں رہی۔ یہاں تک کہ کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ بھی نہیں ہیں بلکہ لوگ انہیں کپڑے دے رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی طرف بھی میں وزیر موصوف کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب ہمارے وزیراعلیٰ نے وعدہ کیا ہے جو کہ اپنے چیمبر میں نہیں ہیں تو میں آپ کی وساطت سے ان سے گزارش کروں گا کہ وہ یہاں اپنے ******* وزیراعلیٰ سے کہہ دیں کہ وہ ان کی امداد کا کوئی بندوبست کریں

*** بحکم جناب ڈپٹی سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا ***

تاکہ ان کی مشکلات کا کوئی سد باب ہو سکے۔ جناب والا! اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ وہ لوگ جو دکان دار ہیں جن کی وہاں مختلف قسم کی دکانیں تھیں' چار پانچ آدمیوں کی پرانے کپڑوں کی دکانیں تھیں۔ کئی لوگوں کی نئے کپڑوں کی دکانیں تھیں۔ ٹیلر ماسٹر کی دکانیں بھی تھیں اور کئی قسم کی دکانیں بھی تھیں۔ ان دکان داروں کو ان کے اثاثے کے لیے کوئی اتنی واجب رقم دی جائے تاکہ وہ اپنے کاروبار کو اچھی طرح چلانے کے قابل ہو سکیں۔ تو اس کے لیے میں یہ عرض کروں گا کہ مہربانی فرماتے ہوئے جب آپ نے یہ وعدہ فرمایا ہے وزیر قانون صاحب! ان کی ایک آدھ دن میں امداد کی جائے۔ یہ حکومت کا فرض بنتا ہے۔ اس لیے کہ یہ جو آتش بازی کا سلسلہ ہے اس میں 144 کے تحت ان کو کہاں تک کھلی چھٹی دی جاتی ہے۔ اور اب بھی باوجود اس کے کہ لاہور میں دو تین سانحے ایسے ہوئے ہیں لیکن اس سلسلے میں ابھی تک کوئی تدارک نہیں کیا جا رہا۔ لاہور میں کئی ایسی مارکیٹیں اور دکانیں ہیں جو اس وقت بھی آبادیوں کے اندر موجود ہیں۔ لیکن میں یہاں اپنی ایس ایس پی لاہور کو خارج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی نگرانی میں جہاں ہم نے نشان دہی کی دو چار جگہوں پر گودام خالی کروائے۔ لیکن جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے خاص طور پر وزیر قانون جو یہاں تشریف رکھتے ہیں کی خدمت میں بار بار یاددہانی کے طور پر عرض کروں گا کہ وہ مہربانی فرماتے ہوئے جب کہ آپ قانون کے محافظ ہیں تو قانونی طور پر وہاں پر جو وفاقی فوج لگی ہوئی ہے آپ خود دیکھ بھال کروائیں۔ تاکہ وہاں کے بے چارے لوگ اس وقت پریشان حالت میں ہیں ان کی فوری طور پر پریشانی ختم کرتے ہوئے وہاں پر آتش بازی کے ذخائر اور آتش بازی کی دکانات ہیں انہیں ختم کر کے مہربانی فرمائیں۔

جناب والا! ایک اور مسئلہ ہے کہ یہ جو گڈی اور پتنگوں کا معاملہ ہے کہ وہاں باغبان پورہ میں جہاں آگ لگی ہے اس کے قریب ہی دو بہت بڑی سوکھے بانسوں کی گانٹھیں پڑی ہوئی ہیں جو آتش بازی سے کم نہیں ہیں۔ ان کی نشان دہی پہلے ہی کر دی گئی تھی کہ ان بانسوں کا تدارک کیا جائے کیونکہ اگر وہ بانس پڑے رہے تو آگ لگنے سے وہ بھی آبادی کو اپنے لپیٹ میں لے لیں گے۔ تو مہربانی فرماتے ہوئے اس کی طرف بھی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں ایک اور عرض کروں کہ ایل ڈی اے والوں سے میں نے رابطہ قائم کیا تو اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ ہم ایل ڈی اے والوں سے یا کسی اور ادارے سے آپ کی

دکانات کو مرمت کروائیں گے یا نئی دکانیں بنوا کر دیں گے۔ تو ابھی تک اس محکمے کو کوئی ہدایت نہیں کی گئی۔ اور وہ دکانیں جو قابل مرمت ہیں۔ وہ مکانات جو قابل مرمت ہیں ان کی طرف فوری توجہ دی جانے میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو قابل مرمت ہیں ان کی مرمت کر دی جائے تو لوگ ایک دو ہفتے میں کاروبار میں مصروف ہو سکتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز رکن جناب کی وساطت کے ساتھ بات نہیں کر رہے بلکہ براہ راست مخاطب ہو رہے ہیں۔

میاں معراج دین، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے مخاطب ہوں۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ میں نے پہلے ہی جناب سپیکر کو عرض کیا تھا کہ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان کا براہ راست جواب نہ دیں۔ انہوں نے بھی میری اجازت کے بغیر بات کر دی اور آپ نے بھی ان کا جواب دینا شروع کر دیا۔ آپ مہربانی کر کے اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب عبید اللہ شیخ، جناب والا! چودھری گل نواز خان وڑائچ صاحب نے آپ کی اجازت کے بغیر پنجابی میں بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ان کی بات کو رد کر دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہاں ٹینکیاں بہت پھٹی ہیں۔ اور وہاں جو قابل افسوس بات ہے وہ یہ کہ وہاں جو پلاسٹک کی دکانیں تھیں اس میں پلاسٹک کی بالٹیاں بھی تھیں۔ پلاسٹک کے لوٹے بھی تھے اور اس طرح کی اور بہت چیزیں تھیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ان کی طرف خاص طور پر توجہ دی جائے تاکہ وہاں جو ایسی چیزیں ہیں جو روزمرہ کے استعمال میں آتی ہیں جیسے ٹینکیاں بالٹیاں اور لوٹے ہیں ان کا فوری طور پر انتظام کیا جائے تاکہ یہ استعمال میں لائے جا سکیں۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں ایک اور جو معاملہ ہے۔۔۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا کیا relevanty ہے کہ یہ بار بار ٹینکی کا ذکر ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کو تقریر کرنے دیں۔ آپ ان سے بعد میں بھی پوچھ سکتے ہیں۔ جی میاں صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، ٹینکی پیڑے کی تھی یا لوہے کی؟

میاں معراج دین، لوہے کی تھی۔

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk please.

میاں معراج دین، جناب سپیکر! سب سے زیادہ جو اہم بات ہے' جو میں مودبانہ جناب لاء منسٹر کی خدمت میں یہ اپیل کرتا ہوں---

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر---

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ نواز چیمہ صاحب۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! ہاؤس میں کسی ممبر کو یہ اجازت نہیں ہوتی کہ وہ سوائے اسمبلی کی کارروائی کے کوئی اور کام کرے۔ تابش الوری صاحب کے ہاتھ میں دیکھیں کہ یہ کیا پڑھ رہے ہیں؟

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آتش بازی سے جو خوف ناک تباہی ہوتی ہے میں اس کی تفصیل پڑھ رہا ہوں اور اس کی مجھے یہاں اجازت ہے کیونکہ میں نے اس پر تحریک پیش کی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فاضل رکن کی بات کو تابش الوری بھی سمجھتے ہیں کہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ریز کیا ہے۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! چیمہ صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ تابش الوری صاحب ٹینکیوں پر اور لوٹوں پر مرثیہ خوانی پڑھ رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب میرے خیال میں بڑی سنجیدہ بحث ہے۔ ہم ایک بڑے المیہ سے دوچار ہوئے ہیں۔ اب آپ کی طرف سے ہی یہ تحریک التوائے کار آئی۔ ہاؤس نے اس کو ایڈمٹ کیا۔ اب ان کے خیالات سننے دیجیے۔ مہربانی۔ جی میاں صاحب شروع کریں۔

جناب محمود اختر گھمن، پوائنٹ آف آرڈر---

جناب ڈپٹی سپیکر، جی گھمن صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمود اختر گھمن، میاں صاحب کا واسطہ زیادہ لوٹوں سے پڑ رہا ہے اس لیے وہ لوٹے بار بار یاد کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بھی اس طرح کی بات ہے۔یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے چیمہ صاحب کو یہ عرض کروں گا کہ مہربانی فرماتے ہوئے انہوں نے دوسری طرف تو دیکھ لیا لیکن جب خود وہ لاء منسٹر صاحب کے پاس تشریف لائے تھے تو اس طرف ان کو خیال نہیں آیا کہ اسمبلی کی کارروائی میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk please.

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں خاص طور پر جناب لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جناب ہمارے وزیراعلیٰ موصوف نے تین دن کا وعدہ کیا تھا اور ****** وزیراعلیٰ نے بھی اس کی تائید کی تھی۔ وہ اس وقت فیصلے کی طاقت میں نہیں تھے لیکن بعد میں انہوں نے اس کی تائید کر دی تھی تو میں ابھی آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ مہربانی فرماتے ہوئے وہ لوگ جو خاص طور پر disturb ہوئے ہیں اور جن کے پاس کچھ بھی نہیں ہے میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ خدارا! ان کے لیے فوری طور پر کوئی امداد کریں۔ میں حقیقتاً عرض کر رہا ہوں کہ وہاں کے جو لوگ ہیں ان لوگوں کے پاس باخدا کوئی چیز نہیں ہے۔ اور ان کو وہ لوگ جو مخیر حضرات ہیں کوئی چیز دیتے ہیں تو وہ لیتے نہیں۔ وہ اپنی عزت نفس کو بحال رکھتے ہیں۔ ان کو اگر کوئی چیز دیتا ہے تو وہ نہیں لیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم یہ نہیں لیں گے۔ یہاں تک کہ وہاں کے لوگوں نے جن میں سے میں بھی تھا ہم نے کوشش کی کہ ان کے مکانات کی تھوڑی سی مرمت کروا دیں۔ انہوں نے وہ بات بھی نہیں مانی۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، جب ہمیں اللہ تعالیٰ دے گا پھر ہم کروا لیں گے۔ ہم حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں حکومت ہماری جو امداد کرے گی ہم اس کو جائز سمجھیں گے اس لیے کہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ہمیں بحال کرے۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو اپنی عزت نفس کے لیے یہاں تک

***بحکم جناب ڈپٹی سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا ***

اپنی آن کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ مہربانی فرماتے ہوئے فوری طور پر ان کی کچھ نہ کچھ امداد کی جائے تاکہ وہ آپ کے مشکور ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میاں معراج دین صاحب نے اپنی تقریر کے دوران دو مرتبہ ***** وزیراعلیٰ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو میں آپ سے اور اس ایوان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر کون سے ***** وزیراعلیٰ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہی۔ میاں صاحب شروع کریں۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں اور ہال میں بیٹھے ہوئے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کی خدمت میں دل کی گہرائیوں سے اپیل کرتا ہوں اور لاء منسٹر صاحب کو، وزیراعلیٰ کو اپنے **** کو یہ خاص طور پر اپیل کرتا ہوں کہ مہربانی فرماتے ہوئے ان لوگوں کی طرف فوری طور پر توجہ دیں۔ یہ مذاق کا یا تفریح کا مسئلہ نہیں ہے۔ جتنی جلدی آپ کریں گے وہ لوگ آپ سے، حکومت سے مستفید ہوں گے۔ اگر آپ نے کوئی کوتاہی کی یا اس میں کوئی تاخیر ہوئی تو یقین کیجیے کہ آئندہ آنے والی نسلیں آپ کو معاف نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عبدالستار۔

میاں معراج دین، صرف ایک منٹ جناب۔ میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عبدالستار۔

میاں معراج دین، صرف ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں دیکھ رہا ہوں آپ کے پاس میٹیریل ہی نہیں ہے۔

میاں معراج دین، جناب میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں اور وہ ایک منٹ بھی ختم ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلیں۔

*** حکم جناب ڈپٹی سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا ***

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سے تو تقریر کروانی ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جی کروائیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ لیڈر آف اپوزیشن بہت دیر سے مجھے اشارے کر رہے ہیں۔ کیا ہاؤس میں اجازت ہے کہ لیڈر آف اپوزیشن حکم ران پارٹی کے کسی ممبر کو اشارے کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل میں ان کی آپ سے میرے خیال میں خاص دل لگی ہے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب سپیکر! چیمہ صاحب سے کہیں کہ وہ کھڑے ہو کر بات کیا کریں۔ وہ بیٹھے بٹھائے بول دیتے ہیں۔ ہمیں تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے وہ بیٹھے ہوئے ہیں کھڑے ہوئے ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ جی میاں معراج دین صاحب۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ لوگ جو متاثر ہوئے ہیں کل شام 6 بجے بھی وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم سارے اکٹھے ہو کر کوئی تقریباً سات آٹھ سو افراد پر مشتمل جائیں یا کوئی ایسی بات کریں تو میں نے ان کی خدمت میں یہ عرض کی کہ اس وقت جب یہ ہمارے وزیراعلیٰ یا **** وعدہ کر گئے ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ پورا کریں گے تو آپ مہربانی فرماتے ہوئے ان لوگوں کو ایسی بات پر مجبور نہ کریں کہ خدانہ کرے کہ وہ پھر آپ کے خلاف aigitation کریں۔ خدا حافظ

جناب ڈپٹی سپیکر، *** وزیراعلیٰ کا جو لفظ جتنی دفعہ بھی تقریر کے دوران استعمال ہوا ہے میں اس کو expunge کرتا ہوں۔ جی میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے باغبانپورہ اور دیگر علاقوں میں آتش بازی کے سامان کے بارے میں بات کرنے کا موقع فراہم فرمایا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ باغبانپورہ میں جو

*** بحکم جناب ڈپٹی سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا ***

حادثہ رونما ہوا ہے اس میں کئی جانیں ضائع ہوئیں اور بہت سے افراد زخمی ہوئے' کروڑوں روپوں کی جائیدادیں تباہ ہو گئیں۔ اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔ جہاں تک حکومت وقت کا تعلق ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ کا وہاں پر لیٹ پہنچنا' فائر بریگیڈ کا وہاں پر ایک گھنٹہ لیٹ پہنچنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ضلعی انتظامیہ اور حکومت وقت نے اس اتنے بڑے واقعہ کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اتنا بڑا حادثہ ہو جانے کے بعد وہاں پر جا کر صرف اشک شوئی کرنا اور پھر تصاویر بنوا کر واپس آ جانا' یہ کسی صورت بھی قابل ستائش بات نہ ہے۔ حکومت کے اہل کار گئے۔ وزراء کرام گئے۔ محترم وزیراعلیٰ بھی تشریف لے گئے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی تک صرف اشک شوئی تک ہی بات ہوئی ہے اور صرف 50 ہزار روپیہ یا ایک لاکھ روپیہ مرنے والوں کو امداد کے طور پر دینا یہ کوئی اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ وہ بھی وہاں پر خاندان ہے کہ جن کا کمانے والا ہی اس دنیا سے رخصت ہوگیا اور ساری کی ساری دنیا ان کے لیے اندھیر ہوگئی اور پتہ نہیں کہ وہ کب تک کس مپرسی کی زندگی بسر کرتے رہیں گے؟

جناب والا! حکومت وقت سے میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو پچاس یا لاکھ روپے کی امداد دینے کا جو اعلان کیا گیا ہے اسے بڑھایا جائے اور اسے بڑھا کر کم از کم پانچ لاکھ روپیہ مرنے والوں کو دیا جائے اور زخمی ہونے والوں کو کم از کم ایک لاکھ روپیہ دیا جائے۔ اور جو جائیدادیں ضائع ہوگئیں ان جائیدادوں کے مالکوں کا کیا قصور جو وہاں پر رہتے تھے اور جو رات کو وہاں پر آرام کی نیند سوتے تھے انکے گھر چھین گئے ہیں اور ان کا سارے کا سارا گھریلو سامان ضائع ہو گیا ہے تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ ان کے نقصان کا خاطر خواہ معاوضہ دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ صرف باغبانپورہ کا ہی معاملہ نہیں ہے اس سے پہلے بھی لاہور میں کئی ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ میں اس وقت ممبر صوبائی اسمبلی ہوں اور مجھے یاد ہے کہ میں جس حلقے سے ممبر ہوں اس حلقے میں 1974ء میں ایک واقعہ ہوا تھا میری رہائش بھی اسی علاقے میں ہے وہاں پر ایک حویلی میں آتش بازی کا سامان پڑا ہوا تھا اور اس آتش بازی کے سامان سے پوری کی پوری حویلی کو آگ لگ گئی باہر کو نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا اور جناب سپیکر وہاں پر کوئی 22 یا 23 جانیں ضائع ہو گئیں وہ لوگ مدد کے لیے پکارتے رہے لیکن ان کی مدد کو کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا اس لیے کہ حویلی بہت نیچی تھی اور لوگ اونچی اونچی دیواروں سے ان کو دیکھ رہے تھے لیکن کوئی بھی ان کی مدد کو نہیں

پہنچ سکتا تھا۔ جناب سپیکر! یہی نہیں بلکہ اس سال میں موچی دروازہ میں جو واقعہ ہوا بلکہ یہ واقعات لاہور میں درجنوں ہو چکے ہیں اور سینکڑوں افراد ایسے ہی حادثوں میں اور آتش بازی کے سامان کی وجہ سے آگ لگی جانے کی وجہ سے نے اپنی جان سے ہاتھ دھو لیے۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آتش بازی بنانے کا جو سامان یہاں پر بنتا ہے اور جہاں سٹور کیا جاتا ہے' جہاں پر یہ فروخت کیا جاتا ہے' جہاں پر یہ خریدا جاتا ہے ان میں جناب سپیکر! لاہور' قصور حافظ آباد' مرید کے' عارف والا مشرق پور' خانیوال اور چنیوٹ شامل ہیں اور ان علاقوں میں یہ سامان بنایا جاتا ہے اور اس کو فروخت کیا جاتا ہے یہاں پر ہی خرید و فروخت کا کام ہوتا ہے۔ میں حکومت وقت سے یہ کہوں گا کہ یہ اس بات کا خاص نوٹس لے اور علاقوں میں جن کا میں نے ذکر کیا ہے کارروائی ہونی چاہیے اس سامان کو بنانے اور بیچنے اور خریدنے کا کاروبار صحیح طور پر ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! دراصل جو قانون کے محافظ ہیں اور جو قانون کو implement کرنے والے ہیں۔ یہ ان کا کام ہوتا ہے کہ وہ دیکھیں کہ کون سا قانون کمزور ہے اور اس میں کیا ترمیم ہونی چاہیے اور ایسے قانون کو سخت بنانے کی ضرورت ہے جناب سپیکر اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کوئی بھی عام آدمی دو یا تین سو روپے دے کر آتش بازی بنانے کا لائسنس حاصل کر سکتا ہے اور لاہور کارپوریشن سے این۔او۔سی لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے صرف پانچ یا سات سو روپے دے کر وہ این۔او۔سی حاصل کر سکتا ہے ضلع کچہری میں دو یا تین سو روپے دے کر لائسنس حاصل کر سکتا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ہزار روپے خرچ کر کے انسانوں کی زندگی کو ضائع کرنے کا وہ لائسنس لے لیتا ہے اور یہ کسی صورت میں بھی انصاف کی بات نہیں ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ لائسنس کو حاصل کرنے کے طریقہ کار کو سخت بنانا چاہیے۔ اور جو این۔او۔سی کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی سے ملتا ہے اس لیے بھی سخت طریقہ کار بنانا چاہیے تاکہ کوئی بھی شخص این۔او۔سی نہ لے سکے اور کوئی بھی شخص آتش بازی کا سامان بنانے کا لائسنس آسانی سے نہ حاصل کر سکے۔ اور جناب وزیر قانون سے میری گزارش ہے کہ آتش بازی کا سامان بنانے' اسے فروخت کرنے کے لائسنس کے لیے سخت قانون بنایا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور شہر ایک پرانا شہر ہے یہاں پر چھوٹی چھوٹی گلیاں اور چھوٹے چھوٹے بازار ہیں آبادی بہت گنجان ہے اور یہاں پر ایک چھوٹا سا واقعہ بھی کئی جانوں کی ہلاکت کا باعث بن سکتا ہے۔ اندرون شہر جیسے کہ موچی دروازہ ہے یہاں پر کوئی

پانچ، پانچ یا چھ چھ فٹ گلیاں ہیں۔ یہاں پر یہ سامان تیار ہوتا ہے یہاں پر گودام ہیں جہاں پر اس کو سٹور کیا جاتا ہے یہاں پر یہ سامان بیچا جاتا ہے جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک سو میٹر کے اندر کوئی ستر یا پچھتر دکانوں کا ہونا اور اس سامان کا بکنا بڑی عجیب سی بات ہے۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میری یہ گزارش ہے کہ فیکٹریوں کو فی الفور لاہور کارپوریشن کی حدود سے باہر نکالا جائے اور اگر انہیں اجازت ہی دینی ہے تو انہیں کھلی فضا میں کھلی جگہ انہیں اجازت دینی چاہیے۔

دوسری بات میں یہ عرض کروں گا۔ کہ خرید و فروخت کے مراکز اور گودام کرنے کے مراکز کو فی الفور ختم کیا جانا چاہیے۔ اور اس سامان کی خرید وفروخت کی اجازت بھی لاہور سے باہر ہونی چاہیے۔ لاہور شہر میں جیسا کہ باغ بان پورہ کا علاقہ ہے اندرون شہر کا علاقہ ہے اور لاہور کے دیگر علاقے جہاں پر یہ فروخت کیا جاتا ہے یا خریدا جاتا ہے ان میں مکمل طور پر پابندی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت یہ ہوتا ہے کہ جب بھی شب برات آتی ہے تو یہ آتش بازی کا سامان کثرت سے بیچا جاتا ہے یا خریدا جاتا ہے۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے دفعہ 144 کا نوٹس جاری کر دیا جاتا ہے کہ آئندہ ایک مہینے کے لیے یا دو مہینے کے لیے آتش بازی کا سامان نہیں بیچا جا سکتا اور اس کی خلاف ورزی پر صرف 188 کے تحت پرچہ بنتا ہے جو کہ قابل ضمانت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی آج تک کبھی سزا ہی نہیں ہوئی تو جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ ایسی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے قانون میں ترمیم کی جانی چاہیے اور اس کے لیے سخت قانون بنانا چاہیے اس لیے کہ جانوں کے ساتھ کھیلنے کا یہ کھیل ہمیں زیب نہیں دیتا ہم سب یہاں پر رہتے ہیں اور رہنے والے ہمارے بہن بھائی ہیں ہمارے رشتہ دار ہیں ان کی ہمیں کم از کم جانوں کا ہی ہمیں تحفظ کرنا چاہیے اور میری یہ گزارش ہے کہ 144 کے خلاف ورزی کی صورت میں 188 کی کارروائی کرنا کوئی قرین ترین انصاف نہیں ہے اس کے لیے سخت قانون بنانا چاہیے اور جناب سپیکر میری یہ گزارش ہے کہ اگر آج ہم نے اس بات کو نہ روکا، اگر آج ہم نے اس بات پر سوچنے کی زحمت گوارا نہ کی تو جناب سپیکر کل کو بڑے سے بڑے حادثے بھی ہو سکتے ہیں اور ان میں ہو سکتا ہے کہ کسی کو جانی نقصان پہنچے، مالی نقصان پہنچے تو میری یہ گزارش ہے کہ میں نے جو یہ تین پوائنٹس جناب وزیر موصوف کی خدمت میں پیش کیے ہیں ان کی موجودگی میں از سر نو قانون سازی کی جائے تاکہ آتش بازی بنائے جانے کی لعنت اور اسے فروخت کی جانے والی لعنت سے ہم چھٹکارا

حاصل کر سکیں۔ بہت شکریہ، بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ نواز چیمہ صاحب۔ چیمہ صاحب! آپ کی تقریر کا وقت دس منٹ مقرر کیا گیا ہے۔

چودھری شاہ نواز چیمہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے اجازت دی جائے کہ میں پنجابی میں بات کر سکوں۔ اجازت ہے۔ جناب سپیکر! باغبانپورہ وچ چھڑا واقعہ ہویا اے۔۔۔۔

میاں معراج دین، جناب والا پوائنٹ آف آرڈر، یہ اپنی ٹائی اتار کر جیب میں ڈال لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب یہ آپ کی سیٹ نہیں ہے۔ آپ تو بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔

چودھری شاہ نواز چیمہ، خر موسیٰ بہ مکہ رود خر باشد

میاں معراج دین، یہ ٹائی کی insult کر رہے ہیں۔

چودھری شاہ نواز چیمہ، اگر موسیٰ کا گدھا مکہ چلا جائے تو گدھا ہی رہتا ہے۔ جناب سپیکر یہ واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ انسانی جانوں کا ضیاع ہوا ہے۔۔۔۔

صاحب زادہ فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر، چودھری شاہ نواز چیمہ صاحب نے جو فرمایا ہے۔ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں۔ انہوں نے کس اصطلاح میں "خر موسیٰ" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ "خر موسیٰ" نہیں ہے "خر عیسیٰ" کی بات ہوتی ہے۔ یہ خر موسیٰ پہلی دفعہ سنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب آپ کا وقت آئے گا تو بات کر لینا۔ یہ آپ کا وقت consume ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ فاضل اراکین بات کر سکیں۔

چودھری شاہ نواز چیمہ، (پنجابی) جناب سپیکر! حالانکہ یہ تحریک التوائے کار اس لیے دی گئی ہے کہ لاہور شہر میں یہ المناک واقعہ ہوا ہے۔ جس میں انسانی جانوں، لوگوں کے گھر بار کا نقصان ہوا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار دے کر کوئی مذاق نہیں بنانا چاہیے۔ ہمیں ان کے دکھ میں شریک ہونا چاہیے۔ کیوں کہ جس وقت میں ان کے دکھ کی بات کرتا ہوں جن بہنوں کے بھائی مر گئے ہیں۔ ان ماؤں کے جوان بیٹے مر گئے ہیں اور منٹ منٹ بعد کچھ دوست یہ سننا گوارا نہیں کرتے۔

میاں عبد الحمید، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر' یہ ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ کیا انہوں نے اس واقعے پر پہنچ کر کہ جس میں اتنے آدمی دنیا سے رخصت ہوگئے اور ان کا اتنا بڑا نقصان ہو گیا کیا انہوں نے ان کے ساتھ اظہار افسوس کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! خدا جانتا ہے کہ میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ کبھی جھوٹ نہ بھولوں' میں خود موقعے پر گیا اور موقعے پر جا کر دیکھا اور اس طرف پہلی بار زندگی میں گیا ہوں۔ میں نے ان کے گھروں میں جا کر فاتحہ خوانی کی ہے' مخدوم فیصل صالح حیات بھی تھے اور پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر جناب جہانگیر بدر بھی تھے انہوں نے اپنے پاس سے ان کی امداد دینے کا اعلان کیا۔ جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ میرے دوست میرے سابق حکمران کی میں نالائقیاں تو نہیں کہتا لیکن ان کی اقربا نوازیاں ان کی شہنشاہیاں' ان کا غلط طریقہ' ان کی غلط سوچ اور غلط طریقہ لاہور میں پیدا کر دیا گیا کہ چند ووٹ لینے کی خاطر یہ نہیں سوچا کہ اگر یہ دھند اور یہ کاروبار لاہور شہر کے درمیان کیا گیا اور نقصان ہو گا۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں جہاں جہاں یہ کاروبار ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائے جائے جو یہ دیکھے کہ اس کام کی پشت پناہی کرنے والا کون ہے' کون حکمران ہیں' کون سے بند ہیں اور وہ کون ہیں۔ دیکھو! لوگ تو مرتے رہیں گے اور یہ ہنسی وغیرہ ہوتی رہیں گے میرے اک فاضل دوست نے کہا ہے کہ اس کا لائسنس بڑی آسانی کے ساتھ مل جاتا ہے میں یہ کہتا ہوں کہ اس کا لائسنس ہونا ہی نہیں چاہیے۔ یہ سوچ کیسی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سوچ منفی ہے۔ یہ سوچ ہونی چاہیے کہ جس چیز سے نقصان ہوتا ہے' جس چیز کے ساتھ مالی نقصان ہوتا ہے' یہ سوچ نہیں ہونی چاہیے کہ امیر کرے اور غریب نہ کرے۔ جناب والا! میں اس طبقے کی بات نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کاروبار نہیں ہونا چاہیے یہ سوچ نہیں ہونی چاہیے۔ ہم اس اسمبلی میں آ کر کسی کے دکھ میں بات کرتے ہیں تو اس وقت بھی ہمیں اپنی دولت پر ناز ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسا کام کیا جائے جس میں غریب مریں اور امیر زندہ رہیں۔ جناب سپیکر! آپ دیکھتے ہیں کہ سارا ہاؤس اس چیز پر متفق ہو کر سوچ بچار کرے تو کوئی لائحہ عمل تیار ہوتا۔ کیوں کہ جو کم حقیقتاً نقصان دہ ہوں ان کو منفی سوچ کے ساتھ نہیں سوچنا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں باوثوق طریقے سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ

ان جگہوں میں کہ جہاں یہ کاروبار ہوتا رہا ہے اگر اس میں ماضی کے حکمران شامل نہ ہوتے تو ان جانوں کا کبھی نقصان نہ ہوتا۔ میں ایوان کے سامنے یہ بات کرنا چاہتا ہوں ہمیں سوچ بچار کر کے تمام ملک میں ایک متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے جس میں عوام خواہ اگر کوئی گندا پیشہ ہوتا ہو' کوئی برائی ہوتی ہو' کوئی منشیات بکتی ہو۔ یہاں ہیروئن کی ابتداء ہوئی' یہاں کلاشنکوف کی ابتداء ہوئی' میں یہ کہنا چاہتا ہوں ہمیں دیانت دار ہو کر اور مسلمان ہونے کی حیثیت کے ساتھ سوچنا چاہیے کہ جو برائی ہو رہی ہے اس کا سد باب ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! یہاں کیا ہوا۔ یہاں پالا گیا ہے جناب سپیکر! وہ انتظامیہ کہ جس انتظامیہ کو یہ برا کہتے ہیں۔ اس انتظامیہ نے اعلیٰ سوچ کے ساتھ اعلیٰ معیار کے ساتھ 1988ء میں دیکھا تھا ایمان داری' دیانت داری کے ساتھ ایک میرٹ بنا دیں۔ سب سے پہلے آپ ایک محکمہ لے لو اور دیکھو کہ اس میں سیاسی اثر رسوخ نہیں ہونا چاہیے اور کیسے پڑھائی کے میرٹ کے ساتھ بھی نہیں چلتا' یا پولیس کا محکمہ لے لیں تو اس پر سوچ بچار کریں۔ اس وقت میاں نواز شریف وزیراعلیٰ تھے۔ میں ان کی موجودگی میں یہ تقریر کی تھی کہ ہماری سوچ یہ ہونی چاہیے اور یہ میرٹ ہونا چاہیے تاکہ چالیس چالیس سال اور پینتالیس پینتالیس سال کے لڑکے ان کو ہم ڈائریکٹ تھانیدار انسپکٹر بھرتی کر لیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک بچہ اٹھاراں سال کا ملازم ہوتا ہے اسے یہ پتا ہے کہ میں نے ایس پی بننا ہے' میں نے ڈی آئی جی بننا ہے۔

میاں عبدالحمید، جناب سپیکر! یہ 1988ء کی بات کرتے ہیں انہیں 1970ء کی بھی بات کرنی چاہیے کہ کیا ان دور میں ان برائیوں کا اور ان جرائم کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ یہ ان کو 1988ء کا وقت یاد آیا ہے انہیں 1970ء کا زمانہ بھی یاد کرنا چاہیے 1970ء میں تشدد کی وارداتیں ہوتی رہیں' قتل و غارت ہوتی رہی۔ اس وقت ان کو یہ باتیں کیوں نہیں یاد آتی رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جب آپ کی باری آئے گی تو اس وقت اپنے خیالات اور اپنا نقطہ نظر سے بات کریں۔ اگر کوئی بھی مقرر اپنے نقطہ نظر سے بات کرتا ہے تو آپ اس طرح پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کیوں کہہ رہا ہے یا ایسے نہیں کہنا چاہیے۔ میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! جو یہ باتیں کر رہے ہیں ان کا اس موضوع سے کیا تعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیے وہ اپنی ایک سوچ کی بات کر رہے ہیں۔ اور جب آپ تقریر کریں گے تو آپ بھی اپنی سوچ کا اظہار کر لیجیے گا۔ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو rule out کر رہا ہوں کیونکہ آپ کسی کی سوچ پر قدغن نہیں لگا سکتے آپ اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے کہ وہ یہ بات کرے وہ نہ کرے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! "عاقل دا اشارہ کافی است" جناب یہ بتا رہا تھا کہ انتظامیہ ایک گھنٹہ لیٹ پہنچی۔ جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ایک جوان لڑکا on merit اٹھارہ سال کی عمر میں تھانیدار بھرتی ہو جاتا ہے تو وہ جوش میں ہوگا' وہ ہوش میں ہوگا' وہ عقل میں ہوگا' اسے یہ پتہ ہوگا کہ کل میں نے انسپکٹر بننا ہے' ایس پی بننا ہے' ڈی آئی جی بننا ہے۔ یہ میرے پیارے حکم رانوں نے جو جرم کیا ہے یہ روز محشر تک خدا معاف نہیں کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب شکریہ' اب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! دو لفظ آخری۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اب وقت ختم ہو گیا لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اب سید تابش الوری صاحب۔ الوری صاحب mover ہیں آپ کے لیے پندرہ منٹ ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس تحریک التوائے کار پر بحث کرنے کے لیے دعوت دی ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور آپ کا اس پر بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ recent تاریخ میں تحریک التوائے کار پر بحث کرنے کی روایت نہیں رہی تھی اور آپ نے پرسوں پہلی دفعہ ہماری تحریک پر اس اہم واقعے کو قواعد کے مطابق زیر بحث لانے کی اجازت دی اور اس طرح سے ایک نہایت اہم پارلیمانی روایت کی تجدید ہو رہی ہے۔ جناب والا! آتش زدگی کا یہ واقعہ ہماری تاریخ کا ایک اور المناک اور اندوہناک واقعہ ہے۔ جس نے متعدد جانوں کا نذرانہ ہی نہیں لیا بلکہ تقریباً 15 کروڑ روپے سے زائد کی جائیداد کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے اس سے پہلے بھی ایسے کئی واقعات ہوئے ہیں اور میں نے اس سلسلے میں جو اطلاعات فراہم کی ہیں ان

کے مطابق گذشتہ سالوں میں ان واقعات اور آتش زدگی کے نتائج میں 74 افراد اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ انسانی زندگی معاشرے کی سب سے قیمتی متاع ہوتی ہے جس کا تحفظ ہر حکومت اور مہذب معاشرے کا فرض ہوتا ہے۔ اور جب ایک ہی واقعے میں متعدد جانیں تلف ہو جائیں تو مہذب اور حساس حکومتیں بیدار ہو جایا کرتی ہیں۔ یہ واقعہ جس طرح رونما ہوا، جس طرح سے آگ کی لپیٹ میں بے شمار بے گناہ لوگوں کے مکانات آئے اور دکانیں خاکستر ہوئیں وہ ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ پہلے بھی یہ واقعات ہوئے تو حکومت اور انتظامیہ نے وہ کیا اقدامات کیے؟ جن سے ان کا انسداد ممکن تھا۔ ہمارا معاشرہ اور حکومت اتنی بے حس ہوتی جا رہی ہے کہ جب کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے، جب کوئی حادثہ ہوتا ہے، جب کوئی المیہ ظہور پذیر ہوتا ہے تو سب زبانی جمع خرچ کے لیے اخبارات کے کالم سیاہ کر دیتے ہیں اور اس کے بعد وہ مسئلہ فراموشی کی پاتال میں اتر جاتا ہے۔ آج بھی اس واقعے پر ہم بحث کر رہے ہیں لیکن ہمیں یہ پوچھنا ہے کہ پچھلے واقعات کے نتیجے میں انتظامیہ نے وہ کیا انتظامی اور احتیاطی تدابیر اختیار کی تھیں؟ اور حکومت نے وہ کیا فیصلے کیے تھے؟ جن کی وجہ سے آتش زدگی، اور کیمیکلز کے مادوں کو شہر سے باہر نکالنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس فیصلے پر عمل کیوں نہیں ہو سکا؟ اس وقت بھی یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ہم ان بارود کے ذخیروں کو congested علاقوں اور آبادیوں سے دور لے جائیں گے اور قانون میں بھی اسی قسم کے تحفظات فراہم کیے گئے ہیں لیکن ہماری انتظامیہ اور متعلقہ محکمہ اتنا corrupt ہو چکا ہے کہ وہ چند سکوں کی خاطر انسانی جانوں کی پرواہ کیے بغیر ایسے بارودی گوداموں کو شہر کے اندر کاروبار جاری رکھنے کے لیے باقی رکھے ہوئے ہیں۔ جناب والا! جب یہ حادثہ ہو رہا تھا، جب آگ لگ رہی تھی، جب زندہ انسانی جسم آگ میں جل رہے تھے اور سسکیاں پورے علاقے میں گونج رہی تھیں، جب پورا علاقہ کہرام میں مبتلا تھا تو انتظامیہ کے بڑے افسر بھی وہاں نہ پہنچ سکے اور جناب وزیراعلیٰ اور مشیر اعلیٰ بھی اسی موقعے پر ان کی امداد کے لیے اور اس خوف ناک آتش زدگی کا مقابلہ کرنے کے لیے اور انسدادی اقدامات کرنے کے لیے انھیں وہاں فوری طور پر پہنچنا چاہیے تھا لیکن وہ وہاں نہیں پہنچے۔ لوگ منتظر رہے، لوگ آوازیں دیتے رہے لیکن حکومت کی انتظامیہ بہری اور گونگی بن کر ان کو جلتے اور سسکتے ہوئے دیکھتی رہی۔ دوسرے دن جب یہ واقعہ رونما ہو چکا، جب آگ کے شعلے بجھ چکے تو انتظامیہ اور جناب وزیراعلیٰ سے لے کر وزرائے کرام تک، فیصل صالح حیات سے لے کر دوسرے اعلیٰ حکام تک فوٹو کھنچوانے کے لیے وہاں

تشریف لے گئے اور وہاں لوگوں کو یہ تسلیاں دیتے رہے کہ ہم انشاء اللہ آپ کے لیے وہ سب کچھ کریں گے جو ہمارے بس میں ہوگا۔ حضور والا! کام کرنے کا وقت تو وہ تھا جب آج لگ رہی تھی' جب اس آگ کو محدود کیا جا سکتا تھا' جب بے گناہ لوگوں کے مکانوں کو فوری طور پر آگ سے فائر بریگیڈ کا شہر اور شہر سے باہر انتظام کر کے بچایا جا سکتا تھا۔ یہ وہ مقام تھا جب اعلیٰ حکام وہاں پہنچتے اور ان کی دست گیری کرتے لیکن ہمارے ہاں فیشن کے طور پر لوگوں کی امداد کرنے کا رواج عام ہوگیا ہے لیکن ہماری جمہوریت کی دعویدار حکومت کو تو اس رویے پر یقینی طور پر شرمسار ہونا چاہیے۔ جناب والا! مجھے یہ کہنا ہے کہ اب خالی خولی تقریروں سے ان لوگوں کے نقصانات کی تلافی نہیں ہو گی۔ میں وزیر قانون سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اس پورے علاقے کو جہاں آتش زدگی کا یہ واقعہ رونما ہوا ہے "آفت زدہ" علاقہ قرار دیا جائے تا کہ وہاں لوگوں کو آتش زدگی کی بنیاد پر تحفظات اور مراعات فراہم کی جا سکیں۔

رانا سہیل احمد نون، فوٹو بنوانے کے لیے نواز شریف صاحب کو بھی ساتھ لے جانا چاہیے تھا۔

MR DEPUTY SPEAKER: no cross-talk please.

سید تابش الوری، جناب والا! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک اس برباد علاقے اور تباہ حال لوگوں کے نقصانات کا تفصیلی جائزہ نہیں لیا جا سکا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے لیے فوری طور پر ہنگامی بنیاد پر انتظامات کیے جائیں۔ سروے کیا جائے اور ایسے اقدامات بروئے کار لائے جائیں جن کے نتیجے میں ان کی جلد سے جلد بحالی اور عملی امداد ممکن ہو سکے۔ ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ جن لوگوں کے نقصانات ہوئے ہیں ان میں ان کا اپنا کوئی دخل نہیں ہے سوائے آتش بازی کی دکان کے مالک کے باقی جتنی بھی دکانیں اور مارکیٹیں تباہ ہوئی ہیں۔ ان کا اس حادثے میں اپنا کوئی ہاتھ اپنا کوئی کردار نہیں تھا۔ وہ بے گناہ اور بے قصور اس آتش زدگی کی زد میں آئے ہیں اس لیے یہ مطالبہ بجا طور پر کیا جا سکتا ہے کہ حکومت اپنے خرچ پر ان مکانوں اور دکانوں کی تعمیر کرائے جو اس حادثے کا شکار ہوئے ہیں اور جس کے نتیجے میں درجنوں لوگ در بدر ہوگئے ہیں بے گھر ہوگئے ہیں اور درجنوں افراد اپنے روزگار سے محروم ہو کر اپنی معاشی بحالی کے لیے اب حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ جناب والا! اس لیے حکومت کا فرض ہے کہ lip service کی بجائے عملی اقدامات کا اعلان کرے اور انہیں

ایسی مناسب امداد فراہم کرے جس سے وہ اپنے مکانات تعمیر کر سکیں اور اپنے کاروبار بھی بحال کر سکیں۔ جناب والا! میں نے آپ کی توسط سے یہ درخواست بھی کرنی ہے کہ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ پورے ہاؤس نے اس پر بحث کرنے کا فیصلہ کیا اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہاؤس سے cognizance لے کر اس معاملے کے سلسلے میں ہاؤس کے اندر ایک کمیٹی تشکیل دیں جس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ارکان شامل کیے جائیں۔ یہ کمیٹی خود موقع پر جا کر اس واقعہ کی تفصیلات معلوم کرے اس واقعہ کے محرکات اور عوامل کا پتا چلائے اور ایسی سفارشات پیش کرے کہ آئندہ ان واقعات کا ان اندوہناک سانحوں کا اعادہ نہ ہو سکے۔ اگر ہم آج اس ہاؤس میں اس اہم ترین واقعہ پر بحث کرتے ہوئے کسی مثبت نتیجے اور کسی مثبت فیصلے پر نہ پہنچے تو ہم اپنے فرائض میں کوتاہی کریں گے۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے وزیر قانون سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ حکومت کی جانب سے نہ صرف امدادی رقوم کا اعلان کریں۔ نہ صرف وہاں نئی مارکیٹ اور نئے مکانات کی تعمیر کرانے کے لیے حکومت کی جانب سے ذمہ داری قبول کریں بلکہ اس ہاؤس کی طرف سے ایک کمیٹی تشکیل دیں جو اس سارے واقعہ کی تفتیش و تحقیق کر کے اپنی سفارشات مرتب کر کے اس ہاؤس میں پیش کر سکے۔ ان سفارشات کی روشنی میں اگر یہ ضروری ہو کہ انتظامیہ کے جو افراد اس سلسلے میں تجاہل یا تغافل کے مرتکب پائے گئے ہیں تو ان کے خلاف بھی تادیبی کارروائی ہو سکے۔ اور ان لوگوں کے خلاف بھی کارروائی ہو سکے جنہوں نے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہاں congested areas میں بارود اور کیمیکل رکھے ہوئے ہیں' اور آئندہ کے لیے ایسی قانونی ترامیم بھی تجویز کی جا سکیں جن کی بنیاد پر ان واقعات کا انسداد کرنے میں حکومت کو مدد مل سکے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب محمد عارف چٹھہ صاحب۔ چٹھہ صاحب دس منٹ کا خیال رکھنا۔

جناب محمد عارف چٹھہ، جناب والا! اس واقعہ پر جتنی تقریریں ہو رہی ہیں اور جتنا اظہار افسوس کیا جا رہا ہے اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ جناب والا! دیکھنا یہ ہے کہ اس واقعہ پر صرف افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ انسانی جانوں کے ضیاع پر صرف ایک طرف ذمہ داری نہیں پڑتی بلکہ یہ ذمہ داری دونوں طرف پڑتی ہے۔ حکومت نے ابتدائی انکوائری کروا کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ ایک حادثہ تھا اور جہاں حادثے میں نقصان ہوتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ حکومت اور اراکین حکومت خود وہاں پہنچ کر

امدادی کاموں میں حصہ لیں۔ آج میرے فاضل دوست جانی نقصانات کا تذکرہ کر رہے ہیں لیکن کسی دوست نے بھی یہ نہیں کہا کہ میں نے وہاں جا کر اتنی جانوں کو ملبے سے نکالا ہے یا کسی کو ہسپتال پہنچایا ہے یا کسی کو امدادی سامان فراہم کیا ہے۔ ہاؤس میں صرف تقریریں کرنے سے ان چیزوں کا ازالہ نہیں ہوتا۔ جناب والا! آج یہ بھی دیکھنا ہے کہ یہ نقصان کس کی غفلت سے ہوا ہے اور میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میرے فاضل دوستوں کی سفارش پر اس شخص کو لائسنس دیا گیا تھا اور سابقہ حکومت کی سفارش پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو مجبور کر کے ان کو لائسنس دیے گئے تھے اور سابقہ حکومت نے ہی ان کے گوداموں کی پڑتال نہیں کی تھی اور انہی کی غفلت کی وجہ سے یہ نقصان ہوا ہے۔ یہ نادم تو نہیں ہو رہے مگر تمام ذمہ داری موجودہ حکومت پر ڈال رہے ہیں۔ موجودہ حکومت کے معرض وجود میں آتے ہوئے صرف ایک ماہ ہوا ہے۔ حکومت کے اعلیٰ ترین شخص وزیراعلیٰ پنجاب موقع پر پہنچے جناب فیصل صالح حیات موقع پر پہنچے اور خود امدادی کاموں کی نگرانی کی۔ امدادی کاموں کے لیے رقم فراہم کرنے کا اعلان کیا۔ انتظامیہ موقع پر پہنچی جانوں کو ملبے سے نکالا گیا ان کو ہسپتالوں میں پہنچایا گیا۔ جس قدر اور جتنا ازالہ ممکن ہو سکتا تھا وہ کرایا گیا۔ جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ قانون حرکت میں نہیں آیا ہے۔ قانون موجود ہے اور Explosives Act کے تحت ذمہ دار اشخاص کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ جناب والا! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان گوداموں کو شہر سے باہر کیوں نکالا گیا۔ شہر سے باہر ہوتے تو وہ نہ پھٹتے جانی نقصان نہ ہوتا میں اس بات پر اصرار کروں گا کہ اگر وہ پڑتال نہیں ہوئی تو کس دور میں نہیں ہوئی جناب والا! وہ انہی کی حکومت تھی۔ جناب والا! اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جہاں آتش زدہ مادہ ہوتا ہے ان کے گودام ہوتے ہیں یا چیزیں جن سے جانی نقصان ممکن ہو سکتا ہے ان کو manufacturing یا فیکٹری اس کو آبادی سے نکالنا یا شہر سے باہر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ ہم حکومت کی طرف بیٹھے ہوئے ہیں لیکن اس سے انکار نہیں کرتے کہ جانی نقصان پر ہمیں افسوس نہیں ہے۔ ہم اس قانون سازی سے بھی انکار نہیں کرتے جس سے ان واقعات کا ازالہ ممکن ہو اور جناب والا! اس قسم کے مادوں کی تو ہمہ وقت پڑتال رہنی چاہیے اور ان چیزوں پر انتظامیہ کے افراد کی نگاہ ہونی چاہیے۔ اگر اس قسم کے مادوں کو شہر سے باہر آبادیوں سے دور رکھا جائے تو ممکن ہے کہ جانی نقصان نہ ہو۔ اور آبادیوں میں جس طرح مکانوں کی تباہی ہوتی ہے یا نقصانات ہوتے ہیں وہ بھی نہ ہوں آج ابھی تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے کہ وہاں پہ تباہ شدہ

دکانیں حکومت کے خرچ پر بننی چاہییں میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر دیتا ہوں اور انہوں نے اخبارات میں بھی پڑھ لیا ہے اور حکومت کا اعلان بھی سن چکے ہیں کہ حکومت وہ دوکانات اپنے خرچ پر بنا رہی ہی اور وہاں پر جتنے بھی امدادی کام ہیں حکومت نے ان کے لیے فنڈز فراہم کر دیے ہیں لیکن میرے دوست اس کو بحث کے ذریعے گرما گرم مسئلہ بنانا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اس پر ابتدائی انکوائری بھی مکمل ہو چکی ہے یہ ایک حادثہ تھا اس میں حکومت وقت کی غفلت نہیں ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اگر قانون میں یہ گنجائش نہیں ہے تو اس میں یہ گنجائش پیدا کی جائے اور وزیر قانون سے کہا جائے کہ ایسے مادے ایسے explosives آبادیوں میں ہرگز نہ رہیں۔ میں اسی کے ساتھ جناب والا! سے اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے لاہور کے اندر سانحہ باغبانپورہ پر بات کرنے کے لیے وقت دیا ہے۔ محرک نے اور فاضل دوستوں نے تفصیل کے ساتھ اس واقعہ پر روشنی ڈالی ہے۔ جناب سپیکر! لاہور کے اندر یہ حادثہ لاہور کی تاریخ میں کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے۔ اس سے پیشتر بھی اس طرح کے کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں جس میں سینکڑوں جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ فاضل دوست نے بالکل درست کہا کہ جب بھی کوئی سانحہ پیش آتا ہے انتظامیہ اور ہم لوگ تقریریں کر کے اور دلائل کے ساتھ بات کر کے، مشورہ دے کر اس وقت کو ٹال جاتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر حکومت وقت کو جو اقدامات کرنے چاہیے تھے وہ نہ ہوئے۔ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا اس کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد فائر بریگیڈ کا عملہ وہاں پر پہنچا جب کہ اس بازار سے فائر سٹیشن کا فاصلہ صرف ایک میل پر ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر حکومت وقت اور متعلقہ عملہ کی غفلت بھی شامل ہے۔ پھر دوسری بات اس آگ پر بھی بروقت قابو پایا جا سکتا تھا۔ ایک تو فائر بریگیڈ کا عملہ وہاں پر ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے پہنچا اور جب وہ وہاں پر پہنچے تو ان کے پاس سوائے فائر بریگیڈ کی گاڑی کے، عملے کے جو لوازمات ہوتے ہیں وہ نہیں تھے۔ ماسک ہوتا ہے وہ ان کے پاس موجود نہیں تھا۔ جس وجہ سے بھی تاخیر ہوئی آخر کار وہاں کے متاثرین خود بازار گئے اور وہاں سے ماسک خرید کر لائے اور پھر انہوں نے آگ بجھانے کا کام اپنے ہاتھوں سے شروع کیا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم لمبی لمبی تقریریں کر کے چلے جاتے ہیں لیکن جو اقدامات آئندہ کے لیے، مستقبل کے لیے حکومت کو اور حکومت کے نمائندوں کو کرنے چاہئیں وہ نہیں ہوتے رہے۔ آج میں توقع رکھتا ہوں کہ جس طرح پہلے بھی قانون موجود ہے کہ آتش گیر مادہ ان آبادیوں کے اندر جو رہائشی آبادیاں ہیں ان کے اندر رکھنا ممنوع ہے لیکن اس کی باوجود یہ مادہ وہاں پر موجود تھا' اسی آتش گیر مادے کی وجہ سے آتش بازی کی وجہ سے دیگر خاندان بھی متاثر ہوئے ہیں۔ یہاں میرے دوست یہ بات بھی کرتے ہیں کہ ہمیں ابھی ڈیڑھ یا دو ماہ ہوئے ہیں اور ہم حکومت میں آئے ہیں۔ اس کا یہ کوئی جواز نہیں ہے کہ یہ آپ کی ذمہ داری نہیں بنتی تھی۔ چاہے آپ کو ایک یا ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا تھا لیکن عوام کی طرف سے جو حکومت کے اوپر ذمہ داریاں عائد ہیں۔ آئین اور قانون کے حوالے سے حکومت کے اوپر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان سے چشم پوشی کی جائے۔ ان کو چاہیے تھا کہ جب آگ لگی ہے تو پولیس کو وہاں پہنچنا چاہیے تھا وہ بھی بروقت وہاں پر نہ پہنچ سکی۔ جناب والا تیسری وجہ کہ وہاں پر بروقت آگ پر قابو نہ پایا جا سکا اس علاقے کے اندر اس ڈیڑھ دو ماہ کے عرصے میں اتنی ناجائز تجاوزات ہوئی ہیں کہ کہ وہاں پر ایک گاڑی اندر جا سکتی ہے۔ جب وہ گاڑی باہر نکلے گی تو دوسری گاڑی اندر داخل ہوگی۔ لہٰذا جب فائر بریگیڈ کی ایک گاڑی اندر جاتی تھی تو وہ باہر نکلتی تھی پھر دوسری گاڑی اندر جاتی تھی۔

جناب سپیکر! میری اس ایوان سے وزیر قانون صاحب سے حکومت وقت سے یہ گزارش ہے کہ ہم تمام لوگ تمام نمائندے متاثرہ خاندانوں کے سوگ میں برابر کے شریک ہیں۔ اس لیے ہمیں پنجاب اور پورے ملک کے اندر اس مسئلے پر ایک ایسا قانون بنانا چاہیے جس سے آئندہ کوئی بھی شخص کوتاہی نہ کر سکے۔ میرے بھائی نے بڑا اچھا مشورہ دیا ہے کہ اس کے لیے ایسا قانون ہونا چاہیے کہ جس سے پاکستان کا ہر فرد چاہے وہ کوئی غریب ہو یا امیر ہو یا کوئی بھی شہری ہو اس کی خلاف ورزی نہ کر سکے اور ان زنجیروں کو' آتش گیر مادوں کو لاہور سے ختم کروایا جائے۔ ہم عوام کے نمائندے کی حیثیت سے اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ آج لاہور میں جو واقعہ ہوا ہے اتنی ساری قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں' آج 8 جانیں ضائع ہوئی ہیں کل کو لاہور کے کسی اور کونے میں بھی یہ واقعہ پیش آ سکتا ہے لہٰذا وزیر قانون سے میں یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ پندرہ دن کے اندر اندر' لاہور کے اندر جہاں جہاں بھی ایسے گودام ہیں جو کہ غیر قانونی طور پر چل رہے ہیں۔ اور انہوں نے جس طریقے سے

بھی لائسنس حاصل کیے ہیں ان کے لائسنس منسوخ کئے جائیں اور ان کو ان علاقوں کے اندر شفٹ کیا جائے جہاں ان کا فیکٹری یا گودام کا حق بنتا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ محمود اختر گھمن صاحب۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔ جناب سپیکر! اس واقعہ پر اس حادثہ پر جتنا بھی غم کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ قیمتیں جانیں ضائع ہوئیں' کروڑوں روپے کی جائیداد آتش کی نذر ہو گئی اور بے شمار بچے یتیم ہوگئے' ہماری کچھ بہنیں بھی بیوہ ہو گئیں اس پر جتنا بھی افسوس اور غم کیا جائے کم ہے۔ لیکن جناب سپیکر! ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ یہ کیوں ہوا؟ کیونکر ہوا؟ اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟ جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سابقہ حکومتوں کی نااہلی غفلت اور اس وقت کی انتظامیہ کی نااہلی اور غفلت کی وجہ سے ہوا کیونکہ ایسے گنجان آباد علاقوں میں آتش گیر مادہ رکھنے کے پرمٹ جاری نہیں ہو سکتے۔ جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آتش گیر مادہ رکھنا یا آتش بازی کرنا امیروں کا کھیل ہے۔ پرانے زمانے کے شہنشاہ اور اس زمانے کے بادشاہ آتش گیر مادوں سے' آتش بازی سے اپنے دل بہلایا کرتے تھے۔ لیکن جناب سپیکر پاکستان دنیا کا غریب ملک ہے یہاں پر ایسے شوق نہیں ہونے چاہئیں۔ میں جناب سپیکر آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے یہ درخواست کروں گا کہ ایسا قانون پاس کر دیں کہ یہ لعنت ہمیشہ کے لیے دفن ہو جائے۔ اس کا رکھنا ہی ممنوع قرار دیا جائے۔ ایسا قانون پاس کیا جائے اور یہی نہیں کہ اس کو شہر سے باہر منتقل کر دیا جائے بلکہ جناب سپیکر اس آتش گیرہ مادہ سے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجلاس کا وقت تیس منٹ کے لیے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ حادثہ جو ہوا ہے اس کے لیے ہمیں مستقبل کے لیے ایسا قانون بنانا چاہیے کہ ہمیشہ کے لیے اس کا تدارک ہو جائے کیونکہ ایکسپلوزر ایکٹ اب بھی موجود ہے لیکن میں نے وکیل ہونے کی حیثیت سے بہت کم دیکھا ہے۔ کہ لوگوں کو اس پر سزا ملی ہو۔ جہاں تک دفعہ 144 اور سی۔ آر۔ پی کا تعلق ہے تو اس پر بھی جیسا کہ میرے دوسرے ساتھیوں نے اظہار خیال کیا ہے اس قانون کے تحت سزا بہت کم ہے۔ اس لیے لوگ اس قانون کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔ اس کے لیے اگر نیا قانون نہیں بنتا تو کم از کم اس کی سزائیں بڑھا دینی چاہئیں

اور جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیراعلیٰ میاں منظور احمد وٹو صاحب اور ہمارے دیگر ساتھی بلکہ پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر جناب جہانگیر بدر بھی وہاں پر تشریف لے گئے اور پارٹی کی طرف سے بھی وہاں پر امداد دی گئی اور حکومت کی طرف سے بھی امداد کا اعلان کیا گیا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی ہمارے ساتھی فرما رہے تھے کہ یہ بادشاہوں کا کھیل ہے اور بادشاہ اس سے اپنا دل بہلایا کرتے تھے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ جو ملکہ وکٹوریہ نے چارج سنبھالا تھا اور یہاں لاہور میں آتش بازی کا جو مظاہرہ ہوا تھا اور اسلام آباد میں جو مظاہرہ ہوا تھا یہ کیا تھا؟

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب والا! یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے فیصلہ کرنے دیں۔ (قطع کلامیاں) اسی طرح شور پڑتا ہے خاکوانی صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اور چیمہ صاحب سے بھی میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ وہاں بیٹھے ہوئے سپیکر کے فرائض کیوں سرانجام دے رہے ہیں؟

رانا اقبال احمد خان، جناب سپیکر! ان کے لیے کوئی ضابطہ' کوئی اخلاق نہیں ہے۔ یہ آپ کی اجازت کے بغیر وہاں بیٹھے ہی بولے جا رہے ہیں۔ ادھر سے کوئی آدمی ایسی جرأت نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ' میں دونوں سے مساوی سلوک کر رہا ہوں۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔۔۔

میاں عبدالستار، جناب والا! ابھی فاضل مقرر یہ فرما رہے تھے کہ یہ ایک شاہانہ کھیل ہے جو کہ پہلے وقتوں میں ہوتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو وہی بات ہے جو خاکوانی نے کی ہے۔

میاں عبدالستار، [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ بلکہ میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو کارروائی

***بحکم جناب ڈپٹی سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا ***

سے بھی حذف کرتا ہوں۔ جناب محمود اختر گھمن صاحب۔۔۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا خواہ کوئی کرے لیکن یہ نہیں ہونا چاہیے' یہ میری ایک ذاتی رائے ہے' یہ میں اپنا اظہار خیال کر رہا ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ فاکوانی صاحب کو اس سے کیا اختلاف ہے۔ کیونکہ میں نے اکثر فاکوانی صاحب کی شادیاں attend کی ہیں وہ پرانے شاہانہ دور کی یاد تازہ کرواتے ہیں۔ آتش بازی کے حوالے سے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محمود اختر صاحب آپ کسی پر بات نہ کریں۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب والا! میں مختصر عرض کرتا ہوں۔ کہ اس سانحہ کے بعد ہمارے وزیراعلیٰ صاحب وہاں تشریف لے گئے' فیصل صالح حیات صاحب تشریف لے گئے' ہماری پارٹی کے صدر بھی تشریف لے گئے' اور ہماری پارٹی کی طرف سے بھی ان کی ایک لاکھ روپیہ مدد کی گئی۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کا بلکہ اس شہر کا بلکہ صوبہ پنجاب کا بلکہ پورے پاکستان کا ہر دل اس سانحہ پہ مغموم ہے۔ اس کے لیے کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ بہت اچھی اچھی تجاویز پیش کی گئیں کہ جن لوگوں کی جانیں ضائع ہوئی ہیں ان کو معاوضہ دیا جا رہا ہے۔ اور جن لوگوں کے کاروبار ضائع ہوئے ہیں ان کو بھی گورنمنٹ امداد دے رہی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ دی جائے گی۔ جناب والا! آخر میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمیں ایک ایسا قانون وضع کرنا چاہیے تاکہ یہ کھیل جو کہ چند امیر لوگوں کے کھیل ہیں غریب تو یقیناً اپنی روٹی سے بھی تنگ ہیں ان کو تو کھانے کے لیے اس دور میں آٹا میسر نہیں ہے' پاکستان دنیا کا غریب ترین ملک ہے اس کے لیے میں عرض کروں گا کہ ایسا قانون بنایا جائے کہ اس لعنت سے اس ملک کو نجات حاصل ہو سکے۔ مہربانی شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔۔۔خواجہ ریاض محمود صاحب۔۔۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! بہت بہت شکریہ!

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

(تین آدمی بیک وقت کھڑے ہوگئے بولنے کے لیے۔۔۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تین آدمی بیک وقت پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ رانا محمد اقبال۔۔۔چیمہ صاحب آپ بیٹھیں۔

رانا محمد اقبال، چیئرمین صاحب نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کیے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر، کون سے الفاظ۔

رانا محمد اقبال، وہ فرما رہے ہیں کہ ***** یہ کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو بیٹھے بیٹھے کراس ٹاک ہوتی ہے وہ کارروائی میں نہیں آتی۔ ایک منٹ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے جانور کہا ہے۔ میں آپ کو ایک چیز واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو سپیکر کی اجازت کے بغیر بیٹھے بیٹھے رننگ کمنٹری ہوتی ہے وہ کارروائی کا حصہ نہیں بنتی۔ اگر غلطی سے بن گئی ہے تو میں اس کو حذف کرتا ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔ جناب والا میرے ان دوستوں کے سروں پر میاں نواز شریف' میاں شہباز شریف اور شیر یہ تین چیزیں سوار ہیں۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ابھی میرے فاضل دوست فرما رہے تھے کہ میں شہباز شریف باغ بان پورہ کہاں تھے' میں ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چاہے باغبانپورہ ہو' چاہے سیلاب زدہ علاقے ہوں' چاہے پاکستان کا کونہ ہو' چاہے خلیجی جنگ ہو مجھے فخر ہے کہ آج میاں نواز شریف بوسنیا جا رہے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ باغبانپورہ میں نہ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تو پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کر رہے ہیں۔ میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے میاں نواز شریف وہاں پر پہنچے ہیں۔ لیکن ان کے سروں پر میاں نواز شریف' میاں شہباز شریف اور شیر' یہ تینوں ان کے سروں پر سوار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں رول آؤٹ کرتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔ دیکھیں جو بات بھی کسی طرف سے آتی ہے اور دوسری سائیڈ کو اگر وہ ناگوار گزرتی ہے تو اس پر آپ اس طرح سے پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر تقریر کا آغاز نہیں کر سکتے اور نہ ہی پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کی جا سکتی ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ٹھیک ہے کہ آپ کے جذبات مجروح ہوتے ہیں لیکن حوصلے سے صبر سے' تحمل سے اور بردباری سے برداشت کیا جائے یہ تو ایک اچھے پارلیمنٹرین کا شیوہ ہوتا ہے۔ کہ وہ صبر سے سنے پھر جب اس

*** بحکم جناب ڈپٹی سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا ***

کی باری آتی ہے تو وہ اپنے نقطہ نظر کے مطابق اس کا جواب دیتا ہے۔ لیکن شائستگی اور دھیمہ پن جو ہے اس کو وہ کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ خاکوانی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔ I rule it out ۔ آپ اپنا نام بھی بتائیں بھائی' آپ پریس کو اپنا نام بھی بتائیں۔

رانا سہیل احمد، رانا سہیل میرا نام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ آپ کی سیٹ نہیں ہے؟

رانا سہیل احمد، یہی سیٹ ہے جی میری۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو بات بالکل اور سراسر غلط ہے۔ ایک منٹ رانا سہیل صاحب کو میں نے فلور دیا ہے۔ رانا صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔۔۔

رانا سہیل احمد، جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ ***** جب میں نے پہلے بات کی تھی تو یہ نیند میں

تھے سو رہے تھے' انہوں نے میری پوری بات نہیں سنی' ان کے اونگھنے کی وجہ سے مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ اس شیر کی بات کرتے ہیں جس کو سرکس میں ہنٹر سے کوئی آدمی سلام کرواتا ہے' جھکواتا ہے' اور یہ تو اس کی بار بار بات کرتے رہتے ہیں۔ کئی مرتبہ میں نے ان کو منع بھی کیا ہے کہ ایسی بات نہ کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ نہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے نہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے نہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں دونوں کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔ جی شاہ نواز چیمہ صاحب آپ بات کریں۔۔۔

چودھری شاہ نواز چیمہ، جناب والا! میں صرف یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ماشاء اللہ میاں صاحب جہاں بھی جائیں' قابل عزت ہیں' قابل احترام ہیں' میں ان کی شان کے خلاف بات نہیں کرتا۔ میں تو جناب والا صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا "شیر" انسان ہے یا جانور؟ اور میری کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا I rule it out جی تابش الوری صاحب۔۔۔

***بحکم جناب ڈپٹی سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا ***

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ یہ اپنے بیٹے کو کہہ رہے تھے کہ "آؤ میرا شیر پتر"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی تابش الوری صاحب۔۔۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں جناب کی توجہ قاعدہ نمبر 176 کی طرف مبذول کرواتا ہوں۔ جو بحث و تمحیص پر قیود سے متعلق ہے اور جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی رکن تقریر کرتے ہوئے ایسے کوئی الفاظ زبان سے نہیں نکالے گا جو غدارانہ یا توہین آمیز' یا غیر پارلیمانی ہوں نہ دل آزار کلمات ہی استعمال کرے گا۔ جناب والا! آپ نے بھی سنا' پورے ہاؤس نے سنا' گیلریز نے سنا' کہ اس طرف یہ کہا گیا ہے ***** پھر آپ نے ابھی یہ بھی سنا رانا سہیل صاحب سے کہ انہوں نے کہا کہ *****۔ یہ دونوں الفاظ' یہ جملے غیر پارلیمانی ہیں' دل آزار ہیں' اور ان کو حذف کیا جانا چاہیے۔ اور آپ انتباہ کریں کہ آئندہ اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں' ورنہ ظاہر ہے کہ جس قسم کی زبان وہ استعمال کریں گے دوسری طرف سے بھی وہی زبان استعمال کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ پہلے تو میں یہ دریافت کروں گا کہ میرے خیال میں یہ جو جانور والا لفظ انہوں نے بولا تھا یہ بیٹھے بیٹھے اپنی سیٹ سے بولا تھا۔ وہ کارروائی کا حصہ نہیں بنتا۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ کارروائی میں نہیں ہے۔ اگر وہ کارروائی کا حصہ ہے تو میں اسے حذف کرتا ہوں۔ مہربانی۔ افضل سندھو صاحب۔

چودھری محمد افضل سندھو، تابش الوری صاحب نے ابھی ابھی جس قاعدے کا حوالہ دیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اور ان کے پوائنٹ آف آرڈر کا پہلا حصہ بھی بڑا صحیح ہے۔ لیکن ان کے پوائنٹ آف آرڈر کا دوسرا حصہ کہ یہ بھی ویسے ہی کریں گے میرا خیال ہے کہ یہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے اور یہ بھی اسی بات کا شکار ہو رہے ہیں جس پر کہ بات پہلے ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو دوسرا حصہ ہے کہ یہ بھی اسی زبان میں جواب دیں گے اس کو بھی حذف کر دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جو بھی ایسی کارروائی ہوئی ہے جس سے دل آزاری ہوئی ہے' تو میرے خیال میں دل آزاری ہمیں کسی بھی نہیں کرنی چاہیے جو فاضل مقرر ہو۔

*** بحکم جناب ڈپٹی سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا ***

سید تابش الوری، میں نے کہا ہے کہ اگر ایسا ہو گا تو ایسا کیا جائے گا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ میں ایسا کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں افضل حیات صاحب۔

میاں محمد افضل حیات، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر کو بار بار تقریر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر کسی مقرر کے ساتھ کسی کو اتفاق نہیں ہے تو پھر بھی پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر اس کا جواب دے دیا جاتا ہے۔ یا پوائنٹ آف آرڈر کہہ کے تقریر کر دی جاتی ہے۔ اس کو روکنا چاہیے۔ اور روکنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اگر پوائنٹ آف آرڈر پر ایسی بات کی جائے جس کا پوائنٹ آف آرڈر سے تعلق نہیں ہے تو ایسی تقاریر کو بھی حذف کر دیا جائے تو شاید یہ مسئلہ رک جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی یہ بات بالکل درست ہے۔ تو میں فاضل اراکین سے یہی کہوں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر کا misuse نہ کیا کریں۔ اس کا صحیح استعمال کریں۔

شیخ محمد انور سعید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے یہ الفاظ حذف کروا دیے ہیں لیکن میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کو شاہ نواز چیمہ صاحب کو یہ تنبیہ کرنی چاہیے کہ وہ آئندہ اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس پر کیا کہنا چاہتے ہیں؟ انھوں نے صرف آپ کا نام ہی لیا ہے۔ قواعد پڑھ لیں کہ وضاحت کا کیا مطلب ہے۔ آپ explanation پر تقریر نہیں کر سکتے۔ (مداخلت) میں نے آپ کو سن لیا ہے۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں۔ تابش الوری صاحب! آپ ذرا کلاس لے لیجیے۔

سید تابش الوری، وہ کہہ رہے ہیں کہ میرا نام لیا گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ یہ میرا نام پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جو توقع آپ ادھر سے رکھتے ہیں وہ کم از کم اپنے آپ پر بھی لاگو کیجیے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

شیخ محمد انور سعید، میں نے تو آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ آپ نے کارروائی سے یہ الفاظ حذف کیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی۔ پھر بھی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

شیخ محمد انور سعید، اور میں نے یہ کہا تھا کہ آپ چیمہ صاحب کو یہ تنبیہ کریں کہ آئندہ اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کریں۔ آپ نے ان کو کوئی تنبیہ نہیں کی تھی۔ آپ نے تو صرف الفاظ کارروائی میں سے حذف کروائے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی personal explanation کیا ہے؟

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! یہ جو "تنبیہ" کا لفظ استعمال کر رہے ہیں' آیا یہ پارلیمانی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ personal explanation تو نہ ہوئی۔ آپ تشریف رکھیں۔ خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے جب میرا نام پکارا تو چیمہ صاحب نے حسب روایات "شیر' شیر" کہا۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو شیر کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کچھ تمہارے گیسوؤں کی برہمی نے کر دیے
کچھ اندھیرے میرے گھر میں روشنی سے ہوگئے
بندہ پرور کھل گیا ہے آستانوں کا بھرم
مرحلے کچھ طے میری آوارگی سے ہوگئے

میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب سپیکر! باغبانپورہ میں جو واقعہ ہوا ہے وہ واقعہ نہیں ہوا بلکہ اس علاقے کے لوگوں پر ایک قیامت گزر گئی ہے۔ سوئی گیس کے جو سلنڈر تھے' آتش بازی' بارود کے بھرے ہوئے جو گودام تھے' پرانے نائلن کے کپڑوں سے بھرے ہوئے جو گودام تھے جب ان میں آگ لگی تو اس آگ نے پورا علاقہ اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بار بار فائر بریگیڈ کا ذکر ہوتا رہا ہے۔ انتظامیہ کا ذکر ہوتا رہا ہے۔ میں حقیقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح اس علاقے کو ان تین چیزوں نے اچانک خوف ناک قسم کی آگ کی لپیٹ میں لیا ہر شخص وہاں پر تماشا دیکھ رہا تھا۔

کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ آگے بڑھ کر آگ میں پھنسے ہوئے انسانوں کی مدد کر سکے۔ ہمارے ساتھی الوری صاحب اور میاں معراج دین صاحب نے بڑی باتیں کی ہیں۔ واقعات بار بار دہرائے ہیں۔ ان کو دہرانا کوئی بات نہیں ہے۔ حزب اقتدار والے ہماری سابق حکومت کو کوستے ہیں۔ ہم ان کو آج کے وقت کے لحاظ سے موردالزام ٹھہراتے ہیں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں پر جن پر قیامت گزر گئی ہے جن کے چھوٹے چھوٹے بچے پاؤں سے ننگے جلے ہوئے کپڑوں کے ساتھ حکومت کی امداد کے منتظر ہیں ان کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ عملی طور پر کوئی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جس طرح ہمارے فاضل بھائیوں نے ادھر سے یا ادھر سے تجویز پیش کی ہے اور جیسا کہ آج اخبارات میں بھی پڑھا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کو تحقیقاتی افسروں نے اس سارے واقعے کی ایک مفصل رپورٹ دی ہے۔ پتا نہیں اس رپورٹ میں کیا لکھا ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس سے ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس رپورٹ کی روشنی میں وہاں موقع پر جائے جہاں پر ملبے کے پہاڑ ہیں۔ اور جلے ہوئے لینٹر پر وہاں پر بربادی کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ لوگ سردی کے اس عالم میں اپنے بچوں کے ساتھ بازاروں میں سو رہے ہیں۔ ان کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے لحاف نہیں ہیں۔ ان کے پاس کمبل نہیں ہیں اور پہننے کے لیے کپڑے نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! ان کا مال و دولت اس آگ میں جل کر راکھ ہو چکا ہے اور ان کی دکانیں اور ان کے مکان بھی جل گئے ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں رہا۔ اس وقت حکومت کا یہ فرض بنتا ہے جیسا کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ اعلان کیا کہ ہم ان تمام متاثرین کی دکانیں خود اپنے خرچے پر بنا کر دیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اچھا اقدام ہے اور ضرورت کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ سابقہ حکومت کی طرح جو کہ بڑی فراخ دلی کے ساتھ اس قسم کے واقعات پر لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے مدد دیا کرتی تھی اسی طرح کے اقدامات کر کے ان لوگوں کی روٹھی ہوئے زندگی کو واپس دلا دیں۔

جناب والا! میں آپ سے دوسری بات کروں گا کہ یہ علاقہ ہمارے لیے بہت بڑا ہے۔ اس کے علاوہ لاہور کے دوسرے شہروں میں' لاہور کے دوسرے علاقوں میں بارود کے ذخیروں کے گودام بھرے پڑے ہیں۔ مثلاً موچی دروازہ' اکبری منڈی یا آس پاس کے علاقے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کا تدارک بھی کیا جائے' اس کا سدباب کیا جائے۔ اگر کہیں خدانخواستہ خدانخواستہ

کسی وقت وہاں آگ بھڑک اٹھی تو پورا لاہور جل جائے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک مرتبہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے درخواست کرتا ہوں کہ جلد از جلد اس رپورٹ کی روشنی میں لوگوں کی زندگیوں کو بحال کرنے کے لیے فوری طور پر اقدامات کیے جائیں بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب چونکہ اس کا جواب گورنمنٹ کی طرف سے بھی آتا ہے۔ وقت دو گھنٹے ہے۔ اور دو گھنٹے سے زیادہ میں نہیں چل سکتا۔ اب اس میں وقت extend نہیں کیا جا سکتا۔ وزیر موصوف نے بھی جواب دینا ہے۔ اس سلسلے میں میری رہ نمائی سید تابش الوری صاحب کریں۔

سید تابش الوری، جناب والا! قائد حزب اختلاف کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمد شہباز شریف)، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے دو گھنٹے کا ٹائم متعین فرمایا ہے۔ اور ہم نے یہ بحث تقریباً دو بجے شروع کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں جناب! سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔۔۔ایک بج کر پچاس منٹ پر بحث شروع کی گئیں۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! آپ نے ساڑھے تین بجے کا وقت مقرر کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم نے کچھ اور کام بھی کرنے ہیں اور میں نے تین بجے سے ساڑھے تین بجے تک کیا ہے یعنی آدھے گھنٹے کے لیے اور وقت بڑھایا ہے۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب والا! اور کون سے کام ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں اگر آپ میں سے ایک دو مقرر بول لیں گے تو کیا صورت حال پیدا ہو گی۔ آپ خود ہی اس بات کا اندازہ لگا لیں۔ وزیر صاحب نے بھی پندرہ بیس منٹ لینے ہیں۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! اس کے بعد کون سا آپ کے پاس بزنس ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آج کا ایجنڈا آپ دیکھیں' ہمارے پاس قانون سازی کا کام ہے۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! آپ مہربانی فرمائیے اور دس منٹ اور دے دیجیے اس کے بعد منسٹر صاحب بڑے شوق سے بول لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ پھر آپ بتائیں کہ کون سا آپ کا سپیکر بولے گا؟ جس کا آپ کہتے ہیں میں اس کو تقریر کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

میاں محمد شہباز شریف، حاجی عبدالرزاق صاحب تقریر کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے دس منٹ معزز رکن اظہار خیال فرمالیں۔ جی حاجی عبدالرزاق صاحب!

حاجی عبدالرزاق، نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ ایک ایسا سانحہ ہوا ہے کہ اس سے پہلے بھی کئی ایسے واقعات ہو چکے ہیں لیکن ان کے تدارک کے لیے کوئی موثر اقدامات نہیں کیے گئے کہ ایسے واقعات کا اعادہ نہیں ہونا چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی سراسر نااہلی ہے کہ وہاں کبھی کوئی انسپکٹر نہیں گیا۔ کسی نے کبھی گودام چیک نہیں کیا۔ کبھی کسی نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ کس علاقے میں واقع ہے۔ ان کو چاہیے کہ وہ علاقے جہاں بارود یا آتش بازی رکھی جاتی ہے اسے دیکھیں کہ آیا وہ لوگ اسے ٹھیک طریقے سے ہینڈل کر رہے ہیں اگر یہ ضروری ہے۔ اگر یہ ضروری نہیں ہے تو اسے بالکل شہر سے باہر منتقل کر دینا چاہیے۔ اور شہر کے اندر کسی قسم کا آتش گیر مادہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور لوگوں کا کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے لوگ گھر سے بے گھر ہوگئے ہیں۔ لوگوں کے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ ایک خاندان کے تین افراد اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ یہ ایسا حادثہ ہے کہ اسے ignore نہیں کرنا چاہیے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ خدانخواستہ اس طرح سے اور کوئی بڑا حادثہ موچی دروازہ میں ہو جائے یا اور کہیں بہت سی دکانیں ہیں اور بہت سے گودام ہیں جو کہ اندرون شہر کا علاقہ ہے۔ اس میں اگر خدانخواستہ کبھی ایسا حادثہ ہوا تو پتا نہیں یہاں کیا حشر ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سسٹم کو ہی ختم کر دینا چاہیے۔ اگر گورنمنٹ کو اس سے بہت زیادہ آمدنی ہو رہی ہے تو اسے شہر سے باہر منتقل کر دینا چاہیے۔ جسے شوق ہو وہ وہاں سے خرید کر لائے اور چلائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اتنی آمدنی نہیں ہوتی جتنا ملک کا نقصان ہو رہا ہے۔ تو میں عرض کروں گا۔ کہ اس کے لیے موثر انتظام کیا جائے۔ اور ان لوگوں کی بحالی کے لیے جلد از جلد کوئی بندوبست کیا جائے۔ اس سردی کے موسم میں وہ بے چارے بے یارومددگار پڑے ہیں۔ ان کے لیے کوئی موثر امداد ہونی چاہیے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر، عبید اللہ شیخ صاحب!۔۔۔جی شیخ انور سعید۔

شیخ محمد انور سعید، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تھوڑا سا وقت دیا۔ لیکن یہ سانحہ اتنا عظیم تھا کہ اس کے لیے اتنے تھوڑے سے وقت میں میں سمجھتا ہوں کہ انسان اپنے جذبات بیان نہیں کر سکتا۔ آپ نے مجھے چند منٹ دیے ہیں میں کوشش کروں گا کہ صرف دو ایک پوائنٹ اس کے بارے میں آپ کو بتا سکوں۔ ہم لوگ وہاں میاں نواز شریف صاحب کے ساتھ پہنچے اور ہم نے خود وہاں پر دیکھا۔ یہاں پر کسی فاضل رکن نے یہ فرمایا تھا کہ میاں نواز شریف صاحب وہاں نہیں گئے۔ میاں نواز شریف صاحب وہاں تقریباً دو اڑھائی گھنٹے رہے ہیں اور ہم لوگ تمام علاقے میں پھرے ہیں۔ اور جن لوگوں کے نقصانات ہوئے ہیں ان تک بھی پہنچے ہیں۔ اس دن میاں نواز شریف صاحب اسلام آباد سے سیدھے وہاں پہنچے تھے۔ بتانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم لوگوں کو جتنا دکھ اور تکلیف وہاں کر پہنچی تھی وہ بیان کرنے کا مقصد ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہاں پر بہت سے مقرروں نے بہت سی باتیں کی ہیں جو مشترکہ ہیں۔ اور اس جیسے سانحہ میں یقیناً وہی باتیں دہرائی جاتی ہیں کی جی بہت رنج ہوا' بڑا غم ہوا اور بہت افسوس ناک واقعہ ہوا۔ اس کے لیے کمیٹی تشکیل دی جائے' یہ کیا جائے اور وہ کیا جائے۔ لیکن دیکھنا اصل میں یہ ہے کہ یہ واقعہ کیوں ہوا۔ یہاں پر بہت دوستوں نے ماضی کی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ماضی میں اگر کہیں بھی اس قسم کا واقعہ ہوا تو انتظامیہ نے ایک لمحہ نہیں لگایا اور وہ لوگ وہاں پر پہنچ گئے اور انتظامات کو سنبھال لیا اور ہمیشہ مزید نقصانات ہونے سے اس جگہ کو یا اس علاقے کو جہاں سانحہ ہوا وہاں لوگوں کے جان و مال بچانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن آپ اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجیے کہ ہر اخبار میں یہ بات ہے کہ رات گئے تک وہاں انتظامیہ نہ پہنچی۔ پولیس نہ پہنچی۔ فائر بریگیڈ نہ پہنچا۔ لیکن جناب میاں نواز شریف نے وہاں جا کر اپنا مسلم لیگ کا نواز شریف ریلیف فنڈ قائم کیا۔ مسلم لیگی کارکنوں نے وہاں پر کام کیا۔ آپ وہاں جا کر تفتیش کرائیں کہ مسلم لیگ کے جانبازوں نے کس انداز میں کام کیا۔ اگر فائر بریگیڈ نہیں پہنچا تو انہوں نے کس طریقے سے لوگوں کو بچایا۔ کس طریقے سے لوگوں کے گھروں سے جا جا کر پانی لائے۔ تو جناب یہ تمام تفتیش کی جائے کہ یہ انتظامیہ وہاں کیوں نہیں پہنچی پولیس کیوں نہیں پہنچی۔ فائر بریگیڈ کیوں نہیں پہنچا۔ وہاں جانوں کا نقصان ہوا۔ کروڑوں کا نقصان ہوا۔ اور آئندہ ایسے واقعات ہونے کے خدشات ہیں۔ اس کی میں وجہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کی وجہ صرف اور

صرف یہ ہے کہ یہاں پر کوئی حکومت قائم نہیں ہے۔ یہاں لاء اینڈ آرڈر نہیں۔ لاء کو الگ کر دیا ہے آرڈر کو الگ کر دیا ہے تو یہاں کی انتظامیہ کس کی بات سنے۔ کس کی بات سمجھے اور کیا کرے۔ جناب اگر یہاں پر لاء اینڈ آرڈر ہوتا۔ یہاں کوئی حکومت ہوتی۔ یہاں کوئی وزیراعلیٰ ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام باتیں قابو میں آ سکتی تھی۔ اتنا جانی و مالی نقصان نہ ہوتا اور نہ ہی اس قسم کے واقعات دہرائے جاتے کہ وہاں موقع پر فائر بریگیڈ نہ پہنچے۔ یا پولیس نہ پہنچے یا وہاں پر انتظامیہ کے لوگ نہ پہنچے۔ تو جناب سپیکر! میری تو گزارش یہ ہے کہ پہلے تو یہاں پر وزیراعلیٰ کو قائم ہونا چاہیے۔ حکومت کو قائم ہونا چاہیے یہاں پر آپ نے جو اختیارات تقسیم کر دیے ہیں۔ یہ تمام انہیں باتوں کی مہربانیاں ہیں کہ اس کی وجہ سے یہ تمام حادثات رونما ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر! آئندہ کے لیے اگر آپ ان حالات کو اب بھی نہیں سنبھالیں گے تو اس بات کا خدشہ ہے کہ کہیں مزید نقصانات عظیم نقصانات نہ ہو جائیں۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ آپ ان حالات کو سنبھالیں اختیارات کی تقسیم کا جھگڑا چھوڑیں۔ لاہور شہر جو صوبے کا دارالخلافہ ہے اسے ان حادثات سے بچایا جائے۔ آپ کا بہت شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب وقت مزید تیس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ صاحب زادہ فضل کریم صاحب! صرف دو منٹ کے لیے فرمائیں۔

صاحب زادہ محمد فضل کریم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! یہ جو واقعہ رونما ہوا ہے اس پر پوری قوم خون کے آنسو بہا رہی ہے۔ جناب والا! آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ جس وقت وہ سانحہ رونما ہوا اس وقت ہماری طرف سے اس موقف کو بھی دہرایا گیا کہ ہم اس کو تخریب کاری سمجھتے ہیں۔ آپ ذرا ٹھنڈے دل سے اس پر غور فرمائیں کہ وہاں پر ایک یا دو دکانیں نہیں بلکہ کئی دکانیں تھیں۔ اور پاکستان کے اندر اس وقت وہ تخریب کار بھی موجود ہیں کہ جنہوں نے مختلف اوقات میں حکومت کے لیے بہت سے مسائل کھڑے کر دیے تھے اور یہ واقعہ بھی اس کی ایک کڑی محسوس ہوتا ہے۔ اور ایسے محسوس ہوتا ہے کہ انتظامیہ جو اس لاہور میں موجود تھی اور اخبارات نے اس بات کو حوالہ دیا کہ انتظامیہ جم خانہ کلب میں بیٹھی ہوئی تھی۔ مختلف فنکشن کے اندر وہ مصروف تھی۔ اطلاع کے باوجود بھی انتظامیہ وہاں پر چار گھنٹے تاخیر سے پہنچی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کا حصہ ہے۔ اور پھر کتنی افسوس ناک بات یہ ہے کہ یہ واقعہ رونما ہوا اور پنجاب کے اختیارات

کی جنگ کا سلسلہ اس واقعہ کے دوران رونما ہو رہا ہے۔ کہیں پر بڑوں میں بیٹھ کر یہ فیصلہ ہو رہا ہے۔ کہ پنجاب کے اختیارات کیا وزیراعلیٰ صاحب کے پاس ہیں یا عطائی وزیراعلیٰ صاحب کے پاس ہیں۔ کس کے پاس ہیں اور کس کے پاس یہ اختیارات نہیں ہیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس انتہائی اہم ہاؤس ہے۔ اس ہاؤس میں اس کے اوپر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کمیٹی بنانے کی ضرورت ہے اور وہ کمیٹی اس واقعہ کی آزادانہ تحقیقات کروائے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اب تک خاموش ہیں۔ پاکستان کے اندر اب تک بڑے بڑے جو واقعات رونما ہوئے وہ اسی لیے ہوئے کہ قانون پر عمل نہیں ہوتا۔ جب قانون موجود ہے اور یہی نہیں کہ یہ واقعہ لاہور میں رونما ہوا بلکہ اس کے علاوہ میرا شہر فیصل آباد ہے۔ جھنگ بازار فیصل آباد میں اور غلام محمد آباد فیصل آباد میں بھی اس قسم کے بہت سے واقعات رونما ہوئے۔ ابھی معراج شریف اور شب رات آنے والی ہے میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پنجاب میں آبادیوں کے اندر اس قسم کے آتش گیر مادہ رکھنے کا جو قانون ہے اس پر عمل کروایا جائے و گرنہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ موجودہ حکومت غفلت برت رہی ہے اور اس غفلت سے پاکستان کے مسلمانوں کی انتہائی دل آزاری ہوئی ہے۔ شکریہ۔

میاں معراج دین، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میں نے ایک لسٹ بھیجی ہے وہ آپ کو بھی مل گئی ہے اور وزیر قانون کو بھی مل گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، مل گئی ہے۔ ہاں جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! باغبانپورہ لاہور' مدینہ مارکیٹ میں ہونے والا یہ دل خراش واقعہ ایک قدرتی آفت تھی۔ یہ سانحہ بے شک ایک المناک اور افسوس ناک سانحہ ہے جس کی وجہ سے صرف اچھے گھرانوں کے چراغ گل ہوگئے بلکہ یتیم اور لاوارث ہو جانے والے ان گھرانوں کی جو اب صورتحال ہے اس پر جتنا بھی دکھ اور اظہار رنج کیا جائے وہ کم ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کے قدرتی واقعہ اور سانحہ پر جو قیامت کی گھڑیاں مدینہ مارکیٹ میں گزری ہیں ان کے حوالے سے محض حکومت کو موردالزام ٹھہرایا جائے یا اپوزیشن کو سابقہ حکومت کے حوالے سے محض الزام برائے الزام کے لیے ہم ایوان کی کارروائی چلاتے رہیں۔ اس تحریک التوائے کار پر حکومت کی طرف سے بھی اس کی بنیاد پر حمایت کی گئی کہ یہ تحریک التوائے کار بحث کے لیے منظور کی جانی چاہیے۔ کیونکہ یہ واقعہ ہی ایسی

نوعیت کا تھا کہ جس پر یقیناً عوام کے منتخب نمائندوں کے جذبات اور خیالات سامنے آنے چاہیے تھے

جناب سپیکر! ایوان کے اندر بے شک تقاریر جو ہیں ان میں الزامات کی تلخی مناسب نہیں ہے اور ایسے واقعہ پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب کو یہ چاہیے تھا کہ واقعات کے حوالے سے گفتگو کی جاتی۔ مستقبل کے حوالے سے گفتگو کی جاتی۔ بہرحال اپنی اپنی جگہ پر جذبات کا اظہار تھا۔ فاضل ممبران اپوزیشن کا موقف ہے کہ یہ حکومت کی غفلت کی وجہ سے واقعہ سر زد ہوا ہے۔ جناب سپیکر! اس قسم کے واقعات روکنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں خواہ وہ وزیراعلیٰ ہو خواہ وہ وزیراعظم ہو خواہ وہ ڈی سی ہو' خواہ وہ کمشنر ہو خواہ وہ چیف سیکرٹری ہو۔ البتہ گنجان آبادی اور مارکیٹس میں اس قسم کا آتش گیر مادہ رکھنے پر اور اسے کنٹرول کرنے کے لیے یقیناً حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اقدامات کرے۔ ایسی دکانوں کے لائسنس جاری کرنے سے پہلے بھی اور جاری کرنے کے بعد بھی وہاں کی صورت حال جو ہے اس پر کڑی نگاہ رکھے دو مہینے پہلے ہم لوگ حکومت میں آئے اور جناب سپیکر! یہ دکانیں جو مدینہ مارکیٹ میں موجود تھیں اور اگر اس واقعہ کی بنیاد تلاش کی جائے کہ کس طریقہ سے یہ واقعہ رونما ہوا تو جناب سپیکر! وہاں پر ایک فیاض نامی شخص کی دکان تھی جس میں آتش گیر مادہ رکھا گیا تھا۔۔۔

میاں معراج دین، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میں صرف ان کی وضاحت کے لیے عرض کر دوں کہ مدینہ مارکیٹ میں کوئی آتش بازی کی دکان نہیں ان کا یہ کہنا ٹھیک نہیں۔ وہ باہر سے ایڈ میں آئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب بات سنیں' ایسی بات جو کوئی بھی کرتے ہیں ٹھیک نہیں ہے یا وہ ایسی ہے تو ایسے نہیں کیا جا سکتا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل ممبر اس تحریک التوائے کار کے محرک ہیں۔ اگر وہ زیادہ علم پہلے رکھتے تھے یا واقعہ کے بعد رکھتے ہیں تو انہیں چاہیے تھا کہ اپنی تقریر کے دوران دو دفعہ انہیں موقع ملا ہے تو وہ اس میں واضح کر دیتے کہ کس شخص کی دکان سے یہ آگ بھڑکی ہے۔ ہم نے اپنی حکومتی ایجنسیز کے ذریعے وہاں موقعہ پر جا کر انکوائری کروائی ہے اور انکوائری کی رپورٹ کے بعد اب اگر کسی ایسے دکان دار کا نام سامنے آتا ہے کہ جس کے بارے میں ہم نہیں سننا چاہتے تو اس سلسلے میں' میں معذرت چاہوں گا۔ البتہ کہیں نام میں غلطی ہو جائے تو اس کی درستگی ہو سکتی ہے لیکن اس میں

کوئی شک نہیں کہ اس مارکیٹ میں آتش گیرہ مادہ سٹور کیے جانے والی ایک دکان میں یہ آگ بھڑکی ہے جس کی بنیاد پر اس کے قرب و جوار میں موجود دوسری ایسی دکانیں بھی کہ جن میں ایسا آتش گیرہ مادہ موجود تھا ان میں بھی آگ پہنچی جناب سپیکر! وہاں پر لنڈا بازار کے کپڑوں کی بھی دکانیں ہیں ان میں بھی آگ پہنچی اور اسی طرح پتنگوں کی دکانیں بھی اس مارکیٹ میں موجود ہیں ان تک بھی یہ آگ پہنچی اور دیکھتے ہی دیکھتے جب ظاہر ہے اس قسم کا آتش گیر مادہ ہو گا ایک جگہ پر جب آگ لگے تو وہ پھیلتا ہے جب وہ پھیلتا ہے تو قرب و جوار میں موجود کوئی بھی ایسی دکان یا ایسا گھر کہ جس میں آگ پکڑنے والی کوئی چیز موجود ہو گی تو اس تک آگ پہنچ جاتی ہے اور یہ دردناک واقعہ' دل خراش واقعہ منٹوں میں لمحوں میں رونما ہوا ہے اس کے بعد حکومت کی طرف سے آگ بجھانے کے لیے اور سول ڈیفنس کے عملے کی طرف سے خاطر خواہ کارروائی کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور انتظامیہ کے وہ افسران جو موقعہ پر پہنچے ہیں ان میں یہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص وہاں پر نہیں پہنچا۔ ڈی سی صاحب بھی اس وقت موقعہ پر موجود تھے۔ میں ذاتی طور پر واقعہ کے بعد اس علاقے میں گیا ہوں اور وہاں پر جا کر میں نے وہاں کے متاثرین سے بھی گفتگو کی ہے۔ وہاں پر موجود باقی جو محلے کے شہری ہیں ان سے بھی میں نے گفتگو کی ہے اور رسمی کارروائی کے لیے نہیں میں نے اپنے علم کے لیے ان سے بات کی ہے اور ان سب نے یہ بات کہی ہے کہ جو کوئی بھی پہنچا ہے ہم محلے کی طرف سے' انتظامیہ کی طرف سے' جہاں تک وہ پہنچ سکتے تھے آگ بجھانے کی کارروائیوں میں انہوں نے مدد کی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں پر کھانے پینے کی اشیاء نہیں ہیں غلط چیز نہیں ہے غلط چیز نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میاں معراج دین صاحب نے خود اپنی تقریر میں یہ بات کی ہے کہ وہ لوگ اپنی انا کے خلاف اس بات کو تصور کرتے ہیں۔ کہ انہیں کھانے کی چیزیں فراہم کی جائیں اور وہاں پر جب میں گیا ان سے بات ہوئی تو انہوں نے یہ بات کہی' واضح طور پر کہی کہ کل کھانا آیا تھا یہاں پر کھانا تقسیم ہوا ہے۔ لیکن ہمیں کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ان لواحقین کے لیے امداد کی ضرورت ہے کہ جن کے گھر کے افراد جاں بحق ہو گئے ہیں یا اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ جن گھروں کی خوشیاں اجڑ گئی ہیں ان گھروں کے لیے امداد کی ضرورت ہے اور جناب سپیکر! پھر انہوں نے یہ بات کہی کہ ہمیں دکانوں کے لیے اور ہمارا جو نقصان ہوا ہے اس کے حوالے سے حکومت کی امداد کی ضرورت ہے۔ تو یہاں پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب اسی روز وہاں موقع

پر تشریف لے گئے اور انہوں نے وہاں پر جاں بحق ہونے والوں کے ورثاء کو جو ایک' ایک لاکھ روپے کی امداد دینے کا فیصلہ کیا تھا وہ دوسرے دن ہی جناب سپیکر ان متاثرین میں تقسیم کر دی گئی اور جناب سپیکر رہی بات۔ وہاں پر دکانوں کے نقصان کی اور ان دکانوں کے نقصان کے ازالے کی۔ تو اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس نے وہاں پر موقع پر جا کر جائزہ لیا ہے اور اس سلسلے میں ایک رپورٹ آج صبح جناب وزیراعلیٰ صاحب کو پیش کی ہے یہاں پر جو میاں معراج دین صاحب نے جو فہرست بھیجی ہے اس کے علاوہ بھی جناب سپیکر حکومت کی طرف سے اور انتظامیہ کی طرف سے جو وہاں کے نقصان کی فہرست بنائی گئی ہے وہ بھی میرے پاس موجود ہے اس لیے یہ کہنا کہ ہم لوگ اس بارے میں کوئی توجہ نہیں دے رہے یہ بات سراسر جناب سپیکر غلط ہے البتہ اس وقت وہاں پر جو صورت حال پیدا ہو چکی ہے اس سلسلے میں حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گی اور نہ صرف یہ کہ دکانوں کو تعمیر کے سلسلے میں اور وہاں پر ہونے والے نقصان کے ازالے کے لیے' متاثرین کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنے کے لیے اور اس زندگی میں اس دنیا میں' اس ملک میں' اس صوبے میں اور اس شہر میں انہیں بھی جینے کا حق دینے کے لیے کیونکہ ایک قدرتی آفت کی وجہ سے ان کے گھرانے اور ان کی دکانیں تباہ ہوئی ہیں ہم جناب سپیکر اپنی ذمہ داری انشاء اللہ ادا کریں گے اور اس سلسلے میں حکومت کوئی کوتاہی نہیں کرے گی۔ اور نہ ہی ایسی ایجنسیوں کو جو حکومت سے متعلقہ ہیں اور جنہیں ہم نے اس معاملے کو سلجھانے کے لیے وہاں پر نامزد کیا ہے انشاء اللہ ہم ان کی کڑی نگرانی کر کے آئندہ کے لیے صورت حال کو بہتر بنانے کی کوشش کریں گے

جناب والا! یہاں پر یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ آتش بازی کے بننے کا سامان' اسے بیچے جانے اور بکنے کے بارے میں حکومت وقت نوٹس لے یقیناً بات پھر وہاں ہی پہنچے جائے گی کہ میاں ستار صاحب بھی کہتے ہیں کہ پانچ سو یا سات سو روپے دے کر لائسنس میٹروپولیٹن سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور باقی کارروائی مکمل کر کے اس طریقے سے وہاں پر یہ دکانیں کھولی گئیں اس لیے ان معاملات کا نوٹس لینا چاہیے۔ جناب والا! میاں ستار صاحب نے درست بات کہی ہے اور خواجہ ریاض صاحب نے سلجھی ہوئی تقریر کی ہے اس لیے میں اس بات کے کسی ایسے رخ کی طرف نہیں جانا چاہتا کہ جو دوبارہ بحث کا رخ چھیڑے۔ لیکن وہ بہتر جانتے ہیں کہ میٹروپولیٹن کے بارے میں میاں ستار صاحب نے جو یہ الزام لگایا ہے یہ درست ہو سکتا ہے اور اگر ایسی صورت حال موجود تھی یا ہے آئندہ انشاء اللہ ہم اس

قسم کا واقعہ رونما نہیں ہونے دیں گے لیکن جہاں تک ماضی میں اگر کوئی ایسی صورت حال پیدا ہوئی ہے جہاں پر یہ واقع رونما ہو گیا ہے وہاں پر اگر ہم نوٹس لے بھی لیں تو جو گھر اجڑ گئے ہیں انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ جناب سپیکر زندگیوں کے خاتمے کے لیے اس طرح رشوت سے جو لائسنس جاری کیے جاتے تھے ہماری حکومت اس کا سدباب کرے گی اور قطعی طور پر میٹروپولیٹن کارپوریشن کے ذریعے سے یا کسی مجسٹریٹ کے ذریعے سے لائسنس صاحب کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے گھنٹی بجائی)۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اتنی تقریروں کا جواب اگر میں ان نقاط کے مطابق نہیں دوں گا کہ فاضل ممبران اپوزیشن محسوس کریں اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ چند نقاط جو انہوں نے اٹھائے ہیں ان کا جواب دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون۔ رول نمبر 72 سب کے لیے ایک جیسا ہوتا ہے اور میں یہ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں سمجھ گیا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بات کو ختم کریں۔ میں نے یہ ہاؤس کو بتانا ہے۔

72 A speech during the debate on a motion for adjourment shall not exceed ten minutes in duration

Provided that the mover, and the Minister (or Parliamentary Secretary) concerned, may speak for twenty minutes each.

تو میں نے پندرہ منٹ کا وقت رکھا تھا۔ محرک اور سپیکر میرے نزدیک ایک ہی جگہ پر ہیں اس لیے میں منسٹر کو زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔ آپ کے پندرہ منٹ ہیں۔ میں نے آپ کو اشارہ دیا ہے ابھی آپ کے دو منٹ رہتے ہیں براہ کرم پندرہ منٹ کے اندر اپنی تقریر ختم کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں سمجھ گیا تھا۔ ویسے میرا یہ ایک منٹ بن جاتا ہے جناب سپیکر! حکومت

نے اس سلسلے میں عملی کاروائیاں شروع کر دی ہیں میں نے خود وہاں پر موقع پر ڈی۔سی اور مذکورہ انتظامیہ کے اہل کاروں کو بلا کر یہ ہدایت دی ہیں اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کوئی بھی ایسی دکانیں جو گنجان علاقوں میں موجود ہیں اور ان میں آتش بازی کا سامان ہے خواہ گزشتہ حکومت نے انہیں لائسنس جاری کیے تھے خواہ کسی نے ان کو لائسنس جاری کیے تھے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ آتش گیر مادہ پکڑا جائے اور اس وقت میں یہ ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک ہم نے کم از کم ڈیڑھ ٹرک کے قریب آتش گیر مادہ پکڑ کر دریائے راوی میں پھینکا ہے اگر کام کی صورت حال اس قسم کی رہے اور عوامی نمائندے اس قسم کے لوگوں کی سفارش کے لیے نہ آئیں تو کل ان کے خلاف جو قانونی اقدامات کیے جائیں گے یعنی ان کی ضمانتوں کے لیے نہ آئیں تو میں انہیں یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم لاہور کے عوام کی زندگیوں کو بچانے کے لیے اس قسم کے آتش گیرہ مادے کو گنجان آباد علاقے میں رکھنے کی قطعی طور پر اجازت نہیں دیں گے۔ اس واقعہ پر ہمیں افسوس ہے ہمیں دکھ ہے اور یہ لاہور میں ہی نہیں بلکہ صوبہ پنجاب کے کسی شہر میں اس قسم کے دل خراش واقعے پر ہم نہیں چاہتے کہ دوبارہ ایسا کوئی حادثہ رونما ہو اور جناب سپیکر اس میں کوئی شک نہیں کہ گمٹی بازار کا بھی واقعہ ہوا اور یہ باغبانپورہ کا بھی حادثہ ہوا لیکن میں حیران ہوں کہ حکومتیں کہاں سوئی رہیں اس لحاظ سے کہ ہمارے اس صوبہ پنجاب میں اور اس دارالحکومت میں کوئی بھی ماڈرن ون یونٹ موجود نہیں ہے اور آتش گیرہ مادے یا اس قسم کے حادثے کے بعد جو لوگ جاتے ہیں یا زخمی ہو جاتے ہیں ان کے لیے علاج کے لیے ہمارے صوبائی دارالحکومت میں تو چند سنٹر بھی موجود نہیں ہیں اور انشاء اللہ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت اس ضمن میں اقدامات کرے گی اس حادثے پر ہم اس انداز سے نوٹس لینا چاہتے ہیں کہ صوبائی دارالحکومت میں ون یونٹ کے کام کرنے کے بھی اقدامات کیے جائیں تاکہ آئندہ اگر اس قسم کے حادثے رونما ہو جاتے ہیں تو زخمیوں کے بہتر علاج کے لیے حکومت اقدامات کرے جو زخمی ہیں ان کے مفت علاج کا اعلان کیا گیا ہے اور ان کا مفت علاج کیا جا رہا ہے اور باقی متاثرین کے لیے بھی انشاء اللہ تمام تر امدادی کارروائیاں کی جائیں گی۔ جناب سپیکر بہت بہت شکریہ۔

مسودہ قانون

MR DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Govt: business. Minister for Law.

جناب عبید اللہ شیخ، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیے۔ ہم نے آپ سے gentle promise کیا جتنے آپ نے سپیکروں کے بارے میں کہا ہم نے ان کو موقع دیا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ پریس والے دیکھ رہے ہیں اور عوام دیکھ رہے ہیں کہ قانون کے مرحلہ پر اپوزیشن والے کورم کی نشان دہی کے بعد باہر جانا چاہتے ہیں تاکہ ایوان کی کارروائی نہ ہو یعنی جناب سپیکر یہ قانون سازی میں حصہ نہیں لینا چاہتے۔ اگر یہ قانون سازی میں حصہ نہیں لینا چاہتے تو جناب والا یہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کر لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! جب کورم ہی پورا نہیں ہوگا تو کارروائی کیسے چل سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ذرا اپنے دل میں خیال بھی کر لیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! ہم صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے تو کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔۔۔ہم کارروائی میں پھر بھی شریک رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آئندہ کسی فاضل رکن کی بات پر اعتبار نہ کیا جائے۔

سید تابش الوری، بات یہ نہیں ہے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ضرور بیٹھیں گے جب تک بھی آپ کارروائی جاری رکھنا چاہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں تو اسے نیک اپ کر رہا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے کس قدر تعاون ہوا آپ کی یہ تحریک التوائے کار admit کی گئی دو گھنٹے کے لیے رکھی گئی اس پر بحث ہوئی اور یہ بحث تین بجے تک ہونی تھی مگر ہم نے چار بجے تک کی اور آپ نے جتنے سپیکروں کے بارے میں کہا ہم نے ان کو وقت دیا۔ اب گورنمنٹ کا بزنس ہے اور ہم اسے صرف پانچ منٹ میں ختم کرنا چاہتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، آپ کریں جی۔ ہم حاضر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان کو کہیں کہ وہ اپنا کورم کے مسئلے کو واپس لیں۔ یہ معمولی سی بات ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ سے بات کر رہا ہوں چیمہ صاحب' آپ بیٹھ جائیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! اب آپ کس قانون کی بات کر رہے ہیں۔ اگر ایسی کوئی پروویژن ہے تو آپ مجھے بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انعام اللہ صاحب' ہم نے چار بجے تک کا کہا ہے ہم صرف پانچ منٹ لیں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ قانون کے مطابق پنجاب اسمبلی کی کارروائی بے شک رات کے آٹھ بجے تک چلائیں لیکن بات یہ ہے کہ بھوک سے برا حال ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ پانچ منٹ میں کچھ نہیں ہوتا۔۔۔فاروق صاحب آپ آئیں نا۔ کارروائی شروع کریں۔

جناب عبید اللہ شیخ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بات ریکارڈ پر آ چکی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ ریکارڈ پر تو آ گئی ہے لیکن اگر آپ اس بارے میں اصرار نہیں کرتے تو یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر آپ اصرار کرتے ہیں پھر میں پابند ہوں۔۔۔ جی تابش الوری صاحب' آپ بتائیے۔

سید تابش الوری، کورم تو انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ اور یہ اب قاعدے اور قانون کی بات ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! کورم پوائنٹ آؤٹ ہو چکا ہے آپ گنتی کروائیں۔ ہاں آپ وقت دے دیں اس کے بعد اگر کورم پورا ہو جائے تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انعام اللہ صاحب! اب آپ کیا کہتے ہیں گنتی کرائیں یا آپ اپنا نکتہ اعتراض واپس لیتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ بات ریکارڈ پہ آ چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ اس بات کا نوٹس نہیں لیتے۔ گنتی کرائیں یا آپ اپنا نکتہ اعتراض واپس لیتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، نیازی صاحب اپنا کورم کا نکتہ اعتراض واپس لے لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! خواجہ صاحب ہمارے سینیر ممبر ہیں۔

ایک معزز رکن، منت ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، نہیں' منت کی بات نہیں ہے جہاں تک صوبے کے کسی فائدے کا تعلق ہے یا آپ ہمارا تعاون چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے الفاظ واپس لینے میں کوئی مشکل درپیش نہیں ہے لیکن کوئی قاعدہ قانون کی بات تو ہونی چاہیے۔ رولز بھی ہیں کہ جب کورم پورا نہ ہو۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون' آپ اس میں ان کو یقین دہانی کرا دیں۔

رانا سہیل احمد نون، جناب سپیکر! میاں نواز شریف صاحب نے جو سات ارب روپیہ لیا ہوا ہے اگر اس میں سے وہ ایک کروڑ روپیہ باغبانپورہ کے متاثرین کو دے دیتے تو آج خواجہ صاحب یہ نہ کہتے کہ وہاں پر بچے آسمان کے نیچے سوتے ہیں۔

سید تابش الوری، (شور و غوغا) تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سہیل احمد نون صاحب' آپ ذرا صبر کریں۔ شیخ صاحب مجھے آپ کی سیٹ یاد ہے۔ آپ تو کم از کم ایسا نہ کریں۔ سید تابش الوری!

سید تابش الوری، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک لیجسلیشن کے دوران کورم کو برقرار رکھنے کا تعلق ہے۔ یہ خالصتاً حکومتی پارٹی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ جس سے یہ کبھی صرف نظر نہیں کر سکتے۔ اگر انہوں نے لیجسلیشن کرانی ہے تو انہیں یہاں کورم برقرار رکھنے کے لیے اپنے اراکین کو پابند کرنا ہو گا لیکن جیسے آپ نے فرمایا ہے اور جیسے وزیر قانون نے کہا ہے کہ وہ ایک بل introduce کرنا چاہتے ہیں اس لیے میں نے اپنے معزز رکن سے درخواست کی ہے کہ وہ اس پر اصرار نہ کریں۔ اور انہیں introduce کرنے دیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں اپنا نکتہ اعتراض واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جناب لاء منسٹر!

مسودہ قانون (ترمیم) چینی کے کارخانہ جات پر کنٹرول، پنجاب، مصدرہ 1993ء

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr. Speaker Sir, I introduce The Suger Factories Control Punjab (Amendment)Bill 1993.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Suger Factories Control Punjab (Amendment Bill) has been introduced, is referred to the committee.

سید تابش الوری، I refer Rule 160 جو بھی مسودہ قانون وزیر متعلقہ پیش کریں اسے متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ خود ڈائریکٹ کسی بھی سپیشل کمیٹی کو ایسا مسودہ قانون سپرد نہیں کر سکتے۔ اس لیے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ قانونی طور پر سٹینڈنگ کمیٹی ہی empowered ہے کہ اس پر غور کرے۔ چونکہ ابھی تک کوئی سٹینڈنگ کمیٹی نہیں بنی ہے۔ اس لیے کوئی مسودہ قانون سپیشل کمیٹی کو سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے خود تحریک استحقاق دی ہے اور گورنمنٹ پارٹی سے اصرار کیا ہے کہ آپ فوری طور پر سٹینڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل کے لیے اقدامات کریں لیکن وہ قانون سازی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بغیر کرنا چاہتے ہیں یہ ایک اور خلاف آئین اور خلاف قاعدہ کارروائی ہے۔ اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ متعلقہ قاعدہ کے مطابق یہ بل سپیشل کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ابھی میں نے سپیشل کمیٹی کے بارے میں تحریک پیش نہیں کی تھی کہ پوائنٹ آف آرڈر پہلے آ گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر میرے تحریک پیش کرنے کے بعد آنا چاہیے تھا۔ جناب سپیکر! بے شک سٹینڈنگ کمیٹیوں کا وجود ضروری ہے اور ایوان کے ممبران پر مشتمل ہی وہ سٹینڈنگ کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں لیکن اگر سٹینڈنگ کمیٹیاں موجود نہ ہوں تو اس وقت ایوان کی مرضی سے سپیشل کمیٹی تشکیل دی جا سکتی ہے۔ جناب سپیکر! میں قاعدہ 202 کے تحت یہ عرض کروں گا کہ قاعدہ نمبر 77 کو معطل کر کے مجھے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے کہ اس بل کو سپیشل کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ میں اس کے لیے تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب قاعدہ 160 بھی آپ پڑھ لیں۔

سید تابش الوری، میں نے قاعدہ 77 کا حوالہ دیا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ مسودہ قانون کے ماسوا کسی بھی مسودہ قانون کے پیش کیے جانے پر سپیکر اسے متعلقہ مجلس قائمہ کو ان ہدایات کے ساتھ سپرد کرے گا کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی رپورٹ اس تاریخ تک پیش کر دے جس کا تعین وہ کر دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ہے لیکن اس صورت حال میں جیسا کہ آپ کو بھی علم ہے سٹینڈنگ کمیٹیاں قائم نہیں ہیں اس لیے وزیر قانون قاعدہ نمبر 202 کے تحت یہ تحریک پیش کر رہے ہیں کہ قاعدہ 77 کو معطل کر کے قاعدہ 160 کے تابع یہ بل سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ قاعدہ 160 بھی آپ پڑھ لیں۔

سید تابش الوری، ویسے تو اس میں بھی یہ پروویژن موجود ہے جس کے تحت کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، قاعدہ 160 آپ پڑھ لیں۔ کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ کا قانون سے واقف ہیں' آپ سمجھ جائیں گے۔

سید تابش الوری، وہ تو مجلس خصوصی سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ایسی صورت حال سے متعلق ہی ہے کہ جب سٹینڈنگ کمیٹیاں موجود نہ ہوں۔۔۔

سید تابش الوری، ابھی وہ سٹیج نہیں آئی ہے۔ میں آپ کی توجہ قاعدہ 77 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں کہا گیا ہے "مگر شرط یہ ہے" اس میں یہ پروویژن موجود ہے ہمیں کسی اور کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی میں یہ حل بھی موجود ہے۔ شرط یہ ہے کہ رکن متعلقہ اس امر کی تحریر پیش کرنے کا مجاز ہو گا کہ مسودہ قانون کو جس قاعدہ کی مقتضیات سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ اگر تحریک منظور کر لی جائے تو قاعدہ نمبر 78 کے احکامات مسودہ قانون پر اس طرح اطلاق پذیر ہوں گے گویا کہ یہ ایک ایسا مسودۂ قانون ہے جس کے بارے میں مجلس قائمہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ایسی صورت میں ہے جب سٹینڈنگ کمیٹیاں موجود ہوں اور ان کے پاس آپ نہیں بھیجنا چاہتے تو پھر اس قاعدہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہمارے ایوان میں سٹینڈنگ کمیٹیاں موجود نہیں ہیں۔ ایسی صورت حال میں کہ جیسے پچھلے تین بل اسی طرح سے سپیشل کمیٹی جو کہ فریم کی گئی تھی کے پاس بھجوائے گئے تھے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ایسی سپیشل کمیٹی فریم کرنے کا کوئی اختیار ہے ہی نہیں جب تک قاعدہ 77 موجود ہے۔ ہمیں قاعدہ 77 معطل کر کے۔۔۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے قاعدہ 77 کو معطل کرنے کی تحریک پیش کی ہے۔

سید تابش الوری، پہلے آپ اس کو اس سے مستثنیٰ کریں گے اور پھر دوسری تحریک آئے گی کہ اب سپیشل کمیٹی قائم کی جائے۔ جناب

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے تحریک پیش کی ہے قاعدہ نمبر 202 کے تحت قاعدہ نمبر 77 کو معطل کیا جائے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! چونکہ آپ نے چار بجے تک وقت بڑھایا تھا۔ اب چار بج چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وقت کو چار بج کر پانچ منٹ تک بڑھا دیتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! وزیر قانون کے مطابق 77 کے قاعدے کو معطل کر دیا جائے تو پھر یہ پیش ہی نہیں کر سکتے۔ یعنی اگر قاعدے 77 سارے ہی کو معطل کر دیں گے تو پھر یہ پیش نہیں کر سکتے کیونکہ اسی کے تحت ہی تو یہ پیش کر رہے ہیں۔ لہٰذا کہنا یہ ہوگا کہ اسے اس قاعدے کی مقتضیات سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر مجھے کہنے کا موقع دیں گے تو میں عرض کروں گا۔ جناب سپیکر! میں رول 202 کے تحت یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قاعدہ 77 جو ہے اس کے مطابق خصوصی کمیٹی کو ریفر کرنے کے لیے جو رکاوٹیں ہیں ان کو معطل کر کے مجھے خصوصی کمیٹی کے بارے میں تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجازت دی جاتی ہے۔ الوری صاحب آپ ان کو پڑھنے دیں آگے پھر وہ مرحلہ آتا ہے جس کے بارے میں آپ کہہ رہے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! وزیر صاحب یہ کہیں کہ "اس قاعدے کی مقتضیات سے مستثنیٰ کر دیا

جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا مقصد ہے جو آپ فرما رہے ہیں لیکن چونکہ یہ اردو کا لفظ ہے اور وہ اسے کہہ نہیں سکے۔

سید تابش الوری، جناب والا! انگریزی میں کہہ لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جو requirements ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! رولز آف پروسیجر جو ہے وہ آئین کے تابع ہے اور یہ جو ہمارا ہاؤس ہے یہ رولز آف پروسیجر کے تابع ہے۔ میں اس وقت یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ ہاؤس رولز آف پروسیجر کے تحت چل رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ارشد عمران صاحب تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے رولز آف پروسیجر کے حوالے ہی سے جو requirements ہیں وہ پوری کرنے کے لیے یہ تحریک move کی تھی۔ جناب سپیکر! اب میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔۔۔ جناب سپیکر! آپ نے ایوان سے تحریک پیش کرنے کی اجازت لی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا ایوان اس کی اجازت دیتا ہے۔

(اجازت دی گئی)

وزیر قانون، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

The Sugar Factories (Control) (Punjab Amendment) Bill, 1993.

مندرجہ ذیل سپیشل کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا! پہلے آپ مستثنیٰ قرار دینے کے لیے ہاؤس سے منظوری لیں۔ اور اگر منظوری ہو جائے تو پھر وزیر قانون اسے پیش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ وزیر قانون نے مستثنیٰ قرار دینے کے لیے جو تحریک پیش کی ہے

کیا ہاؤس اس کی منظوری دیتا ہے۔ یعنی کیا آپ اس کی اجازت دیتے ہیں۔

(اجازت دی گئی)

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ مستثنیٰ کرانے کے لیے ہاؤس کی اجازت لے لیں۔ لیکن آپ میری بات سن نہیں رہے تھے۔ تو جناب سپیکر! اب میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ The Sugar Factories (Control) (Punjab Amendment) Bill, 1993. جو ہے وہ مندرجہ ذیل سپیشل کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

(1) چودھری صداقت علی
(2) میاں افضل حیات
(3) سید ناظم علی شاہ
(4) سردار غلام عباس
(5) جناب غلام سرور خان
(6) جناب ظہیر الدین خان
(7) سید ظفر علی شاہ
(8) میاں عبدالستار
(9) چودھری شوکت داؤد
(10) ڈاکٹر محمد شفیق

MR DEPUTY SPEAKER: The Sugar Factories (Control) (Punjab Amendment) Bill, 1993 has been introduced, it is referred to the Special Committee consisting of the following for report by 21st January, 1994.

(1) چودھری صداقت علی (چیئرمین)
(2) میاں افضل حیات (ممبر)
(3) سید ناظم علی شاہ (ممبر)
(4) سردار غلام عباس (ممبر)

(5) جناب غلام سرور خان (ممبر)

(6) جناب ظہیر الدین (ممبر)

(7) سید ظفر علی شاہ (ممبر)

(8) میاں عبدالستار (ممبر)

(9) چودھری شوکت داؤد (ممبر)

(10) ڈاکٹر محمد شفیق (ممبر)

اب اجلاس 23-دسمبر 1993ء صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

جمعرات' 23۔ دسمبر 1993ء

(پنج شنبہ' 8۔ رجب المرجب' 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 20 پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر میں منظور احمد موہل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صدقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ
السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶ وَلَا
تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
طُوْلًا ۝۳۷ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝۳۸

سورۃ بنی اسرائیل آیات 36 تا 38

اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہو گی ۝ اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا ۝ ان سب (عادتوں) کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک بہت ناپسند ہے ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

سید محمد عارف حسین بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترم کل کی اسمبلی کارروائی کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ آج روزنامہ "پاکستان" اور روزنامہ "خبریں" میں چودھری اصغر علی گجر کی تحریک استحقاق کو انہوں نے اس انداز سے رپورٹ کیا ہے، جس سے اسمبلی کے متعلق گمراہ کن تاثر ملتا ہے۔ اس سے اسمبلی کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ رپورٹ کیا ہے کہ جب تحریک استحقاق پیش کی گئی تو ایوان میں مکمل خاموشی چھا گئی اور اراکین میں سے کسی نے اس کی حمایت یا مخالفت نہیں کی۔ حالانکہ وہ تو ایک روٹین کی بات تھی۔ اس کو اسی انداز میں رپورٹ کرکے اور suspense پیدا کر کے گمراہ کن تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہذا میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس کا نوٹس لیں اور اخبارات سے کہیں کہ آئندہ وہ ایسی رپورٹنگ سے اجتناب کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! کل گوجرانوالہ میں صوبائی اسمبلی کا جو ضمنی انتخاب ہوا ہے اس میں جس طرح سے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا گیا ہے یا جس طرح کی دھاندلی سے وہ الیکشن جیتا گیا ہے اس کے متعلق آج کے اخبارات میں خبریں شائع ہوئی ہیں۔ اس کے متعلق ہم ایک تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ اسے آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کیا جائے اور ہم باقاعدہ طور پر بھی ابھی آپ کو پیش کر دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری محمد فاروق)، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ایوان کی روایات اور رولز وغیرہ تبدیل کر دیے گئے ہیں۔ چودھری شوکت داؤد نے تحریک استحقاق کے وقت میں بلکہ اس سے بھی پہلے تحریک التوائے کار کی بات کرنی شروع کر دی ہے۔

چودھری شوکت داؤد، میرا یہ مقصد قطعاً نہیں تھا کہ اسے ابھی ٹیک اپ کر لیا جائے میں صرف آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری شوکت داؤد آپ اپنی مرضی سے قواعد و ضوابط کے تحت جو کچھ چاہیں کر سکتے ہیں اس سلسلے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ آج کے ایجنڈے پر سب سے پہلے نوٹس برائے

طلبی توجہ ہے۔ یہ انعام اللہ خان نیازی کی طرف سے ہے اور وہ موجود ہیں۔ وزیر قانون اور وزیر اعلیٰ صاحب کے متعلق کچھ وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! آج وہ سرکاری مصروفیات کے سلسلے میں نہیں آسکتے۔ آج محترمہ وزیر اعظم کا بھی لاہور آنے کا پروگرام تھا' اس حوالے سے بھی ان کی آج مصروفیات ہیں اسی لیے وہ ایوان میں نہیں آسکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب یہ جو انعام اللہ خان کا نوٹس ہے اس بارے میں کیا صورت حال ہو گی کیونکہ یہ تو اجلاس کی کارروائی سے پہلے ہونا ہوتا ہے۔ کیا آج وزیر اعلیٰ کے آنے کی امید ہے؟ اس کو ہم پینڈنگ کر لیں یہ کیا صورت حال ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! رولز کے تحت تو یہی ہے کہ یہ lapse ہو جاتا ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر فاضل ممبر یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا جواب چیف منسٹر کو دینا چاہیے تو آپ ایوان کی رائے لے کر بے شک اسے پینڈنگ کروا دیں۔ اور اگلی مرتبہ جو بھی توجہ دلاؤ نوٹس کا دن ہو گا اس دن یہ لیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی انعام اللہ نیازی۔۔۔اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو ابھی انہوں نے کہا ہے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ان کا جواب وزیر اعلیٰ کو دینا چاہیے۔ کل بھی میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ وزیر اعلیٰ اس قسم کے نوٹس کا جواب خود دیں تاکہ ان کو صوبے کی صورت حال کا اندازہ ہو سکے کہ جس میں غریب تو پس رہے ہیں ان کے ساتھ ان کے اراکین اسمبلی بھی پس رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اگر یہ اسے پینڈنگ کروانا چاہتے ہیں تو کروا لیں وزیر اعلیٰ ہی اس کا جواب دیں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میری گزارش ہے کہ یہ کسی بھی چیز کی ساری تفصیلات وزیر قانون کو ابھی نہیں لگتیں۔ اس لیے انہوں نے جلدی سے اٹھ کر اعتراض کر دیا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو پینڈنگ کر دیا جائے۔ اور جب وزیر اعلیٰ آئیں تو یہ سامنے رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں جناب لا منسٹر اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پینڈنگ کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 11' سید تابش الوری' جناب ایس اے حمید۔۔۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر میاں فضل حق۔۔۔

میاں فضل حق، جناب والا! میرا بھی ایک توجہ دلاؤ نوٹس تھا جو کہ مورخہ 22/12/1993 کا تھا۔ کل بھی میں نے اس کے متعلق آپ سے گزارش کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ ایجنڈے پہ نہیں ہے۔ لیکن میرے پاس اس کی کاپی موجود ہے اور 22 تاریخ کا کہا گیا تھا۔ اس کے متعلق بھی کچھ فرمایئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ کل ایجنڈے پہ تھا لیکن جب کل پندرہ منٹ کی وہ کارروائی ہوئی تھی وہ اس کے ساتھ lapse ہو گیا تھا۔ جس طرح باقی سوالات ہوتے ہیں۔ فرض کیجئے لسٹ پر 25 سوالات ہیں منسٹر متعلقہ نے پندرہ یا بیس سوالات تک جواب دے دیا تو باقی lapse ہو جاتے ہیں۔ اس طرح دو سوالات تھے ایک کی باری آ گئی اور اس کا جواب وزیر اعلیٰ نے دے دیا۔ ٹائم ختم ہو گیا اور اب وہ سوال lapse ہو گیا ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا! آپ نے فرمایا تھا کہ وہ ایجنڈے پہ نہیں ہے۔ لیکن میرے پاس اس کی کاپی موجود تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ کیونکہ میں اس کارروائی کے دوران نہیں تھا' میں نے یہی کہا تھا۔ پھر جناب سیکرٹری نے مجھے بتایا تو میں نے کل کہا تھا کہ ایجنڈے پہ ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر گیارہ سید تابش الوری' جناب ایس اے حمید۔۔۔

مجالس قائمہ کی تشکیل میں تاخیر

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں حالیہ مخصوص مسئلہ کو زیر غور لانے کی خاطر تحریک استحقاق پیش

کرتا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ،

"پنجاب اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے تحت' ایوان کی منظم موثر' باقاعدہ اور بہتر کار کردگی کی خاطر مجالس قائمہ کے علاوہ مجالس حسابات عامہ' مجلس استحقاق' مجلس برائے سرکاری مواعید' مجلس لائبریری' مجلس ایوان اور مجلس مالیات کی تشکیل نا گزیر ہوتی ہے لیکن ابھی تک ان کی تشکیل نہیں کی گئی جس کی وجہ سے صوبائی اسمبلی کی خصوصی کارکردگی ہی نہیں روز مرہ کی عمومی کارکردگی تک متاثر ہو رہی ہے۔ مجالس قائمہ کے بغیر قانون سازی کا کام تیزی سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور مجلس ایوان' مجلس مالیات اور مجلس لائبریری کے بغیر اراکین اسمبلی کے رہائشی' مالیاتی اور مطالعاتی مسائل تاخیر کا شکار ہیں جن سے اراکین اسمبلی کا انفرادی و اجتماعی استحقاق مجروح ہو رہا ہے لہذا اس اہم مسئلہ میں اسمبلی کی فوری دخل اندازی ضروری محسوس ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میری اس تحریک سے واضح ہو گیا ہے کہ پنجاب اسمبلی کا یہ دوسرا اجلاس ہے لیکن حزب اقتدار کی طرف سے قواعد اور آئین کے مطابق مجالس قائمہ اور دوسری اہم مجالس کے قیام کے سلسلے میں کوئی اہم عملی اقدام نہیں کیا گیا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس سلسلے میں ان کے ذہنی تحفظات اور دشواریاں کیا ہیں لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ ایوان میں قانون سازی کا کام مجالس قائمہ کی عدم موجودگی میں مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔ پچھلی دفعہ بھی جو قوانین ایوان میں پیش کیے گئے انہیں خلاف قاعدہ اور خلاف قانون خصوصی کمیٹیوں کے سپرد کیا گیا۔ اور اب بھی ہمارے سامنے جو قوانین لائے جا رہے ہیں ان کو بھی مجالس قائمہ کے بغیر خصوصی کمیٹیوں کے ذریعے منظوری دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ کسی طرح سے بھی قابل رشک بات نہیں ہے کہ ہم آئین' قانون اور قاعدے کی ذمہ داریوں کو بلاوجہ اور بلاجواز تاخیر کا شکار بنائیں۔ تمام پارلیمنٹس میں تمام امور' تمام قانون سازی مجالس قائمہ کے ذریعے ہوتی ہے اور ان کے مسلسل سالہا سال اجلاس ہوتے رہتے ہیں۔ اصل میں بنیادی کام ہی مجالس قائمہ کو کرنا ہوتا ہے۔ ایوان میں ان کی رپورٹ کی روشنی میں تکمیلی بحث ہوتی ہے لیکن بنیادی کام مجالس قائمہ کو کرنا ہوتا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے جناب والا! کہ جس طرح سے کابینہ کی تشکیل میں امیدوار زیادہ ہیں اور اس کی تشکیل نہیں ہو پا رہی ہے۔ اس طرح سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ مجالس قائمہ کی تشکیل میں بھی' کیونکہ چیئرمینوں کو مراعات حاصل ہوتی ہیں' پانچ ہزار روپے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب تابش الوری یہ آپ کا مختصر بیان ہے۔

سید تابش الوری، جی ہاں! جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ جو وجوہ بظاہر سمجھ میں آتی ہیں وہ یہ ہیں کہ غالباً اس میں بھی چیئرمینوں کے انتخاب میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ لہذا انہیں اس مشکل کو فوری طور پر دور کرنا چاہیے اور ان مجالس کی تشکیل فوری طور پر عمل میں لانی چاہیے۔ دوسری بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ خود آپ سے متعلق ہے۔ جناب والا! مجلس مالیات، مجلس ایوان اور مجلس لائبریری کی عدم موجودگی میں آپ اپنے روزمرہ کے امور اسمبلی کی تکمیل نہیں کر سکتے۔ شاید آپ کے علم میں نہیں ہے کہ اس وقت اراکین اسمبلی کا سب سے بڑا رہائش کا مسئلہ ہے اور وہ صرف اس لیے نہیں طے پا رہا کہ وہاں لوگ قبضے کر رہے ہیں اور کسی قاعدے، قانون کے بغیر وہاں ہوسٹلز لوگوں کے قبضے میں آئے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اس کمیٹی میں موجود ہوں اور وہ اس سلسلے میں قواعد اور میرٹ مرتب کر کے کوئی حکم جاری کرے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ہاسٹلز میں چادروں اور تولیوں کی تبدیلی کا مسئلہ ہے وہ بھی جناب سیکرٹری کے نزدیک اس کی تکمیل نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہاؤس کمیٹی نہیں بن جاتی۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس اہم ترین آئینی و قانونی مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی میں فوری طور پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، زیر بحث لانے کے لیے؟۔۔۔

سید تابش الوری، بحث تو فوری طور پر ہو سکتی ہے نا، کوئی تحریک اگر یہ پیش کریں گے کہ اس کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ چاہتے ہیں کہ بجائے تحریک استحقاق کے اس پر بحث کی جائے۔

سید تابش الوری، میری تو یہ تحریک ہو گی کہ اگر کوئی رکن یہ چاہے کہ اسے تحریک استحقاق کمیٹی میں بھیج دیا جائے تو بھیج دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ ہاں جی لاء منسٹر۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جناب تابش الوری نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں ان کا موقف یہ ہے کہ اسمبلی قواعد انضباط کار کے مطابق مجالس قائمہ قائم کی جانی چاہیے تھیں جو ابھی تک تشکیل نہیں دی گئیں۔ اس وجہ سے مختلف امور میں ان کے خیال کے مطابق رکاوٹ ہے۔ لہذا اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں میرا نظریہ ہے کہ قطعی طور پر

کسی بھی لحاظ سے یہ اسمبلی کی مداخلت کا معاملہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ مجالس قائمہ تشکیل دے۔ اس میں اگر آپ صورت حال دیکھیں تو قائد حزب اختلاف کے مشورے کے ساتھ ہی مجالس قائمہ تشکیل پاتی ہیں۔ جناب سپیکر! ابھی کل ایک حلقے میں ضمنی الیکشن ہوا ہے۔ اور کچھ حلقوں میں چند روز پہلے 2 دسمبر کو ضمنی انتخابات ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے ابھی کافی حلقوں میں الیکشن جنایا تھے۔ نئے ممبروں کو منتخب ہو کر اسمبلی میں آنا تھا۔ اس لیے اس معاملے کو تھوڑا سا مؤخر کیا گیا۔ تاکہ نئے ممبر بھی ایوان میں آجائیں اور اس کے بعد تمام ممبران کے حوالے سے یہ کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔ جناب سپیکر! صورت حال یہ ہے کہ اسمبلی کے تمام تر معاملات اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے عین مطابق چل رہے ہیں۔۔۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! چیمہ صاحب نے 6' 7 ممبران کے ساتھ یہاں پر علیحدہ اسمبلی لگالی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب یہ ہوا کہ چیمہ صاحب بڑی ہی اہم شخصیت بن گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ماضی کے حوالے بار بار دے کر جناب تابش الوری جو بات کرتے ہیں' اور ان کی تحاریک پہلے بھی خلاف ضابطہ ہی قرار پا چکی ہیں کہ اسمبلی کا بزنس قواعد کے خلاف چل رہا ہے۔ اسمبلی کی اکثریت کے حوالے سے جو بھی بزنس چلتا ہے اس کی تکمیل ہونے کے بعد بار بار اسمبلی کے خلاف استحقاق کے نوٹس دینا اور یہ کہنا کہ اسمبلی استحقاق مجروح کر رہی ہے تو جناب سپیکر! اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ ان کا استحقاق اسمبلی مجروح کر رہی ہے تو یہ کوئی ابھی روایات نہیں ہیں' بلکہ ان باتوں سے منفی روایات جنم لیں گی۔ یہ اسمبلی کا معاملہ ہے۔ اسمبلی مجالس قائمہ کی تشکیل کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک بنیادی طور پر اسمبلی کے خلاف دی گئی ہے۔ لہذا اسمبلی کے خلاف تحریک استحقاق نہیں آسکتی۔ البتہ میں جناب تابش الوری صاحب کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں اور ایوان کے باقی ممبران کو بھی جو یہاں پر موجود ہیں یا نہیں کہ انشاء اللہ آئندہ اجلاس سے قبل قائد حزب اختلاف کے ساتھ مشورہ ہونے کے بعد مجالس قائمہ کی تشکیل کر دی جائے گی اور آئندہ ایوان کی کارروائی زیادہ بہتر طریقے سے چلانے کے لیے ہم اس سلسلے میں اقدامات کر بھی رہے ہیں اور جناب سپیکر! مزید اقدامات بھی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ اگلے اجلاس سے پہلے مجالس قائمہ تشکیل پا جائیں گی۔

سید تابش الوری، میں ان کی statement کے بیان کے حوالے سے ہی بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! محترم وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ اس انتخاب میں تاخیر کی بنیاد یہ ہے کہ ضمنی الیکشن ہونے تھے۔ تو ضمنی الیکشن آج تقریباً مکمل ہو گئے ہیں تو یہ جو ایک بنیادی وجہ ان کے نزدیک ہے وہ بھی ختم ہو گئی۔ اور اگر کوئی ممبر بعد میں منتخب ہو کر آئے تو کسی بھی مجلس میں انہیں نامزد کیا جا سکتا ہے' انہیں منتخب کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی رکاوٹ ایسی نہیں ہے کہ اگر وہ آج موجود نہیں ہیں تو کل انہیں ممبر نہیں بنایا جائے گا۔ دوسرا انہوں نے یہ فرمایا کہ یہ مشترک ذمہ داری ہے۔ جناب والا! جہاں تک ہماری ذمہ داری ہے تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے تمام مجالس کے لیے نام تیار ہیں۔ آپ اگر اس وقت چاہیں تو ہم اسی وقت وہ نام آپ کو دے سکتے ہیں۔ ادھر حزب اقتدار کے ارکان اپنے نام دے دیں تو آج ہی یہ مسئلہ دس منٹ کے اندر طے کیا جا سکتا ہے۔ تیسری بات انہوں نے یہ فرمائی کہ میں بلاوجہ خلاف قاعدہ اور خلاف آئین تحریکوں کے سلسلے میں الزام لگاتا رہتا ہوں۔ جناب' میں بغیر کسی دلیل کے الزام نہیں لگاتا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ پچھلی مرتبہ جو تینوں مسودات قانون سپیشل کمیٹی کو سپرد کیے گئے وہ خلاف قاعدہ اور خلاف آئین سپرد کیے گئے۔ کل آپ نے جو مسودہ سپرد کیا وہ قاعدے کے مطابق تھا۔ اس سے پہلے جو سپرد کیا گیا وہ خلاف قاعدہ اور خلاف آئین تھا۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ اپ خود اسے نکلوا کے دیکھیں کہ وہ براہ راست سپیشل کمیٹی کو سپرد کر دیے گئے۔ نہ اس میں قوانین معطل کروائے گئے' نہ اس کے لیے قاعدے کے مطابق کارروائی کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس کے بارے میں بتائیں کہ آپ پریس کرتے ہیں یا لا منسٹر کی یقین دہانی پر جو کہ کافی ہے کہ اگلے اجلاس سے پہلے---

سید تابش الوری، جناب والا! اس کی دو صورتیں ہیں۔ اس کو یا تو یہاں پر زیر بحث لایا جائے یا جو استحقاق کے لیے کمیٹی بنائی گئی ہے اس کو اس کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر موصوف نے یقین دہانی کرائی ہے۔

سید تابش الوری، اگر وہیں پر عمل درآمد ہو جائے گا تو یہ ختم ہو جائے گی اور اگر اس پر عمل نہیں ہوا تو آپ اس پر غور فرما لیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' پہلے تو admission کی بات ہوتی ہے ناں' کہ قابل پذیرائی ہے یا نہیں ہے۔

سید تابش الوری، اس admission میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ تو کھلم کھلا قواعد کی خلاف ورزی ہے۔ اور یہ پورے ہاؤس کی خلاف ورزی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس پر رولنگ نہ دینی پڑے۔ میرے خیال میں انہوں نے جو یقین دہانی کرائی ہے وہ کافی ہے۔

سید تابش الوری، پچھلی دفعہ انہوں نے کہا تھا کہ اس سیشن میں ہو جائے گا۔ اور اس سیشن میں وہ کہہ رہے ہیں کہ اگلے سیشن میں ہو گا۔

ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہ کر دیتا ہوں کہ ہو سکتا ہے' اگلے سیشن کا وقفہ زیادہ ہو۔ دو ماہ کا یا تین ماہ کا ہو۔ تو میں وقت کی حد مقرر کر دیتا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک ماہ کے اندر' کافی وقت ہے' تو ایک ماہ کے اندر ہاؤس کی سٹینڈنگ کمیٹیاں بن جانی چاہییں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ہمیں ان مجالس کی تشکیل پر قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ جلد بن جائیں۔ یہ مہینے سے بھی پہلے انشاء اللہ بن جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اب تابش صاحب۔۔۔بہت بہت شکریہ۔ اب آگے 12 نمبر ہے۔ ڈاکٹر محمد شفیق پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب سپیکر! میں نے آج ایک ضروری واقعے کی طرف توجہ دلانے کے لیے اور اسمبلی کی دخل اندازی کے لیے اپنے ساتھیوں میاں عبدالستار' میاں فضل حق' چودھری خوکت داؤد اور انعام اللہ خان نیازی کے ساتھ جناب ریاض فتیانہ کی گرفتاری کے بارے میں تحریک استحقاق دی ہے۔ میں استدعا کروں گا کہ اسے بغیر باری کے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ایک دو بڑی اہم ہیں۔ اس کے بعد ہم لیتے ہیں۔ پہلے ہم ان کو لے لیں، کیونکہ یہ کافی عرصے سے ہیں۔ وہ ایک اخباری خبر ہے۔ اس کا ابھی تک کوئی پتا نہیں۔ آپ کی وہ تحریک میرے پاس آئی ہے۔ میں نے اس کی صحت کے لیے کسی کو کہا ہے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، اخباری خبر کے بارے میں زیادہ تعلق تو ہمارے اپنے سیکرٹریٹ سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، 12 نمبر پہلے لے لیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، آج ہی ٹیک اپ ہو جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یقین دہانی تو نہیں کراتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کرتے ہیں۔ جناب تابش الوری، جناب ایس اے حمید۔ جناب امان اللہ خان میرے خیال میں زخمی ہیں ان کی تحریک نمبر 19 کو ہم ملتوی کرتے ہیں۔ اس کے بعد نمبر 20 چودھری اصغر علی گجر کی ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں اس لیے یہ بھی lapse تصور ہو گی۔ اس کے بعد نمبر 21 راجہ سلطان عظمت حیات کی ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے اس لیے یہ بھی lapse تصور ہو گی۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 22 رانا محمد اقبال خان کی ہے۔ جی رانا صاحب!

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے والد محترم رانا پھول محمد خان مرحوم۔ سابق صوبائی وزیر کے انتقال کے بعد عوامی مطالبہ اور اس وقت کی ٹاؤن کمیٹی کے ریزولیوشن کی روشنی میں میرے والد صاحب کی سیاسی اور سماجی خدمات کے پیش نظر "بھائی پھیرو" کا نام تبدیل کر کے "پھول نگر" رکھ دیا گیا جس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا۔ مگر اب موجودہ حکومت نے کسی سازش کے تحت سیاسی انتقام لیتے ہوئے "پھول نگر" کا نام ڈی نوٹیفائیڈ کر کے پھر سے "بھائی پھیرو" رکھ دیا ہے اور اس کا سب تحصیل کا درجہ بھی ختم کر دیا ہے۔ اس طرح حکومت سے اس قسم کا کام کروانے والوں نے اپنی ذہنی پستی کا ثبوت دے کر نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! شارٹ سٹیٹمنٹ؟

رانا محمد اقبال خان ۔ جناب سپیکر! یہ ایوان اور آپ بھی اس شخصیت سے اچھی طرح واقف ہیں جن کی خدمات کے پیش نظر عوام کے مطالبے پر اور اس وقت کی ٹاؤن کمیٹی کی اکثریت ممبران نے متفقہ طور پر قرارداد پاس کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ لک صاحب! ایک تو آپ کافی دنوں کے بعد تشریف لائے ہیں اور یہاں میرے خیال میں آپ ایک دوسرے سے خیریت دریافت کر رہے ہیں۔ جی رانا صاحب!

رانا محمد اقبال خان ۔ جناب سپیکر! رانا پھول محمد خان کا تعلق اس اسمبلی سے اسی طرح تھا جیسے پھول کا غنچے کے ساتھ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! ان کے نام سے منسوب کر کے بھائی پھیرو کا نام اس علاقے کے عوام کے پرزور مطالبہ پر اس وقت کی ٹاؤن کمیٹی نے متفقہ ریزولیوشن کے ذریعے منظور کیا تھا۔ لیکن جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے کسی کے کہنے پر انتقامی کارروائی کے طور پر میرے ساتھ یہ زیادتی کی ہے بلکہ میرے ساتھ ہی نہیں اس ایوان کے ساتھ بھی' جس کے وہ معزز رکن عرصہ دراز سے رہے ہیں۔ 1964ء سے لے کر 1993ء تک متواتر اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں۔ تو اس قسم کی یہ کارروائی میں سمجھتا ہوں کہ غیر اخلاقی اور غیر قانونی ہے۔ لہذا اس کا فوری نوٹس لیا جائے اور میری تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے اور فوری ایکشن لیا جائے اور سب تحصیل کا درجہ گھٹایا جا رہا ہے اسے بھی نوٹس میں لایا جائے۔ بلکہ اس پر نوٹس بھی لیا جائے جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! رانا محمد اقبال کا مجھے احترام ہے۔ اور ان کے والد مرحوم کو اللہ تعالیٰ جنت نصیب فرمائے۔ وہ ہمارے سیاسی رفیق بھی رہے ہیں۔ اس ایوان میں انہوں نے سیاسی لحاظ سے بھی' جمہوری اقدار کے لیے بھی بہت خدمات انجام دی ہیں۔ ہم ان کی خدمات کی آج بھی تعریف کرتے ہیں۔ ان کے لیے ہمارے جذبات تحسین کے جذبات ہیں۔ جناب رانا پھول محمد خان کے شہر "بھائی پھیرو" کا نام "پھول نگر" رکھا گیا تھا' اس نام کے حوالے سے ہماری حکومت کا قطعی طور پر کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے کہ اس کا نام تبدیل کیا جائے۔ اور یہ بات جو تحریک استحقاق میں کہی گئی ہے کہ نام بدل دیا گیا ہے اور نوٹیفکیشن واپس لے لیا گیا ہے یہ بات مفروضے پر مبنی ہے۔ حکومت نے قطعی طور پر اس نوٹیفکیشن کو ڈی نوٹیفائی نہیں کیا۔ جس کے تحت اس کا نام تبدیل کیا جائے۔ اس لیے میں ایوان میں انہیں یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ "بھائی پھیرو" کا نام اب بھی "پھول نگر" ہی

ہے۔ اور اس کا نام تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ جہاں تک سب ڈویژن کا معاملہ ہے تو جناب سپیکر! کسی بھی علاقے کو سب ڈویژن کا درجہ دینا یا اس کا سب ڈویژن کا درجہ ختم کر دینا یہ انتظامی معاملہ ہے یہ قطعی طور پر مسئلہ استحقاق نہیں ہے۔ اس لیے اگر ایک حکومت کسی علاقے کو، کسی شہر کو اور کسی ٹاؤن کو سب ڈویژن کا درجہ دیتی ہے اور کچھ عرصے کے بعد حکومت محسوس کرتی ہے سب ڈویژن کا درجہ دینے کے بعد انتظامی معاملات میں کچھ آسانیاں پیدا ہونے کے بجائے، مفاد عامہ کے لیے بہتری پیدا ہونے کے بجائے مشکلات پیدا ہو گئی ہیں یا حکومت کے اخراجات تو بڑھ گئے ہیں لیکن جن امور کے لیے سب ڈویژن کا درجہ دیا گیا تھا وہ مقاصد صحیح طور پر حل نہیں ہو رہے۔ تو جناب سپیکر! وہ حکومت اس کا سب ڈویژن کا درجہ ختم کر سکتی ہے۔ اور وہی حکومت جو اسے سب ڈویژن کا درجہ دے وہ اپنے دور میں بھی اسے ختم کر سکتی ہے۔ آنے والی حکومت بھی اسے ختم کر سکتی ہے۔ حتیٰ کہ یہاں تک ہوا کرتا ہے کہ ایک ضلع ایک حکومت بناتی ہے اور دو چار سال گزرنے کے بعد یا کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اگر دوسری حکومت یا وہی حکومت محسوس کرتی ہے تو اس کی مزید سب ڈویژن کر دی جاتی ہے تو اس لیے انتظامی معاملات کو ہم استحقاق کا معاملہ نہیں بنا سکتے! اگر انتظامی امور کے بارے میں حکومت جو فیصلہ لیتی ہے انہیں بھی ہم استحقاق کا مسئلہ بنا لیں تو جناب سپیکر! پھر تو چیف ایگزیکٹو یا حکومت یا گورنمنٹ کسی انتظامی معاملات کے بارے میں نوٹیفکیشن کر سکتی ہے نہ کوئی فیصلہ لے سکتی ہے۔ اور جناب سپیکر! اگر آپ رولز آف پروسیجر کے قاعدہ نمبر 55 کو ملاحظہ فرمائیں تو اس کے حوالے سے بھی فاضل ممبر کا پریویلج نہیں بنتا کہ "پھول نگر" کا سب ڈویژن کا درجہ کیوں ختم کیا گیا ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی لہذا اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! ایک طرف تو پنجاب حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ہم سب ڈویژن لیول پر ایڈیشنل سیشن جج مقرر کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو انصاف حاصل کرنے میں آسانی ہو اور دوسری طرف مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں کہ اس علاقے کے لوگ جو "پھول نگر" کے پاس ہیں انہیں تیس میل کا سفر طے کر کے پھر دوبارہ اپنے انتقالات کے لیے رجسٹریوں کے لیے اور دوسرے امور کے لیے وہاں جانا پڑے گا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے فائدے کی بجائے انہیں نقصان پہنچایا جا

رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے شکریہ۔ تو اب میرے خیال میں منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے کہ پھول نگر کا نام نہیں بدلا گیا ہے۔ باقی مسئلہ جو ہے وہ ایڈمنسٹریٹر لیول پر فیصلہ ہوا ہے۔ تو میرے خیال میں اب اس کو آپ مزید پریس نہیں کرتے۔ ٹھیک ہے جی؟

رانا محمد اقبال خان، شکریہ' مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک استحقاق نمبر 23 جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی طرف سے ہے۔

بلدیاتی اداروں میں پیپلز پارٹی کے شکست خوردہ افراد کی نامزدگی

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اسمبلی کے اجلاس مورخہ 19-12-93 کو ایوان میں وزیر قانون و پارلیمانی امور نے بلدیاتی اداروں میں پیپلز پارٹی کے شکست خوردہ افراد کو نامزد کرنے سے متعلق کہا کہ پنجاب یا میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور میں کسی بھی فرد کو نامزد نہ کیا گیا ہے۔ میرے حلقہ پی پی 127 کونسلر وارڈ نمبر 86 میں شکست خوردہ فرد راجہ نصرمحمود کو میرے سے شکست خوردہ فرد رانا عیش بہادر' صدر پیپلز پارٹی زون نمبر 4 نے گورنمنٹ کے ملازم ایم۔سی۔ایل لاہور چیف سینی ٹیشن آفیسر ڈاکٹر طفیل صدیقی کے نام اپنے لیٹر پیڈ پر تحریر میں نامزد کر کے راجہ نصرمحمود کا نام بھجوایا کہ جو وارڈ نمبر 86 ایم۔سی۔ ایل لاہور کے امور کی نگرانی کریں گے جس کا ثبوت ساتھ لف ہے۔ اس سے میرا اور منتخب نمائندوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں بھی دے سکتے۔ کوئی ضروری نہیں ہے۔ "may" کا لفظ ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں اس کے اوپر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھ گئے تھے۔ آپ شارٹ سٹیٹمنٹ ضرور دینا چاہتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جی ہاں بالکل۔ یہ میرا حق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیں جی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں 1979ء سے اپنے اس حلقے سے متواتر کونسلر منتخب ہو کر آ رہا ہوں۔ 1983ء میں اس علاقے سے میں بلا مقابلہ منتخب ہوا اور اب حالیہ انتخابات سے پہلے میں اس زون کا ڈپٹی میئر تھا تو اس وقت میرے اس حلقہ کونسلر کی وارڈ 86 میں رانا عیش بہادر کی جو صوبائی اسمبلی کا الیکشن مجھ سے 15 ہزار ووٹوں سے ہارا۔ اس نے راجہ نصرمحمود کہ جو کونسلر کا الیکشن مجھ سے تقریباً 2 ہزار ووٹوں سے ہارا اس کو نامزد کیا ہے۔

جناب سپیکر! پورے لاہور کے اندر آٹھ ڈپٹی میئروں کے دفاتر میں اور کونسلر کی ہر وارڈ کے اندر اس طرح پاکستان پیپلز پارٹی اپنے ان شکست خوردہ افراد کو نامزد کر رہی ہے۔۔۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی غلام عباس۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! کیا میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ مجلس شوریٰ کے وہ لوگ جن کی یہ تائید و حمایت کرتے رہے ہیں وہ کہاں سے منتخب ہوئے تھے؟ کتنے ووٹ ان لوگوں کو ملے تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب غلام عباس یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

No cross talk please.

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس وقت بلدیاتی اداروں کے معطل ہونے کا جو معاملہ ہے وہ کورٹ میں بھی چل رہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ اپنی تمام ہسٹری بیان کر رہے ہیں۔ شارٹ سٹیٹمنٹ کا مطلب یہ نہیں ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ایک طرف بلدیاتی اداروں کا معاملہ کورٹ کے اندر ہے کورٹ کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے لاہور کے جتنے بھی ہمارے 130 حلقے ہیں۔ ہر حلقے کے اندر یونین کمیٹی کا، جو ہمارا کونسلر کا آفس تھا وہاں پر پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے ان شکست خوردہ افراد کو زبردستی نامزد کر دیا ہے۔ پھر اس کے تحت کہ ہمارے جو سابقہ ضمنی الیکشن ہوئے تھے اس کے اندر بھی میاں آصف نے اور دوسرے میرے بھائی نے وہاں سے جناب اسامہ کو اس

لیے تبدیل کروایا کہ وہ غیر قانونی طور پر کارپوریشن کو نہیں چلانا چاہتے تھے اور آج وہاں پر جناب اے یو سلیم کو لے کر آئے ہیں کہ جس نے پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندوں کے کہنے پر لاکھوں روپیہ اس طرح غیر قانونی طور پر 25,25 ہزار کی فائلیں بنا کر کہ جس کا کوئی ٹینڈر نہیں کیا گیا اس رقم کو خورد برد کیا ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے یہ استدعا ہے کہ اس وقت لاہور اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ سڑکیں جا کر دیکھ لیں۔ گٹر دیکھ لیں کہ لاہور کے شہری پریشان ہیں۔ تو اس میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو پیپلز پارٹی کی طرف سے اقدامات ہو رہے ہیں ان کو روکا جائے ورنہ لاہور کے اندر ہی نہیں پورے پنجاب کے اندر یہ اس دن بھی میں نے کہا تھا کہ خانہ جنگی کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ مہربانی وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ارشد عمران سلہری نے میرے خیال میں اپنی بات نبھانے کی کوشش کی ہے کہ میں تحریک استحقاق لاؤں گا لیکن تحریک استحقاق لکھنے کے بعد انہوں نے پڑھی بھی ہے؟ میرے خیال میں انہوں نے اپنی تحریک استحقاق کا مطلب بھی اور متن بھی نہ سمجھنے کی کوشش کی ہے اور نہ ہی جو اس روز میں نے سٹیٹمنٹ دی تھی انہوں نے غالباً اس روز بھی صحیح طریقے سے میری سٹیٹمنٹ نہیں سنی اور نہ اس کے بعد اسے پڑھا۔ اس لیے ایک تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے اجلاس کے اندر ایوان میں جو میں نے سٹیٹمنٹ دی تھی یہ اس سے مطابقت نہیں رکھتی اور جناب سپیکر! یہ قطعی طور پر تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اس لیے کہ میں نے ایوان میں حکومت کا موقف بیان کیا تھا۔ میں ایوان کے اندر حکومت کی نمائندگی کر رہا ہوں اور میں نے واضح یہ بات کہی تھی کہ حکومت پنجاب نے ابھی تک کسی بھی بلدیاتی ادارے میں، کسی سیاسی شخص کو ایڈمنسٹریٹر مقرر نہیں کیا اور اس قسم کا کوئی فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا اور جناب سپیکر! اس کے بعد بھی اب تین چار روز گزر چکے ہیں اور وہی صورت حال جوں کی توں موجود ہے۔ جہاں تک ان کی بات کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ان سے کوئی شخص اگر شکست کھا گئے تو یہ تو انعام میں آ گئے۔ ان کے ذہن سے تو اب وہ بات دور ہو جانی چاہیے اور ان کے ذہن پر وہ شکست خوردہ شخص ابھی تک کیوں سوار ہے کہ اس کے خطوط اگر وہ کسی کو لکھے جاتے ہیں تو ان کے حوالے سے یہاں پر تحریک استحقاق پیش نہیں کی جا

سکتی۔ ان کا کوئی سیاسی مخالف اگر اپنی پارٹی کے کسی آدمی کو کوئی لیٹر لکھتا ہے۔ (مداخلتیں) آپ لوگ تو خاموش رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں جی وزیر قانون۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! جناب غلام عباس ان کو برابر Interrupt کر رہے ہیں۔

جناب غلام عباس، غلام عباس خود آپ سے بات کر لیں گے جب ضرورت ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اگر کوئی شخص جس کا حکومت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ وہ کوئی آفیسر نہیں ہے۔ رانا عیش بہادر نہ اسمبلی کے رکن ہیں۔ نہ وہ حکومت میں کسی ایسے عہدے پر موجود ہیں۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' ارشد عمران سلہری۔ آپ نے تحریک استحقاق دی۔ پھر آپ نے شارٹ سٹیٹمنٹ دی۔ اب اس کے جواب میں وہ بات کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ انہوں نے فرمایا۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ ان کی تقریر کا کوئی نقص نکال رہے ہیں کہ اٹھ کر جواب دینا چاہتے ہیں۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں۔ وہ جب ختم کر لیں گے اور اگر آپ مطمئن نہیں ہوں گے تو آپ کو میں پھر موقع دوں گا۔ یہ طریقہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، ابھی میرے خیال میں روایات سمجھنے میں کچھ وقت لگے گا۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔ جناب سپیکر! رانا عیش بہادر کے بارے میں' میں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ نہ اسمبلی کے رکن ہیں نہ وہ حکومت کے کوئی سرکاری اہلکار ہیں۔ اگر وہ ایک پارٹی کے لیڈر ہونے کی حیثیت سے اپنی پارٹی کے کسی زون کے صدر کو اپنے pad پر کوئی تحریر لکھتے ہیں یا کوئی خط لکھتے ہیں یا کسی کارپوریشن کے اندر کام کے لیے اسے وہ بھیجتے ہیں تو وہ ان کا معاملہ ہے اور ایوان سے باہر ہے اور جناب سپیکر! سرکاری معاملات سے ہٹ کر یہ ان کا معاملہ ہے۔ حکومت نے قطعی طور پر کسی شخص کے بارے میں کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا۔ کسی کو ایڈمنسٹریٹر مقرر نہیں کیا۔ کسی کو سب ایڈمنسٹریٹر مقرر نہیں کیا۔ اس لیے میں اپنی اس سٹیٹمنٹ پر آج بھی قائم ہوں کہ حکومت نے ابھی تک کسی غیر سیاسی شخص کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اور نہ تعیناتی کی ہے اس لیے یہ تحریک استحقاق نہیں

بنتی اور جناب سپیکر! رانا صیش بہادر نے جو کچھ لکھا ہے وہ حکومت کی طرف سے نہیں لکھا گیا اور جب وہ تحریر حکومت کی طرف نے نہیں ہے اس لیے میں نے کوئی غلط بیانی نہیں کی۔ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

میاں عبدالستار، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! آج سے کوئی تین روز پہلے کی بات ہے کہ میرے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات ہوئی تھی اور اس وقت جناب بھی تشریف رکھتے تھے اور میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ اس وقت لاہور میں جو میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے وہاں کے تمام دفاتر میں پیپلز پارٹی کے چیئرمین حضرات کو عوامی کونسلر بنا دیا گیا اور کارپوریشن کے جو زونل آفیسر ہیں وہاں پر ڈپٹی میئر ان لوگوں کو بنایا گیا ہے جو حالیہ صوبائی انتخاب میں الیکشن ہارے ہیں تو جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ جو وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ کوئی نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ جناب میں مانتا ہوں کہ کوئی نوٹیفکیشن نہیں ہوا لیکن اس وقت اصل بات یہ ہے کہ وہ سارے کے سارے عملاً کام کر رہے ہیں اور انہوں نے بطور عوامی کونسلر اور ڈپٹی میئر ان دفاتر پر اپنا قبضہ جما رکھا ہے اور میں نے خاص طور پر یہ بات کہی تھی کہ چند دفاتر ایسے ہیں جنہیں مجسٹریٹس صاحبان نے سیل کیا تھا اور ان سیلوں کو توڑ دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر بڑا ہی مختصر اور جامع ہوتا ہے اور اس پر آپ یہی کہہ سکتے تھے۔۔۔

میاں عبدالستار، میں اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ اب آپ بیٹھ جائیں۔ بات ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس پر اپنا فیصلہ دیتا ہوں۔ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ دینے لگا ہوں میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ جی پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں۔۔۔

حاجی عرفان احمد ڈاہا، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بھی پرانے پارلیمنٹرین ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ کی تیسری یا چوتھی ٹرم ہے۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے آپ مجھے اس پر پہلے اپنا فیصلہ دے دینے دیں۔ اس کے بعد آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیے۔

میرے نقطۂ نظر کے مطابق چونکہ وزیر موصوف نے یہاں پر وضاحت سے کہہ دیا ہے کہ کوئی نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ حکومت نے کوئی فیصلہ نہیں کیا اور حکومت کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی تو وزیر موصوف کی جو ایوان میں بات ہوتی ہے اس کو درست سمجھا جاتا ہے تاکہ دوسری صورت میں اسے کوئی ثابت نہ کر دے کہ یہ غلط بات ہے اس لیے میں کہوں گا کہ اس بیان کے بعد میاں عبدالستار کے پوائنٹ آف آرڈر کی کوئی ضرورت نہیں ہونی چاہیے تھی کیونکہ انہوں نے بڑا واضح بیان دیا ہے اور اسے ہمیں درست تسلیم کرنا چاہیے۔ جی جناب ارشد عمران سلہری' اس بیان کی موجودگی میں جو انہوں نے یہاں دیا ہے کیا آپ کی تسلی ہو گئی ہے یا آپ مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میری جب تسلی ہو جائے گی تو میں بیٹھ جاؤں گا۔

حاجی عرفان احمد ڈاہا، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! وزیر صاحب نہیں مانتے کہ ان کے متعلق کوئی نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ اور سلہری صاحب کہتے ہیں کہ وہ وہاں قبضہ کیے بیٹھے ہیں تو جناب والا بہتر ہے کہ ایک کمیٹی بنا دیں۔ اور ان کے لیے دفتر کی بجائے کوئی باہر جگہ مخصوص کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ کی مہربانی شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! اسمبلی میں یہ جو معاملات پیش کیے جا رہے ہیں ان کی ایک حقیقت ہے اور جو رانا عیش بہادر کا نام جناب ارشد عمران سلہری نے لیا جناب والا! میرے پاس دستاویزات موجود ہیں کہ انہوں نے کارپوریشن سے سٹریٹ لائٹیں لے کر اپنے بارے ہوئے کونسلروں کے مختلف علاقوں میں مثلاً اچھرہ میں' رحمان پورہ اور دور دراز علاقوں میں تقسیم کی ہیں اب بھی وہ ڈپٹی میئر کے دفتر پر قابض ہو کر۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب آپ پہلے تشریف رکھیں۔ پھر میں بات کرتا ہوں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! پہلے میں اپنی پوری بات تو آپ کے گوش گزار کر دوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔۔۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اس طرح قانون کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں کیونکہ لوگ سرکاری ایجنسیوں کے فنڈز۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کرتا ہوں۔۔۔

دیکھیں۔ آپ نے ایک بات کر دی ہے اور آپ وہی بات دھرا رہے ہیں جو میاں عبدالستار نے کہی ہے اور میں نے اس پر اپنی رولنگ دی ہے اور میں نے واضح جو بات کی ہے اس تحریک استحقاق کا مقصد بھی یہی تھا کہ حکومت کے نوٹس میں آ جائے کہ وہاں پر یہ غیر قانونی حرکت ہو رہی ہے اور یہ بات واضح طور پر ہو گی اور انہوں نے نوٹس لیا ہے اب میرے خیال میں مقصد پورا ہو گیا ہے حکومت نے اس بارے میں نوٹس لے لیا ہے۔ اور اگر وہ ایسی کوئی بات کر رہے ہیں تو میرے خیال میں وہ اب نہیں ہو گی۔ کیونکہ انہوں نے واضح طور پر یہ کہہ دیا ہے۔ شکریہ۔۔۔جی ارشد عمران سلہری۔ اس بیان کی روشنی میں میرے خیال میں اب آپ اس کو پریس نہیں کریں گے۔ کیونکہ انہوں نے واضح طور پر کہہ دیا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں اس معاملے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حکومت نے ابھی تک ایڈمنسٹریٹر کا کوئی نوٹیفکیشن نہیں کیا اور وزیر موصوف کی اس بات سے اندازہ بھی ہوتا ہے کہ وہ آئندہ ایسا اقدام کرنے والے ہیں بہرحال گزارش یہ ہے کہ رانا عیش بہادر جو کہ پیپلز پارٹی کے اس زون کے صدر ہیں اور رانا نصر محمود جو اس حلقے سے پیپلز پارٹی کے صدر ہیں ان کو انہوں نے نامزد کیا ہے کہ حلقہ 86 کے جو لوکل باڈی کے امور ہیں وہ Chief Sanitation Officer کے نام پر نمٹائیں گے۔ اور جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ارشد عمران سلہری صاحب' طریقہ یہی ہے کہ یہ بات اب بار بار ایوان میں نہیں آئے گی۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ وزیر صاحب کے بیان سے مطمئن ہیں یا نہیں ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں مطمئن نہیں ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ جو معاملات لوکل باڈیز کے نام پر ہو رہے ہیں اور جو لاہور یا پنجاب کے اندر ہو رہے ہیں۔ اس کے اوپر ایک کمیٹی بنا دی جائے تاکہ یہ جو ہمارے بلدیاتی ادارے ہیں جن کا کیس ابھی چل رہا ہے ہمارے ایوان کے اندر اس کی ایک کمیٹی بننی چاہیے کہ جس طرف میں نے اشارہ کیا ہے کل کو لاہور کے اندر عوام آپس میں دست و گریبان ہو جائیں گے لہذا جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ کارپوریشن کا جو لاکھوں روپے کا

میٹریل ہے مثلاً سڑکوں کے فنڈز ہیں ان کو یہ غیر منتخب نمائندے اپنی مرضی کے ساتھ اپنے علاقوں میں استعمال کرانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ اب میں اس پر اپنی رولنگ دیتا ہوں۔

سید تابش الوری، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! چونکہ یہ پریویلج کا مسئلہ ہے اور جناب وزیر قانون نے کہا ہے کہ یہ کسی طرح سے بھی پریویلج نہیں بنتی تو جناب والا! میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ یہ ایک جائز پریویلج موشن ہے اور انہوں نے اس بنیاد پر یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ جو شخص ممبر اسمبلی نہیں ہے وہ متبادل رکن اسمبلی کی حیثیت سے ڈائریکٹو جاری کر رہا ہے۔۔۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب غلام عباس پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔ اور پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کا نام نہیں لیا۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا تھا۔

آوازیں، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں اور انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلو پہلے ان کو کر لینے دیں ویسے کیا پوائنٹ آف آرڈر اتنا لمبا ہوتا ہے۔

سید تابش الوری، میں نے تو یہی کہا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ قواعد وضوابط کے مطابق۔۔۔

سید تابش الوری، جناب میں رولز کے مطابق یہ کہہ رہا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اسے specific کریں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ایک شخص متبادل رکن اسمبلی کی حیثیت سے ان کے حلقے میں کردار انجام دے رہا ہے اور ڈائریکٹو جاری کر رہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سید تابش الوری، جناب یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔۔۔یہ تحریک استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سید تابش الوری، انہوں نے یہ کہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے جی۔۔۔جی غلام عباس صاحب۔

سید تابش الوری، جناب والا! پہلے مجھے اپنا پوائنٹ آف آرڈر مکمل کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب۔ میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ غیر منتخب نمائندوں کو آج اختیارات دینا غیر قانونی ہے تو میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیئر ٹیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب' افسوس ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب غلام عباس، میاں نواز شریف صاحب جب وزیر اعظم تھے اور انہوں نے میاں شہباز شریف صاحب کو اختیارات دیے ہوئے تھے کیا وہ قانونی تھے یا غیر قانونی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ یہ بھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ I rule it out. This is no point of order. میں ارشد عمران سلہری کی تحریک استحقاق کو رول آؤٹ کرتا ہوں اب ہم تحاریک التوائے کار پر چلتے ہیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! کل میں نے یہاں پر ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے تو میں آپ سے یہ چاہوں گا کہ جو میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے اس سے نہ صرف میرے ایوان کے بلکہ پورے پاکستان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں لہذا مجھے اسے یہاں پر پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ میں اب اگلے chapter پر چلا گیا ہوں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! وہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ پاکستان۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، صاحب زادہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔۔۔تشریف رکھیں۔۔۔تشریف رکھیں۔۔۔ میں نے تقریباً پونا گھنٹا تحاریک استحقاق کو دیا ہے۔ اب اس طرح سے تو اور کوئی بزنس نہیں ہو سکے

گا۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، حضور والا! اگر قرآن کے حقوق کے تحفظ کی بات ہم نہیں کر سکتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دوں گا کیونکہ میں نے اعلان کر دیا ہے۔ میرا ایمان میرے ساتھ ہے۔ میں اپنے آپ کو سمجھتا ہوں آپ اس طرح سے میرے ایمان پر حملہ نہیں کر سکتے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب یہ قرآن کے حقوق کے تحفظ کی بات ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں قرآن شریف کو بھی سمجھتا ہوں۔ میں مسلمان ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ صحیح مسلمان ہوں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ میں اس طرح سے اجازت نہیں دوں گا۔

جی تحریک التوائے کار نمبر 21۔ تابش الوری صاحب، میاں عمران مسعود، ڈاکٹر محمد شفیق چودھری۔۔۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، ٹھیک ہے جی۔ میں اس پر بائیکاٹ کرتا ہوں۔ (اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے کافی ممبر حضرات بائیکاٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، میں نے جو تحریک استحقاق دی ہے وہ نہایت ہی حساس ہے اور وزیر اعلیٰ کے مشیر کی گرفتاری اور رہائی سے متعلق ہے۔ اور میں نے اجلاس کے شروع میں پیش کر دی تھی۔ جناب نے وعدہ کیا تھا کہ میں نے چھان بین کے لیے بھیجی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ جناب تابش الوری صاحب!

سید تابش الوری، ڈاکٹر شفیق صاحب کی تحریک استحقاق نہایت اہم ہے اور ریاض فتیانہ صاحب جو کہ وزیر اعلیٰ کے مشیر ہیں اور اسمبلی کے معزز رکن ہیں۔ ان کی گرفتاری ہوئی ہے، ان کی رہائی ہوئی ہے اور قاعدے کے مطابق اس کی اطلاع دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہمیں آپ سے زیادہ پیار اور محبت ہے، ہمیں بھی احساس ہے لیکن ایسی بات نہیں ہے۔

سید تابش الوری، یا تو آپ بتائیں کہ ان کی گرفتاری نہیں ہوئی' ان کی اطلاع نہیں دی گئی۔ ہمیں جو اطلاع دی گئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ باقاعدہ ان کو حراست میں رکھا گیا' ان پر فائرنگ کرنے کا الزام عائد کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں تحاریک التوائے کار پر ہوں۔ میں نے تحاریک استحقاق کو پونے گھنٹے سے بھی زیادہ وقت دیا ہے۔ آج ہم نے قانون سازی بھی کرنی ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا بھی آدھا گھنٹا ہے۔ اس وقت میں ہم نے نماز کا وقفہ بھی رکھا ہوا ہے۔ آپ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھیں۔ اب میں آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 20 پکار رہا ہوں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ نے دونوں قاعدوں کی خلاف ورزی کی ہے۔ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں۔ آپ کو کہا جا رہا ہے کہ ایک رکن گرفتار ہوا ہے' اس کی رہائی ہوئی ہے اور آپ کو اطلاع نہیں دی گئی۔ آپ اس کو سنجیدہ معاملہ نہیں سمجھ رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کی کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔ ورنہ سپیکر صاحب کو اطلاع ہوتی۔

جناب غلام عباس، میرے فاضل دوست کو بتا دیجئے کہ ***

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہ کارروائی حذف کرتا ہوں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! اس رویہ کے خلاف ہم نو کن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب سپیکر! اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ غلط ہے تو پھر مجھے اجازت دیں کہ میں روزنامہ "نوائے وقت" اور روزنامہ "جنگ" کے خلاف تحریک استحقاق لاؤں کہ انہوں نے کیوں غلط خبر لگائی۔ آپ ہاں یا ناں میں جواب دیں۔ نہ آپ قاعدے کی بات کرتے ہیں نہ بنیادی حقوق کی بات کرتے ہیں۔ میں آپ کے رویہ کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک سید تابش الوری' میاں عمران مسعود اور ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب کی طرف سے ہے۔

میاں مناظر علی رانجھا، جناب سپیکر! وزیر قانون اور دوسرے دو چار دوستوں کو بھیجیں جو اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر ایوان میں واپس لائیں۔

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، رانجھا صاحب' ایک تو آپ خود جائیں۔ دوسرے امان اللہ خان اور میاں افضل حیات صاحب جائیں اور معزز اراکین کو بتائیں کہ آپ کے اور ہمارے سامنے بڑا بزنس ہے اس لیے وہ تشریف لے آئیں۔ جو معزز ممبران لابی میں ہیں وہ تو اندر تشریف لے آئیں کیونکہ ہاؤس adjourn نہیں ہوا ہے۔ آپ یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ بھی باہر گئے تو یہ بھی باہر گئے۔ میں اس بات کا نوٹس لے رہا ہوں کہ سرکاری بنچز کو کام میں دلچسپی لینی چاہیے۔ اس طرح کام نہیں چلتا جس طرح میں دیکھ رہا ہوں۔ معزز اراکین دو لمحے بھی یہاں آرام سے نہیں بیٹھ سکتے۔ صورت حال یہ ہے کہ اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے اور حکومتی اراکین بھی یہاں تشریف فرما نہیں ہیں۔

(اس مرحلہ پر اراکین حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، فاضل اراکین اپوزیشن ایوان میں تشریف لا چکے ہیں۔ اصل میں ایسی بات کوئی نہیں تھی۔ بات صرف یہ تھی کہ میں نے وقت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ کیونکہ میرے نقطۂ نظر میں آج شاید کارروائی کا آخری دن ہے۔ یہاں مجھے بتایا گیا ہے اور میں نے بھی قاعدہ 25 پڑھا ہے۔ اس میں قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم کے بارے میں ہے۔ میں اپنی رولنگ کو واپس لیتے ہوئے اجازت دیتا ہوں صاحب زادہ محمد فضل کریم خان صاحب کو کہ وہ صرف پڑھ دیں۔ اس پہ آگے تقریریں وغیرہ نہیں ہوں گی۔

وفاقی وزیر قانون کی جانب سے سکولوں میں قرآن پاک ناظرہ تعلیم عام کرنے کی مخالفت

صاحبزادہ محمد فضل کریم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جس اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور کی اشاعت مورخہ 22 دسمبر 1993ء کے مطابق وفاقی وزیر قانون اقبال حیدر نے قرآن پاک کی سکولوں میں ناظرہ تعلیم کو عام کرنے کی جو مخالفت کی ہے اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ ایک اسلامی مملکت کے وزیر کا کھلے عام قرآن پاک کی تعلیم کی مخالفت کرنا انتہائی افسوسناک بات ہے جو آئین پاکستان کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ اراکین صوبائی اسمبلی جو کہ ماشاء اللہ مسلمان ہیں' وزیر قانون کے اس رویہ سے ان کے جذبات اور احساسات مجروح ہوئے ہیں۔ اسلامی مملکت میں ایسے وزیر کو رہنے کا کوئی حق

نہیں ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ پاکستان کے حصول کا مقصد ہی قرآن و سنت کی بالا دستی تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وفاقی وزیر کا یہ بیان پاکستان کی نظریاتی اساس کو تباہ کرنے کے مترادف ہے میں ایک ممبر کی حیثیت سے یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پورے ایوان کا استحقاق چاہے وہ ارباب اقتدار میں ہوں یا حزب اختلاف میں ہیں مجروح ہوا ہے کیونکہ قرآن کا مسئلہ خالصتاً کسی ایک پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کا اجتماعی مسئلہ ہے اور اگر ایک ایسا ذمہ دار آدمی جس کے سپرد قانون کا قلمدان ہے اس کی زبان سے آئے دن اسلامی تعزیرات کے متعلق، حدود آرڈیننس سے متعلق باتیں کی جائیں اور ہم خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں اور کل پھر انہوں نے قرآن سے متعلق جو بات کی اس سے میرے جذبات انتہائی مجروح ہوئے ہیں میں ہاؤس کی وساطت سے آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر. اس مختصر بیان کے بعد میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ چونکہ یہ تحریک استحقاق ایک اخبار "پاکستان" کی خبر سے متعلق ہے اور آپ بھی بہتر سمجھتے ہیں کہ اخبارات میں بعض ایسی باتیں بھی آ جاتی ہیں جو کہ مصدقہ نہیں ہوتیں۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ پاکستان میں اس ملک میں کوئی شخص بھی خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو، کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو وہ قرآن پاک کی تعلیم کو بند کر دے۔ میں یہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ہمارا وعدہ یہی ہوا تھا کہ اس کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ لہذا میں اس کو ملتوی رکھتا ہوں کیونکہ یہ نہایت اہم نوعیت کی ہے اس لیے حکومت بھی اس بارے میں دریافت کرے گی اور س پر اپنا بیان دے گی۔ اب ایک تحریک استحقاق چودھری پرویز الٰہی صاحب کی تھی چونکہ اس پر فیصلہ زیر التواء تھا چودھری صاحب نے کئی دفعہ اصرار بھی کیا کہ میری تحریک استحقاق ہے اس پر one way or the other فیصلہ نہیں کیا جاتا تو میں اس کا فیصلہ سناتا ہوں۔

اپنی تحریک استحقاق نمبر 2 مورخہ 30 اکتوبر 1993ء کے ذریعے چودھری پرویز الٰہی ایم پی اے نے۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شوکت داؤد صاحب آپ تشریف رکھیں۔ کیونکہ جب سپیکر بول رہا ہو تو پھر کوئی چیز پوائنٹ آؤٹ نہیں ہوسکتی یہاں تک کہ پوائنٹ آف آرڈر کی بھی اگر خلاف ورزی ہو رہی ہو تو پھر ہو سکتا ہے ویسے نہیں ہو سکتا۔

چودھری پرویز الٰہی اور چودھری شجاعت حسین کے گھر پر فائرنگ کے موضوع پر چیئر کی رولنگ

چودھری پرویز الٰہی، ایم پی اے نے 23 اکتوبر 1994ء کے اخبارات میں چھپنے والی اس خبر کی طرف ایوان کی توجہ دلائی جس کے مطابق 22 اکتوبر 1993ء کو وفاقی وزیر مملکت جناب احمد مختیار کی قیادت میں جشن وزارت کے سلسلے میں گجرات میں دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک غیر قانونی جلوس نکالا گیا جس میں صوبائی اسمبلی کے دو ہارنے والے امیدوار جناب مشتاق پگال والا اور جناب سرور جوڑا بھی شامل تھے۔ جلوس کے شرکاء نے محرک اور چودھری شجاعت حسین کے مشترکہ گھر کے سامنے سے گزرتے ہوئے انتہائی غلیظ زبان استعمال کی اور گھر کی طرف اندھا دھند فائر کر کے خواتین اور بچوں میں خوف و ہراس پیدا کیا۔ اپنے مختصر بیان میں فاضل محرک نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ان کے آدمی مذکورہ وفاقی وزیر کے خلاف پرچہ درج کروانے گئے تھے تاہم ان کے خلاف پرچہ درج کرنے کی بجائے محرک کے ساتھیوں کے خلاف پرچے درج کیے گئے۔

یکم نومبر کو وزیر قانون نے تحریک استحقاق کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا کہ مذکورہ وفاقی وزیر حلف لینے کے بعد جب اپنے آبائی شہر گجرات آئے تو ان کے ہزاروں حامیوں نے ان کا استقبال کیا اور اپنی سوچ اور خیالات کے مطابق خوشی کے جذبات کا اظہار کیا چند لوگوں نے ہوائی فائرنگ کی۔ اور پٹاخے وغیرہ بھی وہاں چلائے گئے۔ فائرنگ اور دفعہ 144 کی خلاف ورزی کے بارے میں تھانہ بی ڈویژن میں مقدمہ نمبر 189 مورخہ 22 اکتوبر 1994ء جرم کے تحت درج کیا گیا۔ معاملہ زیر تفتیش ہے اور ملزمان کی تلاش اور گرفتاری کے لیے انتظامیہ کو واضح ہدایات دے دی گئی ہیں۔ وزیر قانون نے مزید بتایا کہ ان کی اطلاع کے مطابق پولیس نے ہوائی فائرنگ کرنے والے افراد کو جلوس سے گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر وہ وقوعہ سے بھاگ گئے البتہ پولیس نے اس بات کو یقینی بنایا کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کے گھر کو نقصان نہ پہنچے۔ جلوس میں سے کوئی شخص ان کے گھر میں مداخلت بے جا

نہ کرے اور کوئی تخریبی کارروائی نہ کرے۔ وزیر قانون نے اس بات پر زور دیا کہ تحریک استحقاق میں یہ الزام نہیں لگایا گیا کہ مذکورہ وفاقی وزیر یا ان کے ملازمین نے غلیظ زبان استعمال کی ہے یا ہوائی فائرنگ کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ فنی لحاظ سے یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی کیونکہ تحریک استحقاق صرف وہی ہوتی ہے جس کا تعلق آئین اور قانون کی رو سے بطور رکن صوبائی اسمبلی عطا کردہ خصوصی استحقاق سے ہو اور جس میں استحقاق مجروح کرنے والے شخص کا ذکر ہو۔ یہ تو تھے facts۔ پہلا fact تھا محرک کا دوسرا وزیر قانون کا اب فاضل سپیکر صاحب کی رائے ہے۔

"آئین پاکستان قواعدوضوابط اسمبلی اور روایات کی روشنی میں تحریک استحقاق کا بغور جائزہ لیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک ناخوشگوار واقعہ ہے تاہم قوانین وضوابط کے تحت ہی اس بابت کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ تحریک استحقاق میں بھی ایسے اشخاص کی نشاندہی نہ کی ہے جنہوں نے فائرنگ کی اور غلیظ زبان استعمال کی اور نہ ہی کسی مخصوص فرد پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اس کی ایماء پر ایسا کیا گیا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ جشن فتح کے جوش میں بے قابو ہجوم میں سے چند نامعلوم اشخاص نے یہ حرکت کی۔ جرم اور استحقاق کے مجروح ہونے میں فرق ہے۔ اس طرح پولیس کی تفتیش اور استحقاق کمیٹی کی انکوائری میں بھی ایک واضح فرق ہے۔ اسمبلی کی کمیٹی صرف اس بات کا تعین کر سکتی ہے کہ کیا مخصوص شخص یا اشخاص پر لگائے گئے الزامات ہیں؟ اور کیا یہ واقعات استحقاق مجروح کرنے کا باعث بنے ہیں؟ اور اگر ایسا ہے تو اسمبلی کو کیا کارروائی کرنا چاہیے؟ پولیس کی تفتیش کا دائرہ کار بہت وسیع ہوتا ہے اسے وہ تمام اختیارات اور علم و فن حاصل ہے جن کی مدد سے وہ نامعلوم مزمان کو بھی تلاش کر سکتی ہے۔ اور ان پر مقدمات قائم کر کے سزا دلوا سکتی ہے۔ اسمبلی کی کمیٹی کو نہ تو فوجداری مقدمات کی تفتیش کے اختیارات حاصل ہیں اور نہ ہی اس کے لیے ایسا کرنا ممکن ہے۔ مذکورہ واقعہ کی بابت مقدمہ درج ہو چکا ہے اور ملکی قوانین کے مطابق کارروائی جاری ہے۔ اندریں حالات اسمبلی کی مداخلت نہ تو قانونی طور پر ممکن ہے نہ ہی اس کی ضرورت ہے اور نہ ہی ایسا کرنا سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔ مزید برآں بیان کردہ واقعات سے فاضل رکن اسمبلی کے کسی استحقاق کے مجروح ہونے کا پہلو بھی نہیں نکلتا لہذا تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا گیا تھا جو سید ظفر علی شاہ اور سید تابش الوری صاحب نے اٹھایا تھا۔ اس وقت میں بطور سپیکر صدارت کر رہا تھا اور میں نے بھی اس کو rule out کیا تھا لیکن

میں نے کہا تھا کہ میں بعد میں اس کا وضاحت کے ساتھ فیصلہ دوں گا۔ تو میں اس پر فیصلے کا اعلان کرتا ہوں۔

قاعدہ 75(4) کے تحت بجٹ کے دوران ہنگامی قوانین پیش کرنے کے بارے پوائنٹ آف آرڈر پر چیئر کی رولنگ

جناب ڈپٹی سپیکر، مورخہ 15۔نومبر 1993ء کو سید ظفر علی شاہ صاحب نے یہ نکتہ اعتراض اٹھایا تھا کہ اسمبلی کے قواعد و ضوابط خصوصی طور پر قاعدہ نمبر 75(4) کے تحت ہنگامی قوانین اسمبلی میں پیش نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے اپنے مؤقف کے حق میں دلائل دیتے ہوئے قاعدہ 107(2) کا حوالہ بھی دیا اور کہا کہ میزانیہ کسی مجلس قائمہ یا مجلس منتخبہ کے سپرد نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کوئی تحریک اس سلسلہ میں پیش ہو سکتی ہے۔ ان کے استدلال کے مطابق اس دن ہنگامی قوانین ایوان میں پیش نہیں کیے جا سکتے جو بجٹ کے کسی مرحلہ کے لیے مقرر ہو۔ سید تابش الوری صاحب نے نکتہ اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا کہ روز میزانیہ زیر غور ہو اس روز بشمول ہنگامی قوانین کو پیش کرنے کے اور کوئی ایٹم فہرست کارروائی پر نہیں لائی جا سکتی۔ انہوں نے دوسرا نکتہ اعتراض یہ اٹھایا کہ قواعد و انضباط کار کے مطابق جو بھی تحریک پیش ہو اور جو ایجنڈا بھی زیر غور آنے والا ہو اس کا نوٹس مقررہ دن سے دو دن قبل اراکین اسمبلی کو پہنچنا چاہیے۔ مگر جو ایجنڈا اراکین میں تقسیم کیا گیا تھا اس میں ہنگامی قوانین کو پیش کرنے سے متعلق ایٹم موجود نہیں تھی ان کے نقطہ نظر کے مطابق جب ایجنڈا ایک مرتبہ اراکین اسمبلی میں تقسیم ہو جائے تو اس میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ میں نے مورخہ 15 نومبر 1993ء کو نکتہ ہائے اعتراض کو خلاف ضابطہ قرار دیتے ہوئے تفصیلی رولنگ بعد ازاں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ میں نے اس اہم مسئلہ کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سید ظفر علی شاہ صاحب کا یہ مؤقف کہ قاعدہ 75(4) کے تحت ہنگامی قانون کو اسمبلی میں پیش کرنے کے لیے ایجنڈا پر نہیں لایا جا سکتا تھا درست نہیں ہے کیونکہ قاعدہ 74(4) سرکاری مسودات قانون کے متعلق ہے اور حکومت کا یہ حق ہے کہ وہ جس بل کو متعارف کرانا چاہے اسے فہرست کارروائی پر لائے مگر ہنگامی قانون چونکہ پیش ہونے کے ساتھ از خود مسودہ قانون کی شکل و حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ لہٰذا سید ظفر علی شاہ صاحب کے اس استدلال سے میں قطعاً اتفاق نہیں کرتا بلکہ میری دانست میں قاعدہ 75(4) کا حوالہ سراسر غیر متعلقہ ہے۔ جہاں تک قاعدہ نمبر 107(2) کا تعلق ہے تو اس کی سادہ سی تشریح یہ ہے کہ بجٹ مجلس قائمہ یا مجلس منتخبہ کے سپرد نہیں کیا جائے گا

اور نہ ہی بجٹ سے متعلق کوئی تحریک پیش کی جائے گی اس لیے اس ضمن میں ہنگامی قوانین کو پیش کرنے یا نہ کرنے کا قطعاً کوئی ذکر یا تعلق اس قاعدہ سے نہیں ہے۔ جہاں تک سید تابش الوری صاحب کے اس مؤقف کا تعلق ہے کہ حکومت تقسیم شدہ ایجنڈا میں بعد ازاں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی تو یہ بھی درست نہیں ہے اور نہ ہی قواعد میں ایسی شق رکھی گئی ہے بلکہ حکومت جب چاہے ایجنڈا تبدیل کرنے کا اختیار رکھتی ہے اور اراکین کو اس کی اطلاع دے دی جاتی ہے اس سلسلہ میں پارلیمانی روایات اور بیشتر مثالیں موجود ہیں جہاں حکومت نے نظر ثانی شدہ ایجنڈا جاری کیا یا ایوان میں پیش کیا جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ ایجنڈا کتنے دن پیشگی اراکین کو ارسال کیا جانا چاہیے تو اس سلسلہ میں قاعدہ 163 بالکل واضح ہے کہ ایجنڈا اراکین اسمبلی کو ایوان میں ان کی نشستوں پر بھی مہیا کیا جا سکتا ہے۔ سید تابش الوری صاحب کا دوسرا نکتہ یہ تھا کہ جس روز میزانیہ ایوان میں زیر غور ہو اس روز کوئی اور تحریک بشمول ہنگامی قوانین کو اسمبلی میں پیش کرنے سے ایوان میں پیش نہیں ہو سکتی تو اس ضمن میں میری نظر سے کوئی ایسی پابندی نہیں گزری کہ جس روز میزانیہ ایوان میں زیر غور ہو اس روز ہنگامی قوانین ایوان میں پیش نہیں کیے جا سکتے اور نہ ہی معزز رکن نے کسی قاعدہ کے حوالے سے ایسی پابندی کی نشان دہی کی ہے۔ ویسے بھی جب ہنگامی قوانین پیش کیے تھے تو بحث سے متعلق تمام کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ ان وجوہات کی بناء پر سید ظفر علی شاہ صاحب اور سید تابش الوری صاحب اراکین اسمبلی کی طرف سے اٹھائے گئے نکتہ ہائے اعتراض کو خلاف ضابطہ قرار دیا گیا ہے۔ شکریہ جی۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! آج میری تحریک استحقاق ہے جس میں ضلع یہ کے بہت سارے محکموں نے رشوت لے کر ملازمین کو بھرتی کیا ہے نالائق اور نااہل ملازمین کو بھرتی کیا ہے اور اس سے لائق غریب اور مستحق لوگ اپنے حق سے محروم رہ گئے ہیں۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں وہ پیش کروں۔ کیونکہ میں اس وقت نہیں تھا جب آپ نے پکارا تھا۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں میں نے تحریک استحقاق پیش کرنے کے لیے آپ کا نام پکارا تھا معزز اراکین گواہ ہیں بلکہ میں نے ادھر ادھر بھی دیکھا تھا کچھ لیٹ بھی کی تھی کہ شاید آپ لابی سے تشریف لے آئیں لیکن آپ نہیں آئے۔ چونکہ ایک طریق کار ہے اور میں معذرت خواہ ہوں کہ ہم اس لمحہ تحریک التوائے کار لے چکے ہیں۔ تو تحریک التوائے کار نمبر 21' سید

تابش الوری صاحب، میاں عمران مسعود صاحب اور ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب کی ہے اب ہم اس پر چلتے ہیں۔ جی ملک غلام عباس آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھو کھر، جی جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایئے۔

ملک محمد عباس خان کھو کھر، جناب والا! میں نے ایک قرارداد دی تھی جو ایجنڈے میں شامل نہ ہو سکی اور میں نے اس کے بارے میں لاء منسٹر صاحب سے بھی بات کی تھی۔ وہ انتہائی ضروری ہے پنجاب کے کافی لوگ اس سے متاثر ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ وزیر زراعت سے بات کر لیں اگر وہ کہہ دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب بات سنیں۔ اب ہم تحریک التوائے کار پہ ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھو کھر، جناب والا! میں نے ایک قرارداد دی تھی جو ایجنڈے میں شامل نہ ہو سکی اور میں نے اس کے بارے میں لاء منسٹر صاحب سے بھی بات کی تھی۔ وہ انتہائی ضروری ہے پنجاب کے کافی لوگ اس سے متاثر ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ وزیر زراعت سے بات کر لیں اگر وہ کہہ دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب بات سنیں۔ اب ہم تحریک التوائے کار پہ ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھو کھر، انہوں نے کل مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اسے آج پیش کرا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی ہم تحریک التوائے کار کو لے لیں اس کے بعد میں دریافت کروں گا۔

ملک محمد عباس خان کھو کھر، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب آپ پیش کرنا چاہتے ہیں۔

سید تابش الوری، تحریک التوائے کار؛

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں جی تحریک التوائے کار 21۔ یہ آپ کی میاں عمران مسعود صاحب اور ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب کی طرف سے ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! 21 ہے ناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں جی 21 نمبر ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! تحریک التوائے کار 19 بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پر تو لکھا ہوا ہے کہ 'lapsed'...no one present 22-12-93 کو کہ جب یہ پکاری گئی تھی تو کوئی حاضر نہیں تھا اس لیے lapse ہو گئی ہے۔ جی میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر یہ ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! ہمارے واک آؤٹ کرنے سے پہلے دو تحاریک استحقاق تھیں ایک میاں فضل کریم صاحب کی طرف سے تھی اور دوسری ڈاکٹر شفیق چودھری' میاں فضل حق صاحب' شوکت داؤد صاحب' انعام اللہ خان نیازی صاحب اور میری طرف سے تھی۔ اور ہم اس میں پیش کرنا چاہتے تھے کہ ریاض فتیانہ صاحب جو اس اسمبلی کے فاضل رکن ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب آپ تشریف رکھیں یہ مسئلہ تو میں نے پہلے ہی dispose of کر دیا ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا! ہمیں تو بولنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے dispose of کر دیا ہے۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم تحریک استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب واک آوٹ ہوا تھا تو یہی وعدہ ہوا تھا کہ صاحب زادہ فضل کریم صاحب تحریک پڑھ دیں۔ میں تو پہلے ہی چلا گیا تھا۔ یہاں پہ تقریباً پونے گھنٹے میں تمام تحاریک استحقاق dispose of ہو گئی تھیں۔ آپ نے یہ آج ہی پیش کی ہے؟

میاں عبدالستار، جی آج ہی کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس لیے یہ کوئی اتنا اہم مسئلہ نہیں ہے جتنا آپ کہہ رہے ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ جس وقت یہ تحریک استحقاق شروع ہوئی تھی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ سب سے پہلے داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ بات کی کہ ہم تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وعدہ یہی ہوا تھا کہ یہ تحریک استحقاق پڑھی جائے گی اس کے بعد آپ یہ لے لیں۔ کیونکہ دو پوائنٹ آف آرڈر تھے۔ نکتہ استحقاق تھا وہ dispose of کرتے تھے۔ تو براہ مہربانی آپ

ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلنے دیں۔

میاں عبدالستار: جناب والا! فاضل رکن کل الیکشن پر موجود تھے وہ ایڈوائزر بھی ہیں کل وہاں پر موجود تھے ان پر الزام یہ لگایا گیا ہے کہ انہوں نے جعلی ووٹ بھگتائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: I rule out this point of order.

اب میری فائنل رولنگ آ گئی ہے۔ جی قائد حزب اختلاف۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب والا! گوجرانوالہ میں کل بڑی دھاندلی ہوئی ہے' وہاں پر غنڈہ گردی ہوئی ہے۔ وہاں پر مار کٹائی ہوئی ہے۔ بیلٹ پیپر بیلٹ بکس میں stuff کیے گئے ہیں۔ لاہور میں گوجر خان میں نوبہ ٹیک سنگھ میں اور اب گوجرانوالہ میں جو کچھ ہوا ہے یہ انتخابات کا مذاق بن چکا ہے اور گورنمنٹ ہر چیز کو compromise کر رہی ہے تہہ و بالا کر رہی ہے اور عوام کے مینڈیٹ کو پاؤں تلے روندا جا رہا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اس پر توجہ فرمائیں اور یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دیں ہم اس پر بڑی اہم معروضات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے کوئی اور بات کرنی ہے۔

میاں محمد شہباز شریف، مہربانی جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں! آپ نے ایک نیا نکتہ اٹھا دیا ہے وہ تو صرف ریاض فتیانہ کے متعلق تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے جو کہا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر اور جو کچھ وہاں پہ ہوا ہے تو یہ تو تحریک التوائے کار کے زمرہ میں آتا ہے۔ اگر آپ اس کو تحریک التوائے کار کے زمرے میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم ابھی تحریک التوائے کار پہ ہیں' اگر ہاؤس یہ رائے دے دے کہ باقی کو چھوڑ کر اسے بغیر باری کے لے لیں تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔

میاں محمد شہباز شریف، ٹھیک ہے۔ جی ہاؤس کی رائے لے لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا' قائد حزب اختلاف نے بالکل درست فرمایا ہے لیکن سب کچھ انہوں نے کیا۔ جو مہربانی انہوں نے کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں ٹھیک ہے۔ اب مسئلہ تو یہی ہے نا کہ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کیا آپ کہتے ہیں کہ انہوں نے کیا۔ جی قائد حزب اختلاف۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب والا! مثل مشہور ہے کہ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات دونوں طرف جاتی ہے۔

میاں محمد شہباز شریف، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ہاؤس کی رائے لے لیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے بالکل درست فرمایا ہے۔ وہ چور ہیں اور کوتوال کو ڈانٹ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صداقت علی صاحب۔

چودھری صداقت علی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ الیکشن بڑے اچھے ماحول میں اور پرامن طریقے سے ہوئے ہیں اور کسی قسم کی دھاندلی وہاں پر نہیں ہوئی۔ یہ صرف عادتاً بات کرتے ہیں ان کی یہ عادت بن گئی ہے کہ جب بھی یہ الیکشن ہارتے ہیں تو دھاندلی کا الزام لگاتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) حالانکہ وہاں پر کسی قسم کی کوئی دھاندلی نہیں ہوئی اور اس سے زیادہ شفاف الیکشن کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ پورے ایوان کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نیازی صاحب آپ نے اجازت کے بغیر ہی بولنا شروع کر دیا ہے انعام اللہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ایسے تو ہاؤس کی کارروائی نہیں چلے گی۔ تحریک التوائے کار کے لیے آدھا گھنٹہ ہوتا ہے جو کہ شروع ہو چکا ہے اس کے دو منٹ گزر گئے ہیں اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں تمام تحاریک التوائے کار کو پس پشت رکھ دوں اور آپ کی وہ ایک تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کروں جو آپ سمجھتے ہیں کہ ضمنی انتخابات میں کوئی ایسی بات ہوئی ہے جو کہ غیر قانونی ہے یا کوئی ایسی صورت حال ہے تو آپ اس کے لیے مجھے لکھ کر دیں۔ کیونکہ پہلے آپ نے جو تحریک دی تھی وہ تحریک استحقاق کے زمرے میں آتی تھی وہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی تھی۔ میں ایک تحریک التوائے کار کو لے لیتا ہوں اس وقت تک آپ اپنی تحریک التوائے کار لکھ کر لے آئیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، یہ آپ ذرا دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ نہیں بنتی یہ میں نے پہلے بھی پڑھی ہے آپ دوسری تحریک لکھ کر لے آئیں میں آپ کو پانچ دس منٹ دیتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 21۔ سید تابش الوری میاں عمران مسعود، ڈاکٹر محمد شفیق چودھری۔ اگر یہ تحریک التواء ضروری نہیں ہے تو میں آگے چلتا ہوں؟ یہ ضروری نہیں ہے تو میں 22 نمبر چلا جاتا ہوں؟

سید تابش الوری، جناب والا آپ وہ تحریک ٹیک اپ کریں جس کی طرف قائد حزب اختلاف نے توجہ دلائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو ابھی لکھنی ہے ہم اس وقت تک بیٹھے تو نہیں رہیں گے اس وقت تک میں اگلی تحریک التوائے کار ٹیک اپ کرتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 22۔ جناب عبید اللہ شیخ، میاں فضل حسین، جناب محمد ثناء اللہ بٹ۔ یہ تینوں صاحبان تشریف نہیں رکھتے میاں فضل حق صاحب تو تشریف فرما ہیں۔ میاں فضل حق صاحب آپ نے اپنی تحریک نمبر 22 نہیں پڑھنی؟ میں پھر اگلی تحریک پر چلتا ہوں۔

میاں فضل حق، جناب والا آپ پڑھنے کا موقع تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ کو پڑھنے سے کب روکا ہے یہ تو وہی بات آ گئی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

میاں فضل حق، جناب والا آپ نے میرا نام ہی نہیں پڑھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ماشاء اللہ میں نے دو دفعہ نام پڑھا ہے اور خود نشان دہی کی ہے۔

میاں فضل حق، حضور انور آپ نے پہلے میرا نام فضل کریم پڑھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں میں نے فضل حق صاحب پڑھا ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا آپ ٹیپ چلوا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلیں آپ تحریک التوائے کار نمبر 22 پڑھیں۔ پڑھیں نہ پھر یہ کیا بات ہوئی آپ اٹھتے ہیں نہیں آپ پڑھیں؟

میاں فضل حق، آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ناراض اسی لیے کہ۔۔۔

میاں فضل حق، جناب والا آپ کا تو لہجہ ہی ناراضگی والا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ناراضگی تو یہی ہے کہ آپ کا نام لیتے ہیں تو آپ اٹھتے ہی نہیں ہیں۔ صرف آپ اپنی قوت سے دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں؛ اب آپ پڑھیں۔

میاں فضل حق، جناب والا آپ جب بات کرتے ہیں غصے کے لہجے میں بات کرتے ہیں ایسا کیوں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، پڑھیں آپ۔

میاں فضل حق، کمال کرتے ہیں آپ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کمال کرتے ہیں آپ سپیکر کو اس طرح سے ڈانٹ رہے ہیں؛ اچھی بات ہے آپ کی؛ (قہقہے) اب آپ دیکھیں' آپ کتنا وقت لے رہے ہیں۔ اپنی تحریک کو پڑھیں۔ تیاری گھر سے کر کے نہیں آتے۔ ایسے کورے ہی یہاں آ جاتے ہیں اور پتا کچھ نہیں ہے کہ کیا بات ہے کیا کرنا ہے؟ (قہقہے) نمبر 22 پڑھیں۔

ناپ تول آرڈیننس کی خلاف ورزی

میاں فضل حق، ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ 21-11-93 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ ناپ تول آرڈیننس نافذ ہونے کے باوجود اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اکثر دوکانوں پر وہی باٹ استعمال کیے جا رہے ہیں جس پر قانونی طور پر پابندی عائد ہے متعلقہ محکموں اور ضلع انتظامیہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے روزانہ شہری کم تولنے والوں کے ہاتھوں لٹ رہے ہیں۔ حکومت نے باٹ اور میٹر کے پیمانے پاس کرنے کے لیے ایک باقاعدہ محکمہ قائم کیا ہوا ہے۔ مگر کوئی بھی دکان دار وہاں جا کر اپنے باٹ وغیرہ پاس نہیں کراتا بلکہ دکان داروں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ محکمہ کس محل وقوع میں قائم ہے۔ لیبر انسپکٹروں کے ایجنٹ دکان داروں کے پاس جا کر دو دو سو روپے لے کر کھڑے کھڑے انہی پرانے باٹوں پر مہر ثبت کر دیتے ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کبھی ٹھیک بھی ہوتا ہے؟ مجھے اب یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔ بتائیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میں اپنے معزز دوست سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ نئے بلٹ خریدے جائیں۔ کیا اتفاق فونڈری نے نئے بلٹ بھی بنانے شروع کر دیے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ یہی تو بات تھی آپ کو میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے اس تحریک کا متن پہلے بھی پڑھا ہے اور اس تحریک کے نفس مضمون کے لحاظ سے میں اپنی جگہ پر یہ محسوس کرتا ہوں' کیونکہ محکمے سے جو اطلاع فراہم کی گئی تھی' اس کے حوالے سے میں نے یہ ضرورت محسوس کی ہے کہ ابھی مزید تفصیلات کی ضرورت ہے اور اس تحریک کے حوالے سے میں یہ چاہتا ہوں کہ ایوان میں جواب دیتے ہوئے مکمل اطلاع موجود ہونی چاہیے۔ اور اس تحریک میں میاں فضل حق صاحب نے جو اہم نکات اٹھائے ہیں میں مقامی سطح پر بھی تحقیقات کروانا چاہتا ہوں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار کو پینڈنگ کر دیا جائے اس کا جواب میں بعد میں دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محرک میاں فضل حق صاحب اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

میاں فضل حق، جناب والا! بڑی مہربانی۔ جو کچھ وزیر صاحب نے فرمایا ہے وہ صحیح بات ہے میرا اس پر ایک ہی نکتہ ہے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب ان کو بات کر لینے دیں یا اگر کوئی اسی مسئلے پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! وصی ظفر صاحب بے ہوش ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا ہو گیا ہے ان کو؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! بے ہوش ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں وہ ہوش میں ہیں۔ میاں فضل حق صاحب۔

میاں فضل حق، جناب والا! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ اس تحریک کو پینڈنگ کیا جائے مجھے صرف اتنا بتا دیا جائے کہ کتنی دیر تک اس مسئلے کو حل کر لیں گے اور جو کچھ اس تحریک میں بیان کیا گیا ہے اس کو حل کرنے کے لیے جو لائحہ عمل تیار کرنا ہے' اور اپنے طور پر اور حکومت کے طور پر جو کچھ انہوں نے کرنا ہے اس پر جلد از جلد عمل کیا جائے تاکہ آئندہ جب اس کو ٹیک اپ کیا جائے تو یہ اس کا جواب دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے محکمہ محنت کو مناسب ہدایات دے دی ہیں اور اگلے سیشن میں اس کا جواب آ جائے گا۔ اگلے سیشن تک یہ تحریک پینڈنگ کی جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس مسئلے کے حل کے لیے میاں فضل حق کو بھی اپنے ساتھ ملا لیں اور دیکھیں کہ محکمہ محنت اس پر کیا ایکشن لیتا ہے۔ اس مسئلے کا تدارک ہونا چاہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! اس چیز کی تھوڑی سی وضاحت کی جائے۔ ہمارے جو وزیر قانون ہیں ان کے ساتھ رقعے بازی ہو رہی ہے۔ یہ رقعے بازی کوئی اچھی بات تو نہیں ہے غیر پارلیمانی حرکت ہے اور اس بارے میں میرے خیال میں پہلے کوئی رولنگ بھی دی جا چکی ہے۔ اس وقت ہم تو نہیں تھے صرف یہ لوگ تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ انعام اللہ صاحب تشریف رکھیں۔

جناب غلام عباس، یہ تہمینہ دولتانہ کی رقعے بازی نہیں ہے۔

انعام اللہ خان نیازی، جناب والا رقعے بازی تو بڑے ہائی لیول پر بھی ہوتی رہی ہے۔ ہمارے لیڈر کو بھی رقعے لکھے جاتے رہے ہیں۔ اس بارے میں بھی اگر وضاحت چاہیں تو میں کر سکتا ہوں لیکن مناسب نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انعام اللہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، نہیں جناب میں صرف آپ سے یہ رولنگ لینا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر معزز رکن جس بات پر چاہے کھڑا ہو جائے اور سپیکر

سے کہے کہ رولنگ دو۔ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اس پر رولنگ دی جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ ہمارا حق ہے اور آپ کا فرض ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ میری مرضی ہے کہ میں رولنگ دوں یا نہ دوں۔ مجھے آپ مجبور نہیں کر سکتے کہ میں رولنگ دوں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر بات پر رولنگ دی جائے۔ آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔ ملک غلام عباس کھوکھر صاحب۔

ملک محمد عباس کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس بات پر پوائنٹ آف آرڈر جناب غلام عباس نے اٹھایا ہے اور جو بات انہوں نے یہاں ہاؤس میں کی ہے۔ کل اگر ہم اس طرح سے کریں گے تو آپ ہمیں روکیں گے۔ ان سے یہ پوچھیں کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ یہ باتیں ہاؤس میں کرنے کی ہیں۔؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی تو بات سنتا ہوں۔ میں نے تو ان کی بات بھی نہیں سنی اور پہلے ہی انہیں کہہ دیا تھا۔ یہ بالکل اچھی بات نہیں ہے کوئی بھی اس کو پسند نہیں کرتا۔ کم از کم جمہوریت میں معزز اراکین کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، آپ ان کو ہی سنتے ہیں' انہوں نے ادب سے بولنا ہوتا ہے' ہم نے تو تنقید کرنی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ آپ خواہ مخواہ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔۔۔

خواجہ ریاض محمود، وہ قومی اسمبلی کے رکن ہیں جن کے متعلق انہوں نے توہین آمیز بات کی ہے پھر ہم جواب دیں گے تو یہ پھر کہاں جائیں گے۔ پھر آپ بھی غصے میں آ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں جی آپ کا جو مقصد تھا اب وہ پورا کر رہا ہوں اور وہ وقت آپ کا اس طرح سے پورا ہو رہا ہے جس طرح سے آپ نے چاہا ہے۔ پہلے تو میں ہاؤس سے یہ اجازت لینا چاہتا ہوں۔ میرے سامنے یہ ایک تحریک التوائے کار ہے قائد حزب اختلاف نے جو یہاں پر ایک مسئلے کو agitate کیا اور کہا کہ کل گوجرانوالہ میں جو الیکشن ہوئے ہیں ہم اس پر تحریک التوائے کار دینا چاہتے ہیں اور

اس کو آپ آؤٹ آف ٹرن لیں۔ میں نے اس کی اجازت دی لیکن میں پہلے ہاؤس کی sense لینا چاہتا ہوں۔ جی افضل حیات صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

میاں محمد افضل حیات، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔جناب والا! آپ کے اس کو آؤٹ آف ٹرن لینے کی اور بات ہے لیکن تحریک التوائے کار کے پیش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میں آپ کی توجہ رول نمبر 66 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ قاعدہ نمبر 65 کے تحت کسی تحریک کے نوٹس کی 3 نقول اس نشست کے آغاز سے کم از کم ایک گھنٹہ پیشتر جس میں کوئی ایسا مسئلہ اٹھانا مقصود ہو سیکرٹری اسمبلی کو دی جانی چاہییں اور نوٹس موصول ہونے پر سیکرٹری نوٹس کی متعلقہ وزیر اور سپیکر کے علم میں لائے گا جناب والا! آؤٹ آف ٹرن کی ہاؤس بھی اجازت دے سکتا ہے اور آپ بھی اجازت دے سکتے ہیں۔ لیکن کم از کم جو بھی تحریک التوائے کار پیش ہونی ہو اسے اسمبلی سے ایک گھنٹا پہلے پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آج کے سیشن میں کوئی تحریک التوائے کار پیش ہونی ہے تو اسے 9-00 بجے تک آپ کے چیمبر میں آجانا ضروری تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں افضل حیات صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ لیکن بعض دفعہ کئی ایسی ناگہانی صورت حال کے تابع اور اس کی اہمیت کے تابع سپیکر کو بھی ہاؤس کو چلانے کے لیے دیکھنا پڑتا ہے کہ ہم اس کو کیسے ٹیک اپ کریں؟

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی میں بول رہا ہوں میں پھر آپ کو اجازت دوں گا۔ میں چونکہ اس سلسلے میں وعدہ کر چکا ہوں اور ادھر سے وقت بھی کم ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اس کو وعدے کے مطابق جلدی ٹیک اپ کر لیں۔ میں یہی چاہتا ہوں اور میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب بھی اس سے اتفاق کریں گے۔ کہ ہم رولز کو معطل کرتے ہوئے جو کہ ابھی میاں افضل حیات نے جس کا حوالہ دیا ہے' ہاؤس کی رائے لے لیتے ہیں کہ اس کو آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے' اس سلسلے میں لاء منسٹر کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! طریق کار یہی ہے آپ پہلے رولز معطل کروالیں' اس کے بعد جب یہ تحریک پیش کریں گے تو اس پر میں اپنا موقف بیان کر دوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں جی۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! پہلے جناب رولز کو معطل کرنے کا sense لے لے کے' یہ اجازت لیں گے کہ یہ آج پیش ہو جائے پھر آؤٹ آف ٹرن کی بعد میں باری آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے کوئی ممبر تحریک پیش کرے' تابش الوری صاحب آپ تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! وصی ظفر صاحب کا جو نقطہ ہے اس کے حوالے سے میں دوبارہ عرض کروں گا۔ کہ رولز جو ہیں ان کو معطل کروانے کے لیے آپ ایوان سے اجازت لے لیں' ہم بھی اتفاق کر رہے ہیں۔ تو رولز کو معطل کرنے کے لیے ان کی طرف سے ایک تحریک آ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تحریک پیش کر رہے ہیں۔ جی۔۔۔

سید تابش الوری، سر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک التوائے کار کے سلسلے میں متفقہ قاعدہ قواعد انضباط کار کو معطل کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی کیا ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے۔

(ہاؤس کی آواز۔۔۔اجازت ہے)

اجازت ہو گئی ہے اب آگے چلیں۔ اجازت متفقہ طور پر ہو گئی ہے۔ تابش الوری صاحب۔۔۔

سید تابش الوری، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے اہمیت عامہ کے حامل ایک مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی التوائے کار کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اس میں اب آؤٹ آف ٹرن کی بھی تو اجازت لینی ہے۔

سید تابش الوری، جی آپ نے فرمایا ہے کہ وہ تو ہاؤس کی sense سے لینی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہی رولز بھی یہی ہیں۔

سید تابش الوری، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس تحریک التواء کو جو گوجرانوالہ کے ضمنی انتخاب سے متعلق ہے اسے آؤٹ آف ٹرن زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ ہاؤس اجازت دیتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! زیر بحث نہ لایا جائے بلکہ اسے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ ذرا الفاظ کو درست کرلیں کہ اس تحریک کو آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پیش کرنے کی اجازت ہے' جی پیش کر دیں۔۔۔

گوجرانوالہ میں ضمنی انتخابات کے دوران دھاندلی، لاقانونیت اور تشدد کے واقعات

سید تابش الوری، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے اہمیت عامہ کے حامل ایک مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی التوائے کار کی تحریک پیش کرتا ہوں معاملہ یہ ہے۔

"کہ دھاندلی میں ضمنی انتخاب کے دوران زبردست دھاندلی' لاقانونیت اور تشدد ہوا ہے۔ اور حکومت امن عامہ کے موثر اقدامات میں ناکام ہو گئی ہے۔"

جناب والا! یہ تحریک میاں شہباز شریف صاحب' چودھری محمد اقبال' ڈاکٹر شفیق صاحب اور میری طرف سے پیش کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ٹھیک ہے لیکن یہاں میرے پاس نام تو میاں شہباز شریف صاحب اور سید تابش الوری صاحب دونوں کے ہیں۔

سید تابش الوری، ان کے دستخط موجود ہیں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ساتھ میں یہ ایک دوسری بھی ہے ٹھیک ہے۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی شامل کر لی جاتی ہے۔ جی لاء منسٹر صاحب۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! جب یہ اجلاس بلایا گیا تو یہ اپوزیشن کی requisition پہ تھا۔ اور ایجنڈے میں 2 دسمبر 1992ء کو ہونے والے ضمنی انتخابات کے حوالے سے بھی فاضل اراکین اپوزیشن نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ ضمنی انتخابات کے دوران حکومت کی منصوبہ بندی اور انتظامات کے دوران حکومت کی منصوبہ بندی اور انتظامات پر انہیں جو اختلافات تھے' جو اعتراضات تھے اور الیکشن کی جو صورت حال تھی اس کے بارے میں یہ بحث کرنا چاہتے تھے۔ اس حوالے سے یہ اجلاس بلایا گیا' اتفاق کی بات ہے کہ جو آخری ضمنی الیکشن تھا وہ کل منعقد ہوا۔ اور اس الیکشن کے حوالے سے بھی' اور اسی

substance کے حوالے سے بھی یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں چونکہ یہ ابھی ابھی پیش کی گئی ہے۔ اور اس کے بارے میں فوری طور پر حالات و واقعات کے بارے میں جواب دینا ممکن نہیں۔ لیکن تحریک التوائے کار کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اسے پینڈنگ کر لیا جائے۔ اور جو بھی اگلا ورکنگ ڈے ہو آئندہ اسمبلی کا' اس میں یہ اسے بحث کے لیے لائیں یا جو بھی یہ چاہتے ہیں اس کے لیے ہم حاضر ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ آج یہ اجلاس ختم ہو جائے گا۔ اس لیے آپ کا جو مقصد تھا وہ ہاؤس میں یہ پڑھی گئی' اخبارات میں آ جائے گی۔ پھر لاء منسٹر کا یہ نقطہ نظر بھی میری نظر میں ٹھیک ہے کہ یہ ایک رات کا وقفہ ہے اور نہ ہی یہ اتنی جلدی پوچھ سکتے ہیں آپ بھی حکومت میں رہے ہیں اور یہاں جو فاضل اراکین بیٹھے ہیں وہ وزراء بھی رہے ہیں ان کو بھی پتا ہے کہ کس طریق کار کے مطابق یہاں پر بیان دیا جاتا ہے اور کس طرح ان سے پوچھا جاتا ہے اور کیا صورت حال ہے۔ وہ تو اب ممکن نہیں ہو گا۔ pending کرتے کیونکہ آج اجلاس prorogue ہو جائے گا۔ میرے خیال میں ہم اس کو اس شرط کے ساتھ کہ اگلے اجلاس میں اس کو ٹیک اپ کیا جائے گا۔ اس بارے میں چودھری محمد اقبال صاحب کیا کہتے ہیں۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! یہ بڑا ہی اہم مسئلہ ہے اور ہم اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جس طرح آپ نے فرمایا کہ اس کو پینڈنگ کر دیا ہے تو یہ تو اگلے اجلاس میں ویسے ہی kill ہو جائے گی۔ اور ہمارا موقف تو پھر ریکارڈ پہ آ ہی نہیں سکے گا۔ جناب والا! ہم نے تو اس پر بات کرنی ہے اور یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس میں لوگوں کی جان و مال' گولیاں فائرنگ وغیرہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں چودھری صاحب ذرا تشریف رکھیں' مسئلہ یہ ہے کہ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ تحریک پیش ہوتی ہے پھر ادھر سے لاء منسٹر جواب دیتے ہیں' بحث کا تو ایک اور ہی طریقہ ہے جس طرح ہم نے وہ باغبانپورہ والی تحریک کو ٹیک اپ کیا تھا۔ اگر اب اسے admit بھی کر لیں تو تین دن کے اندر اس کا وہ دو گھنٹے کے لیے آتا ہے۔ یہ اس طرح سے ٹیک اپ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی شق نہیں ہے۔ یعنی ایڈمیشن کا ہے اور اس کے بعد ٹائم مخصوص کیا جاتا ہے اور اس پر پھر بحث ہوتی ہے۔ آج کا مسئلہ تو یہی تھا کہ ہم اس کو بھی لانا چاہتے ہیں میں نے اجازت دی آپ نے پڑھ دی' اس کو ہم نے ٹیک اپ کر لیا' لاء منسٹر نے اس پر بیان دے دیا میرے خیال میں اب ایسی کوئی

بات نہیں ہے۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا۔ لیکن یہ معاملہ انتہائی فوری نوعیت کا ہے۔ اس لیے کہ درجنوں لوگ زخمی ہوگئے ہیں۔ ان کو گولیاں لگی ہیں۔ کلاشنکوف چلی ہیں۔ ایک مشیر باتدبیر نے پولنگ بوتھ کے اندر جا کر اپنے ہاتھوں سے بیلٹ پیپروں پر مہریں لگا کر بیلٹ پیپروں کو stuff کیا ہے۔ جناب سپیکر! اس طریقے سے عوامی مینڈیٹ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ لوگ زخمی ہیں۔ گھروں میں ہسپتالوں میں بیٹھے ہیں۔ مہربانی کر کے اپنے خاص اختیارات استعمال کرتے ہوئے آپ ہمیں اس پر بحث کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 1972ء کا واقعہ آپ کو یاد ہوگا۔ ایک سابق وزیراعظم نے 26۔ مارچ 1972ء کو کہا تھا کہ خدا کا شکر ہے پاکستان بچ گیا۔ اور جناب سپیکر! آپ نے دیکھا کہ پاکستان ٹوٹ گیا تھا۔ جناب سپیکر! اسی طریقے سے 1977ء آیا۔ دھاندلی کے خلاف تحریک چلی۔ اور پھر گیارہ سال مارشل لاء کے سایے میں گزرے۔ جناب سپیکر! پھر 1988ء آیا تو موجودہ وزیراعظم نے فرمایا تھا کہ پنجاب میں selective rigging ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! پھر 1990ء آیا۔ اور 1990ء کے بارے میں پیپلز پارٹی نے نیشنل اسمبلی میں ایک وائٹ پیپر پڑھا تھا۔ اور اس میں بے شمار سیٹوں کی اوپر دھاندلی کے الزامات لگائے گئے تھے۔ اب 1993ء میں نیوٹرل گورنمنٹ کے تحت جو انتخابات ہوئے اس کے باوجود اکثر وہ سیٹیں جن پر دھاندلی کے الزامات لگائے گئے تھے آج وہ نیشنل اسمبلی میں اور صوبائی اسمبلیوں میں وہ لوگ بیٹھے ہیں جناب سپیکر! پھر 1993ء میں لانگ مارچ کا ڈراوا دے کر پاکستان کے وفاق کو خطرے میں ڈال کر ایک جمہوری حکومت کو تہ و بالا کیا گیا۔ آج پھر اسی کھیل کو، اسی ڈرامے کو دوبارہ رچایا جا رہا ہے۔ 2 دسمبر کے بارے میں وزیر موصوف نے جو فرمایا کہ ہم نے یہاں پر ڈبیٹ کی۔ بالکل ڈبیٹ کی اور ہم نے آپ کی خدمت میں ثبوت پیش کیے۔ بلیک اینڈ وائٹ۔ پریذائیڈنگ آفیسرز نے لکھ کر دیا حکومت وقت کو، لکھ کر دیا ریٹرننگ آفیسرز، کو لکھ کر دیا الیکشن کمشن کو کہ جناب، ہم پولنگ بوتھ کے اندر محبوس ہیں، ہمیں یرغمال بنایا گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں آپ نے بحث شروع کر دی ہے۔ اور یہی باتیں آپ نے بحث میں کرنی ہیں۔۔۔

میاں محمد شہباز شریف، نہیں جناب سپیکر! مجھے آپ بات کرنے دیجیے۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ

انھوں نے گن پوائنٹ کے اوپر بیلٹ پیپروں کو سٹیمپ کیا اور وہاں پر stuff کیا۔ ہماری خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔ ان کو دھکے دے کر پولنگ بوتھ سے نکالا گیا۔ جناب سپیکر! کل گوجرانوالہ میں وہی چیز دہرائی گئی۔ وہی ریہرسل ہوئی' حالانکہ ہمارے گوجرانوالہ کے مسلم لیگ کے عوام ہائی کورٹ میں گئے کہ افواج پاکستان کو درخواست کی جائے کہ وہ گوجرانوالہ میں آ کر پولنگ بوتھ اور لیکشن کو supervise کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اب اپنی بات ختم کرنے والے ہیں۔

چودھری صداقت علی، جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا بحث کا آغاز ہو گیا ہے؟ ابھی آپ کو فیصلہ دینا ہے کہ بحث آج ہونی ہے یا نہیں۔ ابھی یہ فیصلہ نہیں ہوا اور انھوں نے بحث کرنی شروع کر دی ہے۔ (قطع کلامیاں)

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! میرے دوست بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ انھیں سمجھائیں کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کو بات میں مداخلت نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے اسی لیے قائد حزب اختلاف کو تھوڑا سا اشارہ بھی دیا تھا کہ بات ختم کریں۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! وصی ظفر صاحب بڑے سینیر پارلیمنٹیرین ہیں۔ جب آپ ہاؤس سے گفتگو فرما رہے ہوں تو کھڑے ہو کے مداخلت کرتے ہیں۔ اگر وہ کر سکتے ہیں تو جناب' میں تو کوئی چیز نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ کل گوجرانوالہ میں جو دھاندلی ہوئی ہے' جو غنڈہ گردی ہوئی ہے اور وزیراعلیٰ صاحب نے خود فرمایا تھا کہ یہ حکومت انصاف کو فروغ دے گی' صوبے میں امن کو قائم کرے گی اور بلاامتیاز اور بلا تمیز ہر ایک کے ساتھ انصاف برتا جائے گا۔ جو لوگ اس ایوان میں فلور پر کھڑے ہو کر ایسے بلند بانگ دعوے کریں اور خود کلاشنکوف اور ہتھیار لے کر پولنگ بوتھ کے اندر جا کر دھاندلی کریں اور غنڈہ گردی کریں ان سے انصاف کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟ اس لیے میری جناب سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے آپ ہمیں اس اہم ترین موضوع

کے اوپر گفتگو کرنے کی اجازت فرمائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے قطعی طور پر یہ نہیں کہا کہ تحریک التوائے کار کو kill کر دیا جائے گا یا اس کے لیے آئندہ کوئی نئی تحریک التوائے کار لانے کی ضرورت ہے۔ میں نے واضح طور پر کہا ہے کہ یہ تحریک التوائے کار پینڈنگ کر دی جائے۔ آئندہ جو بھی ورکنگ ڈے ہوگا اس روز یہ تحریک التوائے کار لے لی جائے۔ آج آپ نے پڑھ لی ہے۔ اس روز یہ ایوان میں پیش ہو جائے گی۔ جب ضمنی انتخابات کے حوالے سے ایک پورا سیشن ہوگیا ہے تو ہم کسی ایک حلقے کے ضمنی انتخاب کے بارے میں اعتراض نہیں کرنا چاہتے کہ آپ اس کو ایوان میں زیر بحث نہ لائیں۔ لیکن آج ابھی دو منٹ یا چار منٹ پہلے یہ تحریک التوائے کار مجھے دی گئی ہے۔ تو تحریک التوائے کار دینے کا کوئی مقصد' کوئی مفہوم ہوتا ہے کہ اس کے اوپر بحث ہو گی۔ حکومت کی طرف سے بھی کسی کو بولنا ہے' اسے بھی اپنا مؤقف بیان کرنا ہے۔ ابھی کل یہ وقوعہ ہوا ہے تو اگر دو چار منٹ پہلے تحریک دی جاتی ہے اور وہ بغیر باری کے لی گئی ہے تو میں بغیر باری کے اس کا جواب تو یہاں پر نہیں لا سکتا البتہ تحریک التوائے کار kill نہیں کی جائے گی اور آپ اس بارے میں رولنگ دے سکتے ہیں کہ اگلے اجلاس میں اس کو ترجیحی طور پر لیا جا سکتا ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! اس تحریک التوا پر بحث کے لیے جناب لاء منسٹر نے کچھ وقت چاہا ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ آپ آج ہی اس سیشن کے آخری دو گھنٹے اس پر بحث کے لیے مخصوص فرما دیں۔ کیونکہ آپ سمجھتے ہیں کہ انتخابات ہماری جمہوریت۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ آدھا گھنٹہ ختم ہو رہا ہے۔ آپ پھر کہیں گے کہ ہمارا وقت لے لیا ہے۔ اب میں اس کا بھی پابند ہوں جو آدھا گھنٹا mandatory ہے۔ (مداخلت) آپ مجھے بات کرنے دیں۔ میں سمجھ گیا ہوں۔

سید تابش الوری، اگر انتخابات کے عمل کو ہی مشکوک بنا دیا جائے اور انتخابات ہی کو عوام کی نظروں میں جھوٹ' دھوکے اور فریب کی شکل دے دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں آئندہ جمہوریت کا کوئی مستقبل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے یہ سب سے اہم مسئلہ ہے۔ اور اسے آپ آج آخری دو گھنٹوں میں زیر بحث لانے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ رولز کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔ تحریک التوائے کار پیش ہوتی ہے، متعلقہ منسٹر اس کا جواب دیتا ہے، اس کے بعد سپیکر کو اس کی admissibility پر اپنی رولنگ دینا ہوتی ہے اور اس رولنگ کے بعد ایوان کی رائے لینے کے بعد وہ تحریک بحث کے لیے منظور کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کے لیے وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ جب میں جواب کے لحاظ سے عرض کر رہا ہوں کہ ابھی چار منٹ پہلے مجھے یہ تحریک التوائے کار موصول ہوئی ہے تو میں کس طرح out of turn اس کا جواب ایوان میں پیش کر سکتا ہوں؟ ایسا کوئی میڈیا موجود نہیں ہے۔ ابھی تو اس کی admissibility کا موقع ہی نہیں آیا۔ تو نہ اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جا سکتا ہے اور نہ اس ضمن میں کوئی رولنگ آ سکتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے جناب فیصلہ فرمایئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب وقت ختم ہونے والا ہے۔ مجھے بات کر لینے دیں۔ پھر وقت ختم ہو جائے گا۔ میں وقت کا خود پابند ہوں اور میں اس وقت پر عمل بھی کرنا چاہتا ہوں۔ (مداخلت) وہ تو ختم ہو گیا۔ میں بھی پھر اپنی رولنگ نہیں دے سکوں گا۔ بات یہ ہے کہ جس طرح لاء منسٹر نے کہا، ہم نے اس کو treat کیا اور آپ کی خواہش کے مطابق اس کو پڑھا بھی گیا۔ قائد حزب اختلاف نے اس پر بڑی مفصل گفتگو بھی کر لی، جو مقصد تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔ تو اب میں اتنا کرتا ہوں کہ اس کو ہم kill نہیں ہونے دیں گے۔ اگلے سیشن تک اس کو پینڈنگ کرتے ہیں۔ جب بھی سیشن ہو گا تو یہ تحریک سب سے پہلے بغیر باری کے آئے گی۔ تو وقفہ تحریک التوائے کار ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! وقفہ سوالات محکمہ ہاؤسنگ، فزیکل پلاننگ کے دوران جب میں سوالات کا جواب دے رہا تھا تو اس روز فاضل ممبران اپوزیشن کی طرف سے اعتراف کیا گیا تھا کہ میں نے جو بات کہی ہے اس سوال کے ضمنی جواب میں کہ اخبارات میں اشتہارات بھرتی کے ضمنی میں دیے گئے تھے۔ انہوں نے اعتراف کیا تھا کہ یہ بات غلط ہے۔ اخبارات میں دیے گئے اشتہارات کے تراشے پیش کیے جائیں۔ ویسے تو اسی روز میں نے ایک تراشہ پیش کر دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بات کے کرنے کا کوئی مرحلہ آیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اس روز جناب سپیکر نے رولنگ دی تھی کہ سیشن کے آخر تک میں اخبارات کے تراشے پیش کر دوں۔ لہذا آپ کی رولنگ اور اپنے جواب کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ایوان کے سامنے اخبارات کے تراشے پیش کرتا ہوں۔ اور ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اخبارات کے تراشے ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! چونکہ وہ تحریک استحقاق زیر بحث آ گئی تھی اور میں نے مداخلت کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ جناب نے رولنگ فرمائی تھی جو کہ ریکارڈ پر آ گئی ہے تو میں اسے درست کرانا چاہتا ہوں۔ کہ سپیکر ہر بات پر رولنگ دینے کا پابند نہیں ہے۔ مرضی ہے کہ رولنگ دے یا نہ دے۔ لیکن 184(5) "The Speaker shall decide all points of orders". اس میں "shall" ہے۔ یعنی یہ binding ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ایسا نہیں ہے کہ جو ایسا غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر ہو۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، پھر وہ جناب کہیں گے کہ غیر ضروری ہے۔ وہ فیصلہ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو وہ میں نے غیر ضروری کہہ دیا تھا۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں۔ جناب نے کہا تھا فیصلہ دینا ضروری نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ فیصلے کو over-look بھی کر جاتے ہیں جس طرح یہاں اتنے زیادہ پوائنٹ آف آرڈر ہوتے ہیں کہ over-look کر جاتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وہ تو ان کی illiteracy ہے کہ اگر اتنے زیادہ غلط ہوتے ہیں۔ میرا دوسرا نکتہ ذاتی وضاحت کا ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک محمد عباس کھوکھر صاحب!

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! میں نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی جو ایجنڈے میں نہیں آئی۔ پھر میں نے جناب وزیر قانون کو کہا۔ اس

پر وزیر زراعت صاحب نے بھی کہا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ بڑی ضروری ہے۔ بے شک ہاؤس سے اس کی اجازت لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہاں ہر بات ضروری ہے۔ غیر ضروری کوئی بات نہیں ہوتی۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہر شخص کی بات پنجاب کی ہے۔ جی لاء منسٹر صاحب! لاء منسٹر صاحب اپنی سیٹ پر تشریف لائیں۔ (قطع کلامیاں) درخواست ہائے رخصت برائے منظوری پیش کر لیں۔ سرکاری ایوارڈ آپ کو بعد میں ملیں گے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ کل پیش کر دیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

میاں محمد شہباز شریف

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد شہباز شریف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I would like to inform you that Mian Muhammad Shehbaz Sharif, Leader of the Opposition has gone to London in connection withdomestic affairs, and would not be able to attend the Assembly Session from 3rd to 11th November, 1993. Leave may kindly be granted to him.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار امجد حمید دستی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار امجد حمید دستی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I will not be able to attend the Assembly Session on 7th and 8th November 1993. Leave may be granted.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب غلام سرور خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام سرور خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں اپنی نانی اماں صاحبہ اور دیگر رشتہ داروں کی فوتیدگی کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس منعقدہ 30 اکتوبر تا 4 نومبر 1993ء حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب تاج محمد خان زادہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست تاج محمد خان زادہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Kindly grant me leave for 7th and 8th November, 1993 on account of urgent work.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب مہر فضل حسین سومرا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مہر فضل حسین سومرا رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"ناگزیر ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 7 نومبر 1993ء کے اسمبلی کے اجلاس

میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اعجاز احمد شیخ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب اعجاز احمد شیخ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to unavoidable circumstances, I am unable to attend the Assembly Session 30th October, and 3rd to 16the November, 18th to 23rd Dec, 1993 Leave may kindly be granted.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں 15 نومبر 1993ء کو اسمبلی کے اجلاس میں بوجہ ضروری کام حاضر نہیں سکتا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب راجہ جاوید اخلاص

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب راجہ جاوید اخلاص صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں بوجہ مصروفیت 4 نومبر 1993ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ایس۔اے حمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس۔اے حمید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ مورخہ 3 نومبر 1993ء کو ایک ضروری کام کے سلسلے میں اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

میجر ریٹائرڈ سیف اللہ چیمہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میجر ریٹائرڈ سیف اللہ چیمہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ میں انتہائی مجبوری کی وجہ سے مورخہ 6 نومبر 1993ء کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ براہ مہربانی ایک دن کی رخصت عطا کی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

طارق بشیر چیمہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست طارق بشیر چیمہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I would like to bring it in your notice that I was away from Lahore on 30/10, 31/10, 1/11-4/11 altogather six days. Please kindly sanction my leave.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عثمان ابراہیم

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں عثمان ابراہیم رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I will be unable to attend the session of the Punjab Assembly due to personal engagements. It is requested that I may please be granted leave of absence from the Provincial Aseembly of the Punjab for whole of the current session.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب امان اللہ بابر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب امان اللہ بابر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"جناب تابش الوری کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ محترم امان اللہ بابر 20 دسمبر 1993ء کو قاتلانہ حملے کے بعد میو ہسپتال میں داخل ہیں۔ اور اسمبلی میں حاضر ہونے سے قاصر ہیں۔ لہذا 20 تا 23 دسمبر 1993ء تک کی رخصت عطا فرمائیں"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم راج حمید گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست بیگم راج حمید گل رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں بوجہ ناسازی طبع اسمبلی کے اجلاس مورخہ 18 دسمبر 1993ء کو حاضر نہ ہو سکی۔ براہ کرم رخصت عطا فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب غلام محمد عاقل کوریجہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام محمد عاقل کوریجہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ضروری گھریلو امور کی انجام دہی کے سلسلے میں اسمبلی کے موجودہ اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب تاج محمد خان زادہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب تاج محمد خان زادہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to some urgent work I would not attend the session on 22nd Dec. 1993 Leave be granted.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب میاں عمران مسعود

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں عمران مسعود صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Mian Imran Masood, PP-91, Gujrat has informed to Rana Muhammad Iqbal, MPA on telephone that due to some urgent affairs he is unable to attend the Session of the Punjab Assembly. Leave for 21st to 23rd December, 1993 may kindly

be granted.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب غلام قادر رانا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام قادر رانا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ میں 27 اکتوبر سے 31 اکتوبر تک بوجہ مجبوری اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ہوں برائے مہربانی میری رخصت منظور فرمائی جائے

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Government Business: Minister for Law please.

ملک محمد عباس کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! میں ایک انتہائی ضروری قرارداد کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب وزیر قانون سے پوچھ لیا جائے۔ یہ پورے صوبہ پنجاب کا مسئلہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے رولنگ دے دی ہے چاہے جتنا بھی ضروری ہے۔ اس کی ابھی اجازت نہیں دی جاتی آپ بار بار اصرار کر رہے ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! یہ پورے صوبہ پنجاب کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چاہے پاکستان کا مسئلہ ہو میں اس وقت اجازت نہیں دے سکتا۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! کل جناب وزیر قانون صاحب نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! آپ نے ایک گھنٹا پہلے اجازت دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اجازت نہیں دے سکتا۔ مہربانی کر کے آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

جی وزیر قانون صاحب!

مسودات قانون

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مجھے پنجاب بنک ترمیم آرڈیننس پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجازت دی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں بنک آف پنجاب ترمیمی آرڈیننس 1993ء پیش کرتا ہوں۔

ہنگامی قانون (ترمیم) دی بنک آف پنجاب مجریہ 1993ء

MR DEPUTY SPEAKER: The Bank of Punjab (Amendment) Ordinance 1993 has been laid on the Table of the House. It is deemed to have been introduced in the House under Rule 75(6) of the Rules of Procedure.

اب آپ رول کو معطل کرنے کے لیے تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ مجالس قائمہ کا ابھی تک وجود نہ ہے۔ لہذا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ اسمبلی کے قواعد و ضوابط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ 77 کو معطل کر کے اس آرڈیننس کو خصوصی کمیٹی جو قاعدہ 160 کی تحت مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہو کے حوالے کیا جائے۔

1- جناب محمد وصی ظفر
2- جناب محمد شاہ نواز چیمہ
3- مہر سعید احمد ظفر بڈھیار
4- میجر (ریٹائرڈ) سمیع اللہ شیخ
5- جناب محمد اسلم کھچی
6- ڈاکٹر شیلا بی چارلس
7- سید تابش الوری

8- ملک محمد سلیم اقبال

9- جناب سید افضال علی شاہ

10- جناب انعام اللہ خان نیازی

جناب ڈپٹی سپیکر، چونکہ مجلس قائمہ کا ابھی تک وجود نہ ہے لہذا یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔۔۔ اسمبلی کے قواعد و ضوابط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کو معطل کر کے اس آرڈیننس کو خصوصی کمیٹی قاعدہ نمبر 160 کے تحت مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہو کے حوالے کیا جاتا ہے۔

1- جناب محمد وصی ظفر

2- جناب محمد شاہ نواز چیمہ

3- مہر سعید احمد ظفر بڈھیار

4- میجر (ریٹائرڈ) سمیع اللہ شیخ

5- جناب محمد اسلم کھچی

6- ڈاکٹر شیلا بی چارلس

7- سید تابش الوری

8- ملک محمد سلیم اقبال

9- جناب سید افضال علی شاہ

10- جناب انعام اللہ خان نیازی

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اب اس کی رپورٹ یہ کمیٹی 22-1-94 تک پیش کرے گی۔

مسودہ قانون (ترمیم) دی پنجاب سوشل سروسز بورڈ، مصدرہ 1993ء

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill, 1993.

MINISTER FOR LAW: I beg to move.

"That the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 1993, as reported upon by the Special Committee, be taken into

consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion is.

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! یہ آج کا جو ایجنڈا ہے اس میں تو مسودہ قانون (ترمیم) منڈی ہائے زرعی پیداوار کی تحریک ہے۔ اس میں تو سوشل سروسز بورڈ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب قواعد انضباط کار میں یہ ہے کہ کل کا جو ایجنڈا تھا' آپ کل والے ایجنڈے کو پڑھیں اس میں جو کام بقایا رہ جائے وہ آج کا باقی ماندہ treat ہوتا ہے۔ آپ بھی اس کو سمجھتے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب پوائنٹ اف آرڈر پر ہیں۔

سید تابش الوری، جناب میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں وہ پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کل جو پنجاب شوگر فیکٹریز کنٹرول ایکٹ پیش ہونا تھا وہ تو آج پیش نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔ کل والا ایجنڈا آپ کے سامنے ہے؛ کل والے میں آپ دیکھیں۔۔۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جی وہ تو بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' میں اس پوائنٹ آف آرڈر کا اب فیصلہ کر رہا ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب اتنی اہم کارروائی ہو رہی ہے۔ کورم پورا نہیں ہے۔ پچیس آدمیوں سے آپ اتنی اہم قانون سازی کس طرح کر رہے ہیں؛ میں کورم پوائنٹ آؤٹ کر چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پوائنٹ آؤٹ ٹھیک ہے۔ کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے گنتی کریں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم نہیں ہے۔ 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ پانچ منٹ ہو گئے ہیں گنتی کی جائے۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔ اب جو طریق کار ہے وہ یہ ہے کہ اگر پانچ منٹ کی گھنٹیوں کے بعد کورم پورا نہ ہو تو ایوان پندرہ سے بیس منٹ تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے اس کے بعد پھر گنتی ہوتی ہے تو میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اب پھر پندرہ یا بیس منٹ کے لیے اسے ملتوی کریں اس کے بعد پھر گنتی ہو تو میں سمجھ رہا ہوں کہ پھر بھی کورم پورا نہیں ہو گا اب چونکہ کورم پورا نہیں ہے اور میں prorogation کا آرڈر پڑھتا ہوں۔

In exercise of the powers conferred on me under Clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Haneef Ramay, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Proviincial Assembly of the Punjab with immediate effect.